

ناولرحب اپیشل

فوجہات عشق

اب بُشیدر

نالرحب
NovelsHub

اس ناول کے تمام جملہ حقوق نالزحب کے نام محفوظ ہیں۔ واجباتِ عشق از قلم

مہرین سعید صرف اور صرف نالزحب کے لئے لکھا گیا ہے۔ کسی بھی فرد یا

ادارے کو اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کی خلاف کانونی کارروائی عمل میں لائی جائیگی ہے۔

انتظامیہ

نالزحب

مکمل ناول

وہ دونوں گھٹری پر وقت دیکھتے ہوئے مسکراتے اور ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور پھر سامنے کھڑے ذوالوجی کے پروفیسر کو جو حاضری لینے کے لیے رجسٹر کھول رہے تھے۔

"10" ہارون نے جیسے ہی کلاس میں بیٹھے دس کھا اسی وقت وہ یونیورسٹی میں بھاگتا ہوا داخل ہوا۔ "9" علی نے اپنی باری لی۔ "8" ہارون نے پھر کہا۔ جب کہ پروفیسر طالب علموں کے روں نمبر کاں کر کے حاضری لگارہ ہے تھے۔

وہ بغیر کسی کی طرف دیکھتا بھاگتا ہوا طوفان کی طرح آرہا تھا۔ "7" علی اور ہارون الٹی گنتی گن رہے تھے۔ وہ بھاگتا ہوا اپنے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہو چکا تھا۔

"6" ہارون نے مسکراتے ہوئے اپنے روں نمبر پر

"present sir"

بولنے کے بعد چھ کہا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"5" علی نے کہا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ "4" ہارون نے کلاس میں چار کہا۔ اور وہ جو کلاس کے قریب پہنچ گیا تھا کسی سے ایک دم ٹکرایا۔

"او۔۔۔ سوری پلیز" سامنے والے کو دیکھے بغیر اس نے سوری کہا جلدی سے اس کی کتابیں سمیٹ کے پکڑا تا۔ وہ کلاس کی طرف بھاگا۔ ٹکرائے والے نے اسے بھاگتا دیکھ کے مسکراہٹ دبائی۔ اسے کون نہیں جانتا تھا۔

"2" ہارون اور علی نے مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ "1" جیسے ہی ان دونوں نے ایک کھاؤہ کلاس کے دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

نالزح

"رولنمبر 24؟" پروفیسر نے اس کارڈ نمبر دوبارہ کاٹ کیا۔

"present sir".

وہ کلاس کے دروازے میں ایستادہ اپنی حاضری لگوار رہا تھا۔ ساری کلاس کا قہقہہ بلند ہوا۔ جبکہ علی اور ہارون اپنی نشستوں کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے مسکراتے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ سدھرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ پروفیسر نے ایک دم کلاس کو گھورا۔ انکی گھوری پہ کلاس میں خاموشی چھا گئی۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اور انہوں نے اپنے چشمے کے پیچھے سے اسے گھورا۔

وہ بلیو جیز پہ بلیک شرط پہنے، بیگ کو کندھے پہ ایک طرف ڈالے، بالوں کو جیل لگا کے سیٹ کیے، بر انڈ ڈواچ اور بلیک جو گرز میں اپنا پھولہ ہوا سانس درست کر رہا تھا۔

"حمدان درانی۔۔۔" پروفیسر نے اس کے نام کو لمبا کھینچتے ہوئے استہزا یہ لبھے میں کہا۔ "کیا آپ لیٹ آنے کی وجہ بیان کرنا پسند کریں گے؟"۔ پروفیسر نے اپنا چشمہ اتارتے ہوئے اسے کہا۔ جبکہ باقی کلاس اسے اور پروفیسر کو دیکھ رہی تھی۔

"سر میں جب آرہا تھا تو سڑک پہ ایک عورت کا ایکسٹریٹ ہو گیا تھا۔ کوئی بھی اس کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔" حمدان نے اپنے لبھے میں غم سماتے ہوئے کہا۔

پروفیسر کے ماتھے پہ لکیروں میں سے ایک لکیر کم ہوئی۔ "اگر آپ کو لگتا ہے کہ....." یہ جملہ ہارون نے اپنی جگہ پہ بیٹھے آہستہ آواز میں بولا۔ "مجھے خدمتِ خلق کا بہت شوق ہے" حمدان نے اپنی بات آگے بڑھائی۔

"تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے" علی نے اپنی جگہ پہ بیٹھے اس کی بات مکمل کر دی تھی۔ وہ دونوں اسے بہت اچھے سے جانتے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اگلی بات پروفیسر سمجھے چکے تھے کہ حمدان اس عورت کی مدد کرتے لیٹ ہو چکا ہو گا۔ پروفیسر نے ڈھیلے پڑتے اس کو کلاس میں آنے کی اجازت دے دی۔

وہ نوابوں کی طرح چلتا جا کے علی اور ہارون کے ساتھ بیٹھ گیا۔

چونکہ ذولوجی کا لیکچر ہو چکا تھا اس لئے پروفیسر صاحب کلاس سے نکل گئے۔

"واو حمدان اس عورت کی مدد کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھ رہا تھا تو تم نے اس کی مدد کی۔ ہاؤ سویٹ!" ایک من چلی اڑ کی نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے ایسا کب کہا؟" حمدان نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے جواب دیا۔ پوری کلاس جو کہ اس کے اس کارناٹ سے متاثر ہوئی لگ رہی تھی، جیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"اس نے کہا کہ کوئی بھی اس عورت کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا تھا" علی نے بات شروع کی۔ "ہاں کیونکہ وہاں پولیس تھی اور ایمبولینس والے آگئے تھے۔" حمدان نے وضاحت کی۔

"اس نے یہ نہیں کہا کہ اس نے اس عورت کی مدد کی۔ اس نے کہا کہ اسے خدمت خلق کا شوق ہے"۔ ہارون نے اس کی بات کا اصل مطلب سمجھایا تھا۔

ساری کلاس کے منہ کھل گئے۔ "اور تم لیٹ کیوں ہوئے پھر؟" سی آرنے پوچھا۔ "او جانی۔ وہ تو تیرے بھائی کی آنکھ نہیں کھلی۔ ورنہ تو جانتا ہے مجھے" حمدان نے اس کی طرف دیکھتے آنکھ دباتے شرار特 سے کہا۔ وہ سامنے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

والے کو چکھہ دینے میں ماہر تھا۔ ساری کلاس نے نفی میں سر ہلایا اور کلاس سے نکلنے لگے۔ کیونکہ حمد ان درانی تو سدھرنے سے رہا۔

وہ اپنی دوست کے ساتھ کتابیں لینے آئی تھی۔ بلوڈر اوزر پیلو شرٹ بلیک جاپ پہنے کندھے پہ شال رکھے وہ معصوم سی پری لگ رہی تھی۔ "ہیلو بیوی" وہ دونوں شاپ سے نکل رہی تھیں تو تین چار لڑکوں کے گروپ نے ان دونوں کو دیکھ کے کمنٹ پاس کیا۔ اس نے گردن موڑ کے ان کی طرف دیکھا۔ وہ رف سے حلیے میں ملبوس لڑکے شکل سے ہی غنڈے لگ رہے تھے۔

"ہانی سوچنا بھی مت کچھ کہنے کا" اس کی دوست نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ اور وہ آگے بڑھ گئیں۔ لڑکوں کی قسمت خراب تھی وہ ان کے پیچھے چلنے لگے۔ پہلے تو ان دونوں نے جتنا ہو سکا انہیں انور کیا۔ لیکن پھر ہانی کا دماغ گھوم گیا۔ اس نے چلتے چلتے ایک سنسان گلی کی طرف موڑ لی۔ لڑکوں کی باچھیں کھل گئیں۔ دیکھنے میں وہ دونوں صرف 18 سال کی لگ رہی تھیں۔ اور جس طرف وہ مر گئی تھی آگے گلی کے نکڑ میں دیوار تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی نے دیوار کو دیکھتے ہوئے گردن موڑی اور اپنی کتاب اپنی دوست کو دے دی۔ لڑکوں میں سے ایک آگے آیا۔ "جان ادھر آؤ۔ وہاں کہاں جا رہی ہو" اس نے اپنے پان والے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے نہایت غیر مہذب طریقے سے کہا۔

ہانی نے جو آخری موقع انہیں چھوڑنے کا سوچا تھا وہ بھی گیا۔ اس کی دوست آرام سے ساتھیڈ پہ کھڑی ہو گئی۔

"قریب آؤ نایار اتنی دور کیوں کھڑی ہو" وہ لڑکا اس کے قریب آتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے بولا۔
ہانی نے اس کا ہاتھ کپڑ کے گھما یا اور اسے المانچے لٹادیا۔

اس لڑکے کے دوستوں کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ ہانی نے نیچے لڑکے کے اوپر اپنا پاؤں رکھا اور اس کی کمرپہ اپنی جوتی سے دباو ڈالا۔ "آ آ۔۔۔۔۔۔" اپنے دوست کی آواز میں وہ تینوں آگے بڑھے۔ ہانی نے نیچے لڑکے کی کمرپہ دونوں پاؤں رکھے اور اپنی ایک ٹانگ کو گھماتے ہوئے دونوں میں سے ایک لڑکے کے منہ پر دے مارا دوسرا کا حملہ اس نے نیچے جھک کر روکا۔ اور تیسرا کو پاس پڑی لکڑی اٹھا کے سر میں دے ماری

دو سے چار منٹ میں ان لڑکوں کی حالت غیر ہو گئی تھی۔ وہ لڑکی نہیں تھی چلتا پھر تابہب تھی۔ وہ اور اس کی دوست شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس گلی سے نکل گئیں۔ پیچھے لڑکوں کو نافی یاد آگئی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی سٹڈی روم میں داخل ہوتی۔ ہانی کو پتہ تھا وہ اسٹڈی روم میں ہی ہونگی۔ اور وہ واقع ہی وہاں کر سی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے شال کو کندھے پر ڈالا تھا۔ ٹیل پونی کر کے بال کندھے کے ایک طرف ڈالے وہ کتاب میں بری طرح مگن تھی۔

اسے کتابوں سے عشق تھا۔ اسٹڈی روم اس کے ذوق کامنہ بولتا ثبوت تھا۔

کوئی افسانہ، کوئی سفر نامہ، کوئی ناول، لٹریچر ادب جو پرو شہ چوہدری کی نگاہ سے نہ گزرا ہو۔ وہ خود ایک کتاب کی مانند تھی۔ ہانی نے بغیر آواز پیدا کیے جا کے اس کی کرسی کے پیچھے کھڑی ہو کے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لئے۔

وہ ہلاکا سا مسکرائی۔ "چندا" کا نوں میں رس گھولتی آواز سے اس نے ہانی کو اس نام سے پکارا جس سے وہ اسے اکثر پکارتی تھی۔

"آپی۔۔۔" ہانی روہانی ہوتے ہوئے بولی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آج تو ہم نے کوئی آواز بھی پیدا نہیں کی۔ اور آپ کو پھر بھی پتا چل گیا" وہ منہ بسو رتے بولتی اس کے سامنے آتے ہوئے بولی۔ پرو شہ مسکرائی۔ "ہم آپ کے لیے کتاب لائے ہیں" ہانی نے وہ کتاب اس کی طرف بڑھائی لیکن و شہ نے کتاب نہیں دیکھی بلکہ ہانی کے ہاتھ پہ چوت کا چھوٹا سا نشاں دیکھا۔

"یہ کیسی لگی؟" وہ تفتیشی لمحے میں اس کا ہاتھ پکڑ کے بولی۔

"یہ---" ہانی نے بہانہ سوچنا شروع کیا۔

وہ گہری نظروں سے ہانی کو دیکھ رہی تھی۔ "وہ ہم گر گئے تھے۔ اس لئے یہ چوت۔ اسے چھوڑیں، آپ یہ کتاب دیکھیں" ہانی نے اپنا ہاتھ چھڑواتے اس کا دھیان کتاب کی طرف کیا۔ اس نے کتاب ہانی سے لے کے میز پر رکھ دی۔ اور ہانی کو اپنی جگہ پہ بٹھایا۔ اور دراز سے ointment نکال کے اس کے لگانے شروع کر دی۔ وہ ایسی ہی تھی۔ حساس، خیال رکھنے والی۔ ہانی اسے دیکھ کے مسکرائی۔ وہ ہانی چوہدری کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ ٹریڈ مل پہ پسینے سے شر ابور بلیک ٹراوزر شرت میں ملبوس، کالے بال پیشانی پہ بکھرے تھے، بھاگ رہا تھا۔
کسرتی جسم، چوڑے شانے، چھفت سے نکلتا ہوا قدر، وہ وجہت کاشاہ کار مردم میں اسے کوئی ایسے ٹریڈ مل پہ
بھاگتا دیکھ لیتا تو دوبارہ دیکھنے کی خواہش ضرور کرتا۔

(ہاہاہاہا۔۔۔ تم اور بنس ٹائیکون) پس منظر سے ایک آواز گو نجی۔ اس نے بھاگنے کی سپیڈ تیز کر دی۔ پسینے کی
بوندیں اس کی پیشانی سے پھسل کے نیچے گر رہی تھیں۔

(دیکھ لو دیکھ لو۔۔۔ خواب دیکھنے پہ کونسا پابندی ہے) ایک اور آواز آئی۔ اور کچھ لوگوں کے ہنسنے کی آوازیں
مکس اپ ہو رہی تھیں۔ اس نے اپنی سپیڈ اور تیز کر دی۔

اس کے کچھ فاصلے پہ اس کا وفادار ملازم ہاتھ باندھے نظریں نیچے کئے ادب سے کھڑا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ غصے میں
ہے۔ اور اس کا غصہ اتنا خطرناک تھا کہ اس کا ملازم کھڑا کانپ رہا تھا۔

(And the award of the best business tycoon of this year goes to Mr. Alyar
Shah)

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ایک اور آواز گو نجی اور آلیار شاہ کے لبوں کو مسکر اہٹ نے چھووا۔ ہاں اس نے کرد کھایا تھا۔ وہ بن گیا تھا مشہور بزنس ٹائیکون اور وہ لوگ جو اس پہ ہستے تھے آج اس کے تلوے چاٹتے تھے۔ ایک دنیا کو روند کے چلتا تھا وہ۔ اس نے ٹریڈ مل مشین بند کی اور س کے ملازم نے آگے بڑھ کے اسے ٹاول اور جوس کی بوتل پکڑا۔ اس نے ٹاول تھاما اور اپنا پسینہ صاف کیا۔ اور جوس پینے کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

نالزہب

وہ اپنی ہیوی بائیک پہ بیٹھا، ہیلیمٹ پہنے، بائیک کو شارٹ کیے کھڑا تھا۔ اسی لائن میں تین چار اور ہیوی بائیکس والے کھڑے تھے۔ اور وہاں موجود پورے کراؤڈ کی نظریں اسی پہ جمی تھیں۔ وہاں موجود ایک ایک فرد جانتا تھا کہ اس ریس کا وزر کون ہو گا۔

"میر شاہ، میر شاہ، میر شاہ" پورا کر کراؤڈ اس کا نام پکار کے اسے داد دے رہا تھا۔

جیسے ہی GO کا جھنڈ الہ ریا گیا۔ ریس شروع ہوئی۔ پورا کر کراؤڈ صرف اس کی بائیک کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بائیک کو بائیک نہیں جہاز سمجھ کے اڑاتا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح آج بھی فائل لائن سب سے پہلے میر شاہ نے ہی کر اس کی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہاں وجود لڑکے لڑکیاں سیٹی بجا کے، تالیاں بجا کے اسے داد دے رہے تھے۔

بانیک روک کے اس نے ہیلمٹ اتارا۔ گندمی رنگت، ہلکی بلیک بیرڈ، تنکھے نقوش۔ وہ آلیار شاہ کی دوسری کاپی
تھا۔

ہیلمٹ اتار کے ایک ہاتھ میں پکڑ کے اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنے بال ٹھیک کئے۔ اور اپنے گروپ کو دیکھتے
اس نے اپنے مخصوص سٹائل میں بانیک پہ بیٹھے ہی دور سے فلاںگ کس کر کے اپنی بائیں آنکھ دبائی۔ کراوڈ فدا
تھا اس کی اس اداپ۔

نالزہب

وہ جیسے ہی گھر داخل ہوا نظر ان پہ گئی۔ جو اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ میر شاہ ان کو نظر انداز کرتا سیڑھیاں
چڑھنے لگا۔ "کہاں تھے تم؟" انہوں نے پچھے سے اسے پکارا۔ وہ رکا اور مرٹا۔ "آپ کو جواب دہ نہیں ہوں مسز
شاہ زیب" اس نے جواب دیا۔ "تمہاری ماں ہوں میں شاہ" انہوں نے بے بسی سے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"او۔۔ بڑی جلدی یاد آگیا آپ کو۔ آپ ماں ہیں میری "اس نے طنز کیا تھا۔ جو سیدھا ان کے دل پہ لگا۔ وہ خاموش ہو گئیں تھیں۔ وہ بد تیز تھانہ ہایت بد تیز۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کی پشت گھورتی رہ گئیں۔

وہ یونیورسٹی سے ابھی ابھی لوٹا تھا۔ وہ جیسے ہی دراں ہاؤس داخل ہوا نظر خود سے چھوٹی عینا دراں پہ پڑی۔ جو کہ گارڈن میں پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ وہ جانتا تھا اسے گارڈنگ کا کتنا شوق تھا۔

حمدان کی شراری رگ اسے دیکھتے ہی پھر کی۔ وہ شیطان کے قریبی رشتہ داروں سے تعلق رکھتا تھا۔ اور کسی کو سکون میں دیکھ کے اس کا سکون تباہ کرنے میں ماہر۔

اس نے عینا سے کچھ دور کھڑے اپنے Tomy کو دیکھا۔ اور سیٹی بجائی۔ Tomy حمدان کو دیکھتا بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

حمدان نے نیچے بیٹھتے اس کی پشت پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے عینا کی طرف اشارہ کرتے Tomy سے کہا۔ "میرا دوست ہے تو اور تیرے سامنے وہ اتنے سکون سے پودوں کو پانی دے رہی ہے" حمدان کے عینا کی طرف اشارے پہ Tomy نے بھی عینا کی طرف دیکھا۔

جس بیچاری کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ حمدان درانی، درانی ہاؤس داخل ہو چکا تھا۔ Tomy بھاگتا ہوا عینا کی طرف بڑھا اور بالکل اس کے پاؤں کے قریب جا کے بھونکنے لگا۔

عینا جو کہ پودوں کو پانی دینے میں بری طرح مگن تھی۔ اتنا براڈری کہ اس کے ہاتھ سے پائپ چھوٹ کے دور جا گرا۔

عینا نے زور دار چیخ ماری۔ Tomy کو اتنے خطرناک موڑ میں دیکھ کے اس کی جان ہوا ہونے لگی۔ وہ تو پہلے ہی کتوں سے خوف کھاتی تھی۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ عینا میڈم آگے آگے بھاگتی چینیں مار رہی تھی اور Tomy اس کے پیچھے بھاگتا ہوا بھونک رہا تھا۔ اور حمدان درانی گارڈن میں رکھی کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے نوابوں کی طرح اس لائیو شو کو انجوائے کر رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ ایش گرے کلر کی فرائک زیب تن کیے جس پہ سلور کام کیا تھا۔ ڈوپٹے کو سرپہ سلیقے سے جمایا تھا۔ وہ یہاں کبھی نہیں آنا چاہتی تھی۔ رشتے داروں سے پہلے ہی وہ الرجک تھی لیکن اماں حضور کے آگے اس کی چلتی کہاں تھی۔ اور اب وہ یہاں آکے شدید قسم کی بور ہو رہی تھی۔ اور اوپر سے ایک فضول لڑکا اسے گھوری جا رہا تھا۔ جس سے اسے سخت کوفت ہو رہی تھی اس کی والدہ ماجدہ تھیں کہ اسے یہاں لا کے خود اپنی بچھڑی سہیلیوں سے چغلیوں میں مصروف ہو چکی تھیں۔ اور اس تقریب میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اسے کمپنی دے سکتا۔ کھانا کھایا جا چکا تھا اور لوگ دولہاد لہن کو شادی کی مبارک دے رہے تھے۔

"سنیں" وہ لڑکا جو تب سے اسے دیکھ رہا تھا سے اکیلا دیکھ کے بات کرنے آپکا۔ "سنائیں" اس نے دانت پیستے جواب دیا۔

"میں آپ کی والدہ کا دوست کا پیٹا ہوں" اس نے اپنا تعارف کروایا۔ "تو؟" اس نے آبر و اچکا تے جواب دیا۔ "کیا آپ کا نمبر مل سکتا ہے؟" وہ شریف بنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

وہ مسکراتی تھی۔ اس لڑکے کا دل جھوم اٹھا۔ مطلب بات بن گئی تھی۔ وہ شرماتے مسکراتے آگے بڑھی۔ اور لڑکا بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ لڑکے کی ماں کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔ اس کی والدہ ماجدہ بھی پاس ہی کھڑی تھیں۔ اور محلے کی وہ آنٹیاں جوبات پھیلانے اور تیلی لگانے میں ماہر ہوتی وہ بھی وہی تھیں۔

"آنٹی آپ کا سپوت مجھ سے میرا نمبر مانگ رہا ہے۔ دے دوں؟" اس نے اس لڑکے کی ماں کو مخاطب کیا۔ لڑکا بچارا یوں دیکھتا رہ گیا جیسے بدن کا ٹولہ ہو نہیں۔ سب عورتوں نے پہلے اس کی طرف دیکھا جو ایسے منہ بنائے کھڑی تھی جیسے اسے پتہ ہی نہیں کہ لڑکے نے نمبر کیلوں مانگا۔ اور پھر اس لڑکے کی طرف دیکھا۔ لڑکا تو دم دبا کے بھاگا۔ یقیناً اب اس کی گھر جا کے اچھی خاصی ہونے والی تھی۔ اور اسے اس کی امی بازو پکڑتی گھر جانے کے لئے نکل پڑیں۔

"ہر جگہ مجھے ذلیل کرنا فرض ہے نا" وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے ہی اس پہ چلا رہی تھیں۔ ان کا گھر دو کمروں پر مشتمل ساتھ برآمدہ، چھوٹا سا کچن چھوٹا سا صحن اور لکڑی کا دروازہ تھا۔

"تو اس نے پریشے احسن سے نمبر مانگنے کی ہمت کیسے کی؟" اس نے بھی اپنی چادر اتارتے الماری میں منتقل کرتے جواب دیا۔

"ہاں پریشے احسن وزیر اعظم کی اکلوتی اولاد ہے جو کسی کو اس سے بات کرنے کے لیے سوچنا چاہیے" اس کی والدہ بولتی دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔

پری نے پچھے سے انہیں گلے لگاتے کہا۔

"یہ موئی انگریزی میرے ساتھ نہ بولا کر" انہوں نے اسے پچھے ہٹاتے کہا۔ تو وہ مسکرا دی۔ اس کی پوری زندگی تھی اس کی ماں۔

"سوچا تھا حلیمہ سے تیرے رشتے کی بات کروں گی۔۔۔ اور تو نے۔۔۔" اماں کوئی پریشانی نے گھیر لیا تھا۔ وہ پریشانی سے چار پائی پڑھ گئیں۔

"ہنہ۔۔۔ ان کا بیٹا۔۔۔ اس لاکن تھا کہ پریشے کی بارات لاتا۔۔۔" اماں کے ساتھ اس نے ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا تھا۔ "پری کے لیے تو کوئی شہزادہ آئے گا۔۔۔" اس نے اپنا سر اماں کے کندھے پر رکھا تھا۔

"جھونپڑیوں میں شہزادے نہیں آیا کرتے۔۔۔" اماں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے خواب سے جگایا تھا۔ "کبھی آمین بھی بول دیا کریں۔۔۔" وہ خفگی سے گویا ہوئی۔

"آمین۔۔۔" اماں نے اس کی خوشی کے لیے بول دیا تھا۔

وہ دونوں گارڈن میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ہانیہ چودھری اگر اس دنیا میں کسی انسان سے ڈرتی تھی تو وہ ولی چودھری ہی تھا۔ صحیح سویرے کا وقت تھا اور ہانی اس کے سامنے ہاتھ باندھے نظریں نیچے کئے کھڑی تھی۔

"میں دو دن کسی مشن میں مصروف کیا ہوا تم تو اپنی روٹین ہی بھول گئی ہو۔ تمہاری اسپیڈ کم ہوئی کیسے؟" وہ غصے میں اپنے لبجے کو حتی الامکان نیچے رکھے ہانی پہ چلا رہا تھا۔

"سوری بھائی" ہانی جانتی تھی وہ کتنا اصول پسند تھا۔ اس لیے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے منمنائی۔

"اوکے دوبارہ چکر لگاؤ اور اپنی سپیڈ میں ٹین کرو۔ موہ فاست" اس نے اپنی گھٹری دیکھتے ہوئے ہانی سے کہا۔

ہانی اس وقت بلیک جینز پہ بلو کرتے میں گلے میں ڈوپٹہ ڈالے۔ بال ٹیل پونی میں تھے۔ اچھی بھلی ٹھنڈی تھی۔ لیکن وہ ولی چودھری کے آگے کمزور ہونے کا دعویٰ نہیں کر پاتی تھی۔ وہ ولی چودھری کی بہن تھی۔ اسے اتنا ہی مضبوط ہونا تھا جتنا کہ وہ خود تھا۔ ہانی نے بھاگنا شروع کیا۔

اور ولی نے گھٹری کی طرف دیکھ کے اس کی اسپیڈ نوٹ کی۔ "موہ فاست ہانی" وہ وہی سے چلا یا۔

تو ہانی کے بھاگنے میں سپیڈ آگئی۔ اسے پریکیٹس کروانے کے بعد وہ اندر کی طرف بڑھا۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی کا ٹائم ہونے والا تھا۔ اور لیٹ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ولی، پروشه اور ہانیہ ناشستہ کر رہے تھے۔ جبکہ مسز چوہدری کی طبیعت ناساز تھی تو پروشه انہیں کمرے میں ہی ناشستہ کر دا آئی تھی۔

چوہدری صاحب کی وفات کے بعد پروشه ذہنی طور پر بہت مضبوط ہو گئی تھی۔ چونکہ تینوں بہن بھائیوں میں وہ اپنے والد کے سب سے زیادہ قریب تھی تو جب ان کی اچانک موت ہوئی تو پروشه ٹوٹ کے بکھر گئی تھی لیکن ان کی موت نے بھی وشه کو ایک الگ ہی انسان بنادیا۔

وہ سمجھ دار تو بچپن سے رہی تھی۔ اب حساس بھی ہو گئی تھی۔ اصول پسندی کے معاملے میں وہ بالکل ولی چوہدری کا پر تو تھی۔ لیکن ہانیہ ان دونوں سے الٹ تھی۔ ولی نے ناشستہ کیا اور اپنی ٹوپی سر پر رکھتے وہ ان دونوں کو سلام کرتا باہر کی طرف بڑھا۔

ان دونوں کی نظریں اس کی پشت پر تھیں۔ وہ 24 سال کا خبر و جوان، پولیس کی وردی میں، اور غصہ جو اس کی ناک پر 24 گھنٹے دھر ارہتا تھا، میں اتنا پیار الگتا تھا کہ ان دونوں بہنوں نے بے ساختہ اس کا نظر وہی نظر وہ میں صدقہ اتارا۔ ہانیہ بھی کانج کے لیے نکلی اور پروشه کو بھی یونی جانا تھا۔

اس نے جیسے ہی جیپ روکی پورا تھانہ المرٹ ہو گیا۔ ”ولی صاحب آگئے۔۔۔“ یہ آواز اس کے کان میں بھی پڑی۔ اور پورے تھانے کا نظام جو درہم برہم تھا اپنی جگہ پہ ہونے لگا۔

حولدار نے اسے سلیوٹ کیا تو اس نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ حولدار نے اس کے اندر داخل ہونے پہ گھٹری دیکھی۔ مجال ہے وہ اپنی ڈیوٹی آور سے ایک منٹ بھی لیٹ ہو جاتا۔ حولدار مسکرا یا تھا۔

ولی نے اپنی کرسی پہ بیٹھتے ہی حولدار کو کیس کی فائل لانے کا کہا۔ آج کل وہ ڈرگ اسمگنگ کے کیس پہ کام کر رہا تھا۔ حولدار نے اس کے سامنے کیس کی فائل رکھی اور چلا گیا۔ اور ولی اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے اپنی واج اٹھا کے لگائی، بالوں کو جیل لگا کے سیٹ کیا، کوٹ پہننا اور بٹن بند کیے۔ اپنا لیپ ٹاپ بیگ اٹھاتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔ جہاں اس کا وفادار ملازم مراد دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ کیونکہ آلیار شاہ کے کمرے میں جانے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

بیگ اسے پکڑتا وہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ ناشتے کی میز پر مسز شاہ موجود تھیں۔ جو کہ ان دونوں کا ناشتے پر انتظار کر رہی تھیں۔ لیکن اس نے بھی ان کو نہیں دیکھا اور اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے میر شاہ نے بھی انہیں دیکھنے کی زحمت تک ناکی۔

وہ دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے اور مسز شاہ کو بھولے بھٹکے اپنا ماضی یاد آگیا۔

"می مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ آپ کے پاس سونا ہے" 5 سال کے میر شاہ نے روتے ان سے کہا جو کہ کسی پارٹی میں جانے کو تیار تھیں۔ انہوں نے تب اس کی طرف دیکھا بھی نہیں اور باہر کی طرف بڑھ گئیں۔ اس رات 5 سال کے ڈر پوک میر شاہ کو سلانے کے لیے 8 سالہ آلیار شاہ پوری رات خود ڈر تار ہاتھا۔ تب انہوں نے ان دونوں کو نظر انداز کیا تھا اور آج وہ دونوں اتنے بڑے اور اس قابل ہو گئے تھے کہ ان کی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے۔

مسز شاہ بے بسی سے کھڑی رہ گئیں تھیں۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ناشته کی میز پر عینا درانی، زاہد درانی، اور مسز زاہد درانی موجود تھے۔ اور وہ ناشته کر رہے تھے۔ جب وہ ہمہ کہ طرح آندھی طوفان بنابھا گتا سیڑھیاں اترتا آیا۔ اور پچھے سے ان تینوں کو گکر تا عینا کی پلیٹ سے جیم لگا بریڈ اٹھاتا باہر کی طرف بھاگا۔ کیونکہ وہ آج بھی لیٹ ہو چکا تھا۔

عینا نے روہانی ہوتے مسٹر زاہد کی طرف دیکھا۔ حمدان کبھی بھی اسے ٹھیک سے ناشته نہیں کرنے دیتا تھا۔ اور تو اور وہ عینا کو ساتھ لے جانا بھی بھول گیا تھا۔

عینا کا پونی ورستی میں آج پہلا دن تھا۔ اور وہ ڈر رہی تھی۔ اس نے کوئی دس بار رات حمدان کو یاد کروایا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ صبح لے کے جائے گا۔ لیکن اب۔ عینا کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔

"کب سدھرے گا آپ کا لاڈلہ۔۔۔" زاہد درانی نے اپنی مسز کو دیکھتے بے لبی اور غصے سے کہا۔

وہ بھاگتا ہوا اپنی کار میں بیٹھا۔ کار ریورس کی اور پھر اسے یاد آیا کہ اسے تو آج عینا کو بھی لے کے جانا تھا۔

"او تیری۔۔۔ حمدان۔۔۔" وہ جلدی سے بولتا کار میں سے نکلا۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔ اس کی یہ جلد بازی کبھی اسے ضرور مردوائے گی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانیہ چوہدری بھی کانج سے یونی ورستی آچکی تھی۔ اس کا بھی عینا کی طرح آج پہلا ہی دن تھا۔ جبکہ پریشے احسن کا بھی آج یونی پہلا ہی دن تھا۔ ان تینوں نے ایک ہی سسجیکٹ میں داخلہ لیا تھا۔ ابھی تک تو وہ تینوں ایک دوسرے سے انجان تھیں۔ لیکن بہت جلد قسمت ان کو ملانے کے لیے تیار تھی۔

پریشے یونی جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ یوں تو وہ مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن اس نے اپنی محنت کی بنапہ سکالر شپ حاصل کر لیا تھا۔ آج وہ بہت خوش تھی۔ کیونکہ اسکا یونی ورستی میں پڑھنے کا خواب پورا ہو رہا تھا۔ اس نے والدہ ماجدہ کے ہاتھ کا ناشتہ کیا اور انہیں دعا کا بولتی یونی کے لیے روانہ ہوئی۔

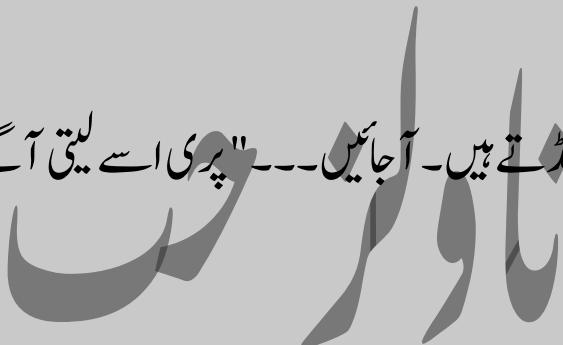
نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

حمدان عینا کو اس کے ڈیپارٹمنٹ چھوڑتا اپنی کلاس میں چلا گیا۔ عینا کو تھوڑی سی گھبرائہٹ ہو رہی تھی۔ اس کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس لڑکی نے عبا یا پہن کے حجاب کر رکھا تھا۔ وہ عینا کو کھڑا دیکھ کے اس کی طرف بڑھی۔

"لگتا ہے آپ بھی نیو ایڈ میشن ہیں۔ ہائے میں پریشے احسن ہوں۔۔۔" پری نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے کہا۔ عینا نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھامتے اپنا تعارف کروایا۔

- "عینا۔۔۔ درانی۔۔۔"

"اوے عینا۔۔۔ مل کے کلاس ڈھونڈتے ہیں۔ آ جائیں۔۔۔" پری اسے لیتی آگے بڑھ گئی۔



وہ عینا کے ڈیپارٹمنٹ سے نکل رہا تھا۔ اس کی کلاس تھی اور وہ ہم شہ کی طرح لیٹ ہو چکا تھا۔ ورنہ وہ عینا کو اس کی کلاس میں چھوڑ کے آتا۔

جیسے ہی وہ ڈیپارٹمنٹ سے نکلا۔ ایک لڑکی سے اس کی ٹکر ہوئی۔ لڑکی کا بیگ نیچے گر گیا۔ ہانی جلدی سے اپنا بیگ اٹھانے جھکی۔ ایک تو اس کا یونی میں آج پہلا دن تھا اور وہ لیٹ ہو چکی تھی۔ دوسرا اس فضول سے لڑکے نے بھی ابھی ٹکرانا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنا بیگ اٹھاتی سیدھی ہوئی اور سامنے والے کو انگلی اٹھا کے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن یہ کیا؟۔ وہاں تو کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ ہانی نے مرڑ کے دیکھا۔ ٹکرانے والا تو کسی ریس کا چیمپئین لگ رہا تھا۔

"بد تمیز۔۔۔" ہانی نے اسے بھاگتے دیکھ غصے سے کہا اور اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی۔

وہ کلاس میں داخل ہوئی تو پہلی رو میں اسے ایک خالی کرسی نظر آئی۔ وہ اسی پہ بیٹھ گئی۔ اور اپنی ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کے مسکرائی۔

پری نے بھی اسے جواب میں مسکراہٹ پاس کی۔

نالزہب

اس نے جیسے ہی کار بلڈنگ کے سامنے روکی۔ گارڈنے آگے بڑھ کے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ سن گلا سر لگائے، بلیک ڈنر سوت میں اپنے کوٹ کا ایک بٹن کھولتے آگے بڑھا۔ آفس کی بلڈنگ پہ بڑا سا "شاہ اینڈ سنر کمپنی" لکھا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

آلیار شاہ جیسے ہی آفس میں داخل ہوا۔ سارے ستاف اسے دیکھتا کھڑا ہوا۔ وہ شان بے نیازی سے چلتا ہوا اپنے کپین تک آیا۔ کپین کا دروازہ آگے بڑھ کے اس کی سیکرٹری نے کھولا۔ وہ آفس میں داخل ہو چکا تھا۔ اور سارے ستاف کے گلے میں پھند اسا اٹک گیا۔ وہ غلطی برداشت کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ سیکرٹری نے اسے آج کا سارا شیڈول بتایا۔ دو انگلیاں لبوں پر رکھے وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سیکرٹری کو سن رہا تھا۔ اس نے شیڈول سننے کے بعد سیکرٹری کو انگلی سے جانے کا اشارہ کیا اور لیپ ٹاپ کھول کے فائلز دیکھنے لگا۔ سیکرٹری نے اس کے آفس کے آفس سے نکل کے لمبا سانس خارج کیا۔

نالزہب

وہ اپنی ہیوی بائیک پر یونیورسٹی میں داخل ہوا۔

"جگر کدھر رہ گیا تھا۔ تجھے پتا ہے نہ آج جو نیز ز کا پہلا دن ہے۔ آجار ینگ کرتے ہیں۔۔۔" میر شاہ نے ہیلمٹ اتارا تو اس کا پورا گروپ اس کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ وہ بائیک سے اتر اور اپنے بال سیٹ کیے۔

"آج موڈ نہیں" وہ یہ کہتا آگے بڑھا اور سارے گروپ نے ایک دوسرے کامنہ دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

سارا مزاہی کر کر اہو گیا تھا۔ لیکن اسے کوئی بھی کچھ کہنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا۔ سب منه لٹکائے اس کے پیچھے چلنے لگے جو یونیورسٹی کی زمین پہ ایسے چل رہا تھا جیسے اس کے باپ کی ہے یونیورسٹی۔

عینا، پری اور ہانی کافی حد تک ایک دوسرے کو جان چکی تھیں۔ ایک لیکچر ہو چکا تھا اور یہ دوسرا فری تھا۔ وہ گارڈن کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

"یار اس طرف رہنے دیتے ہیں۔ سنا ہے سنیرز بہترینگ کرتے ہیں۔" عینا نے کھڑے ہوتے ڈرتے ہوئے کہا۔ ہانی اور پری جو کہ دو قدم آگے بڑھ گئیں تھیں رکی اور اسے مڑ کے دیکھا۔ جو کہ کھڑی اپنے دونوں ہاتھ مسل رہی تھی۔

"ڈونٹ وری یار۔۔۔ ہم ہیں ناتھما رے ساتھ۔۔۔" ہانی آگے بڑھی اور عینا کو تسلی دی۔

پریشے تھوڑی شوخ مزاج لڑ کی تھی۔ آگے بڑھی اور عینا کا بازو کھینچتے بولی۔ "کسی سنیر میں اتنی ہمت ہے۔۔۔ پریشے احسن کی رینگ کرے۔۔۔ آجاو۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔" وہ عینا کا بازو کھینچتے بولی اور میر شاہ جو کہ ببل گم چباتے اپنی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے بالکل ان کے پاس سے گزر رہا تھا۔ پری کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ ہلکا سا مسکرا یا۔

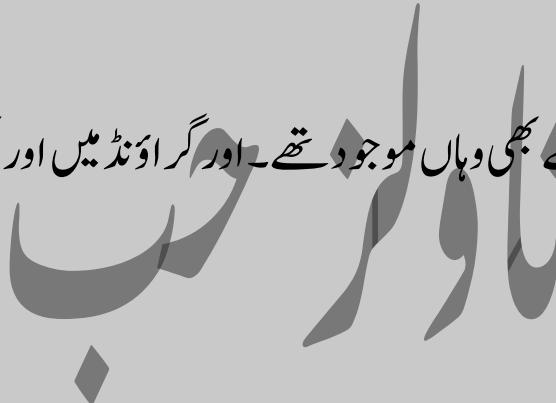
نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"چیخ۔۔۔ آ۔۔۔ ہاں۔۔۔" اس نے مسکراتے کہتے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ جو گارڈن میں بیٹھنے کے لیے جگہ ڈھونڈ رہی تھیں۔

میر شاہ کو چلیجنجز بہت پسند تھے۔ وہ اپنے گروپ کو اشارہ کرتا ان کی طرف بڑھا۔ اس کا موڈل بھر میں بدلا تھا۔

"یہاں بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔" پری نے ایک بیٹھ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ اور وہ تینوں اس کی طرف بڑھ گئیں۔ اس سے پہلے وہ بیٹھتی میر نے اپنا ایک پیر اس بیٹھ پر رکھ دیا۔ اور اپنے گھٹنے پر بازو رکھ کے وہ اب پری کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میر کے گروپ کی لڑکیاں اور لڑکے بھی وہاں موجود تھے۔ اور گراونڈ میں اور بھی کئے نئے اور پرانے سٹوڈنٹس جمع تھے۔



عیناً نے ہانی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

اور پری کو یہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی میر کے گروپ کی لڑکیوں نے ان تینوں کا رستہ روکا۔ وہ پیچھے ہٹتے دوسری طرف جانے لگی تو وہاں بھی لڑکے آگے کو ہوئے۔ تیسرا طرف بھی میر کے گروپ کے لڑکے کھڑے تھے۔ اور چوتھی طرف۔۔۔ میر بیٹھ پر رکھے اسی پوزیشن میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی نے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی۔ اگر صحیح آتے ہوئے ولی چودھری نے نصیحت نہ کی ہوتی (ہانی دیکھو تمہارا یونیورسٹی میں آج پہلا دن ہے۔ تمیز کا مظاہرہ کرنا۔ خبردار کسی سے پنگالیا کسی کی پہلے دن ہی پٹائی کی) تو۔۔۔ ان چچپوں کو وہ اچھے سے سبق سکھاتی۔

کیونکہ یہ دس سے بارہ لوگ ولی چودھری کی ٹریننڈ کی گئی ہانیہ چودھری کے آگے کچھ بھی نہیں تھے۔ لیکن وہ مجبور تھی۔ وہ ولی کا حکم نہیں ٹال سکتی تھی۔

پریش نے جب میر کو دیکھا تو وہ صرف اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "ہٹاؤ اپنے ان چچپوں کو۔۔۔ ہمیں جانا ہے۔۔۔" وہ سینے پہ ہاتھ باندھے اتنے آرام سے میر کو حکم دے رہی تھی۔ جیسے وہ تو "جو حکم ملکہ" کہہ کے اسے جانے دے گا۔

وارث

میر کو اس کی ہمت کی داد دینی چاہیے تھی۔ کیونکہ وہ پہلے لڑکی تھی جو اس لمحے میں میر شاہ سے بات کر رہی تھی۔ "میرے ساتھ ڈیٹ پہ چلوگی؟" میر نے اس سے دو قدم کا فاصلہ برقرار رکھتے اسے آفر کی۔

اگر وہ یہ آفر یہاں کسی اور لڑکی کو کرتا تو وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی۔ میر شاہ کی عادت تھی۔ روزوہ کسی ناکسی لڑکی کے ساتھ ڈیٹ پہ پایا جاتا۔

ہا۔۔۔ وہ اتنا ہی خوبصورت تھا کہ جس لڑکی سے ہنس کے بات کرتا۔ وہ خود کو خوش قسمت تصور کرتی۔ اس کے لیے کسی بھی لڑکی کو ڈیٹ کے لیے آفر کرنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
پری نے ایک قدم آگے بڑھاتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔ "لعنت بھیجتی ہوں تمہاری آفر پر
میں"۔

میر شاہ کی مسکراہٹ سمٹی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے۔ اس کے گروپ کے کچھ لوگ استہزا تیہ ہنسے۔
اور کچھ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

وہ سارے چیلے صرف انٹر ٹینمنٹ کے لیے اس کے ساتھ تھے۔ اس کا اصل دوست تو ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ ہانی
نے آگے بڑھ کے پری کا ہاتھ پکڑا اور عیناً کو لیتی آگے بڑھ گئی۔

پری وہ پہلی لڑکی تھی جو میر شاہ کی بے عزتی کر گئی تھی۔ میر غصہ سے اسے گھورتا رہ گیا۔

رواہ

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کرسی پہ بیٹھی تھی۔ کرسی کے سامنے میز تھا۔ اس نے اپنی کہنی میز پر رکھ کے اپنا
ہاتھ ہتھیلی کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ دوسرا ہاتھ میں بال پوائنٹ تھی جسے وہ گھماتی کھڑکی سے باہر کا حسین منظر
اپنی آنکھوں میں قید کر رہی تھی۔

نالزہ اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

باہر ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ چائے کامگ میز پر پڑا تھا جس سے بھانپ اڑ رہی تھی۔ وہ بہت خاموش طبع تھی۔
تنہائی اور اپنے ساتھ وقت گزارنا اسے ہمیشہ اچھا لگتا تھا۔

وہ ارد گرد کے حالات کا جائزہ لیتی اور پھر اپنے قلم کا استعمال کرتے اپنے احساسات کو لفظوں میں ڈھال دیتی۔
آج بھی یونیورسٹی سے آنے کے بعد مسز چودھری کو کھانا کھلایا اور خود وہ اپنے کمرے میں آگئی۔

آج بہت دنوں بعد اس کا قلم اسے پکار رہا تھا۔

ہانی ابھی تک یونیورسٹی سے نہیں آئی تھی۔ پروشہ چودھری نے مسکراتے لفظوں کا جال بنانا اور اسے کاغذ پر بکھیرنا^{شروع کر دیا۔}

نالزہ

پری کچن میں روٹی بناتے ہوئے اپنی یونیورسٹی کے بارے میں والدہ صاحبہ کو بتا رہی تھی۔
میر والی بات اس نے سکپ کر دی تھی۔

یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں تھی کہ وہ انہیں بتا کے پریشان کرتی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بہت جلد پریشان ہو جایا کرتی تھیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
اپنے شوہر کی وفات کے بعد انہوں نے سلامی کڑھائی کر کے پری کو پڑھایا تھا۔

پری روئی توے پے ڈالتے انہیں ہانی اور عینا کے بارے میں بتارہی تھی۔

"بیٹالوگوں پے اتنی جلدی بھروسہ نہیں کرتے۔ اور تمہاری یونیورسٹی لڑکے بھی ہیں۔ پری ہم غریبوں کے پاس عزت کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔" انہوں نے کسی خدشے کے تحت اسے سمجھانا مناسب سمجھا۔ پری مسکرا گئی۔

"والدہ حضور...! پری جانتی ہے کہ وہ ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں لڑکیاں اپنے خواب اور والدین کی عزت کو اول درجے پر رکھتی ہیں۔ آپ بس میرے لیے دعا کریں اللہ مجھے کامیاب کرے" وہ روئی بنا چکی تھی اسی لئے دستر خوان بچھاتے انھیں پیار سے وہاں بیٹھاتے کہا۔ اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔

آلیار شاہ اور مسز شاہ زیب ڈائیگنگ ٹیبل پے میر شاہ کا انتظار کر رہے تھے۔ جو آج آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔
آلیار خود اٹھا اور اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ میں آدھ جلا سیگریٹ تھا جس میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ آنکھیں ضبط کے مارے سرخ ہو رہی تھیں۔

(لعنت بھیجتی ہوں تمہاری آفرپ میں) پری کا جملہ اس کو طیش دلار ہا تھا۔ وہ حلیے سے ہی کوئی ڈل کلاس فیملی کی لڑکی لگ رہی تھی۔ اور اس نے میر شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی ہمت کر لی تھی۔

"شاہ" آلیار نے نرم لمحے میں اسے پیچھے سے پکارا۔ وہ ابھی آلیار کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

آلیار اسے پیار سے شاہ کہتا تھا۔ آلیار کا لمحہ صرف اس دنیا میں دلوگوں کے لئے میٹھا س لئے تھا۔ جن میں سے ایک میر شاہ تھا۔ جو اسے بہت عزیز تھا۔

میر نے سگریٹ بالکنی سے نیچے پھینک دیا۔ اور مڑا۔ اس کی حالت دیکھ کے آلیار شاہ آگے بڑھا۔

"بھائی۔۔۔ اس نے مجھے کہا میں لعنت بھیجتی ہوں تمہاری آفرپ۔۔۔ اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے میری بے عزتی کی ہے۔۔۔" وہ مٹھیاں بھینچے اسے بتا رہا تھا۔

یہ اس کی بچپن کی عادت تھی۔ ہر وہ بات جو میر شاہ کی اذیت کا باعث بنتی۔ وہ اسے آلیار کو بتاتا۔ لیکن ہینڈل وہ ہمیشہ خود اپنے طریقے سے کرتا تھا۔

"تم میر شاہ ہو۔۔۔ آلیار شاہ کے چھوٹے بھائی۔۔۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ہر دفعہ یاد کیوں کروانا پڑتا ہے تمہیں "آلیار نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے اسے یاد کروایا تھا۔ ایک
وہی تھا جو میر شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکتا تھا۔ وہی تو تھامیر کی پشت پہ۔ آلیار شاہ کے نام میر ہمیشہ
دندا ناتا تھا۔

میر ہلاکسا مسکراتے اثبات میں سر ہلا گیا۔

Let's come for dinner.... “

نالزہب

آلیار حکم دیتا باہر کی طرف بڑھا۔ اور میر نے اس کی تقلید کی۔

وہ چاروں لاڈج میں صوفے پہ بیٹھے تھے۔

حمدان سنگل صوفے پہ جب کہ عیناً ڈبل صوفے پہ زاہد درانی اور مسز زاہد درانی کے درمیان بیٹھی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
حمدان ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ عینا پاؤں اوپر کیے باوں گود میں رکھے سیب کھارہی تھی۔ جبکہ مسٹر زاہد درانی کوئی فائل پڑھ رہے تھے۔

اور مسز درانی بھی ٹی وی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ جس پہ نہ جانے حمدان کیا اوت پٹانگ دیکھ رہا تھا۔
حمدان نے ٹی وی دیکھتے عینا کو دیکھا تو اس نے اسے غصے سے گھورتے منہ دوسری طرف کر لیا۔ حمدان نے کندھے اچکاتے ٹی وی کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ دوبارہ پھر اس کی نظر عینا پہ پڑی تو اس نے غصے سے اسے دیکھا۔

"اسے کیا ہوا؟" حمدان نے دل ہی دل میں سوچتے اسے پھر دیکھا۔ وہ پھر غصے سے دوسری طرف منہ کر گئی۔
حمدان جو تب سے اس کی غصیلی نظریں خود ہی محسوس کر کے نظر انداز کر رہا تھا۔ وہ پورے دن کے بارے میں سوچنے لگا کہ آج اس نے ایسا کیا کیا ہے کہ عینا اسے اتنے غصے سے دیکھ رہی ہے۔ مسز درانی اٹھ کے کچن کی طرف چلی گئیں اور مسٹر زاہد درانی بھی سٹڈی روم کی طرف بڑھنے لگے۔

"تم مجھے گھور کیوں رہی ہو؟" حمدان نے آبرو اچکاتے اس سے پوچھا۔ "کیوں گھورنا منع ہے کیا؟" عینا نے غصے سے جواب دیا۔

"اتنے پیار سے نادیکھو۔ پگلی پیار ہو جائے گا۔۔۔" حمدان نے ڈرامے بازی کرتے اسے چڑایا۔
وہ جو تب سے بھری بیٹھی تھی۔ ایک دم اٹھی۔

ناولز حب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"پیار تو تم سے ڈیڈ کو ہو گا۔۔۔ جب میں انہیں بتاؤں گی کہ تم۔۔۔" عینا نے انگلی اس کی طرف کرتے کہا۔

"مجھے یونیورسٹی بھول آئے تھے۔ وہ تو شکر ہے میری نئی دوست ہانی کا ڈرائیور آیا تھا میں اس کے ساتھ آگئی ورنہ میں وہاں رورہی ہوتی۔" وہ بولتے ہوئے سٹڈی روم کی طرف بڑھی۔

"او۔۔۔ تیری۔۔۔ حمدان" حمدان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اس نے آگے بڑھ کے عینا کو پیچھے سے کپڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ چلاتی حمدان نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ اسی وقت مسز درانی کیچن سے باہر آئیں اور مسٹر زاہد درانی سٹڈی روم سے۔

وہ دونوں ان دونوں کے درمیان میں اس حالت میں تھے کہ حمدان نے عینا کو پیچھے سے کپڑے کے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ ان دونوں نے حمدان کو گھورا۔ حمدان نے عینا کی آنکھوں پہ بھی ہاتھ رکھ لیا اور اسے دیکھنے اور بولنے کا موقع دیئے بغیر حمدان نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ان دونوں کی طرف باری باری دیکھا۔

"اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاؤ حمدان۔۔۔" ڈیڈ نے اسے گھورتے دانت پیستے کہا۔ "منہ سے بھی۔۔۔" موم بھی ترکی بہ ترکی بولی تھیں۔

حمدان نے منہ کے زاویے کنٹرول کرتے آہستہ سے اپنے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہوتے وہ ادب سے سرجھ کا گیا۔ عینا روئی ڈیڈ کے گلے لگئی۔ اور حمدان ہاتھ باندھے تمیز کا مظاہرہ کرتے اب موم اور ڈیڈ سے کلاس لے رہا تھا۔ عینا نے نم آنکھوں سے مسکراتے ڈیڈ کے سینے لگے ہی حمدان کی طرف دیکھ کے آنکھ دبائی۔ وہ بھی عینا درانی تھی۔ حمدان درانی کی چھوٹی بہن۔ حمدان تو اس سے بعد میں نپے گا۔

وشه اور اس کی دوست یونی و رسٹی میں کلاس سے نکل رہی تھیں۔ آج ان کی کلاس میں سرنے ان کے فیوجر پلان کے بارے میں پوچھا۔ یہ بات کرتے جب انہوں نے پوچھا کہ ایسی کو نسی ڈریم پلیس ہے جو ان کی کلاس وزٹ کرنا چاہتی ہے۔ پوری کلاس نے اپنی اپنی رائے دی۔ کسی کو ترکی جانا تھا، کسی کو پیرس، کوئی لندن جانا چاہتا تھا تو کوئی ملائیشیا کی سرز میں پہ قدم رکھنے کا خواہاں تھا۔

پوری کلاس میں صرف پرو شہ چوہدری تھی جس کا خواب کچھ یوں تھا۔

"سر میں پاکستان کا گوشہ گوشہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس سرز میں کاہر حصہ۔۔۔ جس کے لیے ہمارے آباء اجداد نے اتنی قربانیاں دیں۔۔۔" سراس کی بات پہ مسکرائے تھے۔ چونکہ کلاس کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے کل وشه کی بات پہ کلاس میں بات کرنے کا کہا اور کلاس ختم کرتے چلے گئے۔

وہ دونوں بھی بولتی کلاس سے نکلی۔ "یار تم نے دیکھنا ہی ہے تو جہان کا ترکی دیکھو، عالیان کا مانچسٹر، وان فاٹھ کا ملائیشیا، لیز اکاروما، پاکستان میں کیا رکھا ہے؟" اس کی دوست بولتے بولتے آگے بڑھ گئی جبکہ وشه وہیں رک گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اس کی دوست نے پچھے مرٹ کے دیکھا تو وہ ایک جگہ کھڑی سینے پے فائل لگائے سنجدہ نظر وں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ آگے بڑھی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولی۔ "کوئی شک نہیں۔۔۔ ہو گا جہان سکندر کا ترکی بہت خوب صورت، ہو گلیں عالیاں کے مانچسٹر کی رونقیں دیکھنے والی، ہو گا وان فاتح کا ملائیشیا ترقی یافتہ، لیکن جو ہم پاکستانیوں کا پاکستان ہے نا۔۔۔ وہ تو پھر جان ہے اپنی۔۔۔" وشدہ نے اسے بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ وہ اتنی ہی محب وطن تھی جتنا کہ پر پاکستانی ہوتا ہے۔

جیسا بھی ہے پاکستان۔ وطن ہے ہمارا۔ اور ہم پاکستانی اس کے خلاف لفظ بھی برداشت نہیں کرتے۔ وشدہ مسکراتے پڑتی تھی۔ اور کچھ یاد آتے مرٹی۔ اپنی دوست کو دیکھتے پھر بولی۔

"اور ہاں۔۔۔ تم پوچھ رہی تھی نا کہ پاکستان میں دیکھنے قابل ہے کیا؟ تو سنو۔۔۔"

پاکستان میں لاہور ہے جس کے بارے میں مشہور ہے لاہور، لاہور رہی ہے، پاکستان میں کراچی ہے

“City of lights”

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پاکستان کے پاس سندھ، کشمیر، گلگت ہے جو دنیا کی جنت ہے، پاکستان میں ملکہ کوہسار مری ہے، پاکستان کے پاس زندہ دل فیصل آباد ہے، خوب صورتی میں اپنی مثال آپ اسلام آباد ہے۔۔۔ پاکستان کے پاس وہ ہے جو نا تو جہان کے تر کی ہے، ناوان فاتح کے ملائیشیا اور ناہی عالیان کے مانچستر"

وہ مسکراتی ہوتی بولتی پلٹ گئی۔ کیونکہ جانتی تھی اگر وہ پاکستان پہ بولنے پہ آئی تو آج کا سارا دن کہیں نہیں گیا۔
اور پچھے اس کی دوست لا جواب ہو گئی۔

نالز حب

ولی اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھا کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔ جب ہانی اس کے کمرے میں اس کے لیے چائے کا کپ لائی۔ وہ ہانی کی طرف دیکھ کے مسکرا یا۔ ہانی نے مگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور مڑی۔ "کوئی امپورٹنٹ کیس ہے کیا؟" ہانی نے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ہاں بہت امپورٹنٹ ہے۔ دعا کرنا۔۔۔" وہ مسکراتا اسے بتاتا دوبارہ فائل میں گم ہو گیا۔ وہ اپنی جاب اور فرائض کے لیے بہت ٹھی تھا۔ کبھی کبھی تو ایک کیس کی ریڈنگ میں پوری رات بھی جا گنا پڑتا اور وہ جاگ لیتا تھا۔

ہانی سر ہلاتی مسکراتی مر گئی اور پیچھے وہ فائل کھولے بیٹھا تھا۔ اسے کام کرتے ساری رات گزر گئی۔

نجر کی آذان اس کے کانوں میں پڑی تو وہ فریش ہوتا نماز پڑھنے چلا گیا۔ نماز کے بعد وہ فریش ہوتاڑا اوزر شرط پہنے گھر کے قریب پارک میں جو گنگ کے لیے آیا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ ایس پی۔۔۔" وہ ٹریک پہ دوڑ رہا تھا۔ اس کے کانوں میں ہینڈ فریز لگی تھیں۔ جب اسے مخصوص نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ اگنور کرتا بھاگتا رہا۔ وہ بھی بھاگتی ہوئی اس کے ساتھ مل گئی تھی۔

ولی نے اپنی جو گنگ کا وقت بھی بدلتے لیکن ناجانے اسے وحی آجاتی تھی۔ وہ عین وقت پہ جب ولی جو گنگ کرنے آتا، حاضر ہو جاتی تھی۔ ولی جانتا تھا وہ صرف اسی کے لیے آتی تھی۔ اس نے ہر حرہ آزمایا۔ اسے اگنور بھی کیا، اپنے جو گنگ کا وقت بھی بدلتے، کچھ دن غیر حاضر بھی رہا، اس پہ غصہ بھی کیا۔ لیکن وہ شاید ڈھیٹ مٹی سے بنی تھی۔ اس پہ کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔ ولی نے اپنے بھاگنے کی سپیڈ تیز کر دی۔ وہ بکشکل اس کے قدم کے ساتھ قدم ملارہی تھی۔ اس کا سانس پھول چکا تھا۔

“ You’re wasting your time.... ”

ولی نے اپنے مخصوص غصیلے لمحے میں اسے بھاگتے ہوئے کہا۔ تو وہ بولی۔

“I like this wastage of time “

ولی نے اس ڈھنائی پہ نفی میں سر ہلا�ا۔ وہ جھک کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھے اپنا سانس درست کرنے لگی جبکہ ولی اس سے بہت آگے گزر گیا۔

وہ اس کی پشت دیکھتی مسکرائی۔ اسے یہ نک چڑا، کھڑوں، غصیلہ ایس پی بہت پسند تھا۔

“You’re just mine SP “

وہ پختہ لمحے میں بولتی مڑکئی۔ اس کے آنے کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔

وہ میٹنگ روم میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ میٹنگ روم میں اس کاوفادر ملازم مراد اس کی کرسی کی پشت پہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اور بھی بہت لوگ میٹنگ روم میں موجود تھے۔ اور دوسری پارٹی کے آنے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔ آلیار شاہ کی پیشانی پہ لکیروں میں اضافہ ہونے لگا۔ اسے انتظار کبھی پسند نہیں تھا۔

دوسری پارٹی جیسے ہی روم میں داخل ہوئی۔ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اپنے کوٹ کا بُن بند کرتے وہ مخالف پارٹی کے چیئرمین کے سامنے کھڑا ہوا۔ "آلیار شاہ ایسے لوگوں کے ساتھ اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتا جنہیں وقت کی قدر نہیں۔۔۔

ڈیل کینسل۔۔۔" وہ بولتا ان کی سنے بغیر باہر نکل گیا۔ اور وہ چیئرمین جس نے ہزاروں کوششوں کے بعد یہ میٹنگ ارتخ کروائی تھی وہ صدمے سے گنگ رہ گیا۔ اس ڈیل کے کینسل ہونے پہ اسے لاکھوں کا نقصان ہوا تھا۔ نقصان تو شاہ اینڈ سنر کمپنی کو بھی ہوا تھا۔ لیکن آلیار کے لیے یہ نقصان دودھ میں بال برابر تھا۔ وہ شان بے نیازی سے آفس کے کوری ڈور میں چل رہا تھا۔ اور اس کا ملازم مراد بھاگ کے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا۔ لوگوں کو جوتی کی نوک پہ رکھنے والا۔

"تیرے ذہن میں کیا چل رہا ہے شاہ؟" ہادی نے پیار سے اس سے پوچھا۔ کیا پتہ وہ بتاہی دیتا۔

اگر آلیار شاہ کے بعد اسے شاہ کہنے کی اجازت کسی کو تھی تو وہ ہادی ہی تھا۔ میر شاہ جانتا تھا کہ پورے گروپ میں صرف وہ اس کے لیے مخلص تھا۔

کل کے واقعے کے بعد وہ خاموش تھا۔ اور اس کی یہ خاموشی ہادی کو کھٹک رہی تھی۔ وہ شان بے نیازی سے اپنی ہیوی بائیک پہ یونیورسٹی کی پارکنگ میں بدل گم چبارا تھا۔ ہادی نہیں جانتا تھا وہ کیا سوچ رہا ہے۔ جیسے ہی اس نے پریشے احسن کو یونیورسٹی میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ مسکرا یا تھا۔ آنکھوں میں شیطانی چمک لیے وہ اس کی طرف بڑھا۔ "شاہ" ہادی نے اس کے پیچھے جاتے اسے پکارا تو میر نے اسے ہاتھ اٹھا کے ساتھ آنے سے منع کر دیا۔

پریشے احسن اپنے دھیان میں یونی میں داخل ہو رہی تھی کہ اچانک سے کوئی اس کے سامنے آیا۔ وہ ڈر کے ایک قدم پیچھے ہوئی اور گردن اٹھا کے سامنے دیکھا۔

“Sorry for yesterday....”

میر نے اپنے لہجے میں دنیا بھر کی شیرینی گھولتے اسے سوری کہا۔ پری نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ کل وہ بالکل کوئی غندہ لگ رہا تھا۔ لیکن آج اس کا حلیہ اور لہجہ دونوں شریفوں والا تھا۔

پری اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی۔ میر نے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کے لئے مٹھیاں بنائیں۔ ہادی اس کے قریب آیا تو وہ اپنے احساسات پہ قابو پا گیا۔ اور دور جاتی پری کی پشت کو دیکھنے لگا۔ ہادی کی سمجھ سے باہر تھا وہ کیا چاہ رہا ہے۔۔۔۔۔

نالزہب

آج وہ کلاس میں زرار اسے فاصلے پہ بیٹھے تھے۔ زولوجی کے سر نے سر پر انٹ ٹیسٹ لیا تھا۔ اور اب کچھ پڑھنے والے بچوں کے علاوہ وہ سب ایک دوسرے کامنہ دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے تو کبھی سر کا لیکھر تک توجہ سے نہیں سنا کہاں ٹیسٹ۔۔۔۔۔ حمدان کے پاس سے گزر کے سر آگے گئے تو اس نے پیچھے کی طرف دیکھ کے ہارون کو اشارہ کیا۔ سر جیسے ہی مڑے وہ جلدی سے سیدھا ہوتا اپنے ٹیسٹ پہ جھک کے لکھنے کا پوز کرنے لگا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سر نے جیسے ہی چکر لگا کے پورا کیا اور جیسے ہی وہ آگے بڑھا۔ تو ہارون نے کتاب سے صفحہ پھاڑ کے اس کا جہاز بنا کے حمدان کی طرف پھینکا۔

حمدان نے وہ جہاز کچ کر لیا۔ حمدان نے اپنا ٹیسٹ کیا۔ صرف 15 منٹ رہتے تھے۔ اور ساری کلاس اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ ہر ایک کو پچ فارورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ اور ہر کوئی حمدان درانی جتنا ذہین اور ایکٹیو نہیں تھا کہ ٹیچر کی نظر سے نجاتا۔ حمدان نے کلاس میں لگے وال کلاک دیکھا۔ پھر ٹیچر کو۔ اور پھر اپنی طرف دیکھتی مسکین نظروں کو۔ وہ ان کی امیدوں پہ پانی نہیں پھیر سکتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ سارے ایم سی کیوز دیکھے اور جواب دیکھتے ایک دم اس کے ذہن میں جھما کا ہوا۔ اس نے ایک پچ لیا اور اس پہ کچھ لکھ کے اسے فولڈ کیا۔ اور پھر سر کی بیک کا نشانہ لیا۔ ساری کلاس کے منہ کھل گئے۔ جیسے ہی وہ کاغذ سر کی بیک پہ لگا وہ مڑے۔ ساری کلاس نے سر ٹیسٹ پہ جھکا لئے۔

سر نے وہ کاغذ کھولا اور اوپری آواز میں پڑھا۔

“Sb se pehly ap ny ghbrana nai ha ”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 ایک جملہ تھا۔ سرنے جیسے ہی وہ پڑھا۔ پوری کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آواز پیدا ہوئی۔ سرنے چشمے کے پچھے
 سے حمدان کو گھورا۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسی خدمت خلق کا شوق حمدان درانی کو ہی ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس کا ٹیکسٹ ہو چکا تھا تو وہ
 وہ اٹھا اور سر کو ٹیکسٹ پکڑتا باہر کی طرف بڑھا۔ پچھے ساری کلاس نے اس کے بتائے گئے ایم سی کیوز لگائے
 تھے۔

نالزہب

ہانی، پری اور عینا کلاس سے نکل رہی تھیں۔ اگلا یکچھ فری ہے۔ لا سبریری چلتے ہیں۔ "عینا نے مشورہ دیا۔ ہانی
 نے منہ بسورا۔ ایک آپی و شہ کتابوں کی شو قیم۔ ایک عینا درانی کتابوں کی دیوانی۔

پری نے سرا ثابت میں ہلا دیا۔ لیکن چونکہ وہ یونی میں نئی تھیں تو انہیں لا سبریری کا نہیں پتہ تھا۔ انہوں نے پاس
 کھڑے لڑکے سے پوچھنے کا سوچا۔ ہانی آگے بڑھی۔ لڑکے کی پشت تھی ان کی طرف۔

"ایکسکیو زمی۔۔۔ لا سبریری کہاں ہے؟" ہانی نے تمیز کا مظاہرہ کرتے پوچھا۔ وہ لڑکا بلیک جینز پہ بلیک ہی شرت
 اوپر لیدر کی جیکٹ زیب تن کیے تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ مڑا تو ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ غلط بندے کو مخاطب کر لیا تھا۔

وہ تینوں واپس ہونے لگی تو وہ جلدی سے بولا۔

"آئیں۔ میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔۔۔" میر شاہ نے شائستہ لب والہجہ اپنا تے کہا تو ہادی نے سر جھٹکا۔ جبکہ میر کے گروپ کے لڑکے اور لڑکیاں اسے حیرانی سے دیکھنے لگے۔

وہ آگے آگے چل رہا تھا۔ "اس دن کی نسبت آج کتنا چنج لگ رہا ہے یہ" عینا نے چلتے ہوئے ہانی کے کان میں سر گوشی کی۔ پری ان سے دو قدم پیچھے تھی اور میر شاہ ان سے دو قدم آگے۔
نوولز ہب
وہ چلتا ہوا ان کی بات پر مسکرا یا۔

لا تبریری پہنچ کے ایک طرف ہوتے میر نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ عینا اور ہانی آگے بڑھ گئیں۔ میر نے پری کا راستہ روکا۔ "سوری اگین۔۔۔" اس نے ہلاکا سماس کی طرف جھک کے کہا تو پری اپنی جگہ جم گئی۔ وہ ہلاکا سما مسکرا یا۔ پری بھی ہلاکا سما مسکرا ائی۔ اور اس کے پاس سے گزر کے آگے جانے لگی تو پری کا کندھا ہلاکا سما بلکل ہلاکا سما میر کے کندھے سے ٹھچ ہوا۔

پری دبک کے اس سے دور ہوئی۔ "سوری۔۔۔" اس بار دونوں نے ایک ساتھ سوری بولا۔ دونوں پھر ہلاکا سما مسکرائے۔

“It's ok”

اس بار بھی دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔ میر کے لبوں کو دلکش مسکراہٹ نے چھوا۔ پری نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔ اس کی مسکراہٹ بہت دلفریب تھی۔

”پری آ جاؤ۔۔۔۔۔“ عینا کی آواز پہ پری لاہبریری کی طرف بڑھی۔ میر کی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی تھی۔ اس کی پشت گھورتے آنکھوں میں غصب لیے وہ وہیں کھڑا تھا۔

(لعنت بھیجتی ہوں تمہاری آفرپہ میں) آواز کی بازگشت سنائی دی تو اس کے ماتھے کی رگیں تن گئیں۔ وہ دونوں بھائی اپنی بے عزتی نہیں بھولتے تھے۔

نالز جب

وہ اپنی پولیس والی وردی زیب تن کیے دروازے پہ ہلکی سی دستک دے رہا تھا۔

”کم ان“ اندر سے رعب دار آواز آئی تو وہ مسکرا تا اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ ماتھے تک لے جاتے سلیوٹ کیا۔ اور ”گڈمار ننگ سر“ بولا۔

مقابل کوئی 45 سال کا کرسی پہ بیٹھا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

پولیس والی وردی زیب تن کیے سامنے میز پر ایس اتچ او زمان چودھری والی سلیٹ جگمگار ہی تھی۔

"گڈمار نگینگ مین" وہ ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولے اور ولی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ولی نے اپنی ٹوپی اتار کے ان کے سامنے میز پر رکھی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹوپی اتارنے کی وجہ سے اس کے بال ماتھے تک بکھر گئے تھے۔

تیکھے نین نقش، ناک پہ غصہ، آنکھوں میں سنجیدگی، ماتھے پہ بکھرے بال، ولی چوہدری کا شمار خوبصورت مردوں میں ہوتا تھا۔ اس سے حال چال پوچھنے کے بعد ایس اتچ اونے اس سے کیس کے بارے میں پوچھا۔ جس کے لیے انہوں نے اسے آج خاص طور پہ بلا�ا تھا۔

وہ اپنی آج تک کی پرفار منس کے بارے میں انہیں آگاہ کر رہا تھا۔ وہ اس کی پرفار منس پہ ہلاکا سا مسکرائے۔ ایسے ہی وہ اس کے فین نہیں تھے۔

نالزہب

"کب عقل آئے گی تمہیں۔۔۔" وہ ساتھ ساتھ اس کے کمرے کا پھیلاوا سمیٹ رہی تھیں۔ اور ساتھ ساتھ ہانی کو عقل دے رہی تھیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ہانی صوفے پہ چڑھ کے ایک گھٹنہ اوپر کر کے اس پر تھوڑی رکھے اور دوسرا نیچے کی طرف فولڈ کیے بیٹھی ہوئی ان کا لیکھر سن رہی تھی۔

اور منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ پروشہ چوہدری جس دن اس کے کمرے کی صفائی کرتی ساتھ ہانی کی بھی صفائی ہوتی تھی۔

"ہانی اٹھو اور اپنے کپڑے درست کر کے رکھو الماری میں۔۔۔۔۔" انہوں نے اسے کہا۔

"آپی....." ہانی نے منہ بسورا۔

"ہانی....." انہوں نے غصے سے اسے ایسے ہی جواب دیا۔ انہیں غصہ بہت کم آتا تھا جب آنا تو ہانی کی ان کے سامنے نہیں چلتی تھی۔

ہانی جانتی تھی اب کام کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تو وہ شرافت کا مظاہرہ کرتے اٹھ کے الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔ ہانی نے کام کرتے کن اکھیوں سے انہیں دیکھا۔ اور پھر تمیز کا مظاہرہ کرتے اپنے کپڑے رکھنے لگی۔

.....

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
وہ گھر میں اکیلی تھی۔ والدہ صاحبہ محلے میں کسی عورت کے گھر گئیں تھیں۔ شام کا وقت ہو رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر تک کھانا بھی پری نے بنانا تھا۔ وہ شام کی چائے لیے چھٹ پہ آگئی۔

"کیسی ہیں آپ بھا بھی۔۔۔" ساتھ والی جمیلہ تائی کی بہو کو چھٹ پہ دیکھا تو پری نے ان سے پوچھا۔ وہ ہلاکا سا مسکرائیں۔ اور اپنی چھٹ کی دیوار کے ساتھ لگ کے بولی۔۔۔ "مزے میں ہوں۔۔۔ یار ہائے۔۔۔ امی نہیں ہیں ناگھر۔۔۔ سکون ہے ایک دم" وہ شرارت سے بولی۔ تو پری کا قہقاہ بلند ہوا

"آنے دیں زارتائی امی کو۔۔۔ میں بتاؤں گی انہیں" اس نے بھا بھی کو ڈرایا۔ "توبہ کرو پری۔۔۔" بھا بھی نے فوراً ڈر کے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔ ویسے تو بھا بھی عاطفہ شرارتی سی تھیں۔

لیکن شادی کے بعد ان کی ساس کے تلخ رویے نے ان کی شرارتی طبیعت کو کہیں گم کر دیا۔
لیکن پری کے ساتھ وہ بہت فری تھیں۔

"یہاں میری چغلیاں ہو رہی ہیں کیا؟" دائیں طرف کی آفر بھی چھٹ پہ آئی تو ان دونوں کو باتیں کرتے دیکھ کے آبرو اچکاتے بولی۔

"ہمیں اور بھی بہت سے کام ہیں جناب۔۔۔" پری نے اس کا جواب دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بھا بھی رات ڈرامے کا کیا بنا۔۔۔۔۔" افرانے چونکہ کیبل چلے جانے کی وجہ سے اپنا پسندیدہ ڈرامہ دیکھا نہیں تھا تو اس نے بھا بھی سے پوچھا۔

پری مسکرائی تھی۔ اور ان دونوں کو الوداع کہتی نیچے آگئی۔ اسے رات کا کھانا بھی بنانا تھا۔ اور پیچھے بھا بھی افراء کو ڈرامے کی کہانیاں سنانے میں مصروف ہو گئیں۔

نالزہب

وہ اور tommy گارڈن میں فٹبال سے کھیل رہے تھے۔ حمدان نے پہلے عینا کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا اور پھر اس کی کیاری کی طرف دیکھا۔ جس میں پیارے پیارے ننھے پھولوں کی افزائش ابھی شروع ہوتی تھی۔ حمدان نے شیطانی مسکراہٹ لیے فٹبال اس کی کیاری میں پھینک دیا۔ tommy بھاگتا ہوا کیاری میں گھس کے فٹبال اٹھانے لگا۔

عینا اچانک اپنے کمرے کی کھڑکی میں آئی۔ اور اپنے پھولوں کی کیاری میں tommy کو دیکھ کے بے ہوش ہوتے ہوتے پچھی۔

“Tommy”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
وہ چلاتے وہاں سے بھاگ کے گارڈن تک آئی لیکن اس نے آنے میں دیر کر دی تھی۔ اس کے ننھے پھول
آخری سانس لے رہے تھے۔

اس نے پہلے tommy کو غصے سے گھورا اور پھر حمدان کو۔ جواب گارڈن میں رکھی کرسی پہ آرام سے بیٹھ گیا
تھا۔ جیسے اس کا مشن پورا ہو گیا ہو۔

عینا جانتی تھی اس نے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیا ہے "اپنے جیسے جانور رکھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔" عینا غصے سے بولتی
حمدان کو دیکھتی tommy کو گھورتی اندر چلی گئی۔

حمدان نے اس کی بات پہ ٹومی کو دیکھا اور ٹومی نے حمدان کو۔ حمدان کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ اس کی بے عزتی کر
کے گئی ہے کہ ٹومی کی۔

نوولز ہب

دونوں نے اندر جاتی عینا کی پشت کو غصے سے گھورا تھا۔

وہ تینوں ڈائیننگ ہال میں ڈائیننگ ٹیبل پہ بیٹھ کے ڈنر کر رہے تھے۔ "بھائی کل کا کیا پلان ہے آپ کا؟" میر نے
نوالا منہ میں ڈال کے سربراہی کر سی پہ بیٹھے آلیار شاہ سے پوچھا۔

آلیار نے اسے جواب دیا۔ اس سے پہلے کے میر کچھ کہتا مسز شاہ بولی۔ "کل میں نے پارٹی رکھی ہے۔ کچھ اسپیشل گیست آئیں گے۔ اگر تم لوگ گھر پہ ہی رہو۔۔۔۔۔ انہوں نے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"آپ کے اسپیشل گیست۔ آپ کو مبارک۔ ہمیں مت گھسیتے۔۔۔۔۔" میر نے زہر خند لبھے میں کہا۔

"شاہ۔۔۔۔۔" آلیار نے تنبیہ لبھے میں اسے پکارا۔

وہ پلیٹ میں چمچ مارتا اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ اسے مومن کی سر کل میں کوئی ایک بندہ بھی کبھی پسند نہیں رہا۔

ڈیڈ کی وفات کے بعد وہ بالکل ہی ان کو کسی کھاتے میں نہیں لیتا تھا۔

ایک آلیار شاہ تھا جس کے ہاتھ میں اس کی لگائیں تھیں۔ وہ غصے سے چلا گیا۔ مسز شاہ زیب نے بے بسی سے آلیار کی طرف دیکھا۔

"تم تو رہو گے نہ گھر۔۔۔۔۔؟" انہوں نے پوچھا تو آلیار شاہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور بولا۔ "مجھے جگر سے ملنے جانا ہے" ایک دم ہی نتھنگ اسپیشل سے اس کا پلان بدل چکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

آلیار شاہ چلا گیا اور پچھے سے مسز شاہ نے غصے سے ٹیبل پہ مٹھی بنائے ماری۔ اب انہیں کیا جواب دیں گی جنہیں انہوں نے لارے لگائے تھے۔

وہ ڈریسینگ کے سامنے کھڑا بال بنارہاتھا۔ آج سنڈے تھا اور میر شاہ کی صبح دوپہر کے بارہ بجے ہوئی تھی۔ ڈارک

براؤن نیروپینٹ پہ بلوشرت شرٹ پہنے وہ بال بنارہاتھا۔

جب پری کی شبیہہ شیشے میں نمودار ہوئی۔

"سوری۔۔۔" کل لاہبریری کے سامنے کھڑی جب ان دونوں نے سوری بولا وہ خیال آتے ہی میر ہلکا سا مسکرا ایا۔

بال بنانے کے بعد وہ پچھے ہٹا۔ "میر۔۔۔" ہاتھ والوں تک لے جاتے اس نے خود کو مخاطب کیا۔

“ Behave man ”

اسے کیوں سوچ رہا ہے "وہ صوفی پہ بیٹھا اپنے دونوں ہاتھوں سے بال پکڑ چکا تھا۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا۔ وہ کی چین اٹھاتا کمرے سے نکلا۔

نیچے لاڈنچ سے گزرتے موم کے مہمانوں کو ایک نظر دیکھ کے وہ باہر کی طرف بڑھا۔

مسنر شاہ زیب نے اس کی پشت کو گھورا۔ اور اپنے مہمانوں کو دیکھتے جبرا مسکرائیں۔

مہمانوں میں ایک ولی ڈریسڈ آدمی اور ایک ماڈرن لڑکی تھی۔ لڑکی کی نظر وہ نے دور تک میر شاہ کا معاشرہ کیا تھا۔

نالزہب

اس نے اپنی گاڑی "چوہدری ہاؤس" کے سامنے روکی۔ وہ آج بہت دنوں کے بعد ولی سے ملنے والا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آج سندھے ہے۔ اور ولی کا آف ہو گا۔ اس لئے وہ بناتائے ولی کو سرپرائز دینے کے لیے آگیا تھا۔ جبکہ اندر ایک اور سرپرائز آلیار شاہ کا منتظر تھا۔

"چلیں یہ بتائیں کتنے ہیں؟" ہانی ہاتھ کی چار انگلیاں کیے سامنے کھڑی وشه سے پوچھ رہی تھی۔ وشه کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔

"دو۔۔۔" وشه نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے اسے بتایا۔ ولی سینے پر دونوں ہاتھ باندھے ان کی کارروائی ملاحظہ کر رہا تھا۔ اسے ہانی نے جبرا کھڑا کیا تھا۔ وہ آنکھ مچوں کھیلنے والے تھے۔

ہانی نے ہر طرف سے جب تسلی کر لی کہ وشه کو کچھ نظر نہیں آرہا تو اس نے وشه کو چکر دیتے گھما�ا۔ اور دور جا کے کھڑی ہو گئی۔

ولی بھی وشه سے تھوڑی دور کھڑا تھا۔ وشه ان دونوں کوڈھونڈتی کبھی ادھر جا رہی تھی تو کبھی ادھر۔

"میں یہاں ہوں آپی۔۔۔" ہانی نے اسے پیچھے سے ہاتھ لگاتے کہا اور بھاگ کے مخالف سمت میں کھڑی ہو گئی۔ وشه ولی کے قریب پہنچنے والی تھی کہ اس کا فون نج اٹھا۔ ہانی نے اسے دیکھتے منہ بنایا۔

"ایک امپورٹنٹ کال آئی ہے۔ میں ابھی آیا۔۔۔" اس نے ہانی کو دیکھ کے کہا اور کال سننے ذرا گارڈن کی دوسری طرف چلا گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
ہانی و شہ کو دیکھتی ہا کاسا مسکرائی۔ اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ پچھے و شہ گارڈن میں اکیلی گھونے میں مصروف تھی۔

وہ جیسے ہی گیٹ سے اندر داخل ہوا اسے گارڈن کے ایک طرف ولی کان پہ فون لگائے نظر آیا۔ آلیار شاہ ہا کاسا مسکرا ایا۔ اور ولی کو پچھے سے جا کے سر پر انزدینے کے چکر میں وہ گارڈن کی دوسری طرف بڑھا۔

آلیار شاہ کا سارا دھیان ولی چوہدری پہ تھا۔ اسی لیے اسے گارڈن کی دوسری طرف ہاتھ سے کچھ ٹھولتی و شہ دکھائی نہیں دی۔

"پکڑ لیا۔۔۔" و شہ نے اس کے بازوؤں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔ آلیار جیسے ہی اس کی طرف گھوما۔ و شہ نے اس کے گریبان کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا۔ "بھاگنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔ ولی۔۔۔ میں نے پکڑ لیا ہے تمھیں۔۔۔" وہ ایک ہاتھ اس کے کالر کو دبوچے دوسرے ہاتھ سے اپنی آنکھوں پہ بندھی پڑی اتارنے لگی۔

اس دوران ولی فون کان پہ لگائے انہیں دیکھے بغیر اندر کی طرف بڑھ چکا تھا۔ آلیار نے پہلے و شہ کا ہاتھ اپنے گریبان پہ دیکھا اور پھر غصہ کنڑوں کرنے کے لئے ہاتھ کی مٹھیاں بنائیں۔

و شہ وہ پہلی لڑکی تھی جس کا ہاتھ آلیار شاہ کے گریبان تک پہنچ گیا تھا۔ و شہ نے جیسے ہی پڑی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
اتاری اور اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس کی مسکراہٹ یک دم غائب ہوئی۔ وہ آلیار کے گریبان پہ ہاتھ رکھے
صدے سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ولی فون کان سے ہٹا تالا و نج میں آیا تو ہانی میڈم آرام سے صوفے پہ ٹانگیں اوپر کر کے ایل ای ڈی پہ کچھ دیکھنے
میں مصروف تھیں۔ ولی نے ہانی کو گھورا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ و شہ کو ٹنگ کرنے کے لیے اس کی آنکھوں پہ پٹی
باندھے اسے اکیلے گارڈن میں ہی چھوڑ آئی ہو گی۔ وہ وہی سے واپس گارڈن کی طرف بڑھا۔

♦

چونکہ آج اتوار تھا تو پری نے صح سے ہی واشنگ مشین لگائی ہوئی تھی۔ اور اب تو دو پھر ہو چکی تھی۔ کپڑے
سارے دھونے کے بعد اس نے دو پھر کا کھانا بنایا اور اب وہ فریش ہو چکی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

والدہ صاحبہ گھر کا سودا سلف لانے گئی تھیں۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔ پری نے ڈوپٹہ سرپہ جمایا اور دروازے کے پاس جا کے پوچھا۔

"کون۔۔۔؟" چونکہ امی گھر نہیں تھیں تو اس نے اندر سے کنڈی لگائی ہوئی تھی۔ "میں ہوں پری۔۔۔ دروازہ کھول۔۔۔" افرائی آواز پہ پری نے مسکراتے دروازہ کھولا۔

افرائی اندر آگئی تو اس نے دوبارہ دروازہ لگادیا۔

"کھیر بنائی تھی۔ سوچا تجھے چیک کروادوں۔۔۔" افرانے ڈوپٹے کے نیچے سے پلیٹ نکالتے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

پری نے اس سے پلیٹ لی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ افرائی بھی اس کے پیچے ہی تھی۔ پری نے وہ کھیر اپنی پلیٹ میں منتقل کی۔

"پری سناء ہے تیری یونی میں لڑ کے بھی ہیں۔۔۔ پیارے بھی ہیں کہ بس گزارا ہی ہے؟" افرانے منہ کے زاویے بناتے پوچھا تھا۔ اس کی بات پہ میر شاہ کی مسکراتاہٹ پری کو یاد آئی تھی۔ "پیارے تو بہت ہیں۔۔۔" اس نے بے ساختہ سر گوشی کی تھی۔ آوازا تنی کم تھی کہ افرائی کو سنائی نہیں دیا تھا۔

"کیا؟" افرانے دوبارہ پوچھا۔ پری نے پلیٹ دھو کے اسے پکڑا تی اور اسے کمرے میں لے جاتے بولی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں وہاں پڑھنے جاتی ہوں۔۔ لڑکے دیکھنے نہیں۔۔۔" پری نے اسے بیڈ پہ بٹھاتے کہا۔ "بیٹھ میں چائے لاتی ہوں تیرے لیے۔۔۔" اسے کہتی وہ پھر کچن کی طرف جانے لگی۔ "نہیں پری۔۔۔ رہنے دے۔۔۔ تکلف مت کر۔۔۔" پری کو پیچھے سے افرانے ہانک لگائی۔ "چپ کر کے بیٹھ جا۔۔۔ تکلف کی کچھ لگتی۔۔۔" اسے ڈانٹتے وہ چائے بنانے لگی تھی۔

نالزہب

وشہ نے جلدی سے اس کے گریبان سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا۔ اگر وہ خود ناہٹاتی تو قریب تر تھا کہ مقابل خود اس کا ہاتھ جھٹک دیتا۔ کیونکہ سامنے والے کے تیور ہی خوفناک لگ رہے تھے۔

"آلو۔۔۔" ولی اسے دیکھتے خوشی سے چہکا تھا۔ اور وشہ جو کہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ولی کے چہکے اور آلو کہنے پہ دوسری طرف منہ کر کے اس نے اپنی ہنسی بمشکل ضبط کی تھی۔

اور اس کی یہ حرکت آلیار شاہ کو اچھی خاصی چبی تھی۔

ولی تک ان دونوں کے قریب آگیا تھا۔ ولی نے اسے زور سے ہگ کیا۔ وہ یونیورسٹی کے زمانے میں بسیط فرینڈرہ چکے تھے۔ جب سے دونوں نے اپنے کیر یئر کا آغاز کیا تھا وہ مل نہیں پائے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه ولی کے دوست کو غائبانہ طور پر جانتی تھی۔ اسی لیے اندر کی طرف بڑھی۔ تاکہ کوئی اہتمام کر سکے۔ اور لاوچ میں آتے ہی وہ کھل کے لفظ آلوپہ ہنسی۔ ہانی نے اسے ہنستے دیکھاتو اسے تعجب ہوا۔

وہ ہنستی کچھ کی طرف بڑھ گئی اور ہانی نے کھلے منہ اور پھٹی آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

" بتا کے نہیں آسکتا تھا۔ " ولی نے اس سے الگ ہوتے مصنوعی غصے سے کہا۔ " سالے، پہلے یہ بتا آلوکس کو کہا ہے۔ " آلیار نے اس کے پیٹ میں مکامارتے اپنا بدله لیا۔ ولی کا قہقاہا بلند ہوا۔ وہ جانتا تھا آلیار کو اس لفظ سے کس قدر چڑھتی۔ اس کے پیچھے بھی ایک لمبی کہانی تھی۔ لیکن خیر۔۔۔!

آلیار شاہ اور ولی چودھری کو آپس میں ملتے اور اس طرح سے ہنستے کوئی دیکھ لیتا تو ان دونوں کو پہچاننے سے انکار کر دیتا۔ لیکن آلیار شاہ کی زندگی میں میر شاہ کے علاوہ کوئی اگر اہمیت رکھتا تھا تو وہ ولی چودھری ہی تھا۔ ولی اسے لیے اندر کی طرف بڑھا۔

" میری جان تم ہی میری بہو بنو گی۔۔۔ " مسز شاہ زیب نے زینی کو گلے لگا کے اس کے کان میں سر گوشی کی تو وہ ہلکا سما مسکراتی ان سے الگ ہوئی۔ اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

مسز شاہ نے بائے کے لیے ہاتھ ہلایا۔ جیسے ہی وہ گاڑی "شاہ والا" سے نکلی۔ مسز شاہ وہاں پر سونج انداز میں کھڑی رہ گئی۔ انہیں میریا آلیار کو اس لڑکی سے شادی کے لیے راضی کرنا تھا۔ کیونکہ وہ ایک موٹی آسامی تھی۔ اور اپنے باپ کی پر اپرٹی کی تن تہاوارث۔ وہ لڑکی اپنے باپ کی کمزوری تھی اور مسز شاہ کی کمزوری دولت۔ لیکن قسمت اپنادا و کھلینے کو تھی۔

نالزہب

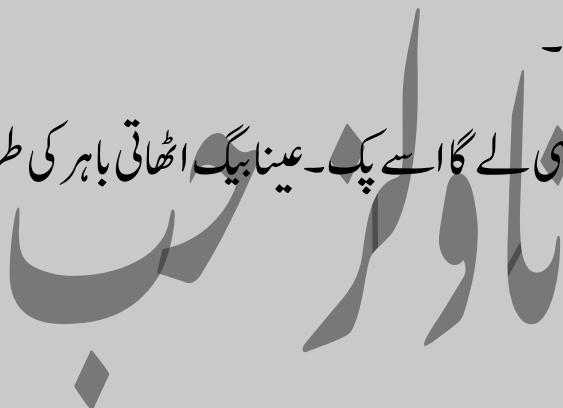
و شہ، مسز چودھری، ہانی اور ولی ناشتہ کر رہے تھے۔ "ہانی جلدی سے بیگ لے آؤ۔۔۔" ولی مسز چودھری سے پیار لیتا ہانی سے بولا۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ آج ڈرائیور انکل نہیں آئے تھے تو ہانی ولی کے ساتھ یونی جا رہی تھی۔ ہانی جلدی سے بیگ اٹھاتی ولی کے پیچھے بھاگی تھی۔

و شہ کو آج یونی نہیں جانا تھا۔ اسی لیے وہ مسز چودھری کو لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"حمدان، میں تمہیں آخری دفعہ یاد کروار ہی ہوں۔۔۔ مجھے پک کرنے آ جانا۔۔۔" وہ لاونچ پر صوفی پر لیٹنے والے انداز میں بیٹھے حمدان کو انگلی اٹھا کے وارن کر رہی تھی۔ جاتو وہ آج مسٹر زاہد درانی کے ساتھ رہی تھی لیکن اسے واپسی پر حمدان نے پک کرنا تھا جو آج چھٹی پر تھا۔

اور عینا کوئی دس دفعہ اسے یاد کروا چکی تھی۔ حمدان ٹراوزر شرٹ میں رف سے حلیے میں ملبوس تھا۔ اور عینا کی بات اس کے سر سے گزر رہی تھی۔

اب اتنا بھی وہ بھول کر نہیں تھا۔ کرہی لے گا اسے پک۔ عینا بیگ اٹھاتی باہر کی طرف بڑھی اور حمدان نے سر جھکتا۔



وہ آج بھی اپنی ہیوی بائیک پر بیٹھا، بلیک جینز پر بلیک شرٹ، بازوں کو کہنی تک فولڈ کیے، بالوں کو جیل لگا کے سیٹ کیا تھا۔ یونی کی پارکنگ میں بیٹھا ببل گم چباتے وہ گھٹری دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

جب وہ یونی میں داخل ہوئی۔ میر نے اس کی طرف دیکھ کے ہلکی سی مسکراہٹ پاس کی۔ پری کو وہ بہت عجیب لگتا تھا۔ وہ روز اس کے آنے سے پہلے وہاں اپنی مخصوص جگہ پہ موجود ہوتا تھا۔

وہی مخصوص مسکراہٹ وہ پری کو دیکھ کے پاس کرتا تھا۔ پری نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی اور میر بھی اپنی کلاس کی طرف بڑھا۔

نالزہب

ولی آج پھر ایس اتیج اوزمان چودھری سے ملنے آیا تھا۔ بہت خاص بات ہو گی جو انہوں نے ایم جنسی میں اسے کال کر کے بلا�ا تھا۔ ولی نے دستک دی اور کم ان کی آواز پہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے مسکراتی بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ولی کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

اسے نظر انداز کرتے ولی ہاتھ ماتھے تک لے کے گیا اور سلیوٹ کیا تھا۔ آج گڈمارنگ سر کے جواب میں زمان چودھری کی طرف سے وہ مسکراہٹ معدوم تھی جو ولی کو دیکھ کے ان کے چہرے پہ آتی تھی۔

"ایک احسان چاہتے ہیں ولی تم سے آج۔۔۔ امید ہے منع نہیں کرو گے تم۔۔۔" انہوں نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا اور پھر ولی کی طرف دیکھتے مدعایاں کیا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی نے نامجھی سے انہیں دیکھا اور پھر گردن موڑ کے صوفے پہ بیٹھی ارفعہ کو۔ وہ ولی کو دیکھ کے پر اسرار سما مسکرائی۔

"arfue کو ایسا لگتا ہے کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اسے دھمکی بھری کالز موصول ہوئی ہیں۔۔۔ ولی وہ میرا قبیتی اٹاٹھے ہے۔۔۔ میں اسے نہیں کھو سکتا۔۔۔۔۔ اور تمہارے علاوہ کسی اور پہ مجھے بھروسہ بھی نہیں ہے۔۔۔" ولی کوان کے لبھ میں ڈر محسوس ہوا۔ اور ولی ان کو پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ اتنا بھی جانتا تھا کہ ارفعہ جھوٹ بول رہی ہے۔ وہ صرف ولی کے ساتھ وقت گزارنے کا ایک بہانہ تھا۔

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں سر؟" ولی نے ان کو دیکھتے سوال کیا۔ "ہم چاہتے ہیں کہ تم آج کا سارا دن عام کپڑوں میں ارفعہ کے ساتھ گزارو۔۔۔ اور مشاہدہ کرو کہ کیا واقعی ہی کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے یا اس کا وہم ہے۔۔۔" انہوں نے ولی سے درخواست کی۔ ولی نے سراشبات میں ہلا دیا۔ تو ارفعہ کی مسکراہٹ گھری ہوئی۔

وہ جانتی تھی کہ ڈیڈ اس کے معاملے میں کس قدر حساس تھے۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ ولی کے علاوہ مر کے بھی کسی اور پہ بھروسہ نہیں کریں گے۔ اور ولی انہیں منع کر دے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

داد دینی چاہیے تھی ارفعہ زمان چودھری کی عقل کو۔ وہ آگے آگے چلتی اس کمرے سے نکلی اور ولی اس کے پیچھے۔ ولی نے اس کی پشت کو گھورا۔ آج کا سارا دن اس مصیبت کو جھیلتے گزارنا تھا۔

وہ میٹنگ روم میں بیٹھا ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے سامنے چلتے ملٹی میڈیا کو دیکھ رہا تھا۔ اور اس کا سٹاف اس کے سامنے پرو جیکٹ پہ پریز نیشن دے رہا تھا۔ اپنے بائیکس ہاتھ کی دوانگلیاں لبوں پہ جمائے وہ انہماں ک سے سن رہا تھا۔ پریز نیشن ختم ہوئی تو اس نے کھڑے ہو کے اپنے سٹاف کو ان کی غلطیاں سمجھائیں۔ اسے پر چیز پر فیکٹ چاہیے تھی۔

غلطی کا لفظ اس کی ڈکشنری میں نہیں آتا تھا۔

میٹنگ روم سے نکلتے جب اس نے اپنے کوٹ کا بٹن بند کرنا چاہا تو وو شہ کے ہاتھ کا لمس اپنے سینے پہ محسوس ہوا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔ پہلے وہ ڈنکے کی چوٹ پہ کہتا تھا کہ آلیار شاہ کے گریبان پہ ہاتھ ڈالنے والا پیدا بھی نہیں ہوا۔ اور آج ایک صرف نازک کا ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ گیا تھا۔ آلیار شاہ کو یہ سوچ کے غصے بھی آیا اور وو شہ کی مسکراہٹ یاد آئی تو اس نے سر جھٹکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ان کا لیکھر فری تھا۔ میر ڈیسک پہ چڑ کے بیٹھا تھا۔ اور اس کے پچھے پچھے گری کرتے اس کے ارد گرد جمگھٹا گئے کھڑے تھے۔ "میر کتنے دن لگے گے تمہیں شرط جیتے میں؟" ایک من چلے لڑ کے نے پوچھا توہادی نے بے یقین سے میر کو دیکھا۔ اور میر نے جان بوجھ کے اسے بھر پور نظر انداز کیا۔

"Within 3 weeks"

میر کے لہجے میں لاپرواٹی سی تھی۔ سب گروپ والے طنزیہ مسکرائے تھے۔ صرف ہادی تھا جو ابھی بھی اس کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میر کلاس سے باہر نکلا توہادی بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ "شاہ میری بات سنو۔۔۔" ہادی کے کہنے پر وہ رکا اور پلٹا۔ "سناؤ۔۔۔" دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اس نے ہادی کو سنجیدگی سے کھا تھا۔ "مت کرو پلیز۔۔۔" ہادی کا لہجہ منت بھرا تھا۔ شاہ کو اس کی بات ناگوار گزری۔

"یہ کون سا پہلی بار ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ شرط لگائی ہے میں نے لڑکیوں پہ۔ جیتنا بھی ہوں۔ پہلے تو کبھی تم نے کچھ نہیں کہا۔ آج کیوں؟" میر کا لہجہ سخت ہوا تھا۔ وہ آبرو اچکائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"پہلے لڑکیاں تمہارے سٹیٹس کی ہوتی تھیں۔ جنہیں تمہاری شرط سے کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔ لیکن پری ڈل کلاس ہے شاہ۔۔۔ اس کی زندگی تباہ ہو جائے گی۔" ہادی نے سنجیدگی سے اسے اپنا نقطہ نظر بتایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"او۔۔۔ پری۔۔۔ واو۔۔۔ نام بھی پتہ کروالیا تم نے۔۔۔ گریٹ۔۔۔ اور شکر یہ نام بتانے کا۔۔۔
بانے دے دے نائس نیم۔۔۔ پری۔۔۔ "وہ مسکر اتا کہتا پلٹا تو ہادی کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ اسے سمجھا رہا
تھا۔ اور میر شاہ نے اس کی بات کو مذاق میں اڑا دیا تھا۔ ہادی نے بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

وہ تینوں کینٹین کی طرف بڑھی۔ پری، عینا اور ہانی۔ کینٹین میں جا کے وہ ایک طرف میز پہ عینا اور ہانی بیٹھ گئیں
اور پری کا ونڈر کی طرف کچھ لینے کی نیت سے بڑھی۔

میر جو کہ کینٹین میں ایک ٹیبل پہ بیٹھا تھا۔ پری کو کا ونڈر کی طرف بڑھتے دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے ہوا۔ ہادی نے
بے بسی سے پہلو بد لہ۔ وہ میر کو اس دلدل میں دھنستے صرف تماشا لی کی طرح دیکھ رہا تھا۔ اور یہی تکلیف وہ تھا۔

"کیا؟ 50 روپے کا۔۔۔ او بھائی ہمارے محلے میں رشید کی دکان سے یہ بسکٹ 20 روپے کا ملتا ہے۔۔۔" پری
ہاتھ نچانچا کے کا ونڈر بوائے کو کہہ رہی تھی۔ میر اس کے پیچھے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا مسکرا یا۔ وہ صرف 30
روپے کے لیے بحث کر رہی تھی۔ ہانی نے جب کا ونڈر کی طرف دیکھا تو پری کو بحث کرتا دیکھ وہ اس کی طرف
بڑھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میر سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا۔ ہانی آئی اور پری کا ہاتھ دباتے اسے چپ کروایا اور پینٹ کرتی پری کا ہاتھ پکڑتے مڑی۔ پری کی نظر میر پہ پڑی جو کہ کچھ فاصلے پہ نفی میں سر ہلاتے ہے کاسا مسکرا رہا تھا۔ پری کو ایک دم شرمندگی ہوتی تھی۔

حمدان نے ٹائم دیکھا تو ابھی عینا کو لینے جانے میں وقت موجود تھا۔ تو وہ جو صبح سے منہ جھاڑھلیے میں پھر رہا تھا فریش ہونے واش روم چلا گیا۔

وہ نہاتے ہوئے گانا گانے میں مصروف تھا۔ یہ اس کا پسندیدہ مشغله تھا۔ جب وہ نہاتا تو اپنی پسند کا ہر گانا گاتا۔ نہاتے اسے کافی وقت ہو گیا تھا۔

اسے یاد بھی نہیں رہا کہ اسے عینا کو پک کرنا تھا۔ موسم بھی ابھی گھر پہ نہیں تھیں۔ ورنہ وہ یاد کروانے آجائی۔ اور حمدان صاحب نہاتے گانا گانے میں مصروف تھے۔ اور گھٹری باہر دو کاہنس سے عبور کر گئی تھی۔ جبکہ عینا کو 1:15 پہ فری ہونا تھا۔

وہ اور ارفعہ شاپنگ مال گھوم رہے تھے۔ ولی بلیک جینز پہ وائٹ شرٹ، سن گلاسز لگائے ارفعہ سے دو قدم پچھے چل رہا تھا۔ اس لڑکی نے صبح سے اس کا دماغ کھالیا۔ اور اب وہ کتابوں کے بہانے اسے پورے شاپنگ مال گھما رہی تھی۔

ولی نے ایک آدمی کو ارفعہ کا پیچھا کرتے نوٹ کیا تھا۔ لیکن ولی نے ایک دفعہ بھی مڑکے اس آدمی کی طرف دیکھنے کی غلطی نہ کی۔ اور ایسے شوکیا جیسے اس نے اس آدمی کو دیکھا بھی نہ ہو۔

اس نے صرف ارفعہ کاری ایکشن نوٹ کیا تھا۔ جو ترشی نگاہوں سے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

اور ایسی حرکتیں کر رہی تھی کہ اس آدمی کا ولی کو پتہ چل جائے۔

لیکن ولی کی زیر ک نگاہوں کو صرف کچھ منٹ میں ہی پتہ چل گیا کہ وہ آدمی ارفعہ نے خود اپنے پیچھے لگایا ہے۔
ولی صرف اپنا ضبط آزمرا تھا۔ یہاں اس کا دماغ گھومتا تو ارفعہ تو گئی تھی ساتھ وہ آدمی بھی جاتا۔

تبھی ولی کو ہانی کا میسح رسیو ہوا۔ ولی کو اسے پک کرنا تھا۔ ارفعہ کو بتاتا وہ پری کو پک کرنے کے لیے یونی کی طرف گاڑی لے جانے لگا۔

ولی نے ارفعہ کی حفاظت کے لیے حوالدار کو بلا لیا تھا۔

پری کا گھر چونکہ یونی سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے وہ تو چل کے ہی جاتی تھی۔ ہانی کو لینے والی آنے والا تھا۔ لیکن حمدان صاحب کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

عینا کو گھبر اہٹ ہونے لگی۔ شاید آج بھی حمدان اسے یونی سے لینا بھول گیا تھا۔ ولی کی گاڑی ہانی کو دکھائی دی تو اس نے ہاتھ مسلتی عینا کو دیکھا جو حمدان کا نمبر ٹرائے کر کے تھک چکی تھی۔

لیکن وہ اٹھانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ (وہ تواش روم میں گنگنا نے میں مصروف تھا)۔

"آ جاؤ۔۔۔۔۔ میرے بھیا ہی ہیں۔ تمہیں بھی چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔" ہانی نے اس کا ساتھ لیتے کہا۔

عینا کے پاس کوئی اور اوپشن نہیں تھا۔ سو وہ اور ہانی والی کی گاڑی کی طرف بڑھنے لگیں۔

ولی گاڑی میں بیٹھا ہانی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور لڑکی کو آتے دیکھا۔

صرف ایک نگاہ دیکھنے کے بعد اس نے اپنا چہرہ سیدھا کر لیا ہے۔ عینا گاڑی سے تھوڑی دور کھڑی ہو گئی۔ ہانی نے ولی کو بتایا کہ اس کی دوست کو بھی ڈراپ کرنا ہے۔ اس کا بھائی لینے نہیں آیا اسے۔ ولی نے سر اشبات میں ہلا دیا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا پچھے بیٹھ گئی اور ہانی ولی کے ساتھ آگے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ولی کو اکیلے آگے بیٹھنا نہیں پسند۔ آخر کو وہ کون سا ڈرائیور ہے۔

عینا بیٹھی تو پھر پری نے اس کے گھر کا ایڈریس ولی کو بتایا۔ جبکہ عینا خود کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ولی نے گاڑی سٹارٹ کی۔

تحوڑا سارا ستہ طے ہونے پہ ولی کو گاڑی روکنی پڑی کیونکہ چینگ ہو رہی تھی۔ پولیس والے گاڑیوں کو روک روک کے کچھ دیکھ رہے تھے۔

عینا نے پولیس والوں کو دیکھ کے منہ بنایا۔ اسے پولیس والے کبھی پسند نہیں رہے۔

ولی نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو پولیس الہکار نے اسے دیکھ کے سلیوٹ کیا۔ عینا کا دھیان اس طرف نہیں تھا۔ وہ اپنابیگ اٹھا رہی تھی جو نیچے گاڑی میں گر گیا تھا۔ ولی نے گاڑی آگے بڑھائی تو عینا نے دیکھا کہ ایک پولیس والا کسی لڑکی سے پیسے لے رہا ہے۔

"جسے امیر ہونا ہو وہ پولیس میں چلا جائے۔۔۔ ہنہ۔۔۔ رشوت خور۔۔۔" عینا بڑ بڑا تی۔ لیکن اس کی بڑ بڑا ہٹ اتنی اوپنجی تھی کہ ولی اور ہانی کے کانوں نے بھی سنا۔ اور ولی چودھری کا پیر بے ساختہ بریک پہ پڑا۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ ہانی کا سر سامنے بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از فلم مہرین سعید

عینا نے بھی خود کو سنبھالا۔ ہانی نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔ اور عینا میڈم کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ جن پولیس والوں کے خلاف وہ بول رہی ہے انہی کی گاڑی میں سفر بھی کر رہی ہے۔ ولی نے غصے سے عینا کو بیک مر ر سے گھورا۔ لیکن عینا اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

ولی نے غصے سے گئیر لگایا۔ اور گاڑی سٹارٹ کی۔ ہانی اس کے غصے پہ مسکرائی۔ وہ اپنی جاب کے معاملے میں بہت ٹھیک تھا۔

ولی کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔ ایک تو ارفہ اور دوسرا یہ ہانی کی دوست۔

نالز حب

حمدان شاور لے کے نکلا تو ٹاول سے اپنے بال جھاڑ رہا تھا۔ ٹاول اس نے گردن میں لپیٹا تھا۔

وائیٹ بنیان پہ بلیک جینز پہ وہ مگن سا واش روم سے نکلا۔ اس نے ٹاول بیڈ پہ پچینکا اور بیڈ پہ پڑی بلیک شرت پہنی۔ اور ڈریسینگ کے سامنے کھڑے ہوتے سیٹی بجاتے بال بنائے۔ بال بنائے کے سیٹی بجاتے ہی وہ چار جنگ پہ لگے اپنے موبائل کی طرف بڑھا تو اسے عینا کی طرف سے بے شمار میسحہز، کالز موصول ہو چکی تھیں۔

اس کے ہونٹ سیٹی بجاتے گول ہی ساکن ہو گئے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

آج بھی وہ عینا کو یونیورسٹی سے پک کرنا بھول گیا تھا۔

"او۔۔۔۔۔ تیری۔۔۔۔۔ حمدان" بے ساختہ اس کے منہ سے وہ تین لفظ نکلے جو وہ اپنے ہر کارنامے کے بعد بولتا تھا۔ فون کو کان سے لگائے چابی اٹھاتا وہ کمرے سے بھاگا۔ سیڑھیوں سے تیزی سے نیچے آتے اس نے پورچ میں کھڑی گاڑی کو ریوس کیا اور گاڑی گیٹ سے ابھی نکلی ہی تھی کہ ولی کی گاڑی آگے سے آئی۔ اور دونوں گاڑیوں کی زور دار تکمیر ہوئی۔

"سالے۔۔۔۔۔" حمدان اور ولی کے منہ سے اکٹھا نکلا۔

"ابے۔۔۔۔۔ ہٹا۔۔۔۔۔" حمدان نے شیشے سے سر باہر نکال کے ولی کو دیکھ کے کہا لیکن تب تک ولی کی گاڑی سے عینا کو نکتے دیکھا۔

ولی کا میٹر شاٹ ہو چکا تھا۔ وہ غصے سے باہر نکلا حمدان نے جب عینا کو دیکھا تو وہ بھی کار سے باہر نکلا۔ حمدان کی نظر ولی کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی لڑکی پہ پڑی۔ حمدان نے صرف ایک نظر اسے دیکھ کے نظریں پھیر لیں۔ عینا ہانی کا کھڑکی پہ جھک کے شکریہ ادا کر رہی تھی۔ ولی نے حمدان کو گھورا۔ وہ معذرت کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ "سوری۔۔۔۔۔ سر۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔" حمدان کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے۔

اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ ولی نے سنجدگی سے اس کا ہاتھ تھاما۔ اور سلام لے کے چھوڑتے واپس اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ہانی نے عینا کو دیکھ کے ہاتھ ہلایا۔ حمدان بھی ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ ولی نے گاڑی روپورس کی اور آگے بڑھا لی۔ پیچھے حمدان کو اپنی موت نظر آ رہی تھی۔

ولی سنجیدگی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ ہانی ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ سنجیدہ ہمیشہ رہتا تھا۔ لیکن آج وہ غصے میں تھا۔ ہانی نے عقل مندی کا مظاہرہ کرتے نگاہیں سیدھی سڑک پر جمالیں۔ ورنہ ولی کا کیا پتہ۔ عینا کے معاملے میں وہ لحاظ کر گیا تھا۔ ہانی جانتی تھی اس کے معاملے میں وہ لحاظ ہرگز نہیں کرے گا۔

اٹھا کے کھڑکی سے ہی باہر پھینک دے گا۔ ہانی سوچتے سیدھا شرافت سے بیٹھ گئی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

حمدان نے تھوڑا سافاصلہ برقرار رکھتے تر چھی نگاہوں سے عینا کو دیکھا جو سنجدگی سے مڑی اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے حمدان کو دیکھا تک نہیں۔ "آہ۔۔۔" حمدان نے لمبی سانس خارج کی۔ اب تو بس اللہ ہی اس کا حامی و ناصر ہو۔ وہ بھی اندر کی طرف بڑھ گیا۔

حمدان نے ان تینوں کی طرف بیچاری نظروں سے دیکھا۔ مسٹر زاہد درانی، مسز زاہد درانی اور عینا سنجدگی سے ڈنر کر رہے تھے۔ اور ان تینوں میں سے کوئی بھی حمدان کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ حمدان نے پھر مسٹر زاہد درانی کی طرف دیکھا۔

اور مخاطب کرنے کی کوشش کی۔ "ڈیڈ"

حمدان منمنایا۔ مسٹر زاہد درانی چپ چاپ اپنی پلیٹ پہ جھکے کھانا کھا رہے تھے۔ اس کی آواز پہ انہوں نے کوئی رسپانس نہ دیا۔

"پوپس۔۔۔" اس نے پھر بلا یا۔ نور رسپانس۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بaba، مسٹر زاہد درانی، ابو جی، پاپا، ماں کے شوہر او۔۔۔ ماما کے شوہر۔۔۔۔۔" اس نے ہر وہ لفظ بول دیا جس سے وہ انہیں مخاطب کر سکتا تھا۔

مسٹر زاہد درانی نے اسے اب کی بار گھورا۔ اور اس کے ان کے گھورنے پر اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

وہ پھر سے اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔

حمدان نے منہ بنایا۔ مطلب آج اسے معافی نہیں ملے گی۔

"امی جان، والدہ حضور، ماما جی، ماں جی، ہمسائے کی آنٹی۔۔۔۔۔ سن لو یار۔۔۔۔۔" مس زاہد درانی اٹھ کے اس کی بات کو نظر انداز کرتے یکچن کی طرف بڑھ گئی وہ یقین سے انہیں آواز دیتارہ گیا۔

عینا بھی اٹھ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ حمدان نے اسے گھورا۔ وہ جانتا تھا اب عینا کو منائے گا تو ہی گھروالے اس کی سینیں گے۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ اپنے کمرے میں صوفے پہ بیٹھا تھا۔ دن والے کپڑوں میں ہی صوفے کی بیک پہ سر رکھے وہ اپنے ماتھے کو باخیں ہاتھ کی انگلیوں سے مسل رہا تھا۔ ویسے تو اس کی روٹین بہت ٹف تھی۔ لیکن لڑکیوں سے اس کا پالا کبھی نہیں پڑا۔

لیکن آج دو دو لڑکیوں نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔ ایک ارفعہ زمان چودھری اور دوسری ہانی کی دوست۔

"ہنہ-----رشوت خور-----" یہ طعنہ اسے بہت چب رہا تھا۔ وہ لڑکی ہانی کی دوست ناہوتی تو وہ اسے رشوت خور بن کے دکھاتا۔ ولی اٹھا اور فریش ہونے واش روم چل دیا۔

نالزح

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی سامنے قلم ہاتھ میں پکڑے تیزی سے اپنا قلم کاغذ پہ چلا رہی تھی۔ آج بہت دنوں کے بعد اس کے قلم نے اسے یاد کیا تھا۔ اور لکھنے کا دل کر رہا تھا۔ اور وہ دل کی ماننے والوں میں سے تھی۔

پروشہ چوہدری کو ایک دنیا لکھاری کے نام سے جانتی تھی۔ ہانی آج مسز چوہدری کے پاس سونے والی تھی۔ اور تہائی پسند پروشہ نے اپنے قلم کی کمپنی انجوائے کرنا شروع کر دی۔

تحوڑا سالکھ لینے کے بعد وہ اٹھی اور کھڑکی کا پرداہ واکیا۔ سینے پہ ہاتھ باندھے وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

دونوں طرف بالوں کی ایک ایک لٹ اس کے چہرے پہ تھی۔ کندھوں کے گردشاں پیٹھے وہ رات کی تاریکی میں گم ہو رہی تھی۔ اچانک نظر لان کے اس حصے پہ پڑی جہاں اس دن ولی کے دوست کے گریبان پہ اس نے ہاتھ ڈال دیا تھا۔

"آلو۔۔۔" لفظ یاد آتے ہی وہ کھل کے ہنسی تھی۔ اس بندے کی غصیلی نظریں بھی یاد آئی تھیں۔ لیکن آلو۔۔۔ وہ مسکراتی کھڑکی سے ہٹی اور سونے کے لیے لیٹنے لگی۔

نالزہب

پری والدہ صاحبہ کے ساتھ ڈرامہ دیکھ کے ابھی اٹھی تھی۔ والدہ صاحبہ تو نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں اور پری اپنے نوؤں بکھیر کے بیٹھ گئی۔ جب اس کے موبائل کی ٹون بجی۔ کسی ان نوں نمبر سے میسج آیا تھا۔

"Hi, Meer Shah here , "

صرف ایک میسج تھا۔ اور پری کو لگا وہ ہل نہیں پائے گی۔ میر شاہ کو اس کا پرسنل نمبر کیسے ملا؟ لیکن وہ جانتی نہیں تھی۔ وہ میر شاہ تھا۔ آلیار شاہ کا چھوٹا بھائی۔ کسی لڑکی کا نمبر نکلوانا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری نے والدہ کی طرف دیکھا۔ جو نماز پڑھ کے اب سلام پھیر رہی تھیں۔ سلام پھیر کے وہ پری کی طرف متوجہ ہوئیں جس کے سردی میں پسینے چھوٹ گئے تھے۔

"پری تم ٹھیک ہو؟ کیا ہوا؟" اسے گھبرا تے دیکھو وہ پوچھ بیٹھی تھیں۔ پری نے نفی میں سر ہلا دیا۔ موبائل کی سکرین پر میر شاہ کا نمبر پوری آب و تاب سے جگمگار ہاتھا۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟" ایک اور میج آیا تھا۔

پری نے میج نو ٹیفیکیشن سے دیکھ کے موبائل ہی آف کر دیا۔ اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

نالزہب

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا موبائل کی سکرین کو گھور رہا تھا۔ جہاں 25 منٹ بعد بھی پری کا کوئی رپلائی نہیں آیا تھا۔ میر شاہ کا دل کیا اٹھا کے موبائل دیوار میں دے مارے۔

دوسرہ اہفتہ بھی کل ختم ہو جانا تھا۔ اور پریشے احسن تھی اسے گھاس بھی نہیں ڈال رہی تھی۔ یہ پہلی دفعہ تھا اسے لگ رہا تھا کہ وہ شرط ہمار جائے گا۔ صرف لگ رہا تھا۔ کیونکہ ابھی بھی ایک ہفتہ باقی تھا۔ موبائل سائیڈ پر رکھتے وہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔ میر شاہ اور ہمار جائے؟۔۔۔ کہاں لکھا تھا۔

حمدان کمرے میں چکر پہ چکر لگا رہا تھا۔ کل اسائنسٹ بھی سبjet کروانی تھی۔ اوپر سے گھروالے ایسے منہ پھلائے گھوم رہے تھے۔ عینا کو بھی منانا تھا۔ "کوئی ایک غم ہے یہاں۔۔۔" وہ سوچتا ہوا بیڈ کے پیچھے کولیٹ گیا۔ انگلیں نیچے قالین پہ لٹکائی ہوئی تھیں۔ اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے سرہانے کی طرح رکھے ہوئے تھے۔ اس سب سے پہلے عینا اور موم ڈیڈ کو منانا تھا۔

"چل بیٹا حمدان لگ جا کام پہ۔۔۔" وہ بولتا لاونج کی طرف بڑھا۔ جہاں تینوں وہ صوفے پہ بر اجمن تھے۔ حمدان کو پتہ تھا اب اسے ایبو شنل بلیک میلنگ پہ اترنا پڑنا تھا۔ اور وہ اس میں ماہر تھا۔

وہ جا کے ڈیڈ اور موم کے پاؤں کے پاس جگہ پہ نیچے پاؤں کیے بیٹھ گیا۔
اس نے موم کی گود میں اپنا سر رکھ دیا۔

"سوری جانم۔۔۔ یار جانتا ہوں بہت لاپرواہ ہوں۔ لیکن صرف تم لوگوں کا ہوں۔۔۔ سوری آئندہ نہیں بھولتا۔۔۔ (اس چوہیا کو) یہ جملہ دل میں عینا کو دیکھتے بولا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
عینا نے ڈیڈ کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ اور حمدان موم کی گود میں سر رکھ کے بیٹھا تھا۔

موم نے اس کے سر میں پیار سے ہاتھ پھیرا۔

"یہ لاست ٹائم تھا حمدان۔۔۔ لاپرواپیاں چھوڑ دو۔۔۔ بڑے ہو گئے ہو۔۔۔" موم نے پیار سے کہا۔

عینا بھی ہلاکا سا مسکرائی۔ تینوں صرف اسے احساس دلانے کے لیے منہ پھلانے بیٹھے تھے۔

"ڈیڈ کیا ہو گا آپ کی بہو کا؟" عینا ڈیڈ کے کندھے سے سراٹھاتی حمدان کو دیکھتی نوش سے بولی۔

حمدان نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اب عینا اسے چڑانے والی تھی۔

"سوچئے یہ بارات لے کے گئے اور نکاح کے بعد اپنی دلہن وہی بھول آئے۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔" عینا نے مستقبل کا نقشہ کھینختے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور مسٹر درانی اور مسٹر زاہد درانی حمدان کو دیکھ کے مسکرائے۔

حمدان کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ ہنسے یا شرمائے یا عینا کو گھورے۔ وہ کھسپا ناسا اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ہے۔ عینا اس کی پشت کو دیکھ کے مسکرائی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی اور وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ آلیار جانتا تھا کہ وہ پریشان ہے۔ اسی لیے اس نے اسے آج ریسٹورنٹ بلا یا تھا

"میں پھنس گیا ہوں یا ر۔۔۔ ایک طرف فرض اور دوسری طرف فیملی۔۔۔" ولی نے پریشان لمحے میں آلیار کو دیکھ کے بتایا۔

دراصل ولی جس کیس پہ کام کر رہا تھا۔ اسے اس کے متعلق دھمکیاں موصول ہوئیں تھیں۔ اسے اپنی کوئی ٹینشن نہیں تھی۔ ہانی کو وہ اس قابل بنا چکا تھا کہ وہ اپنی حفاظت خود کر پائے۔ اور مسز چودھری تو گھر سے باہر جاتی ہی نہیں تھیں۔ بات صرف پرو شہ چودھری کی تھی۔ اور اس متعلق ولی کو دھمکیاں بھی موصول ہو چکی تھیں۔

والزحب

وہ دورا ہے پہ کھڑا تھا۔ ایک طرف بہن اور دوسری طرف فرض۔

"تم ہانی کی طرح و شہ کو بھی ٹریننگ کیوں نہیں دیتے۔۔۔" آلیار نے سیدھے ہوتے اس سے پوچھا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ ولی کی دو بہنیں ہیں۔ کونسے والی و شہ ہے کونسے والی ہانی۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا۔ اور ناہی بھی اس نے انٹرست لیا۔ "دینا شروع کی تھی۔ لیکن ڈیڈ کی موت کے بعد وہ بہت حساس ہو گئی ہے۔۔۔" ولی نے کرسی سے ٹیک لگاتے کہا تھا۔ "میں چاہتا ہوں اس کی شادی ہو جائے۔۔۔" ولی نے زمین پہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے کہا تھا۔ "شادی ہر مسئلے کا حل نہیں ہے ولی۔۔۔" آلیار نے اسے سمجھایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کوئی ایسا جو اس کی حفاظت کر پائے۔۔۔ جو خود سے پہلے اسے محفوظ کرے۔۔۔ خیر چھوڑ۔۔۔ تو بتا گھر سب ٹھیک ہے۔۔۔" ولی نے یک دم بات بدلتی تھی۔ آلیار نے اسے گھورا تھا۔

"ان بندوں کی لسٹ میں آلیار شاہ کا نام آسکتا ہے جو تیری بہن کی حفاظت کر پائے؟" آلیار نے سنجدگی سے کہا۔ ولی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا۔ آلیار کی بات پہ وہ دنگ رہ گیا۔

ولی اور آلیار کا رشتہ ایسا ہی تھا۔ ایک دوسرے کی پریشانی کا حل تھے وہ۔

آلیار نے اس معاملے میں سمجھنے بوجھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔ اسے صرف ولی کی پریشانی سے مطلب تھا۔ اس کے لیے چاہے اس کو اپنی زندگی میں ایک فرد کا اضافہ ہی کیوں ناکرنا پڑتا۔

وارث

ولی کچھ بول نہیں پایا۔

"موم آجائے گیں بات کرنے۔۔۔ امید ہے کہ تجھے کوئی اعتراض ناہو۔۔۔" آلیار شاہ اٹھتا بولا۔ اور ریسٹورنٹ سے نکل گیا۔ ولی نے اس کے پشت کو دیکھ کر کرسی سے ٹیک لگائی۔ وہ ایسا ہی تھا۔ اپنی سنا کے چل پڑنے والا۔ پیچھے ولی کو وہ سوچ میں ڈال گیا تھا۔ "پروشہ اور آلیار۔۔۔" ولی نے زیر لب دھرا ایا۔ اور ہلاکا سماں مسکر ایا۔

پری جیسے ہی یونی داخل ہوئی۔ نظر بے ساختہ اس طرف اٹھی۔ جہاں میر ہمیشہ اس کے آنے سے پہلے موجود ہوتا ہے۔ لیکن۔ آج ناتوہ خود تھا اور ناہی اس کی ہیوی بائیک۔ پری نے سرجھٹکا۔ اور آگے بڑھ گئی۔ کچھ کمی سی محسوس ہوئی تھی۔

نالزہب

حمدان نے ساتھ بیٹھے ہارون کو دیکھا۔ اور پھر سی آر کو دیکھا۔ جو رول نمبر کال کر رہا تھا۔

"اس موگلی نے نہیں لگانی attendance۔ پتا ہے اس کو کہ آج علی نہیں آیا۔۔۔" ہارون نے حمدان کے کان میں سرگوشی کی۔

کلاس میں لڑکے لڑکیاں اپنے رول نمبر پر پریزنٹ بول رہے تھے۔ سی آرنے رول نمبر "20" کال کیا تو حمدان نے اپنی سیٹ سے نیچے منہ کر کے آواز بدل کے پریزنٹ بولا۔ سی آرنے اوپر کلاس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر رول نمبر کال کیا۔

اس بار ہارون نے پریزنٹ بولا تھا۔ کیونکہ سی آر حمدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"لگا بھی دے موگلی۔۔۔" حمدان نے سی آر کی شان میں گستاخی کی تھی۔ لیکن سی آر کو ان سے کوئی پر سنل قسم کا مسئلہ تھا۔ اسی لیے اس نے اس بار علی کا نام بول دیا۔ اور علی صاحب تو کلاس میں موجود ہی نہیں تھے۔ اب کی بار وہ دونوں خاموش رہے تھے۔ حمدان نے سی آر کو غصے سے دیکھا۔ وہ جان بوجھ کے اب حمدان درانی سے پنگا لے رہا تھا۔

"یہ موگلی بہت ہو شیار ہوتا جا رہا ہے۔۔۔" ہارون نے سامنے کھڑے سی آر کو دیکھتے کہا۔ سی آر کی صحت کا خیال رکھتے وہ اسے موگلی بلا تے تھے۔

حمدان چپ رہا۔ اور پھر کچھ دیر بعد وہ سب کلاس سے نکل رہے تھے تو حمدان نے آگے چلتے سی آر کے بیگ سے پیچھے سے فائل نکال لی۔ کیونکہ آج اسائنسنٹ کی آخری تاریخ تھی۔

"موگلی۔۔۔" سی آر حمدان کی آواز پہ مڑا۔ حمدان نے اسے فائل دکھائی۔ "جانی علی کی پریزنٹ لگا دینا اور فائل لے لینا۔۔۔" حمدان کہتا مڑا۔ سی آرنے اپنا بیگ چیک کیا جو کہ خالی تھا۔

سی آرس کی طرف بھاگا تھا۔ "میں تمہارا سر کو بتاؤں گا۔۔۔" اپنا چشمہ اوپر کرتے سی آرنے اسے دھمکی دی۔

"دیکھ موگلی یہ ہمارے آپس کی بات ہے۔۔۔ ٹیچر اگر انوالو کیا تو۔۔۔" حمدان نے بے ساختہ جملہ ادھورا چھوڑا۔ سی آرنے دانت کچاتے اسے دیکھا۔ اور شرافت سے بیگ سے حاضری والا رجسٹر کھول کے علی کی حاضری لگائی۔ "اسی لیے میں تیرافین ہوں موگلی۔۔۔ سمجھ دار بہت ہے تو۔۔۔" حمدان نے اس کی طرف

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

فائل بڑھاتے اس کی تعریف کی۔ موگلی نے غصے سے فائل اس سے چھینی تھی۔ ہارون نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہوئی بھلا۔۔۔" عینا نے کتاب کو دیکھتے ہوئے ہانی اور پری سے کہا۔ ان دونوں نے حیرانگی سے دیکھا۔ جو پڑھتے پڑھتے ایک دم سے بیزار لبھے میں بولی تھی۔ ہانی نے پری کو دیکھا جیسے پوچھا ہو "اسے کیا ہوا؟"۔ پری نے کندھے اچکا دیئے۔ "کیا معلوم؟"

"یارا بھی تو ایڈ جسٹ بھی نہیں ہوئے اور مدد بھی آگئے ہیں۔۔۔ مجھے یہ topic نہیں سمجھ آ رہا ہے۔۔۔" عینا نے بے چارے لبھے میں کہا۔ پری اور ہانی نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"Excuse me"

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

گھمبیر مردانہ آواز پہ ان تینوں نے مڑ دیکھا۔ میر شاہ اپنی بھرپور وجہت لیے نک سک ساتیار وہاں کھڑا تھا۔ بیگ کو کندھے پہ ایک طرف ڈال رکھا تھا۔ شاید وہ ابھی یونی آیا تھا۔ پری نے اسے دیکھ کے سوچا۔ عینا اور ہانی نے سوالیہ نظر وہ سے اسے دیکھا۔

"میں یہ topic سمجھا دوں؟" وہ شائستہ لب و لہجہ اپناتے گویا ہوا۔ اور اس کتاب کی طرف اشارہ کیا جسے عینا گود میں لیے بیٹھی تھی۔ عینا نے پری اور ہانی کی طرف دیکھا۔ یا تو اس بندے کو ہر ایک کی مدد کرنے کا شوق تھا۔ یا وہ ان تینوں کی مدد کے لیے حاضر ہو جایا کرتا تھا۔

پریشے احسن نے تو اس کی طرف ایک دفعہ دیکھ کے ہی اپنی کتاب پہ نظر جھکا لی۔ میر کو پری کا نظر انداز کرنا کھلا تھا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

عینا نے سائیڈ پہ ہوتے اس کے لیے جگہ بنائی۔ وہ پری کے عین سامنے بیٹھ گیا۔ پری کے دل کی دھڑکن بڑھی۔ اور میر نے سمجھا تے ایک دفعہ بھی پری کی طرف نہیں دیکھا۔ سمجھانے کے بعد وہ مسکرا تا اٹھا اور گھاس سے اپنا بیگ اٹھا کے اسے کندھے پہ لٹکایا۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتا پری نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔

وہ پری کو ہی دیکھ رہا تھا۔ میر اس کے دیکھنے پہ ہلاکا سا مسکرا ایا۔ پری نے فوراً نگاہ پھیری تھی۔ میر مسکرا تا پلٹ گیا۔ جیسے ہی وہ پلٹا اس کی آنکھوں میں وحشت صاف ظاہر ہوئی تھی۔

صرف ایک ہفتہ تھا۔ اور اب تو میر شاہ کو زمین آسمان ایک کرنا پڑتا وہ کر دیتا۔ ایک ڈل کلاس بڑی اسے نہیں ہر اسکتی۔

"ولی کو ہو کیا گیا ہے؟ بھلا یہ بات ہے کرنے والی۔۔۔" وہ کمرے میں چکر پہ چکر اگارتی تھی۔ ہانی اسے بولتے ہوئے چکر لگاتے خود بیڈ پہ شرافت سے بیٹھی ملاحظہ کر رہی تھی۔

"کچھ بول بھی لو۔۔۔" وشہ کو ہانی کی خاموشی ایک آنکھ نا بھائی۔ "میں کیا بولوں؟" ہانی نے منہ بسورتے کہا تھا۔ "مجھے نہیں کرنی یار شادی۔۔۔" وشہ رو ہانسی ہوتے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ "میری کروادیں پلیز۔۔۔" ہانی جوش سے بولی تھی۔ وشہ نے اسے گھورا۔ "اگر بھیا کہہ رہے تو کچھ

سوچ کے۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ ولی کی حمایت میں بولتی وشہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ وشہ جانتی تھی وہ ولی کی چھجی تھی۔ ہانی خاموش ہو گئی تھی۔ ولی کو ناجانے کیا ہوا۔ اچانک اس نے گھر آکے اس کی شادی کا بہب پھوڑا تھا۔ اور تو اور اس نے مسز چودھری کو بھی ناجانے کیا کہہ کے اپنی پارٹی میں شامل کر لیا تھا۔

ولی نے صرف وشہ کو بتا دیا کہ اسے ولی کے دوست کے گھر والے دیکھنے آئے گے۔ اس سے زیادہ نا ایک لفظ ولی نے اسے کہانا ہی ولی نے اس کی سنی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
اور وشه جانتی تھی۔ وہ ولی کو منع نہیں کر سکتی۔ "آپ منع نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن وہ تو منع کر ہی سکتا ہے ناجو
رشته لائے گا۔۔۔" ہانی نے بات کرتے بیڈ کی بیک سے ٹیک لگاتے مفید مشورہ دیا۔

"ہائے سچی۔۔۔" وشه نے اس کے گھٹنے پہ جوش سے ہاتھ رکھتے کہا۔ جانے انجانے میں ہانی عقلمندی کا مظاہرہ
کر گئی تھی۔ "لیکن اس بندے کا نمبر؟" ہانی نے سیدھے ہوتے پوچھا۔

"ولی کے موبائل سے۔۔۔ اٹھو۔۔۔" ہانی کا ہاتھ کھینختے وشه ولی کے کمرے کی طرف بھاگی۔

نالزہب

ولی شاور لے رہا تھا۔ ہانی اور وشه نے چھپتے چھپاتے ولی کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ہانی نے کمرے میں جھاناکا تو
واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ ان دونوں نے آہستہ آہستہ کمرے میں قدم رکھے۔ ایک ایسی پی
کے کمرے میں وہ دونوں چوری چھپے داخل ہو رہی تھیں۔ ولی کا موبائل بیڈ پہ موجود تھا۔ وشه نے جلدی سے
اٹھایا۔

شکر ہے ولی کے موبائل پہ پاسورڈ نہیں تھا۔ اور یہ بھی شکر ہے کہ انہیں ولی کے دوست کا نام بھی معلوم تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه نے جلدی سے کال لو گز چیک کیں۔ اوپر ہی آلیار شاہ کا نام جگہ گارہاتھا۔ اس کے نمبر کا سکرین شوت لے کے جلدی اسے ولی کے موبائل سے ہی اپنی ولٹس ایپ پر سینڈ کر کے اس نے ہسٹری ڈیلیٹ کی تھی۔

موبائل بیڈپر چھینک کے وہ دونوں مرٹی ہی تھیں کہ ولی صاحب واش روم سے برآمد ہوئے۔ وشه اور ہانی نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا ہوا؟ کچھ چاہیے۔۔۔؟" ولی نے دونوں کو دیکھ کے نرم لمحے میں پوچھا۔ دونوں نے نفی میں سر ہلا دیئے۔

"کیا ہوا؟" ولی ان دونوں کے قریب آتے موبائل کی طرف دیکھتے ان دونوں سے پوچھا۔

ان دونوں نے بھی مرٹ کے ولی کے موبائل کو دیکھا۔ جو کہ پہلے بیڈپر سیدھا پڑا تھا۔ اور اب الٹا۔

دونوں نے پھر سے نفی میں سر ہلا دیا۔ دونوں کے منہ سے الفاظ نکل نہیں رہے تھے۔ ولی نے مشکوک نظر وہ سے ان دونوں کو دیکھا۔

اس سے پہلے کہ ولی کے اندر کا ASP جا گتا اس سے پہلے ہی ہانی بولی۔ "ہم آپ کو بلانے آئے تھے۔ چائے ساتھ پیتے ہیں۔۔۔" ہانی کو بروقت بہانہ مل گیا تھا۔ ولی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم لوگ چلو۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔" ولی کے کہنے پر وہ دونوں شرافت سے باہر نکل گئیں۔ ولی نے ایک دفعہ ان کی پشت دیکھی اور دوسری دفعہ موبائل۔

اور پھر سر جھٹکتا ان کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکلا۔

شام کے سائے اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ وہیں پری صحن میں کھڑی ہو کے والدہ کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔ کھانا وہ پہلے ہی بنا چکی تھی۔ ابھی کچھ دیر میں مغرب کی آذان ہونے والی تھی۔

والدہ کا سر کنگھی کر کے وہ کچن کی طرف بڑھی۔ اسے روٹی بنانی تھی۔ اس نے چولہے پہ آگ جلاتی اور روٹی بیلنا شروع کی۔

والدہ صاحبہ کے پاس کوئی محلے کی عورت آکے بیٹھ گئی۔ "بیٹی کا کہیں کرنے کا ارادہ ہے کہ نہیں۔۔۔" پری کے کان میں اس عورت کی آواز آئی۔

"ایک تو ان عورتوں کو میرے رشتے کی بڑی فکر ہے۔۔۔" پری نے روٹی توے پہ ڈالتے کہا تھا۔

"ابھی پڑھ رہی ہے۔۔۔" والدہ صاحبہ نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔ "اس کی عمر کی ہے میری بھانجی۔۔۔ ماشاء اللہ سے دو بچوں کی ماں ہے۔۔۔" اس عورت کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"آپ کی بھانجی پڑھی بھی تو نہیں ہے موسی جی۔۔۔" پری نے کچن سے ہی جواب دیا تھا۔ جانتی تھی امی تو کچھ نہیں بولے گی۔ عورت کو پری کا جواب دینا ایک آنکھ نا بھایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"گز بھر لمبی زبان ہے اس کی۔۔۔ کچھ سکھا لو۔۔۔ پڑھا کے کونسا ڈی سی لگوانا ہے۔۔۔ میں تو بھئی بھلے کے لیے کہہ رہی تھی۔۔۔" وہ عورت منہ پہ ڈوپٹہ رکھتے اپنی سناتے یہ جاوہ جا۔ اور پری نے کچھن کے دروازے سے امی کو غصے سے دیکھا۔

والدہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کی تاکید کی تھی۔

"کیا چاہتے ہیں یہ لوگ۔۔۔ دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی کا کوئی طریقہ ہوتا ہے امی۔۔۔" پری بے بسی سے گویا ہوئی تھی۔ والدہ خاموش رہی تھیں۔

"آپ خاموش کیوں ہیں اب؟" پری کو غصہ آیا تھا۔ اس عورت کے سامنے تو امی نہیں بولی اس کے سامنے تو اپنی بھڑاس نکال لیں۔

"لوگ بولنے لگ جائیں تو خاموش ہو جانا چاہیے۔۔۔" امی نے گھری بات کر دی تھی۔ وہ وضو کے لیے بڑھ گئیں اور پری وہیں کھڑی رہ گئی۔ والدہ نے بچپن سے اسے لوگوں کی باتوں پہ خاموش رہنا ہی سکھایا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ بول جاتی تھی۔

نماز پڑھنے کے بعد اس نے موبائل دیکھا۔ ہانی کا میسج تھا۔ وہ صبح نہیں آرہی یونی۔ اس کے میسج کا رپلائی کر کے پری نے میر کا نمبر دیکھا۔ جو جوں کا توں پڑھا تھا۔ پری نے وہ میسج ڈیلیٹ کر کے نمبر بھی ڈیلیٹ کیا اور پھر اپنی کتابوں کی طرف دھیان دیا۔

حمدان گیٹ کے باہر کھڑا تھا۔ رات کے تقریباً بارہ بجne والے تھے۔ اور عیناً لاوچ میں چکر پہ چکر لگا رہی تھی۔ حمدان نے عینا کو کال ملائی۔ لاوچ میں چکر لگاتی عینا کا موبائل نج اٹھا۔ اتنے سنائے میں موبائل کی چنگاڑتی آواز نے اضطراب پیدا کر دیا۔ عینا موبائل کو سائمنٹ پہ کرنا بھول گئی تھی۔ اور اب کال میں بھی نہیں ہو رہی تھی۔

عینا نے روہانی ہوتے مومن ڈیڈ کے کمرے کی طرف دیکھا۔ اور جلدی سے لیس کرتے وہ گیٹ کی طرف بڑھی۔

"گیٹ کھولو۔۔۔" حمدان نے اتنا کہہ کے کال بند کر دی۔ عینا نے پہلے پیچھے دیکھا۔ کسی کے ناہونے کا یقین کرتے وہ گیٹ کھولنے لگی۔ گارڈ بھی مست سورہ تھا۔

"زاہد سنیں۔۔۔" باہر سے کچھ آوازیں آرہی ہیں۔ دیکھ کے آئیں زرا۔۔۔" مسز زاہد رانی نے اٹھ کے بیٹھتے مند ہی آنکھوں سے ساتھ لیٹے اپنے شریک حیات کو اٹھایا۔ وہ ان کی بات سنتے اٹھے اور باہر کی طرف بڑھے۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کھول بھی لو۔۔۔ ڈیڈ اٹھ جائیں گے چڑیل۔۔۔" عینا سے گیٹ کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا تو حمدان نے اسے آہستہ آواز میں ڈانتتے کہا۔ گیٹ کھول کے عینا اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ حمدان نے اسے پرے کیا اور خود اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے خالی ہاتھ دیکھ کے عینا بے ہوش ہوتے ہوتے پیچی۔

"حمدان کے بچے۔۔۔ میرا پیزا کدھر ہے۔۔۔" اندر کی طرف بڑھتے حمدان کو پیچھے سے شرٹ سے پکڑ کے روکتے عینا تقریباً چلائی۔ لیکن بالکل آہستہ آواز میں۔

کونسا پیزا؟" حمدان انجحان بناتھا۔ عینا کامنہ کھل گیا۔ وہ وعدہ کر کے گیا تھا۔ کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باہر پیزا کھانے جا رہا ہے۔ اس کے لیے بھی لائے گا۔ بشرطیکہ وہ جاگ کے اس کے لیے دروازہ کھولے۔ لیکن اب وہ بے وفائی کر رہا تھا۔ حمدان اندر کی طرف بڑھا۔ ڈیڈ کولا وچخ میں کھڑے دیکھ اس کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی۔

"او۔۔۔ تیری۔۔۔ حمدان۔۔۔" اس نے زیر لب کہا۔ زاہد صاحب سینے پہ ہاتھ باندھے عینک کے پیچھے سے اسے گھور رہے تھے۔ حمدان نے پیچھے کھڑی عینا کو دیکھا۔ جو کہ مسکراہی تھی۔ اگر حمدان کو کوئی بچا سکتا تھا۔ وہ عینا، ہی تھی۔ لیکن وہ تو اس سے بے وفائی کر چکا تھا۔ حمدان نے منت بھری نظروں سے عینا کو دیکھا۔ (بچا لے چوہیا۔۔۔ کل پکا پیزا کھلاؤں گا۔۔۔) دل کے ساتھ آنکھوں سے بھی منت کی گئی تھی۔ عینا اس کے پاس سے جمائی روکتے ڈیڈ کے گلے لگی اور گلڈ نائٹ بولتے وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

حمدان نے منہ پہ معصومیت کا البادہ اوڑھ کے ڈیڈ کو دیکھا۔ وہ باپ بیٹا لاونج میں کھڑے تھے اور حمدان زہد رانی کی عدالت میں پیش تھا۔

"کہاں گئے تھے؟" انہوں نے تحمل سے پوچھا۔ "ڈیڈ" حمدان منمنایا۔ "کہاں گئے تھے حمدان۔۔۔" انہوں نے اس بار سخت لمحے میں پوچھا۔

"دوستوں کے ساتھ۔۔۔ وہ پیزا کھانا۔۔۔ تھا۔۔۔" حمدان کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ کیا کہے۔ جھوٹ بولنا اسے آتا نہیں تھا۔

"تمہاری اگلے پورے مہینے کی پاکٹ منی بند۔۔۔" انہوں نے سزا سنائی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ "ڈیڈ۔۔۔ یار۔۔۔" حمدان روہانسا ہوا تھا۔ لیکن وہ ان سنبھل کرتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ حمدان بھی منہ ب سورتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ چاروں ناشستہ کر رہے تھے۔ "ہانی تم آج تیار نہیں ہوئی۔ جانا نہیں ہے کیا؟" ولی نے ہانی کو دیکھتے پوچھا۔ ہانی کا نوالہ لبوں تک رک گیا۔ اس نے اپنے سامنے بیٹھی و شہ کو دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"وہ ولی۔۔۔ میں نے اسے چھٹی کروائی ہے۔ کوئی کام تھا۔۔۔" وشه جلدی سے بولی تھی۔ ولی نے سرا ثبات میں ہلا دیا۔ اور مسز چودھری سے پیار لیتے وہ روانہ ہوا تھا۔ تینوں نے اسے دیکھتے اس کی سلامتی کی دعا کی تھی۔

وہ دونوں یونی جار ہے تھے۔ گاڑی میں روز کی نسبت آج بالکل خاموشی کا راج تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ناراض تھے۔ عیناً کورات سے حمدان کی بے وفائی کا غصہ تھا۔ تو حمدان اس سے ناراض تھا کہ اس نے ڈیڈ کے سامنے اسے نہیں بچایا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے لا تعلق بیٹھے تھے۔

Novel Hub

"کروں؟" وشه نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھتے ہانی سے پوچھا۔ وہ دونوں وشه کے کمرے میں نیچے قالین پہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھی تھیں۔ ہانی نے اپنی گود میں کشن رکھا تھا۔ جبکہ وشه موبائل پہ آلیار شاہ کا نمبر دیکھتے اس سے پوچھ رہی تھی کہ کرے کال۔۔۔

ہانی نے اثبات میں سر ہلا�ا تو وشه بھی کال ملانے لگی۔ وشه یہ کا بُٹن دبانے لگی تو ہانی بولی۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ایک منٹ آپی۔۔۔" اس کے چہک کے کہنے پہ وشه نے ڈر کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔ "کیا ہے ڈر اکیوں رہی ہو۔۔۔" وشه نے اسے ڈانٹا تھا۔

"پہلے درود شریف پڑھ لیں۔۔۔" وہ دونوں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے درود پڑھا کرتی تھیں۔ وشه نے اور ہانی نے زیر لب درود پڑھا۔ اور وشه نے ہانی کی طرف دیکھا۔ ہانی نے سرا اثبات میں ہلا�ا۔
وشه نے لیں کا بُن دبادیا تھا۔

نالزح

وہ اپنے کمین پہ اپنی کرسی پہ بیٹھا تھا۔ سامنے لیپ ٹاپ کھول رکھا تھا۔ ساتھ ہی ٹیبل پہ اس کا موبائل پڑا تھا۔ آلیار شاہ کا سارا دھیان لیپ ٹاپ پہ کھلی فائلز پہ تھا۔ وہ ایک ایک لفظ کو دھیان سے پڑھ رہا تھا۔ جب اس کا فون بجا۔ آلیار نے نظریں لیپ ٹاپ سے ہٹائے بغیر فون اٹھا کے کان پہ لگایا تھا۔

“Alyar Shah Speaking....”

لیپ پہ ہی نظریں گاڑھے وہ اپنے مخصوص لب ولہجے میں گویا ہوا۔

وشہ کے ہاتھ میں موبائل اسپیکر پہ تھا۔ جب دوسری طرف سے آواز آئی۔

“Alyar Shah Speaking....”

ہانی نے وشہ کو دیکھا۔ وشہ نے اپنا حلق ترکیا۔
نالزہب
"مجھے ملنا ہے آپ سے۔۔۔" بکشکل ایک جملہ اس کے لب سے ادا ہوا تھا۔

"مجھے ملنا ہے آپ سے۔۔۔" دوسری طرف سے نسوائی آواز نے آلیار شاہ کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس نے موبائل کان سے ہٹا کے نمبر دیکھا۔ کوئی ان نوں نمبر تھا۔ اس نے اپنی کرسی کی بیک سے ٹیک لگالی۔

“Do I know you?”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
گھمبیر آواز میں اس نے فون کی دوسری طرف موجود ہستی سے سوال کیا۔

آلیار کے سوال پر وشه نے تھوک نگلا۔

"میں ایس پی ولی چودھری کی بہن ہوں۔۔۔ پروشہ چودھری۔۔۔" وشه کے پاس اپنا تعارف کروانے کے علاوہ کوئی حل نہیں تھا۔ اسی لیے اس نے بتا دیا۔

وہ جو بڑے آرام سے کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وشه کے تعارف پر ایک دم سیدھا ہوا۔۔۔ (بات صرف وشه کی ہے۔ وہ بہت حساس ہے) ولی کی بات یاد آئی تھی۔ اس نے ایک بار پھر فون کان سے ہٹا کے سکرین دیکھی تھی۔ جیسے وشه نے تو اسے ویڈیو کال کی ہو۔

"میرے آفس آ جائیں۔۔۔ ایڈریس میں سینڈ کر دیتا ہوں۔۔۔" ہمیشہ کی طرح صرف اپنی سنائی تھی۔ اس نے۔ اور کال کاٹ دی۔

"نہیں پلیز۔۔۔ میں آپ کے آفس نہیں۔۔۔" اس سے پہلے کہ وشه منع کرتی وہ کال کاٹ چکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بد تمیز۔۔۔" وشہ نے کال کاٹے جانے پہ اس کی شان میں گستاخی کی۔ کال اتنی مشکل سے کی تھی۔ کہاں اس کے آفس جانا۔ "اب؟" ہانی نے پوچھا تھا۔

اور وشہ منہ بناتی رہ گئی۔ اب جو کرنا تھا اللہ کو کرنا تھا۔

ہانی آج یونی نہیں آئی۔ بس پری اور عینا ہی تھیں۔ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکل رہی تھیں۔ جب میر کا پورا گروپ سامنے گارڈن میں بیٹھا نظر آیا۔ وہ دونوں اگنور کرتی اسی گارڈن میں زراسے فاصلے پہ ایک بیٹچ پہ بیٹھ گئیں۔

"پری۔۔۔" پری عینا کو کتاب کھولے گھر کی کوئی بات بتانے میں لگن تھی جب کسی نے اسے مناطب کیا۔ دونوں نے گردن موڑ کے آنے والے کو دیکھا۔ ان کی کلاس کا ایک کلاس لڑکا کچھ فاصلے پہ کھڑا پری کو بلا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نوٹس تھے۔ وہ آگے آیا اور پری بیٹچ سے کھڑی ہو گئی۔ اس نے نوٹس پری کی طرف بڑھائے اور پری نے ہلاکاسا مسکراتے اس سے نوٹس لیتے اسے تھینکس کہا۔ وہ بھی مسکرا تاپلٹا۔

"عادل۔۔۔" پری نے اسے پچھے سے آواز دی۔ وہ رکا اور مڑا۔ "پری مجھے صرف میرے اپنے بولتے ہیں۔ آپ پریشے ہی بولیں نیکست ٹائم سے۔۔۔" اس نے نرم لبھ میں اس لڑکے کو کہا۔ وہ سر ہلاتا آگے بڑھ گیا اور پری مسکراتی واپس بیٹھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میر جو کہ اپنے گروپ کے ساتھ وہاں بیٹھا پری کے آنے سے پہلے چہک رہا تھا۔ اس نے یہ سارا سین اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پری مسکراتے اس لڑکے سے بات کر رہی تھی۔ میر کی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے۔ ہادی نے میر کے چہرے کی سرخی دیکھی تو گردن موڑ کے میر کی آنکھوں کے مرکز کو دیکھا۔ جہاں پری اب بیٹھ رہی تھی اور وہ لڑکا مڑچکا تھا۔ ہادی نے میر کو غور سے دیکھا۔ جس کے اچھے بھلے موڈ کا بیڑا غرق ہو چکا تھا۔ میر نے پاس گھاس کو غصے سے اکھیڑ کے پھینکنا شروع کر دیا۔ نظرابھی بھی پری پہ تھی جو کہ اب عینا کو نوٹس دکھار رہی تھی۔ ہادی نے سر جھٹکا تھا۔

نالزہب

حمدان آج بہت خاموش سا تھا۔ اسی لیے آج درانی ہاؤس میں بھی خاموشی کا راج تھا۔ شام کا وقت تھا۔ اور عینا اپنے پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ اور حمدان اس سے کچھ فاصلے پہ بیٹھا تمیز سے اپنے موبائل میں گم تھا۔ جبکہ ٹومی بھی حمدان کی کرسی کے قریب بیٹھا نیچے منہ کیے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ گھر تھا اور سکون سے بیٹھا تھا۔ ناتویہ بات عینا کو ہضم ہو رہی تھی ناہی ٹومی کو۔

عینا نے ترچھی نگاہوں سے حمدان کے سخیدہ چہرے کو دیکھا۔ جانتی تھی اس بارا سے حمدان کو منانا پڑے گا کیونکہ حمدان پیڑا سے دوسرے دن بھی کھلا دیتا۔ وہ اپنے وعدوں سے مکرنے والوں میں سے نہیں تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا اس کی طرف بڑھی اور اس کی کرسی کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ کے اس کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھ گئی۔ "اچھا اب زیادہ شوخی نامارو۔۔۔ سوری۔۔۔ اپنا مودودیک کرو۔۔۔" اس کے کہنے پہ حمدان نے اسے گھورا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتا یعنیا فوراً بولی۔ "حمدان سوری نا۔۔۔ مان بھی جاؤ اب۔۔۔" عینا نے منت کی تھی۔ "ڈیڈ نے میری پورے منتھ کی پاکٹ منی بند کر دی مس عینا درانی۔۔۔" تم دے دینا مجھے پسیے۔۔۔ مان جاتا ہوں۔۔۔ "وہ ابھی بھی سنجیدگی سے گویا ہوا۔

عینا دو منٹ سوچ میں پڑی تو وہ مڑ گیا۔

عینا جانتی تھی ڈیڈ تو اسے اضافی پسیے دے، ہی دیں گے۔ "ہاں ٹھیک ہے لے لینا۔۔۔" اس نے حمدان کا بھلا سوچا تھا۔ اس کی ہاں پہ وہ جوش سے مڑا۔ "سچی نا۔۔۔" اس نے انگلی اٹھا کے تصدیق چاہی تھی۔ "ہاں ہاں لے لینا۔۔۔" عینا نے اسے اپنی ٹون میں واپس آتے دیکھ کہا۔

"اوکے بوس۔۔۔ معاف کیا۔ کیا یاد کرو گی۔۔۔ کسی سختی سے پالا پڑا تھا۔۔۔" وہ فرضی کالر جھاڑتا بولا تھا۔ "اب زیادہ ہورہا ہے۔" عینا نے کرسی پہ دوبارہ بیٹھتے بے زاری سے کہا۔ "ہنہ۔۔۔" حمدان نے سر جھکتا اور جیسے ہی وہ مڑا۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص شیطانی چمک نمودار ہوئی۔ ایک دفعہ پھر وہ عینا درانی کو چکمہ دے چکا تھا۔ کیونکہ ڈیڈ کو تو وہ صحیح ہی مذاچ کا تھا۔ اور اب عینا سے بھی اس نے رقم کے لیے ڈیل کر لی تھی۔ عینا سے تو

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ اپنی محنت کے پلیے وصول کرے گا بھئی۔ کونسی محنت؟ آرے یار پورا دن سنجدیگی کا ڈرامہ کرنا آسان تھوڑی ہے۔ یہ محنت ہی تھی۔ (حمدان درانی اور اس کی محنت ----)

"پرسوں تیار رہیئے گا۔ آپ کو جگر کی طرف جانا ہے" وہ تینوں ڈنر کر رہے تھے جب آلیار شاہ نے مسز شاہ زیب کو دیکھتے کھانا کھاتے کہا۔ صرف ڈنر کا وقت ایسا ہوتا تھا کہ وہ تینوں ساتھ بیٹھتے تھے۔

"ولی کی طرف؟ خیریت؟" مسز شاہ سوالیہ انداز لیے گویا ہوئی۔ چونکہ جب ولی اور آلیار ساتھ پڑھتے تو ولی اکثر شاہ والا آجایا کرتا تھا۔ اور مسز شاہ بھی اس کے والد کی وفات پر چودھری ہاؤس گئیں تھیں۔ میر شاہ ان دونوں سے لا تعلق کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

"ولی کی بہن ہے پروشہ چودھری۔ اس کے لیے میر ارشتہ لے کے جانا ہے۔" وہ کھانا کھا چکا تھا۔ اسی لیے ٹشوں سے ہاتھ صاف کرتے اس نے بڑے سکون سے ان دونوں پہ بمب پھوڑا۔ مسز شاہ نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا جبکہ میر کانوالہ لبوں پہ آ کے رک گیا تھا۔ وہ حیرت سے آلیار کو دیکھ رہا تھا۔ کل تک تو وہ شادی کے نام سے بھی دور بھاگتا تھا۔ اور آج وہ اچانک رشتہ لے کے جانے کی بات کر رہا تھا۔

“And that's my final decision.....”

ان دونوں کی نظروں کا مفہوم سمجھتے آلیار شاہ نے پانچ لفظوں میں انہیں باور کروایا تھا کہ ناکی گنجائش نہیں ہے۔ اور وہ صرف بتا رہا ہے۔ پوچھ نہیں رہا۔ میر شاہ مسکرایا تھا اس کے انداز پر۔ اور مسز شاہ نے پہلو بدلہ۔ جبکہ آلیار شاہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔

نالز جب

وہ تینوں مسز چودھری کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ یہ ان تینوں کی روٹیں تھی۔ وہ رات کا کھانا کھا کے موم کے ساتھ وقت گزارتے تھے۔ پرسوں اتوار تھا۔ اور ابھی کچھ دیر پہلے ہی آلیار نے ولی کو بتایا کہ وہ اور موم پر سوں رشتے کی بات کرنے آئے گے۔ ولی اس معاملے میں جلد بازی بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے آلیار پہ بھروسہ نہیں تھا۔ لیکن وہ وشه کو اتنی جلدی رخصت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ کیس کے شواہدات کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ اور ہر روز اسے کوئی نئی دھمکی موصول ہوتی تھی۔ وہ دھمکیوں سے ڈرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو ان دھمکیوں کے جواب میں اقدامات کر رہا تھا۔

ایک دفعہ وشه مضبوط ہاتھوں میں چلی جاتی اور ہانی کی ٹریننگ وہ پہلے ہی سخت کر چکا تھا۔ اور گھر کی حفاظت کے لیے اس نے دو اور گارڈز کا انتظام کر دیا تھا۔ پھر اسے اس کی زندگی کا سب سے بڑا کیس جیتنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ اس کیس پر اس نے پچھلے چار سال دن رات ایک کیے تھے۔ اور اب وہ بزدل آفیسرز کی طرح منزل کے عین قریب آکے اپنے قدم واپس نہیں لے سکتا تھا۔ اسی لیے اس معاملے میں اسے وشه اور گھر والوں پر زبردستی بھی کرنی پڑتی تو وہ کر لیتا۔

"پرسوں آلیار شاہ اور اس کی موم آئیں گی۔۔۔ رشتہ کی بات کرنے۔۔۔" ولی نے موم کے ہاتھوں کو پکڑتے

پیار سے کہا۔ وشه اور ہانی صوفے پر بر اجماع تھیں۔ اور ولی مسز چودھری کے ساتھ بیڈ پر۔

مسز چودھری نے سرا ثبات میں ہلا دیا۔ مسز چودھری کو ولی ہربات سے آگاہ کر چکا تھا۔

وشه اور ہانی نے ان دونوں کو دیکھا۔ اور پھر مسز چودھری کو۔ وشه دو تین دن سے ولی کو دلائل سے رہی تھی لیکن وہ تھا کہ اس کی شادی کے نقطے پر آ کے اٹک گیا تھا۔ وشه کمرے سے خاموشی سے نکل گئی۔ وہ چاہ کے بھی ولی کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی تھی۔ لیکن اس کے اپنے بھی بہت سے خواب تھے۔ ہانی نے پچھے ولی کو دیکھا۔ وہ پر سکون تھا۔ جیسے جانتا ہوا اس کا فیصلہ غلط نہیں ہو سکتا۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ دائیں ہاتھ میں موبائل تھا جسے وہ بال کی طرح گھما رہا تھا۔ جبکہ بایاں ہاتھ گھٹنے پہ تھا۔ وہ مسلسل پری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے اس سے پہلے بھی بہت سی اڑکیوں پہ شرط لگائی تھی۔

اڑکیاں تو پہلے ہفتے ہی اس کے ساتھ ڈیٹ پہ چلی جاتی تھیں۔ اور وہ انہیں کلب بھی لے کے جاتا تھا۔ ان سے گھنٹوں چیٹ بھی کرتا۔ اور جب دل بھر جاتا وہ چھوڑ دیتا تھا۔

شرط جتنے کے بعد وہ پسیے نہیں لیتا تھا۔ بس اسے شرط جتنے کی لٹ لگ گئی تھی۔ چینجز تو اسے بچپن سے پسند تھے۔

لیکن اس بار جو ہورہا تھا۔ وہ غلط ہورہا تھا۔ بہت زیادہ غلط۔ کیونکہ ناتوپری اس کے ساتھ ڈیٹ پہ گئی اور ناہی اس نے متعож کارپلائی بھی کیا۔ ان سب کے باوجود بھی وہ اس کے سرپہ مسلسل سوار تھی۔

کل شرط کا آخری دن تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ وہ ہار چکا ہے۔ اسے شرط ہارنا بلکل بھی نہیں کھل رہا تھا۔ کیونکہ اگر وہ ہار بھی جاتا تو کسی مائی کے لال میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ میر شاہ کو کچھ کہے۔

لیکن پری؟...

"افففف میر جست سٹاپ اٹ مین۔۔۔" اس نے موبائل گھما کے نیچے قالین پہ پھینکا تھا۔ اور خود کو کوسا۔ لاسٹ آف کرتے وہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔ لیکن ابھی تو اس کا سکون بر باد ہونے کی شروعات ہوئی تھی۔

"پرسوں وہ لوگ آئیں گے۔۔۔ مطلب کل کادن ہے۔۔۔ آپ ان کے آفس چلی جائیں۔۔۔" ہانی نے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کے سونج سونج کے بالآخر وشه کو یہ مشورہ دیا۔ وشه نے بیچاری نظر وہ سے ہانی کو دیکھا۔ "لاسٹ آپشن۔۔۔" ہانی نے کندھے اچکا دیئے۔

وہ آفس کے باہر کھڑی تھی۔ ہمت مجتمع کرتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔ اور ریسپنٹ کے پاس جا کے بولی۔

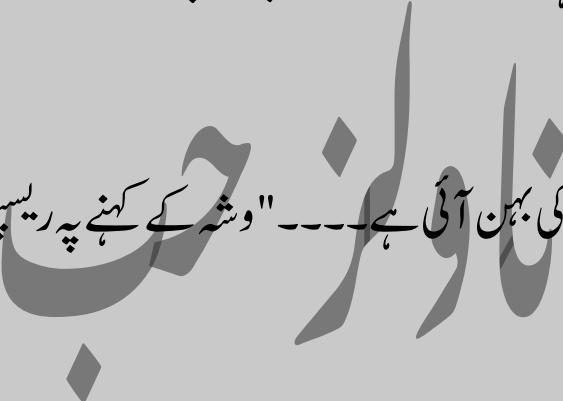
“ I wanna meet Mr.Alyar Shah...”

ریسپنسر نے اسے دیکھا اور ہلاکا سا مسکرائی۔

”میم کیا آپ نے اپو انٹمنٹ لی ہے؟“ اس نے شائستہ لب و لمحے میں وشه سے پوچھا۔

وشه نے نفی میں سر ہلا دیا۔

”آپ ان سے بولیں ولی چوہدری کی بہن آئی ہے۔۔۔“ وشه کے کہنے پر ریسپنسر نے پاس پڑا فون اٹھایا اور کال ملائی۔



وہ اپنے کیبن میں فالز شیلف کے پاس ایک فال کھولے کھڑا تھا۔ یہ بھی مطلوبہ فال نہیں تھی۔ اس نے دوسری فال لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تجھی فون بجا تھا۔ وہ مڑا اور میز کے پاس کھڑا ہو کے فون کان کو لگایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"سر ولی چودھری کی بہن آئیں ہیں۔۔۔" ریسپنٹ نے اطلاع دی تھی۔ "بھیج دو" دلفظی جواب دے کے اس نے فون رکھ دیا۔ اور اپنی مطلوبہ فائل لیے وہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"جائیں میم۔۔۔" ریسپنٹ نے مسکراتے وشه کو اس کے کیبن کی طرف اشارہ کر دیا۔

وہ اپنی کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے پروشہ چودھری بیٹھی تھی۔ پہلی ملاقات میں وہ آلیار شاہ کے گریبان تک پہنچ گئی تھی۔ اور دوسری ملاقات میں وہ اس کے آفس میں اس کے سامنے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ آلیار کو متاثر کر رہی تھی۔ آلیار اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

"میں شادی نہیں کرنا چاہتی ابھی۔ ولی میری بات سن نہیں رہا۔ آپ پلیز رشتہ مت لائیں۔۔۔" وشه نے بات کا آغاز کیا۔ آلیار سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔ میز پہ اس نے کہنیاں رکھ کے ہاتھوں کو آپس میں ملا لیا۔

"آپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" آلیار نے ایک ایک لفظ کر کے پوچھا۔ وشه نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بالکل سنجیدہ تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں اپنے خواب پورے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔" وشه نے دلیل دی۔ "آپ شادی کے بعد بھی کر سکتی ہیں اپنے خواب پورے۔۔۔ یقین جانیئے۔۔۔ ظالم بالکل نہیں ہوں میں۔۔۔" آلیار شاہ نے لفظ خواب پہ اچھا خاصہ زور دیتے ہوئے کہا۔

وشه کو لگا کہ وہ اس کامڈا ق اڑا رہا ہے۔ لیکن اس کی آنکھوں میں بھر پور سنجید گی تھی۔ "دیکھیں مسٹر آلیار شاہ! مجھے شادی نہیں کرنی۔ آپ سے تو بالکل نہیں۔۔۔ بہتر ہو گا آپ خود منع کر دیں۔۔۔ ورنہ۔۔۔" وہ جذباتی ہوتے آلیار کو دھمکی دی گئی۔ اور آلیار کے ماتھے پہ بلوں میں اضافہ ہوا۔ وہ اس کے آفس میں بیٹھ کے اس سے شادی سے انکار کر رہی تھی۔

"ورنه۔۔۔؟" آلیار شاہ نے سکون سے اس سے پوچھا۔ وشنہ خاموش ہو گئی۔ آلیار نے پیچھے کر سی سے ٹیک لگائی۔ وشنہ کو لگا تھا وہ آسانی سے اس بندے کو قائل کر لے گی۔ لیکن اس کے سامنے تو سارے دلائل کہیں اڑن چھو ہو گئے تھے۔

"دیکھیں مس پرو شہ۔۔۔ آپ شادی کر لیں۔ خواب شادی کے بعد بھی پورے ہو سکتے ہیں۔۔۔ یہ آپ لڑکیوں کی سائنسکی اتنی عجیب کیوں ہے؟ کہ شادی کے بعد خواب پورے نہیں ہو سکتے۔۔۔" وہ پیپر ویٹ گھماتے اس کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"دنیا کی عجیب ترین چیزوں میں سے ایک چیز ہم لڑکیوں کی سائیکلی ہوتی ہے آلیار صاحب۔۔۔ جو ہر کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔۔۔" وشه نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا۔ وہ آلیار پہ طنز کر رہی تھی۔ کم سے کم آلیار کو یہی لگا تھا۔

ولی کا کہنا تھا وہ حساس ہے۔ آلیار کو وہ کہیں سے بھی حساس نہیں لگ رہی تھی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

بیگ اس نے بازو پہ ڈالا ہوا تھا۔ شال کو دونوں کندھوں سے لپیٹ کے سرے آگے کو کیے سر پہ ہلاکاسا ڈوپٹہ ٹکایا تھا۔ اس کے کھڑے ہوتے آلیار شاہ اس کا جائزہ لے چکا تھا۔

"کیا میں امید کر سکتی ہوں آپ رشتہ نہیں لائیں گے؟" وشه کے پوچھنے پہ وہ بھی کھڑا ہوا۔ اس کے سامنے آتے آلیار نے میز کے سہارے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں میں مقید کرتے ایک ہاتھ میز پر رکھ لیا اور دوسرا پینٹ کی جیب میں ڈالتے وہ پر سکون لبھے میں بولا۔ "رشتہ تو آئے گا۔۔۔"

پروشہ کو اس کا انداز آگ لگا گیا۔ وشه نے اسے دیکھا جو ہلاکاسا مسکرا رہا تھا۔ وہ تن فن کرتی اس کے آفس سے نکلی تھی۔ اور آلیار اس کی پشت دیکھتا مسکرا یا۔ وہ اور آلیار شاہ کو اس کے آفس آکے انکار کرے اور آلیار شاہ مان لے؟ مذاق کی حد تک اچھا ہے۔

آلیار شاہ کو اب یہ سب کچھ دلچسپ لگ رہا تھا۔

"مزہ آنے والا ہے۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے تھے۔

مسز شاہ اپنے کمرے میں صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھی تھیں۔ ہاتھ میں ڈائمنڈ کی انگوٹھی تھی جسے وہ دوسرے ہاتھ سے گھمارہی تھیں۔ ماتھے پہ سوچ کی لکیریں تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ آلیار تو اپنی ہی مرضی کرے گا۔

اگر وہ اس کے فیصلے میں خوش ہوتی ہیں تو امید ہے کہ وہ پھر میر کو اس لڑکی سے شادی کے لیے راضی کر لے جس کے ساتھ وہ کروانا چاہتی ہیں۔

نوولز

آج بھی انہیں اپنے بیٹوں کی خوشی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ آج بھی وہ صرف اپنے فائدے کا سوچ رہی تھیں۔

میر آلیار شاہ کے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ جب کہ آلیار شاہ اس سے کچھ فاصلے پہ صوفے پہ بیٹھا کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بھائی----" میر نے اسے مخاطب کیا۔ "ہمگم---" آلیار نے ہنکار بھرا۔ "بھا بھی سے آپ کی پہلی ملاقات کہاں ہوئی؟" میر نے بالکل غیر متوقع سوال کیا۔ آلیار نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر و شہ سے ہوئی پہلی ملاقات یاد آئی تھی۔

"ولی کے گھر----" اسے مختصر بتاتا وہ فائل سائیڈ پر رکھنے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھا۔

"آپ بھا بھی سے محبت کرتے ہیں؟" میر نے گردن موڑ کے اس سے پوچھا۔ اس کے سوال پر آلیار کا ہاتھ الماری کی طرف جاتے ساکت ہوا۔

یقیناً میر کو لوگ رہا تھا کہ آلیار کی محبت کی شادی ہے۔ "وہ صرف میری زمہ داری ہے شاہ----" نتھنگ ایس---- آلیار نے اپنا دفاع کیا تھا۔ میر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھتے بولا۔ "زمہ داری سے محبت بننے میں وقت ہی کتنا لگے گا----" وہ تو جا چکا تھا اور آلیار نے اس کی پشت کو دیکھتے لفظ "محبت" دھرا۔ اور پھر سر جھٹکا۔ کم سے کم لفظ محبت کے لیے آلیار شاہ کی ڈکشنری میں کوئی جگہ نہیں تھی۔

"نہایت بد تمیز انسان ہے وہ" و شہ نے تبصرہ کیا۔ توہانی نے بے ساختہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کیا کہتا؟" ہانی نے پوچھا۔ "کہتا رشتہ تو آئے گا۔۔۔" وشه نے ہاتھ نچانچا کے اس کے الفاظ دھرائے تو ہانی کا ایک دم قہقاہ بلند ہوا۔ وشه نے اسے گھورا۔ ہانی نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے ہنسی روکی۔ "اب؟" اور اگلے لامچے عمل کا پوچھا۔

"اب کیا۔۔۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ ٹھیک ہے کرنی ہے نامجھ سے شادی تو بھیج رشتہ۔۔۔ یاد رکھے گا کسی پر وشه چوہدری کو بیوی بنایا ہے۔۔۔" وشه کے ارادے خطرناک ہوئے تھے۔ "ہائے آپی۔۔۔ آپ کی شادی ہو گی۔ کوئی میرا بھی جیجا ہو گا۔۔۔" ہانی نے اس کی گردن میں بازو ڈالتے مزے لیتے کھاتھا۔

"ہانی خبردار۔۔۔ اسے جیجا کھاتو۔۔۔" وشه نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔ وہ دونوں وشه کے کمرے میں بیٹد پہ بیٹھی تھیں۔

"ہانی میں کیا کہتی ہوں۔۔۔ شادی تو ہونی ہی ہے تم نا اس کے تین چار مکے جڑ آؤ۔۔۔" وشه نے آلیار کا سر اپا یاد کرتے ہو ایں مکالہ راتے ایسے کھا جیسے وہ وشه کے سامنے ہو اور وشه اسے دھوڈا لے۔

"آپی۔۔۔" آنکھیں نے بے یقینی سے اسے پکارا۔

"او۔۔۔ ہو۔۔۔ مراق تھا۔۔۔" وشه نے اسے سیر یس ہوتے دیکھ کہا۔ "او شکر۔۔۔" ہانی کا ہاتھ سینے پہ پڑا تھا۔

و،ہی جگہ، و،ہی دن، و،ہی وقت،

تین ہفتے کے بعد میر شاہ اسی بیٹھ کے پاس کھڑا تھا۔ جہاں تین ہفتے پہلے اس کے گروپ کے ایک لڑکے نے پری کی اس کی بے عزتی کر کے جانے کے بعد چیلنج کیا تھا۔

پورا گروپ اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔ میر شرط ہار گیا تھا۔ یہ سب جانتے تھے لیکن وہ لڑکا اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑا اس کے منہ سے اعتراف کروانا چاہ رہا تھا۔

ہادی بھی وہیں کھڑا تھا۔ اور میر کے گروپ کی لڑکیاں اور لڑکے بھی موجود تھے۔ کچھ تھا جو میرے کو کھٹک رہا تھا۔ میر نے بیٹھ پر ولیسے ہی ایک پیر رکھ کے گھٹنے پہ جھک کے کہنی رکھی تھی۔ وہ سیدھا ہوا اور اس لڑکے کی طرف اپنی پاکٹ سے پیسے نکال کے پھینک دیئے۔

ہادی میر کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید میر اس بات کو یہیں ختم کرنا چاہتا تھا۔

"تم ایک مڈل کلاس لڑکی سے ہار گئے میر۔۔۔" وہ لڑکا بولا۔ میر نے کچھ نہیں کہا۔

"مجھے دیکھنا ہے اس لڑکی کو جس نے میر شاہ کو ہرا دیا یا۔۔۔" ایک من چلی لڑکی نے میر کی طرف دیکھتے کہا۔ "اس لڑکی کو۔۔۔" یہ تین الفاظ نکلے تھے میر کے منہ سے جب عینا اور پری اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکلیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ایک لڑکی جوش سے پری کو لے کے ان کی طرف بڑھی۔ پری نا سمجھی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ ہانی آج بھی نہیں تھی کیونکہ وشه کو دیکھنے والے آرہے تھے۔

(انوالومت کرنا) یہ جملہ میر کے منہ میں ہی رہ گیا۔ یہی تھا جو میر کو کھٹک رہا تھا۔ وہ یہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔ وہ نہیں جانتا کیوں؟ لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔

اس لڑکی نے پری کو لا کے درمیان میں کھڑا کر دیا۔ پری نے سب کو ایک دفعہ دیکھا اور اپنے سامنے تین چار قدم کے فاصلے پہ کھڑے میر شاہ کو دیکھا۔ عیناً بھی کچھ فاصلے پہ کھڑی تھی۔

نالزہب

“Ladies and gentle man, Meet miss Preshy Ahsan.....”

یہ ہیں جی وہ عظیم شاہ کار جس پہ میر شاہ شرط ہار گیا۔۔۔۔۔ "وہ لڑکی ایک ہاتھ سے پری کا بازو پکڑے دوسرے ہاتھ سے سب کو مخاطب کر کے بتا رہی تھی۔ میر ساکن کھڑا تھا۔ وہ صرف اور صرف پری کو دیکھ رہا تھا۔ جو ابھی بھی بے یقینی سی کیفیت لیے میر کو دیکھ رہی تھی۔

"شرط۔۔۔۔۔" ٹوٹ کے ایک لفظ پری کے لبوں سے بے آواز ادا ہوا۔ لیکن اس لفظ کی دھمک میر شاہ کو اپنے دل پہ محسوس ہوئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سب پری کو عجیب نظر دیں سے دیکھ رہے تھے۔ کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔ کوئی کچھ۔ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔ آنسو آنکھ سے ٹوٹ کے گردن میں جذب ہوا اور پری ہلکا سا کا نپنے لگی۔ میر پری کو اور ہادی میر کو دیکھ رہا تھا۔ پری نے اس لڑکی سے اپنا ہاتھ چھڑ دایا۔ آنسو گال سے رگڑا تھا۔ عینا نے آگے ہو کے پری کو اپنی طرف کھینچ کے وہاں سے لے جانا چاہا لیکن پری اپنی جگہ سے ایک اچھ نہیں ہلی۔ میر چاہتا تھا وہ جائے۔ یا پھر اپنی بھڑاس نکال لے۔ اسے گالیاں دے جائے۔ جیسے باقی لڑکیاں اسے دے جاتی تھی۔ اور دوسرے ہی دن وہ لڑکیاں کسی اور لڑکے کے ساتھ پائی جاتی۔ لیکن پری وہاں مجسمہ بنی کھڑی تھی۔ پری آگے بڑھی۔

عینا نے اسے روکا لیکن اس نے اپنا بازو جھٹکا اور میر کے سامنے جا کے کھڑی ہو گئی۔

میر شاہ نے اس کی نسوانیت کی دھمکیاں اڑائی تھیں۔

"اپنی مردانگی جا کے چو لہے میں جھونک دینا میر شاہ۔۔۔ کیونکہ نسلی مرد پیٹ پیچھے وار نہیں کرتے۔۔۔" اور پریشے احسن نے اس کی مردانگی پہ وار کیا تھا۔ سب کی نظریں ان دونوں پہ تھیں۔

"جیت مبارک ہو میر صاحب۔۔۔" کپکپاتے ہو نڈوں سے پری نے یہ جملہ ادا کیا تھا۔ یہ تو چاہتا تھا میر۔ وہ اس کے سامنے کمزور پڑے۔ وہ ہمارے کے بھی جیتا تھا۔ وہ ہمارا تھا۔ لیکن پری نے اس کو جتنا دیا تھا۔ لیکن آج کی یہ ہمارے ملی جیت میر شاہ کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

اپنا آنسو صاف کرتے وہ مردی اور بھاگتی چلی گئی۔ عینا بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔ جبکہ میر پیچھے بھیڑ میں بھی ترنہارہ گیا۔

"کیا ہوا چوہیا بہت خاموش ہو آج؟" حمدان نے گاڑی چلاتے عینا سے پوچھا جو کہ آج سنجیدہ سی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے گردن موڑ کے حمدان کو دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

حمدان کو تشویش ہوئی تھی۔ وہ اسے چوہیا کہہ رہا تھا۔ اور وہ کوئی رد عمل نہیں دے رہی تھی۔

"کچھ ہوا ہے کیا یونی میں؟" حمدان نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ اور اس کے پوچھنے پہ عینا کو پری کا کیپکپانا، لڑکوں کا ہنسنا، اور میر کا شرط ہارنا یاد آیا۔

عینا کو خاموش دیکھ کے حمدان نے موڑ کاٹتے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔ "عینا میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ سب ٹھیک ہے؟" اس بار عینا پھیکا سا مسکرائی۔

"وہ میری دوست سے میری لڑائی ہو گئی۔۔۔" اس نے حمدان کو پریشان دیکھ کے بہانہ بنایا۔ اصل بات وہ چھپا گئی تھی۔ "او۔۔۔ اچھا مجھے لگا پتہ نہیں کیا ہو گیا۔۔۔" حمدان نے گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے کہا۔ عینا خاموشی سے اتر گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بخت کے تخت سے، یکخت اُتارا ہوا شخص"

تو نے دیکھا ہے کبھی، جیت کے ہارا ہوا شخص؟؟

وہ اپنے بیڈ پہ المٹالیٹا تھا۔ بلیک ٹراوزر پہ بلیک شرٹ، ماتھے پہ بال بکھرے، کمبل آدھا اور آدھا نیچے، کمرے کی اور اس کی اپنی حالت دونوں ہی بگڑی ہوئیں تھیں۔ وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ پری نے اس کی مرداگی پہ دار کیا تھا۔ وہ میر شاہ تھا اس سے چاہیے تھا پری کامنہ نوج لیتا۔ لیکن پھر بھی پہلی دفعہ دل کسی لڑکی کی وکالت کر رہا تھا۔ وہ شرط ہارا تھا۔ اور پری نے اسے جتنے کی مبارک دی تھی۔ یہ طزاں کے دل پہ لگا تھا۔
اس نے اس بار شاید غلط لڑکی کو چن لیا تھا۔ یا شاید قسمت اس کو مات دینے کے موڈ میں تھی۔

تھک ہار کے وہ اٹھ کے سیدھا ہوا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا۔ کمرے میں ملکجا اندر ھیرا تھا۔ شام کا وقت تھا اور مسز شاہ اور آلیار شاہ و شہ کی طرف گئے تھے۔

اکیلے کمرے میں اس کا دم گھٹنے لگا۔ وہ اٹھا اور بالکنی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ پہلی دفعہ تھا کسی لڑکی کو وہ سرپہ سوار کر رہا تھا۔ بالکنی پہ جھک کے رینگ پہ اس نے مضبوطی سے دونوں ہاتھ جمائے۔ اور نیچے کی طرف دیکھا۔

پری کے ہلتے کپکپاتے گلابی ہونٹ اس کی نظروں سے او جھل نہیں ہو رہے تھے۔

"میر--- جست ریلیکس ---" بالوں تک ہاتھ گیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اے سوچنا بند کر۔۔۔ "خود کو تنبیہ کیا گیا تھا۔

اور پھر وہ کمرے کی طرف بڑھا اور فریش ہونے لگا۔

ڈرائیور میں سنگل صوفے پہ آلیار شاہ اپنی تمام تزویجات لیے بلیک ڈنر سوت میں ملبوس ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ داخیں طرف ڈبل صوفے پہ مسزر شاہ اور مسزر چودھری بیٹھی تھیں۔ مسزر چودھری کی بائیں طرف آلیار کی مختلف سمت میں ولی چودھری بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہانی کھڑی تھی۔ ہانیہ چودھری کو اپنا ہونے والا جیجا کافی پسند آیا تھا۔ اتنے شاندار بندے سے بھلا کون ناشادی کرنا چاہیے گا۔ وہ آلیار کو دیکھتی سوچتے آپ کی عقل پہ ماتم کر رہی تھی۔ جو اسے دیکھ کے بھی اس شادی پہ کوئی خاص خوش نہیں تھی۔ ولی کے اشارے پہ ہانی و شہ کو لینے باہر گئی تھی۔

"چلیں بھئی۔۔۔ پیشی ہے آپ کی" ہانی نے ڈرائیور میں کے دروازے پہ کھڑی و شہ سے کہا۔ و شہ بلیک گلر کی گھٹنوں تک آتی فرماں زیب تن کیے ڈوپٹہ گلے میں ڈال کے ہلاکاس سر پہ ٹکایا تھا۔ ہلاکامیک اپ جو کہ ہانی نے اس کے زبردستی کیا تھا۔ وہ نرس ہو رہی تھی۔ ہانی نے اس کے بازو کو پکڑا اور اندر لے جانے لگی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی آلیار اور مسز شاہ کی نظریں اوپر اٹھی تھیں۔ وہ آہستہ چلتی ہوئی آگے آئی۔ ولی بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ ہانی ولی کے ساتھ کھڑی ہو گئی جبکہ وشه نے آگے بڑھ کے مسز شاہ کو سلام کیا۔ اور ان مسز شاہ اور مسز چودھری کے درمیان جگہ پہ بیٹھ گئی۔

آلیار شاہ کا تعلق سا بیٹھا تھا۔ ولی سے اس متعلق وہ پہلے ہی بات کر چکا تھا۔ کہ نکاح بالکل سادگی سے ہو گا۔ اور ولی بذات خود بھی یہی چاہتا تھا۔ کہ کم سے کم لوگوں کو پتہ چلے۔ تاکہ کوئی مسئلہ ناہو۔

"بھی اب جلدی سے کوئی تاریخ رکھ لیں۔۔۔ تاکہ ہم اپنی بہو کو جلدی سے لے جائے اپنے گھر۔۔۔" مسز شاہ نے وشه کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے کہما۔

وشه نے پل بھر کے لیے نظریں اٹھا کے آلیار کو دیکھا۔ اس نے بھی دیکھا اور بیک وقت دونوں نے نظریں پھیریں۔ دونوں کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہو رہا تھا۔ اور دونوں لا تعلق بیٹھے تھے۔

"کیوں نہیں جی۔۔۔ اب یہ آپ کی امانت ہے جب مرضی لے جائیں۔۔۔" مسز چودھری مسکراتے بولی۔
ولی بھی مسکرا یا تھا۔ اور ہانی تو وشه کو اپنی ساس کے پہلو میں اس قدر تمیز کے ساتھ بیٹھے دیکھ ہنسی دبار ہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنے صحن میں دیوار کے ساتھ چار پائی لگائے گھٹنوں پہ تھوڑی رکھے اداس چڑیا کی مانند بیٹھی تھی۔ ڈوپٹہ گلے میں تھا۔ اور بالوں کی چڑیا آگے کندھے پہ لٹک رہی تھی۔ آنکھیں کسی غیر مری نقطے کو زمین پہ گھور رہی تھیں۔

اسے رہ رہ کے اپنی بے عزتی یاد آ رہی تھی۔ جب سے وہ یونی سے واپس آئی تھی ایسے ہی مر جھایا پھول بنی بیٹھی تھی۔ والدہ بازار تک گئیں تو وہ جوتب سے آنسوؤں پہ پل باندھے بیٹھی تھی ٹوڑ دیئے تھے۔

اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ کس چیز کا سوگ منائے؟ ایک لڑکے کا اس پہ شرط لگانے کا یا اس بات کا کہ اس لڑکے کے لیے دل میں کہیں نرم گوشہ پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اسے ابھی تک اپنی غلطی سمجھ نہیں آئی تھی۔ میر کے گروپ کی طنزیہ نظریں اور وہ طعنے؟ خود پہ شرط لگ جانا۔۔۔ دل کا بغاوت پہ اتر آنا۔۔۔ اذیت تھی اور انتہا کی تھی۔

بغیر غلطی اسے یوں ذلیل کیا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھ کے آنکھیں بند کیں۔

"اللہ تیرے بندے جینے کیوں نہیں دیتے؟" اس کے دل نے شکوہ کیا تھا۔ وہ دوسروں کو دلا دینے والی اکثر قسمت کے آگے رو دیتی تھی۔

"ذلت اور عزت تو تیرے ہاتھ میں ہے نامولا۔۔۔ ان زمین والوں کو کس بات کا غرور ہے؟" آسمان کی طرف منه کیے آنکھیں بند طرزیہ مسکراہٹ اس کے لبوں کا احاطہ کر گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
آنکھیں کھولیں تھیں اس نے۔ آنسو صاف کیے۔

"پریشے احسن اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرتی ہے۔۔" چار پائی سے اٹھ کے اس نے سر پہ ڈوپٹہ لیتے اللہ سے دل میں ہی کہا۔ اور جو معاملات اللہ کی عدالت میں چلے جائیں ان کے لیے ماتم کیسا اور کیسے شکوئے؟ کیسے سوال اور کیسے جواب؟ نا اف کیا جاتا ہے ناہائے۔۔۔ بس اسے سننا کے چھوڑ دیا جاتا۔

پھر وہ جانے اور معاملہ۔ پری نے بھی یہی کیا تھا۔ اللہ کی عدالت میں کیس دائر کر دیا تھا۔ اور اس کی عدالت میں نا انصافی ہو جائے؟ ناممکن۔ وہ خود انصاف پسند۔۔۔

ڈرا کریں اس وقت سے۔ جب کوئی آپ کا معاملہ اللہ کی عدالت میں لے جائے۔۔۔ اللہ پہ چھوڑ دے۔
اب مجرم میر شاہ کا کیا ہو گا؟۔۔۔

پری اٹھی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اسے رات کا کھانا بنانا تھا۔ اپنی ناکردار غلطیوں کا ماتم وہ ایسے بیٹھ کے نہیں مناسکتی تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"پری میری جان اٹھ جاؤ۔۔۔ نماز ادا کرو۔۔۔ پھر یونی بھی جانا ہے۔۔۔" والدہ صاحبہ نے آج پری کو تیسری دفعہ آواز دی تھی۔ وہ تو پہلی آواز پہ ہی اٹھ کھڑی ہوتی تھی۔ لیکن آج تو وہ سدھ بدھ لیٹی تھی۔

والدہ نے آگے بڑھ کے بستر ہٹایا۔ اس کا چہرہ سرخ ہورہا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔ وہ جلتا کوئلہ بنی پڑی تھی۔

والدہ کا ہاتھ سینے پہ پڑا تھا۔ "او میرے اللہ۔۔۔ پری تمہیں تو بخار ہے۔۔۔" انہوں نے اس کے سرہانے بیٹھتے کہا تھا۔ پری نے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔ ٹھنڈک کا احساس ہوا تھا۔ اپنا منہ ان کی گود میں چھپاتے وہ ان سے بھی چھپ رہی تھی۔ انہوں نے دوبارہ بستر اس پہ ڈال دیا۔ ہاتھ میں کپڑی تسبیح سائیڈ پر رکھی اور آیات کا ورد کرتے وہ اس پہ دم کرنے لگی۔

پری کو ان کی گود میں الگ ہی سکون ملا۔ وہ جو پوری رات نہیں سوئی تھی والدہ کی گود میں سر رکھتے ہی آنکھیں موند گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنی ہیوی بائیک پہ نک سک ساتیاریونی کی پارکنگ میں بیٹھا تھا۔ بلو جینز پہ وائیٹ شرٹ اوپر لیدر کی براؤن جیکٹ پہنے، ہاتھوں میں برینڈ ڈواچ، بالوں کو جیل لگا کے سیٹ کیے، وہ رات والے میر سے بالکل الگ میر لگ رہا تھا۔ ملال کا نام و نشان اس کے چہرے پہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہا تھا۔ وہ پر سکون ضرور بیٹھا تھا۔ لیکن نظریں یونی کے گیٹ پہ تھیں۔ وہ آج ابھی تک نہیں آئی تھی۔

"کسی کا انتظار ہو رہا ہے کیا؟" ہادی نے کچھ فاصلے پہ کھڑے ہو کے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

اس نے گردن موڑ کے ہادی کو دیکھا۔ ہادی کی آنکھیں اس پہ ہی جمی تھیں۔

وہ اٹھا اور کوئی جواب دیئے بغیر یونی کے احاطے کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ لاپروا سا آگے بڑھ رہا تھا۔ جب ہادی نے پچھے سے بھاگتے اس کے قدم کے ساتھ قدم ملانے۔

"پری کا انتظار کر رہا تھا؟" ہادی نے کھڑے ہو کے پوچھا۔ میر جو کہ دو قدم آگے بڑھ چکا تھا۔ یک دم پیروں کو بریک لگی۔ صرف گردن موڑ کے ہادی کو دیکھا تھا۔ بھلا دوستوں سے بھی کچھ چھپا ہے کبھی؟

"ہاں-----" یک لفظی جواب دے کے اس نے گردن سیدھی کر لی تھی۔ ہادی کو اس کی صاف گوئی بالکل پسند نہیں آئی۔ ہادی وہیں کھڑا رہ گیا۔ اور میر آگے بڑھ گیا۔ پتہ نہیں اب اس کے دماغ میں کونسی کھجڑی پک رہی تھی۔

ہانی منہ کھو لے عینا کو سن رہی تھی۔ اس نے دو چھٹیاں کیا کیں یونی میں اس کے پیچھے اتنا ہنگامہ ہو گیا۔ عینا نے اسے شرط والی بات سے لے کے پری کے رونے تک ایک ایک لفظ بتایا۔ یہ داستان سنتے ہانی نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔

پری آج یونی نہیں آئی تھی۔ وہ دونوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے گارڈن میں بیٹھی تھیں۔ ابھی وہ بھی بات کر رہی تھیں۔ جب میراں کے پاس آیا۔

"تم لوگوں کی دوست نہیں آئی آج؟" میر نے بدل گم چباتے بالکل عام لمحے میں پوچھا۔ عینا اور ہانی کھڑی ہو گئیں۔ ہانی نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ ایک دفعہ دل کیا تھا اسے پکڑ کے دھوڈا لے۔

عینا نے بھی اسے غصے سے دیکھا۔ بندہ ڈھیٹ ہو۔ میر شاہ نا ہو۔ وہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی کیسے ان کے سامنے تن کے کھڑا پری کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ پری اسے کچھ کہنے کو آگے بڑھی تو عینا نے اس کا بازو پکڑ لیا اور نفی میں سر ہلاتے وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں۔

میر نے ان کی پشت کو گھورا۔ "نہیں آئی تو نا آئے۔"

میری بلاسے۔۔۔" اس نے کندھے اچکاتے کہا۔ صرف دل کو بہلا یا تھا۔

وہ کمرہ عدالت سے نکل رہے تھے۔ ولی آگے آگے تھا۔ اور پیچھے پولیس کے اہلکار ایک بندے کو جس نے کالے رنگ کا ڈھیلہ ڈھالا کرتا پہننا تھا، آنکھوں میں بھر بھر کے سرمدہ لگائے، منه میں پانچ باتے وہ حلیے سے ہی کوئی غنڈہ لگ رہا تھا۔

اہلکار سے ہتھ کڑیاں لگائے ولی کے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ ولی کو چبٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ولی نہ جیپ کے پاس پہنچ کے اپنارخ اس کی طرف کیا اور مسکرا یا۔ طنزیہ مسکرا ہٹ۔

آج بھی اس کیس کے فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اور ولی چاہتا تھا۔ ابھی وہ اس کیس کو تھوڑا اور لٹکانا چاہتا تھا۔ کم سے کم وشہ کی شادی ہو جانے تک تو وہ بالکل نہیں چاہتا تھا کہ سامنے کھڑے انسان کو سزا ہو۔

اس آدمی نے ولی کی مسکرا ہٹ دیکھی تو غصے سے اسے گھورا۔ "لگتا ہے SP فیملی اور بہنیں عزیز نہیں تھے۔۔۔۔۔" "اس آدمی نے ولی کو گھورتے طرز کیا۔ ولی نے پولیس اہلکار کو اسے جیپ میں بٹھانے کا اشارہ کیا اور خود مڑ کے جیپ کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ جب وہ آدمی دوبارہ بولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بڑے دیکھیں ہیں تیرے جیسے گرم خون والے ایس پی۔۔۔ لیکن بھائی کے آگے کوئی ٹکتا نہیں۔۔۔" اس کی دھمکی پہ ولی مڑا اور مسکرا ایا۔

اس کے اور اپنے درمیان ایک قدم کا فاصلہ رکھتے ولی نے جیب کی پاکٹ سے ببل گم نکالی۔ اسے کھول کے منہ میں ڈالا۔ اور پھر آنکھوں میں سرد لیے اسے دیکھا۔ ایک دفعہ تو اس کے آنکھوں کے تاثر نے سامنے والے کو بھی ہلا دیا تھا۔

"صرف گرم خون والے دیکھیں ہیں منگو۔۔۔ گرم دماغ والا لوی چودھری دیکھے اب۔۔۔" ببل گم دانتوں کے نیچے پستے جس طرح ولی نے اسے دھما کیا۔ منگو کو لگا وہ اسے دانتوں کے نیچے پس رہا ہے۔

"سزا تو تجھے ہو گی۔۔۔" ایک ہاتھ کو پاکٹ میں ڈال کے ولی نے دوسرے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھی ہیٹ ٹھیک کی۔ اور اگر نہیں ہوئی نا۔ تو اس جیپ میں بمب لگوا کے بلاست کروادوں گا۔ توں بھی ختم، کیس بھی ختم اور ٹائے ٹائے پھس۔۔۔" ولی نے ہاتھوں سے پٹاخہ مارتے اسے ڈرایا تھا۔

پولیس الہکاروں کی بات پہ مسکرائے۔ "بٹھاؤ۔۔۔" ایک انگلی سے الہکار کو منگو کو جیپ میں بٹھانے کا اشارہ کرتے وہ فرنٹ سیٹ کھول کے بیٹھ چکا تھا۔ آنکھوں پہ اس نے سن گلا سزا گالیں۔ اور منگو کی طرف دیکھ کے اس نے گلا سزا کو شہادت کی انگلی سے نیچے ناک پہ کرتے ببل گم کا غبارہ چلا کے پھوڑا تھا۔

اور منگو کا بس نہیں چلا۔ وہ اس ایس پی کا گلہ دبادے۔ الہکاروں نے اسے کھینچ کے جیپ میں بٹھایا اور جیپ تھانے کی طرف روانہ ہوئی۔

وہ اشتعال میں ٹانگ ہلا رہا تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔ بہت غصے میں لگ رہا تھا۔ کمرے میں ہر جگہ اندھیرے کا راج تھا۔ بس کچھ روشنی چھن سے کمرے میں آ رہی تھی۔ اور اسی روشنی میں بس اتنا نظر آ رہا تھا کہ وہ کرسی پہ تنفر سے بیٹھا ٹانگ ہلا رہا ہے۔

"کیا رپورٹ ہے؟" اس نے سرد آواز میں سامنے کھڑے لڑکے سے پوچھا۔ لڑکا ہلاکا سا کانپ رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ رپورٹ کوئی خاص اچھی نہیں ہے۔

"وہ بھائی۔۔۔ آج بھی کیس کا فیصلہ نہیں آیا۔۔۔" لڑکے نے بمثکل لڑکھڑاہٹ پہ قابو پاتے بتایا تھا۔ اس کی بات سن کے ایک سینڈ کے لیے سامنے والے کی ٹانگ ہلنا بند ہوئی تھی۔ سینڈ کے بعد اس نے پھر سے ٹانگ ہلانا شروع کر دی۔ لیکن اس بار اشتعال میں اضافہ ہوا تھا۔

"ایس پی کو دھمکی نہیں دی تھی کیا؟" سامنے والا کرسی سے اب ٹیک لگا کے آنکھیں موند گیا تھا۔

"بھائی دھمکیاں مسلسل دے رہے ہیں لیکن سامنے والا ہے کہ کوئی رد عمل نہیں دے رہا۔۔۔" لڑکے نے صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "بہن کو اٹھوا کیوں نہیں رہے اس کی--- (گالی)---"

بھائی کو ایک دم غصہ آیا تھا۔

"بھائی وہ ایس پی کچھ زیادہ ہی شاطر ہے۔۔۔ اس نے سیکیورٹی ڈبل کر دی ہے اپنے گھر کی۔۔۔ اور بہنوں کو یونیورسٹی خود چھوڑ کے اور لے کے آتا ہے۔۔۔۔۔" اس کی اطلاع پہ سامنے والے نے پاس پڑے ٹیبل سے گلاس اٹھا کے دیوار پہ دے مارا تھا۔

"وہ کل کا آیا ایس پی۔۔۔ اب بھائی کے دھندے کو بند کرے گا۔۔۔۔۔" وہ چلا یا تھا۔

"اگلی سنوائی کب ہے؟" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے پوچھا۔ "بھائی دو ہفتے بعد۔۔۔۔۔" لڑکے نے اطلاع دی تھی۔

"ٹھیک ہے ایس پی۔۔۔ ایسے تو ایسے ہی صحیح۔۔۔ سنوائی کے ایک دن پہلے تیرے بہن کو نا اٹھوا یا تو میرا نام بھی بھائی نہیں۔۔۔ بچالے اپنی عزت ایک اور ہفتہ ایش کر لے۔۔۔" پاس پڑی حرام بوتل کو منہ لگائے اس نے اپنا مکروہ منصوبہ بتایا تھا۔ لڑکا اس کے اشارے پہ باہر جا چکا تھا۔ اور وہ پھر سے اپنے مشغلوں میں مست ہونے لگا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ یونی سے اپنی ہیوی بائیک لے کے نکلا۔ موڑ اتنا خراب تھا کہ گھر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ناجانے غصہ کس بات پر اتنا آرہا تھا۔ پری نے کس خوشی میں یونی سے چھٹی کی تھی۔ اب اتنی کمزور ہے بھلا وہ کہ شرط کا پتہ چلا تو گھر میں چھپ کے بیٹھ جائے۔ عجیب عجیب سوچیں اسے کھار، ہی تھیں۔

اسی لیے اس نے گھر کی بجائے آلیار شاہ کے آفس کی طرف بائیک موڑ لی۔ اس نے ہیلمٹ اتارا۔ اپنے بال ٹھیک کیے۔ آفس داخل ہوا جہاں ریسپنسر موجود نہیں تھی۔ ہوتی بھی تو آلیار سے ملنے کے لیے اسے ریسپنسر کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

وہ سارے ٹاف سے لا پرواہ آلیار کے آفس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ جب کسی نسوں آواز نے اس کے قدم روکے۔

نالزہب

“Excuse me.... Mr”

”آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میز زنام کی کوئی چیز ہے آپ میں؟“ اس لڑکی کا ٹوکنا میر شاہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔ وہ مڑا تھا۔ اور چھپتی نظروں سے اسے دیکھا۔ جو شاید نئی ور کر تھی۔ اسی لیے میر شاہ سے انجران تھی۔

”آپ کو کس سے ملنا ہے؟ آگر سر سے تو۔ انتظار کریں۔ وہ ابھی میٹنگ میں ہیں۔۔۔“ اس نے میر کو اپنی طرف دیکھ کے وضاحت دی۔ اس سے پہلے کہ میر کچھ کہتا ریسپنسر جو کہ آلیار شاہ کی سیکرٹری سے گپیں ہائکنے

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میں مصروف تھی۔ اس کی نظر میر پڑی اور اس کے سامنے نئی درکرپ۔ میر نے سینے پہاتھ باندھے تھے۔ مانچے کی رگیں تن گئیں تھیں۔ ریسپنست کو سیکنڈ لگا بات سمجھنے میں۔ وہ بھاگتی ان دونوں کی طرف بڑھی۔

“Sorry sir ”

” یہ نئی درکر ہے۔۔۔ اسے آپ کا نہیں پتا۔۔۔ آپ جائیں پلیز مل لیں سر سے۔۔۔ ” اس نے سامنے کھڑے ہو کے نئی درکر کو میر سے کچھ فاصلے پہ کیا اور لجاجت بھرے لمحے میں گویا ہوئی۔

میر نے پہلے اسے دیکھا اور پھر پچھے نئی درکر کو۔ اور مڑ گیا۔ اس کے مرنے پر ریسپنست نے سینے پہاتھ رکھ کے سانس خارج کیا۔ اور اس لڑکی کی طرف مڑی۔

” یہ میر شاہ ہیں۔ سرآلیارشاہ کے چھوٹے بھائی۔ سرچا ہے میٹنگ میں ہو یا کام کر رہے ہو۔۔۔ نہیں روکنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ تم شکر کرو تمہاری نوکری نجگئی آج۔۔۔ چلواب۔۔۔ ” وہ بولتی اسے لیتی آگے بڑھ گئی۔ جبکہ نئی درکر نے ایک دفعہ پچھے مڑ کے میر شاہ کو دیکھا جو کہ اب میٹنگ روم کا دروازہ کھول رہا تھا۔

وہ بلیک ڈنر سوٹ میں مبوس ملٹی میڈیا کے پاس کھڑا ہاتھ میں مار کر تھا۔ اور ملٹی میڈیا کو دیکھ کے سامنے بیٹھے ایمپلائز کو کچھ اہم پوائینٹس بتا رہا تھا۔ جب میر شاہ اس کے آفس میں داخل ہوا۔

آلیار کی نظریں اس پر پڑی تو وہ بولتا بولتا رکا۔ اس نے میر کو دیکھا اور پھر میٹنگ روم میں موجود وال کلاک کو۔ اور میٹنگ برخاست کر دی۔ اس کے اشارے پر سب ایمپلائز اٹھ کے باہر کی طرف بڑھ گئے۔ آلیار میر کی طرف بڑھا۔ جس کے منہ پر بارہ بجے ہوئے تھے۔ تبھی وہ آلیار کے آفس آگیا تھا۔

"میں ڈسٹر ب ہوں بھائی۔۔۔" میر نے اسے دیکھتے پہلا جملہ بولا۔ آلیار ملٹی میڈیا کے سامنے ہی کھڑا تھا۔ جبکہ میر دروازے کے پاس۔ اتنی دور سے بھی آلیار کو صاف اس کے چہرے پر ڈسٹر بینس نظر آ رہی تھی۔

"کچھ عجیب ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔۔" میر نے اس کی طرف قدم بڑھاتے بتایا تھا۔ آلیار نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

میر صرف بول رہا تھا۔ اور آلیار شاہ سن رہا تھا۔ اور میر شاہ کے لیے آلیار شاہ سے اچھا کوئی سامن نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے تو وہ سیدھا اسی کے پاس آیا تھا۔

"میں شرط ہار گیا تھا بھائی۔۔۔" میر نے اس کی طرف بڑھتے بتایا۔

"That's ok Shah...."

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آلیار نے اسے تسلی دی تھی۔

“That's okk... That's totally ok...

لیکن جواب ہو رہا ہے نا۔۔۔ وہ او کے نہیں ہے۔۔۔ وہ میرے سر پر سوار ہو رہی ہے۔۔۔ ” بے بسی تھی میر کے لبھے میں۔ میر نے پاس پڑی کرسی کی پیک پہ ہاتھ رکھا تھا۔ آلیار آگے بڑھا۔ وہ میر شاہ کی حالت سمجھنے سے فاصل تھا۔ کیونکہ وہ اس جذبے سے ناواقف تھا۔ جو میر کے دل میں پنپ رہا تھا۔

اگر وہ اس جذبے سے آشنا ہوتا تو میر شاہ کو بتا دیتا یہ محبت کی ابتدائی علامات تھیں۔

آلیار نے آگے بڑھ کے اسے کے گرد اپنا حصار قائم کیا تھا۔ آلیار کے پاس قبیتی چیز میر شاہ ہی تھا۔

میر نے اس کے لمس میں سکون محسوس کیا۔ آنکھیں موند کے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا۔ اور میر کے لیے اس سے زیادہ اچھی کوئی پناہ گاہ نہیں تھی۔

آلیار اسے لیتا میٹنگ روم سے نکلا۔ اسے باتوں میں الجھایا تھا۔ وہ اس کے لیے اپنا کام پس پشت ڈال دیتا تھا۔

حمدان سامنے کھڑی عینا کو دیکھ رہا تھا۔ خود وہ بیڈ پ پ بیٹھا تھا۔ "کہاں رکھی ہے حمدان؟" عینا نے کوئی دسویں دفعہ پوچھ لیا تھا۔ "نہیں یاد آ رہا۔۔۔" حمدان نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے معصومیت کی انتہا کی تھی۔

"دیکھو حمدان۔۔۔" عینا نے انگلی اٹھائی تھی۔

"کل میری اسائنمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ ہے۔۔۔ مجھے میری فائل ابھی چاہیے ورنہ۔۔۔" اس نے دھمکی دی تھی۔

حمدان نے اٹھ کے اضطراب میں چکر لگانا شروع کر دیئے۔ عینا بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیسے یاد آئے گا؟" عینا مدعے پہ آئی تھی۔ کیونکہ وہ حمدان درانی کی رگ رگ سے واقف تھی۔

"دیکھو بہن تم جانتی ہو میں کتنا شریف انسا۔۔۔" حمدان عینا کی طرف دیکھ کے صفائی دینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جب عینا نے درمیان میں ہی اسے ٹوکا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ عینا اس کی شرافت سے اچھی طرح واقف تھی۔ حمدان نے اپنی بات کاٹے جانے پہ اسے گھورا۔ لیکن وہ اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اس کی اسائنمنٹ کی کل لاسٹ ڈیٹ تھی۔ اور یہاں حمدان میاں کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

حمدان نے پہلے سامنے کھڑی عینا کو دیکھا اور پھر اس کے پیچھے الماری کی چھت کو۔ جہاں سے فائل کا ایک کونہ ہلکا سا نظر آ رہا تھا۔

"میری بھی اسائمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ ہے کل..." حمدان نے اپنے دانتوں کی نمائش کی تھی۔

"تو؟" عینا نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

"اسائمنٹ کے بد لے اسائمنٹ۔۔۔" حمدان شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔

عینا نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ پگلا گیا ہے۔

"یعنی میں۔۔۔ عینا دراںی۔۔۔ اب تمہاری اسائمنٹ بناؤں؟"۔۔۔ عینا نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کی بات کا مطلب خود کو سمجھایا تھا۔

حمدان نے سرزور و شور سے ہلا�ا۔ "پی کے آئے ہو کیا؟" عینا بھری تھی۔ "استغفر اللہ۔۔۔" تمہیں میں ایسا لگتا ہوں؟" وہ فوراً بد کے پیچھے ہٹا۔ عینا نے اسے سر تا پیر دیکھا۔

"لگتے تو بہت کچھ ہو۔۔۔" اس کے طنز پر حمدان نے صبر کا گھونٹ پیا۔ اور ڈیل کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"سامنڈ پہ کرو اس کو۔۔۔" عینا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا تھا۔ "اور ہاں۔۔۔ اپنی اسائمنٹ کا مٹیریل، اپنا لیپ ٹاپ میرے کمرے میں دے جانا۔۔۔ بنادوں گی۔۔۔ ہنہ۔۔۔" عینا نے اپنے بال پیچھے کو پھینکتے کہا۔ اور باہر کی طرف بڑھی۔ گویا حمدان دراںی کی بہن ہونے کا ثبوت دے گئی تھی۔

"یہ دن بھی آنے تھے؟" پچھے حمدان اسے دیکھتا سوچتا رہ گیا۔

پری مگن اپنی اسائنسٹ مکمل کر رہی تھی۔ چونکہ اس کے پاس لیپ ٹاپ نہیں تھا۔ تو اسے سارا کام موبائل پر ہی کرنا تھا۔ ابھی گھر کے سارے کام بھی پڑے تھے۔ وہ آج بھی یونی نہیں گئی تھی۔ کل بھی سارا دن اس نے ماتم کیا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہانی اور عینا نے کافرنس کال کر کے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ اسے سمجھایا کہ اس کی کوئی غلطی نہیں تھی تو وہ کیوں منہ چھپائے۔ اور وہ کیوں اپنا کیریئر خراب کرے۔ ان کی باتوں کا ہی اثر تھا کہ پری نے اٹھ کے عصر کی نماز ادا کی۔ گھر کی ہلکی پھلکی صفائی کی اور اپنایوں کا کام کرنے بیٹھ گئی۔ اس کے بعد اسے رات کا کھانا بھی بنانا تھا۔ وہ میر والے واقعے کو بھول کے مگن ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
وہ دونوں باپ بیٹی لاوئخ میں بیٹھے تھے۔ ایس اتیج اوزمان چودھری اخبار پڑھ رہے تھے۔ جبکہ ارفعہ ان کے ساتھ رکھے سنگل صوفے پہ بر اجمان تھی۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں گھر میں قید ہو کے بیٹھ جاؤں؟" اس نے ان کی طرف دیکھتے کہا۔

انہوں نے اخبار فولڈ کر کے سامنے میز پر رکھ دیا تھا۔ جانتے تھے اب ان کی بیٹی بحث کے موڑ میں ہے۔

"تو تم کیا چاہتی ہو۔۔۔ میں تمہیں باہر جانے دوں اور وہ جو تمہاری تاک لگائے بیٹھے ہیں تم پہ جملہ کر دیں؟".....

انہوں نے بھی اسے کے انداز میں جواب دیا۔

نالزہب

"Oh come on Dad ,please "

ارفعہ نے جھنجھلاتے کہا تھا۔ "کسی محفوظ ہاتھوں میں کیوں نہیں سونپ دیتے مجھے۔۔۔" ارفعہ نے مسکراتے کہا۔ وہ اس کا اشارہ بہت اچھے سے سمجھتے تھے۔

"ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔۔۔" انہوں نے صوفے سے اٹھتے کہا۔ مطلب وہ اس بارے میں اب مزید بات نہیں کرنا چاہتے۔

"تو پھر میں جاؤں دوستوں کے ساتھ؟" ارفعہ نے موقع پہ چوکا مارا۔ "No" وہ درشت لبجے میں انکار کر گئے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتی۔۔۔ اس لیے تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔" انہوں نے آخری فیصلہ سنایا۔ اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ مجھے میری حفاظت کے قابل بنادیں۔۔۔ یا کوئی ایسا بندہ میرے پلے باندھ دیں جو میری حفاظت کرے۔ مجھے یوں قید مت کریں۔۔۔" ارفعہ نے ان کی پشت کو دیکھ کے بے بسی سے کہا۔

"Not a bad idea..."

تمہیں ٹریننگ دی جاسکتی ہے۔۔۔" انہوں نے مڑتے کہا تھا۔ وہ ارفعہ کی طرف سے بہت پریشان تھے۔ ایک وہی تو تھی ان کا کل اٹاٹہ۔

نالزہب

وہ مسکرائی تھی۔ "ٹرینر میری مرضی کا ہو گا ڈیڈ۔۔۔" اس نے شرط رکھی تھی۔ "میں کرتا ہوں ولی سے بات۔۔۔" انہوں نے مڑتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ "یا ہو۔۔۔" وہ جوش سے چیخنی تھی۔ دوستوں کے ساتھ باہر جانے سے اچھا ایس پی کی ٹریننگ تھی۔ ارفعہ کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ولی اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ایس اتھج اوکی کال آئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ ارفعہ کو ٹریننگ دے۔ کیس کا فیصلہ چونکہ متوجی ہو چکا تھا۔ اور اسی دوران ہی آلیار اور ووشه کا نکاح ہو جانا تھا۔ اسی لیے اسے اس طرف سے اب کوئی خاص ٹینشن نہیں تھی۔ لیکن ارفعہ کو ٹریننگ۔۔۔ یہ سوچ کے ہی اس کا سر درد کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا ارفعہ کے لیے یہ ایک نیا ایڈ و نچر ہو گا۔ کم سے کم وہ اس لڑکی کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔" ہانی۔۔۔ "ایک دم اس کے ذہن میں جھما کا ہوا۔" ہاں ہانی اسے ٹریننگ دے سکتی ہے۔۔۔" یہ سوچ آتے ہی وہ پر سکون ہو گیا۔ اور پھر وہ ہانی کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اسے ابھی ہانی سے پوچھنا تھا۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی اپنی اسائنسنٹ کو آخری ٹھیج دے رہی تھی۔ جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ ہانی اسے آتے دیکھ کے مسکرائی اور اپنا لیپ ٹاپ انٹھا کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ وہی اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"ایک کام ہے تم سے۔۔۔" اس نے براہ راست بات کی۔ اسے گھما پھرا کے بات کرنا آتا ہی نہیں تھا۔ وہ سیدھا مدعا پہ آتا تھا۔ ہانی نے حیرت سے اپنے سینے پہ انگلی رکھ کے سر کے اشارے سے یقین کرنا چاہا کہ مجھ سے کام؟ وہی نے سرا اثبات میں ہلا دیا۔

"میرے سر ہیں ان کی بیٹی کو ٹریننگ دینی ہے۔۔۔" وہی نے اسے بتایا۔ "میں۔۔۔" ہانی جوش سے بولی۔ مار پیٹ والا کام اسے ویسے ہی بہت پسند تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی نے ہاں میں سر ہلا�ا۔ "میں کر پاؤں گی؟" ہانی نے پوچھا تھا۔ "آف کورس۔۔۔" ولی نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ "اوکے ڈن۔۔۔" ہانی نے جوش سے کہا تھا۔ اور اٹھ کے اپنی چیزیں سسمینے لگی۔ ولی باہر کی طرف بڑھا۔ کچھ یاد آنے پر رکا اور مڑا۔

"اسے ایسے ٹریننگ دینا جیسے وہ تمہاری سوتیلی اولاد ہو۔۔۔" ولی نے آنکھیں گھمائی تھیں۔ ہانی نے مسکراہٹ دباتے مڑ کے اسے دیکھا۔ وہ دروازے میں کھڑا تھا۔

"کیوں۔۔۔ وہ آپ کی گرل فرینڈ رہ چکی ہے کیا؟" ہانی نے اسے چھیڑا۔ "X گرل فرینڈ تو نہیں۔۔۔ ہاں تمہاری فیوچر بھا بھی بننے کو تیار ہے وہ۔۔۔" ولی نے سینے پر ہاتھ باندھتے اسے چڑایا۔

"بھیا۔۔۔" وہ چیخنی تھی۔ ولی کا ایک دم قہقاہ بلند ہوا۔ "بھا بھی میری مرضی سے آئیں گی۔۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔ "یہ کس نے کہا؟" ولی نے اس کی بات پر آبرو اچکاتے کہا۔ "میں نے۔۔۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

"او۔۔۔ جاؤ۔۔۔" تمہاری بھا بھی میری مرضی سے آئیں گی۔۔۔" وہ مسکراہٹ دباتا ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔ "توبہ توبہ۔۔۔" ہانی نے کابوں کو ہاتھ لگائے۔ ولی کا ایک بار پھر قہقاہ بلند ہوا۔ ہانی نے اس کی نظر وہی نظروں میں نظر اتاری۔ وہ کبھی کبھی مذاق کے موڑ میں ہانی کو بہت تنگ کرتا تھا۔

اسی گھر کے دوسرے کمرے کی طرف جائیں۔ تو مسز چودھری سامنے کھڑی و شہ کو خشمگی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ "اما آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ آپ پلیزان سے بولیں کے خود سے کریں شاپنگ۔۔۔" و شہ نے صوفے پہ بیٹھتے جھنجھلاتے کہا۔

"میں کہہ چکی ہوں ان کو۔۔۔ تم بس کل جارہی ہو۔۔۔" انہوں نے حکم صادر کیا تھا۔ مسز شاہ کی کال آئی تھی وہ چاہتی تھیں کہ آلیار اور و شہ مل کے اپنے نکاح کی شاپنگ کریں۔ لیکن و شہ تو سنتے ہی ہتھ سے اکھڑ گئی تھی۔ اس لیے انہوں نے اسے غصے سے کہا۔ اچھا تھوڑی لگتا ہے نئی نئی رشتے داری میں انکار۔ و شہ بے بسی سے انہیں دیکھنے لگی۔ وہ اب چپ چاپ لیٹ گئی تھیں۔ ناجانے کیوں وہ اس معاملے میں ولی کی طرح کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھیں۔ "افف۔۔۔" آلیار کے ساتھ شاپنگ کا سوچ کے ہی اسے کچھ ہو رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"شادی اپنی مرضی سے کر رہے ہو تو آف کورس شاپنگ بھی تمہاری مرضی سے ہو گی۔۔۔" مسز شاہ نے آلیار کو دیکھتے ہوئے کہا جو کہ ان کی بات پر عجیب سی نظر وں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ تینوں لاونچ میں بیٹھے تھے۔ مسز شاہ سنگل صوفے پر جب کہ وہ دونوں بھائی ڈبل صوفے پر کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اپنی مرضی سے شادی والا طنز بہت چبا تھا آلیار کو۔ آلیار انہیں کیسے سمجھائے کہ یہ شادی مرضی والی شادی نہیں تھی۔ اس نے میر کی طرف دیکھا جو کہ بیگانہ بیٹھا اپنے موبائل میں لگن تھا۔

"جی ٹھیک ہے آپ کہہ دیں ان سے۔ کل تیار رہیں۔۔۔ پسند کی شاپنگ کے لیے۔۔۔" آلیار نے کھڑے ہوتے پسند پر اچھا خاصہ زور دیتے کہا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ "خود کہہ دینا۔ بات تو ہوتی ہو گی اس سے۔۔۔" مسز شاہ نے پچھے سے اسے باور کروایا۔

وہ جو سیڑھیوں کے درمیان پہنچ گیا تھا۔ ایک دم ان کی بات پر رکا اور مڑا۔ "جی ہوتی ہے۔ صح شام، دن رات یہی توکام ہے مجھے۔۔۔" آلیار نے کندھے اچکاتے ان کے طنز پر مسکراتے طنز کیا تھا۔ جبکہ دل کوس رہا تھا کہ اس کا نمبر تک نہیں تھا آلیار کے پاس۔ وہ پلٹ گیا اور دن رات والی بات اچھی خاصی چی مسز شاہ کو۔ وہ پہلو بدلتی رہ گئیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ یونی میں داخل ہوئی۔ بلو گاؤن، بلو حجاب اور بلو ہی فائل سینے سے لگائے وہ آنکھیں جھکائے چل رہی تھی۔ اس نے اپنا گاؤن اور حجاب حتیٰ کہ فائل بھی بدل لی تھی۔ وہ نظریں جھکائے ہی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ آج اس نے ایک دفعہ بھی اس جگہ کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی جہاں وہ ہمیشہ اپنی بائیک پہ بیٹھ کے اس کی طرف مسکراہٹ اچھاتا تھا۔ پری اگر ایک دفعہ دیکھ لیتی تو جان لیتی وہ بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ وہ بھی پری کی طرح اپنی جگہ بدل چکا تھا۔ آج وہ پارکنگ میں نہیں بلکہ پری کے ڈیپارٹمنٹ کے تھوڑا آگے زراہٹ کے سائیڈ پہ کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ پری پہ نظر پڑی تو وہ مسکرا ایا۔ وہ ابھی آج بلیک سے بلو پہ آگئی تھی۔ شاید اس لیے کہ پہچانی ناجائے لیکن میر شاہ نے دور سے ہی اسے پہچان لیا تھا۔

کل وہ نہیں آئی تھی۔ اور میر نے پورا دن برے موڈ کے ساتھ گزارا۔ آج اسے ایک نظر دیکھ کے ہی میر کو گویا سکون قلب نصیب ہوا تھا۔

میر شاہ کا سکون پریشے احسن سے جڑ رہا تھا۔ اور میر کو اس بات کی خبر تک نا تھی۔ یہ بے خبری میر کو لے ڈوبے گی۔

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ تینوں کلاس سے نکل رہی تھیں۔ چونکہ اسائنسنٹ سبjet ہو چکی تھی تو یہ بوجھ ان کے سروں سے سر ک گیا تھا۔ پری آج بالکل فریش سی تھی۔ عینا اور ہانی نے اس سے اس متعلق کچھ نہیں پوچھا۔ اور ناہی وہ اس کا موڈ خراب کرنا چاہتی تھیں۔

"تم دونوں آرہی ہوبس۔۔۔ مجھے نہیں پتا۔۔۔" ہانی نے بیگ گھاس پ پھینکتے کہا تھا۔ اس جمع کو وہ آپی کا نکاح تھا۔ چونکہ نکاح بالکل سادگی سے ہونا تھا۔ اور ولی زیادہ ہنگامہ نہیں چاہتا تھا۔

ہانی ان دونوں کو منارہی تھی کہ وہ دونوں بھی آئیں۔ عینا کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ تو آہی جائے گی۔ مسئلہ پری کا تھا۔ جو ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔

"یارا می کی آج کل طبیعت خراب رہتی ہے۔۔۔" پری نے بہانہ بنایا تھا۔ "آنٹی سے میں خود بات کر لوں گی۔ اگر تم کہتی ہو تو بھائی کے ساتھ آ کے انویشن بھی دے جاؤں گی۔۔۔" ہانی کوئی بھی بہانہ سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"نہیں۔۔۔ میں کروں گی امی سے بات۔۔۔" پری نے اسے تسلی دی تھی۔ ہانی اسے دیکھتے مسکراتی۔

"چلو اب تم دونوں مجھے مشورہ دو۔۔۔ میں کہا پہنؤں۔۔۔" ہانی نے سب سے اہم موضوع اٹھایا تھا۔ اب وہ دونوں اسے مختلف سمجھیشزدے رہی تھیں۔

وہ بلیک شرط پہ بلو جیز پہنے، ہاتھ میں برینڈ ڈواچ، بالوں کو ہمیشہ کی طرح جیل لگا کے سیٹ کیے اپنی کار میں چوہدری ہاؤس کے باہر وشه کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ آہ۔۔۔ یہ دن بھی آنے تھے جب آلیار شاہ کو کسی کا انتظار کرنا پڑتا۔

لوگ اس سے ملنے کے لئے اس کے آفس میں گھنٹوں انتظار کرتے تھے۔ اور آج پرو شہ چوہدری اسے انتظار کرواری تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سٹیرنگ پہ رکھا تھا۔ جب کہ دوسرے سے وہ ٹائم نوت کر رہا تھا۔

"پانچ منٹ پچاس سیکنڈ۔۔۔" اس نے گھٹری کو دیکھ کے کہا اور چوہدری ہاؤس کے گیٹ کو ایک دفعہ پھر غصے سے گھورا جیسے وشه کے باہر نہ آنے پہ بیچارے گیٹ کا قصور ہو۔

تبھی دس سیکنڈ کے بعد وشه چوہدری شان بے نیازی سے چلتی ہوئی آئی۔ پورے چھ منٹ وشه نے اسے گاڑی میں انتظار کر دیا تھا۔ اور اب وہ ایسے دھیما دھیما چل رہی تھی جیسے اس کا فوٹو شوت چل رہا ہو۔ آلیار شاہ زوج ہوا تھا۔

بلوٹاپ بلو، ہی پچا مہی بیلو دو پٹے کو گلے میں ڈالے ساتھ مہرون شال کو وشه نے دونوں کندھوں سے پچھے کی طرف سے کر کے آگے گرائے، ہاتھ میں پاؤچ پکڑے بالوں کی ٹیل پونی کر کے ایک طرف کندھے پہ ڈالے وہ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

چلتی آرہی تھی۔ جس دن وہ اس کے آفس آئی تھی۔ اس دن سے کافی چینچ لگ رہی تھی۔ اور شاید اچھی بھی۔ آلیار شاہ نے اسے دیکھ کے نظریں ہٹائیں اور سامنے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ آئی اور آکے آلیار کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گئی۔ جیسے ہی وہ بیٹھی آلیار نے گاڑی ٹارٹ کی تھی۔
وشه نے پچھے دیکھا۔ کوئی بھی نہیں تھا۔

"آپ اکیلے آئے ہیں؟" وشه نے بے ساختہ پوچھا۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ مسز شاہ بھی ساتھ ہو گی۔ اسی لیے وہ اتنے کتفیڈ بیس سے آگئی تھی۔ اور اب وہ اکیلا تھا۔ آلیار نے گاڑی چلاتے اس کی طرف عجیب نظروں سے دیکھا۔

"اور ساتھ پاک آرمی لاتا؟" وہ ضرر کر گیا تھا۔ وشنے نے اسے گھورا۔ اور دوسری طرف منہ کر کے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی اور آلیار شرافت سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

وہ اپنے آفس میں کرسی کی بیک پہ ہاتھ رکھ کے دوسرا ہاتھ پاکٹ میں ڈالے ایک پیر میں دوسرا پیر مقید کر کے کھڑک اسامنے بیٹھے اپنے دوما تھت افسروں کو سن رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سر امید ہے اس بار کی پیشی میں فیصلہ ہو جائے گا۔۔۔" ولی نے اس کی بات پہ سر ہلا�ا۔ اور دل سے ان شاء اللہ کہا۔ "سر ایک بات سمجھ نہیں آئی مجھے۔۔۔" ولی مڑ کے شیف سے کوئی فائل دیکھنے لگا تھا جب اے ایس پی حمزہ بولے۔ ولی مڑا تھا۔ اور اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ "جی پوچھ لیں۔۔۔" ولی نے پپرویٹ گھما یا تھا۔ "سر ہم اس کیس کو تقریباً سالو کر چکے ہیں۔۔۔ لیکن ہم نے بھائی کو ہاتھ کیوں نہیں ڈالا۔۔۔ منگو کو کیوں؟" اے ایس پی حمزہ اور ایس پی زین اس کے سامنے بیٹھے تھے۔

"اس ایک سوال کی توقع میں بہت دیر سے کر رہا تھا۔ اے ایس پی۔۔۔ بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔۔۔" ولی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کے مسلکر ایسا تھا۔

نالزہب

حمزہ خوش ہوا تھا۔ پتہ نہیں ولی نے تعریف کی تھی یا بے عزتی۔ "آپ نے طو طے والی کہانی سنی ہے حمزہ؟" ولی اپنے از کی انداز سے گویا ہوا۔ وہی آنکھوں میں سنجیدہ تاثر۔ سنجیدہ لہجہ۔

"جی سر سنی ہے۔۔۔" حمزہ جوش سے بولا تھا۔ جبکہ زین خاموشی سے ان دونوں کو سن رہا تھا۔

"جیسے اس جادو گر کی جان طو طے میں تھی ایسے ہی بھائی کی جان منگو میں ہے۔۔۔ بھائی صرف جسم ہے اس کی جان تو منگو ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس فساد کی جڑ منگو ہے۔۔۔" ولی نے دوسرے کیس کی فائل کو آگے کھولتے وضاحت کی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اسی لیے ہم نے بھائی کو ہاتھ نہیں ڈالا۔ ہم نے منگو کو پکڑا کیونکہ نار ہے گابانس نہ بجے گی بانسری۔۔۔" اس بارہ زین نے گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

"لیکن سر۔۔۔" حمزہ کی زبان پہ پھر کھلی ہوئی تھی۔

ولی نے سوالیہ نظر وں سے اسے دیکھا۔ "جب بھی پولیس نے بھائی پہ ہاتھ ڈالا وہ جلدی باہر آگیا۔ اس بارہ وہ منگو کو بچانے کو ویسے سر ٹوڑ کو شش کیوں نہیں کر رہا جیسے منگو اس کے لیے کرتا رہا ہے۔۔۔" ولی آگے کو ہوا تھا۔

"منگو بھائی کو عزیز ضرور ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ اس کو بچانے کو خود کو سرینڈر کر دے۔۔۔"

ولی نے وجہ پیش کی۔ "نہایت ہی کوئی چیپ آدمی ہے وہ۔۔۔" دونوں کرسی سے اٹھے تھے اور حمزہ نے جاتے جاتے بھی بھائی کی شان میں گستاخی کر دی تھی۔ ولی مسکرا یا۔

"وہ دونوں پلٹے ہی تھے کہ حمزہ فوراً مڑتا بولا۔

"سر۔۔۔" اس کے پلٹ کے بلا نے پہ ولی نے سوالیہ نظر وں سے اسے دیکھا۔ اور زین بھی رک گیا تھا۔

"سر میں لڑکی ہوتانا آپ پہ فلیٹ ہو جاتا۔۔۔" حمزہ نے دل پہ ہاتھ رکھ کے ٹھر کی عاشقوں کی طرح کہا تھا۔

"ہاں پہلے لڑکیوں کی کمی ہے تو بھی آجا اس لائن میں۔۔۔" ولی کے جل کے کہنے پہ دونوں پھر زور سے ہنسے تھے۔ جانتے تھے اس کا اشارہ کس طرف تھا۔ "ہائے آپ پہ ایس ایچ او۔۔۔ اس کی بیٹی۔۔۔ اس تھانے کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

حوالدار تک فلیٹ اور ہم غریب۔۔۔ کدھر جائیں۔۔۔ "حمزہ نے اپنا چٹا کھوں لیا تھا۔ زین نے نفی میں سر ہلایا۔" اے ایس پی حمزہ۔۔۔ "ولی کی آواز میں تنبیہ تھی۔

"سوری سر۔۔۔" وہ فوراً ہاتھ ماتھے تک لے جا کے سلیوٹ کرتا باہر بڑھنے لگا۔ زین باہر چلا گیا جبکہ حمزہ نے پھر سے سرنکال کے ولی کو دیکھا جو کہ اب اپنے سامنے فائل کو دیکھنے میں مگن تھا۔

"سر جی۔۔۔" حمزہ نے ہاتھ میں اپنی کیپ اتار کے پیار سے ولی کو بلا یا تھا۔ ولی نے اسے گھورا۔

نالزہب

“Love you sir G”

وہ کہہ کے سر پہ کفن باندھے بھاگا تھا۔ اور ولی نے سر نفی میں ہلاتے جھٹکا۔ سب اس کے غصے سے کھار کھاتے تھے لیکن اے ایس پی حمزہ تھا جو اس کے غصے کو کسی کھاتے میں نہیں لیتا تھا۔

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اس نے پہلے اپنے ہاتھ میں کپڑی پن دیکھی اور پھر سامنے کھڑے پروفیسر کو۔ جو کہ بورڈ پر کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ اور کلاس کی طرف ان کی پشت تھی۔ حمدان نے ایک دفعہ کلاس کو دیکھا جو کہ سکون سے سر کا دیا گیا لیکھر نوٹ کر رہے تھے۔ ایک حمدان درانی ہی تھا جسے سکون نہیں تھا۔

حمدان کی دائیں طرف ہارون اور ہارون کے ساتھ علی بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے بھی منہ کے زاویے بگڑے ہوئے تھے۔ فریکل کی بورنگ کلاس ہو رہی تھی۔ جبکہ حمدان کی دائیں طرف آج موگلی (سی آر) بیٹھا تھا۔ اور اس بے چارے کی بد قسمتی تھی کہ وہ آج حمدان درانی کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

حمدان کے شیطانی دماغ نے سگنل دیا اور اس نے ہاتھ میں کپڑی پن اپنے آگے بیٹھی جوی (کلاس کی سب سے شوخی اور بد تمیز لڑکی) کے چبادی۔

پوری کلاس میں پن ڈرائپ سائلنس تھا۔ جیسے ہی حمدان نے وہ سوئی جوی کے چبوئی اس نے زور دار چیخ ماری۔ وہ موگلی کی کرسی کے آگے والی کرسی پہ بیٹھی تھی۔ حمدان نے وہ پن موگلی کی کتاب پہ رکھ دی۔

اس کی چیخ پہ ساری کلاس نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی جگہ پہ کھڑی ہو چکی تھی۔

ٹھپر بھی حیرت سے مڑے تھے۔ جوی نے مڑ کے غصے سے موگلی کو دیکھا۔ جس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ہوا کیا ہے۔

“Are you ok Jolly... What happened...”

سر نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔ اور جو لی محترمہ کی آؤور ایکٹنگ شروع ہو چکی تھی۔

”سری آرنے مجھے پچھے سے پن سے انجیکٹ کیا۔۔۔“ اس نے آنکھوں میں آنسو لیے سر کو بتایا۔ سر اور کلاس نے عجیب نظروں سے سی آر کو دیکھنا شروع کر دیا۔

حمدان جو کہ شرافت سے اپنی نوٹ بک پہ جھکا ہوا تھا اس نے بھی حیرت سے ساتھ بیٹھے سی آر کو دیکھا۔
معصومیت ختم تھی حمدان درانی پہ۔

”نو۔۔۔ سری یہ جھوٹ بول رہی ہے مجھے پتہ بھی نہیں۔۔۔“ سی آرنے کھڑے ہو کے اپنی صفائی دی تھی۔

”یہ مس جو لی؟“ حمدان نے وہ پن سی آر کی کتاب سے اٹھا کے پوری کلاس کے سامنے کرتے جو لی کو دکھائی تھی۔ جو لی نے سراشبات میں ہلا دیا۔

موگلی نے حمدان کو دیکھا۔ جس کے چہرے پہ اتنی معصومیت تھی کہ کوئی بھی دھوکا کھا سکتا تھا۔

“Get out from the class... CR... Shame on you...”

سر کا پارا ایک دم ہائی ہوا تھا۔

“ But sir , she is lying....

نالزہب

سی آرنے بیچارہ سامنہ بناتے کہا۔

“ I said get out... ”

سر کو لڑکوں کا لڑکیوں سے مذاق بالکل پسند نہیں تھا۔ اسی لیے وہ تو فوراً ہاپر ہوئے تھے۔ سی آر تمیز کا مظاہرہ کرتے کلاس سے باہر نکل گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پچھے حمدان درانی کو گویا سکون قلب نصیب ہو چکا تھا۔ پچھلے لیکچر میں اسی ٹھیکرنے حمدان کی بے عزتی کرتے موگلی کی تعریف کی تھی۔ موگلی کو حمدان درانی کی شکایت لگانے سے پہلے کم سے کم سودفعہ تو سوچنا چاہیے تھا۔

چلو خیر۔۔۔

دوں

وہ دونوں آگے پچھے شاپنگ مال میں داخل ہوئے۔ ان دونوں کے درمیان چار سے پانچ قدموں کا فاصلہ تھا۔ آلیار آگے چل رہا تھا۔ اور وشه اس کے پچھے۔

ان دونوں کے منہ پہ بارہ بجے تھے۔ دونوں ایک ساتھ آنے پہ خوش نہیں تھے اور دونوں میں سے کسی نے خوش ہونے کا تکلف بھی نہیں کیا تھا۔

آلیار کو چونکہ لیڈریز شاپنگ کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ اسی لیے وہ ایک جگہ رک کے وشه کا انتظار کرنے لگا۔ وشه نے جب دیکھا کہ وہ رک کے اسے ہی دیکھ رہا ہے وہ اس کے پاس سے گزر کے ایک دوکان میں داخل ہو گئی۔

آلیار نے اس کی پشت کو دیکھ کے آنکھیں گھمائیں تھیں۔ اور اس کے پچھے ہی داخل ہوا۔ پہلے وہ آگے تھا۔ اب وشه آگے تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه برائیڈل ڈریس دیکھ رہی تھی۔ سیل گرل اسے لیے ادھر ادھر جا رہی تھی۔ اور وہ ہر ڈریس ریجیکٹ کر رہی تھی۔ جبکہ آلیار ایک طرف کھڑا کبھی موبائل پہ ٹائپنگ کرتا تو کبھی اسے دیکھتا جسے کوئی ڈریس پسند نہیں آ رہا تھا۔

"یہ دیکھ لو۔۔۔" وہ آلیار کے پاس سے گزر کے آگے جانے لگی تو آلیار نے ایک ڈریس کی طرف اشارہ کرتے سرسری انداز میں اسے کہا تھا۔ اور پھر سے وہ موبائل میں گم ہو گیا۔ اس کی انگلی کے اشارے پہ وشه کی نظر پڑی۔

گولڈن کلر کی میکسی پہ دائیٹ مو تیوں کا کام تھا۔ اور وہ ڈریس نکاح کے فنکشن کے لیے ایک دم پرفیکٹ تھا۔ وشه ایک دم جوش سے اس ڈریس کی طرف بڑھنے لگی لیکن ایک دم قدموں کو بریک لگی۔ آلیار نے اس کی طرف آبرواچ کاتے دیکھا۔

"ایک منٹ میں ان کی پسند سے کیوں لوں۔۔۔" وشه نے سوچتے اپنا قدم روکا۔ "اچھا نہیں ہے۔۔۔" ایک ہاتھ سے جھٹک کے وہ دوسری طرف مڑ گئی۔ آلیار نے اس کی طرف دیکھا اور پھر سے اس ڈریس کو۔ اگلے ہی سینکڑ وہ ڈریس لیے کاؤنٹر پہ موجود تھا۔ "پیک کر دیں۔۔۔" اپنا کریڈٹ کارڈ ان کی طرف بڑھاتے حکم دیا گیا تھا۔ وشه منہ کھولے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"دیکھیں مسٹر آلو۔۔۔" وشه نے اس کے پاس جا کے انگلی اٹھاتے کہا تھا۔ آلیار نے گھوری سے نوازہ۔

"مسٹر آلیار شاہ۔۔۔" دانت کچاتے تو صبح کی گئی تھی۔ "ہاں وہی۔۔۔" وشه نے سر جھٹکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"میرا ڈریس ہے۔۔۔" وشه نے اس ڈریس کی طرف اشارہ کرتے باور کروا یا۔ "تو؟" وہ پر سکون سا بولا۔

"تو میں اپنی لپند سے لو گی۔۔۔" وشه کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اسے کیسے سمجھائے۔۔۔

"پہننا کس کے لیے ہے؟" وہ سکون سے پوچھنے لگا۔

وشه اسے چھبٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میرے لیے نا۔۔۔" اس نے پاکٹ سے ہاتھ نکال کے اپنے سینے پہ انگلی رکھتے خود ہی اپنے سوال کا جواب دیا۔

"پہننا تو میں نہ ہے۔۔۔" وشه نے ایک ایک لفظ چبایا۔ "پہننا تو میرے لیے ہے نا۔۔۔" وہ بھی اپنی بات پہ زور دیتے بولا تھا۔ دونوں کوچوں کی طرح ضد کرتے دیکھ سیل بوائے مسکرا یا تھا۔ دونوں نے اس کی مسکرا ہٹ کو غصے سے دیکھا۔ وہ بیچارہ کھسیانا سا ہوتا اپنے دانت چھپا گیا۔

سیل بوائے نے پیک کر کے سوٹ وشه کو پکڑا یا۔ وشه نے جھٹپٹے والے انداز سے وہ سوٹ پکڑا تھا۔ اور منہ پھلانے دکان سے نکل گئی۔ پھر اس کی پر چیز آلیار نے پسند کی۔ وہ بس اس کے ساتھ چپ چاپ منہ پھلانے گھوم رہی تھی۔ آلیار صرف پسند کر کے پہنچ کر رہا تھا۔ جبکہ وشه نے چپ کا روزہ رکھ لیا تھا تو وہ ہر بیگ اسے پکڑ رائی جا رہا تھا۔

وشه کے پاس 5 بیگز ہو چکے تھے۔ جب چھٹا بیگ بھی آلیار نے وشه کی طرف بڑھا یا تو وشه نے اپنے ہاتھ میں موجود بیگز کی طرف سر کے اشارہ کرتے اسے دکھایا۔ کہ اتنے بیگز ہیں میرے پاس۔ آلیار نے بھی اسی کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

انداز میں اپنے سر کے اشارے سے اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اسے بھی پکڑو۔ وشه نے اسے گھورا۔ اور اس سے چھٹا بیگ چھینتے وہ شاپنگ مال سے تن فن کرتی نکلی۔ پیچھے اس کے انداز پہ آلیار نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا تھا۔ اور پھر آنکھوں پہ سن گلاسز لگاتے وہ ایک شان سے چلتا شاپنگ مال سے نکلا۔ وشه نے انجوائے کیا ہو یانا کیا ہو۔ اس پسند کی شاپنگ کو آلیار شاہ نے تو بہت انجوائے کیا تھا۔

نالزہب

"کیسی رہی شاپنگ؟" وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا کافی کامگ ہاتھ میں پکڑے اور دوسرا ہاتھ پاکٹ میں تھا۔

جب میر شاہ نے پیچھے سے آتے اس کے ساتھ کھڑے ہوتے پوچھا۔ ◆

آلیار نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ میر بلیک ٹراؤزر اور شرٹ پہنے ماتھے پہ بال بکھرے رف سے جلیے میں تھا۔

“ It was good”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آلیار نے کافی کا گھونٹ بھرتے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔ "آپ کی ہو گئی شاپنگ؟" میر نے دوبارہ پوچھا۔ آلیار نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر کس کی کی؟" میر نے حیرانی سے پوچھا۔

"تمہاری بھا بھی کی۔۔۔" آلیار کے منہ سے بے ساختہ پھسلा۔ تمہاری بھا بھی پہ میر کی مسکراہٹ گھری ہوئی تھی۔ آلیار نے اس کی مسکراہٹ دیکھی تو احساس ہوا کہ وہ کیا بول گیا ہے۔

"آئی میں پروشہ کی۔۔۔" اس نے فوراً تو صبح کی تھی۔ "کم آن بھائی آپ شرم اڑھے ہیں؟" میر نے ہنستے اس کا مذاق اڑایا۔

آلیار نے اسے گھورا۔ "آریو کریزی؟ میں کیوں شرماؤں گا۔۔۔" آلیار اپنے کمرے کی طرف بڑھتے بولا۔

"لڑکیوں کو اپنی شادی کی بات پہ شرماتے دیکھا ہے لیکن یہاں تو۔۔۔" میر بھی اس کے پیچھے جاتے اسے ٹنگ کرتا بولا۔ "شاہ۔۔۔" آلیار نے کافی کا گم کمرے میں۔ وجود میز پر رکھتے اس کا نام تنبیہ انداز میں لیا۔

لیکن وہ تھا کہ ہنسی جا رہا تھا۔ "مجھے بھا بھی سے ملنا ہے۔۔۔" میر نے نئی فرماش کی۔

"ابھی چکے جاؤ۔۔۔" آلیار چڑھا تھا۔

"نہیں نکاح والے دن ہی ملو نگا۔۔۔ آفیشل دیور بن کے۔۔۔" میر مسکراتا کہتا کمرے سے نکل گیا۔

آلیار نے اس کی پشت کو گھورا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

وہ آج بھی اندر ہیرے میں ہی تھا۔ ویسے ہی ٹانگ ہلاتے اس نے سامنے کھڑے لڑکے سے پوچھا۔

"کل ہے نکاح؟" بھائی کے سرد لبج سے سامنے کھڑا لڑکا کا نپ گیا۔ "جی بھائی۔۔۔" فرمانبردار سے جواب آیا تھا۔

"کون ہے جس سے نکاح کر دار ہا ہے ولی چودھری اپنی بہن کا۔۔۔" بھائی نے کش لگاتے دھواں فضائیں چھوڑتے پوچھا تھا۔

"آلیار شاہ سے۔۔۔" لڑکے کے کہنے کی دیر تھی۔ سامنے والے کارنگ فق ہوا تھا۔

اور اس لڑکے کے ساتھ کھڑا آدمی بھی ایک دفعہ ولی چودھری کی عقل کو دل میں داد دے گیا۔

"اٹھو والو۔۔۔ لڑکی کو۔۔۔" بھائی نے حکم دیا تھا۔

"بھائی پہلے وہ ولی چودھری کی بہن تھی۔ اس پہ ہاتھ ڈالنا مشکل تھا۔ لیکن کل وہ آلیار شاہ کی بیوی بن جائے گی۔۔۔ اور اب اس پہ ہاتھ ڈالنا اپنے پیر پہ کلہاڑی مارنے کے برابر ہے۔۔۔" بھائی کو اس آدمی کی بات ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ اس لیے اپنا غصہ نکالنے کے لیے پاس پڑی بوتل اٹھا کے سامنے دیوار پر دے ماری۔

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"یہ ایس پی کچھ زیادہ ہی شاطر ہے۔۔۔" بھائی کو ماننا پڑا تھا۔ جہاں بھائی کی سوچ ختم ہوتی تھی اس سے دس قدم آگے ولی چودھری کی سوچ شروع ہوتی تھی۔ ولی نے صحیح کہا تھا گرم دماغ والے سے کبھی بھائی کا پالا پڑا ہی نہیں۔۔۔

"ٹھیک ہے نکاح سکون سے ہونے دو۔ سناء ہے ایس پی کی ایک اور چھوٹی بہن بھی ہے۔۔۔" بھائی مکروہ ہنسا تھا۔ لڑکا اور آدمی سمجھ گئے اب بھائی کو چھوٹی بہن چاہیے تھی ولی چودھری کی۔ لیکن بھائی جانتا نہیں تھا۔ وہ ولی چودھری تھا۔ بڑی بڑی ہانکتا نہیں تھا۔ عمل کرتا تھا۔

نالز حب

"میں بھی جاؤں گا تمہارے ساتھ۔۔۔" حمدان نے عینا کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔ "کہاں؟" عینا نے آبرو اچکاتے پوچھا۔ وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب وہ اس کے کمرے میں نازل ہوا۔ "تمہاری دوست کی بہن کے نکاح میں۔۔۔" حمدان نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

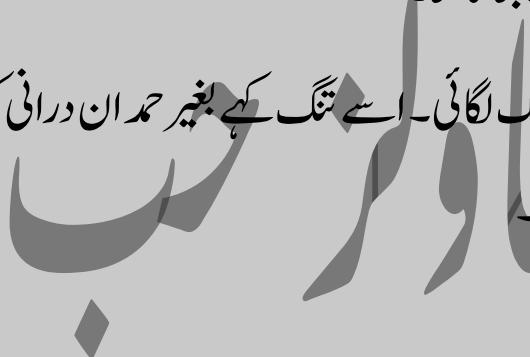
"ہل گئے ہو کیا؟ میں بھی جاؤں گا۔۔۔" عینا نے اس کی نقل اتارتے ڈریسنگ کی طرف بڑھتے اس کا مذاق اڑایا۔

"کارڈ پہ پوری فیملی انوائیٹیڈ ہے... " حمدان نے نے عینا کو دیکھتے کہا جواب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے ہاتھوں پہ لوشن لگا رہی تھی۔

عینا نے شیشے سے اس کے عکس کو گھورا۔

" او جاؤ۔۔۔ بھائی۔۔۔ جا کے اپنی نیند پوری کرو۔۔۔" عینا نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔ "چوہیا۔۔۔" اس کی شان میں گستاخی کرتے وہ کمرے سے بھاگا تھا۔

"بندر۔۔۔" عینا نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اسے تنگ کہے بغیر حمدان درانی کو نیند نہیں آتی تھی۔ عینا جانتی تھی وہ صرف اس کا سر کھانے آیا تھا۔



رائل بلوکلر کی گھنٹوں تک آتی فرماں جس پہ سلو رکلر کے موتویوں کا کام تھا، زیب تن کیے، بالوں کی چیبا بنائے کمر پہ ڈالے ساتھ رائیل بلوہی کھسے، ہلاکس میک اپ کر کے آنکھوں میں کا جل لگایا، ہاتھوں میں رائیل بلوکلر کی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سادہ چوڑیاں۔ اس کی دودھیار نگت پہ بلوکلر بہت سوٹ کر رہا تھا۔ وہ کبھی کسی فنکشن میں جانے کے لیے اتنا تیار نہیں ہوئی۔ لیکن آج ہانی کی بہن کے نکاح کے لیے وہ پہلی دفعہ دل سے تیار ہوئی تھی۔

"پری جاؤ پتر گاڑی آگئی ہے۔۔۔" والدہ صاحبہ نے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔ جیسے ہی نظر اس پر ڈی منہ سے بے ساختہ ماشاء اللہ نکلا۔ پریشے کو لینے کے لیے ہانی نے گاڑی بھیجی تھی۔ کل رات وہ ولی کے ساتھ ان کے گھر خود والدہ کو منا کے گئی تھی۔ ولی تو باہر کار میں ہی رہا۔

ہانی تو چاہتی تھی کہ والدہ بھی ساتھ آئیں لیکن ان کی طبیعت ناساز تھی۔ اسی لیے انہوں نے پری کو بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ پری مسکراتی پڑی۔ شال کو کندھوں کے گرد پیٹا۔ اور ان سے پیار لیتی باہر کی طرف بڑھی۔ ہانی کو اس نے کار میں بیٹھتے ہی مسیح کر دیا کہ وہ آنے کے لیے انکل چکی ہے۔



وہ اپنے کمرے میں ڈریسینگ کے سامنے کھڑا بال بنارہا تھا۔ یوں تو وہ ہر روز ہی دل لگا کے تیار ہوتا تھا۔ لیکن آج چونکہ اس کے عزیز از جان بھائی کا نکاح تھا۔ تو اسے الگ قسم کی خوشی ہو رہی تھی۔ اس نے بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔ براؤن چادر چادر کو گلے میں ڈال کے ایک سرا آگے اور دوسرا پچھے کس پھینک دیا۔ ہاتھ میں

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

واچ پہنی، پاؤں میں بلیک پشاوری چپل پہن کے پرفیوم چھڑکا اور خود کا آئینہ میں جائزہ لیا۔ میر کی مسکراہٹ گھری ہوئی۔ پہلی دفعہ قمیض شلوار زیب تن کی تھی اور وہ کمال لگ رہا تھا۔ تیار وہ ہو چکا تھا۔ اسی لیے مسکراتا آلیار شاہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ جیسے ہی آلیار کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اندر داخل ہوتے ہی نظر بیڈ کے قریب کھڑے آلیار پہ پڑی۔ وہ بے ساختہ کمرے کے دروازے میں رک گیا۔

آلیار نے براؤن شلوار قمیض پہن کے بلیک و اسکٹ پہن کے گلے میں براؤن ہی چادر ڈال کے دونوں سرے آگے کو پھینکے، بلیک پشاوری چپل پہنے، بال بنائے وہ بیڈ کے قریب کھڑا موبائل میں لگا تھا۔ میر کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے سراٹھا یا۔

اور ہلاکا سا مسکرا ایا۔ آلیار نے بھی میر کی طرح پہلی دفعہ شلوار قمیض پہنی تھی۔ اور وہ دونوں بھائی قیامت ڈھار ہے تھے۔

"بہت پیارے لگ رہے ہیں آپ۔۔۔" میر نے اس کی طرف بڑھتے کمنٹ کیا۔ "تم بھی۔۔۔" آلیار نے اسے دیکھتے کہا تھا۔ تب مراد نے دروازے پہ دستک دی۔

"سر میم کہہ رہی ہیں کہ اگر آپ دونوں تیار ہیں تو آجائیں۔۔۔" مراد کے کہنے پہ وہ دونوں باہر کی طرف بڑھے۔

"ایک توہانی کو ایسے آئیڈی یا زپتہ نہیں کہاں سے آتے ہیں۔۔۔" وہ جھنجھلاتے چادر کے سرے کو پچھے دھکیلتے باہر کی طرف بڑھتا بڑھتا رہا تھا۔ ہانی نے اسے آج نکاح کے لیے وائیٹ شلوار قمیض پہلیک واسکٹ اور بلیک چادر ضد کر کے پہنانی تھی۔

قمیض شلوار تک تو ٹھیک تھا۔ چادر اس سے سنبھل نہیں رہی تھی۔ وہ باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ہانی کو کوس رہا تھا۔ جب اس کی نظر دور گیٹ کے پاس کھڑے دو پولیس اہلکاروں پہ پڑی۔ اس نے ان دونوں کو گیٹ پہ ڈیوٹی کے لیے کھڑا کیا تھا۔ تاکہ کوئی مشکوک بندہ بغیر اجازت اندر نہ آسکے۔ ان دونوں اہلکاروں کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ دور سے وہ ولی کو صحیح سے نظر نہیں آرہی تھی۔ اسی لیے وہ پہچان نہیں پایا کہ وہ کون ہے۔

وہ ان کی طرف بڑھا۔ عیناً سامنے کھڑے دو اہلکاروں کو دیکھتے پریشانی سے کان پہ فون لگائے کھڑی تھی۔ وہ کارڈ گھر بھول آئی تھی۔ ہانی بھی فون نہیں اٹھا رہی تھی۔ اور سامنے کھڑے اہلکار اسے ایسے اندر جانے نہیں دے رہے تھے۔

“Excuse me....”

ولی نے ان دونوں الہکاروں کے پیچھے ہو کے ان کو پکارا۔ تو وہ دونوں سائیڈ پہ ہوئے اور ولی کی نظر عینا پہ پڑی۔ جو کہ گرے کلر کا شرارہ پہنے، بالوں کو کرل کر کے موقع کی مناسبت سے میک اپ کیے فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔ ولی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور عینا کا بھی سانس واپس آیا اسے دیکھ کے۔ عینا کے مطابق وہ اسے جانتا تھا۔

ولی سینے پہ ہاتھ باندھے سنجیدہ نظر وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ ”ہنہ۔۔۔ رشوت خور۔۔۔“ اسے دیکھ کے ایک لفظ ہی یاد آیا تھا۔

”آپ کون؟“ ولی نے سرد لبھ میں پوچھا۔ پہچان تو وہ چکا تھا کہ یہ وہی ہے جس نے پولیس والوں کو رشوت خور کہا تھا۔ لیکن ولی نے اس کے چہرے پہ پریشانی دیکھ کے اس سے جانتے بوجھتے پوچھا۔ عینا کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔ اس کی حالت پہ ولی کو ہنسی آئی لیکن وہ کمال مہارت سے چھپا گیا۔

”عینا۔۔۔“ ولی کے پیچھے سے آواز آئی تھی۔ ولی سائیڈ پہ ہو گیا۔ اور ہانی عینا کی طرف بڑھی۔ ہانی نے سکن کرتی پہ ریڈ غرارہ پہنے بال سٹریٹ کر کے بال کمرپہ ڈال رکھے تھے۔ ہلکے سے میک اپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا کے قریب آکے اس نے عینا کا بازو پکڑا اور ولی سے اس کا تعارف کرواتے بولی۔ "بھائی یہ میری وہی دوست ہے جسے ہم ڈر اپ کرنے گئے تھے ایک دفعہ۔۔۔ عینا درانی۔۔۔" ولی نے اس کے بتانے پر سرا ثبات میں ہلا دیا۔ جبکہ شناسائی کی رقم تو آنکھوں میں پہلے ہی ابھر چکی تھی۔

ہانی عینا کو لیے اندر کی طرف بڑھی۔ عینا نے ولی کے پاس سے گزرتے اسے دیکھا۔ وہ بھی عینا کو ہی دیکھ رہا تھا۔ عینا نے غصے سے اپنا رخ بدلہ تھا۔ جبکہ ولی نے گردن موڑ کے اندر بڑھتی عینا کی پشت کو گھورا تھا۔

نالزہب

وہ ایک بجے کے قریب چودھری ہاؤس پہنچے تھے۔ گارڈ نے گیٹ کھولا۔ تین گاڑیاں آکے پورچ میں رکی۔ ایک کار سے آلیار اور میر شاہ نکلے۔ دوسری کار سے مسز شاہ اور ان کی کچھ دو تین خاص دوستیں۔ اور تیسرا کار سے آلیار کے کچھ خاص کو لیگز۔

ولی چودھری پہلے ہی پورچ میں کھڑا تھا۔

جب وہ سب گاڑیوں سے اترے۔

ولی آگے بڑھا۔ اور آلیار شاہ کے گلے ملا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

باقی سب بھی آگے بڑھے۔ نکاح بے شک سادگی سے ہونا طے پایا تھا۔ پھر بھی ولی کے گھر اچھی خاصی رونق تھی۔ اور ولی نے چودھری ہاؤس کو اچھے سے ڈیکوریٹ کروایا تھا۔

"لڑکیوں دو لہاوائے آگئے۔۔۔" ہانی، عینا اور پری لاوٹخ میں ہی کھڑی تھیں۔ وہاں بھی گنے چنے سے لوگ تھے۔ جب مسز چودھری کی آوازان کے کانوں میں پڑی۔ وہ تینوں جوش سے لڑکے والوں کا استقبال کرنے آگے بڑھیں۔

کچھ عورتیں پہلے ہی پورچ کی طرف بڑھ گئیں۔ آلیار مسز چودھری سے جھک کے پیار کے رہا تھا۔

جب کہ میر شاہ کی پشت تھی ان کی طرف۔۔۔
ہانی، پری اور عینا جیسے ہی وہاں پہنچی۔ ہانی نے سر پر ہاتھ مارا۔

"اویار۔۔۔ پھول تو اوپر رہ گئے جو استقبال کے لیے منگوائے تھے۔۔۔" ہانی نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے کہا۔
عینا اور پری بھی رک گئیں۔

"میں لاتی ہوں۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔" پری نے کہا۔ ہانی آلیار کو دیکھنے کے لئے بہت بے تاب تھی۔ اس لیے اس نے پری کو بتایا کہ پھول تھاں میں اوپر جس کمرے میں آپی تیار ہوئی ہیں وہاں پڑے ہیں۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری مرگئی۔ جیسے ہی وہ اندر کی طرف مڑی اسی وقت میر شاہ سیدھا ہوا۔ لیکن اس کے آگے آلیار کھڑا تھا۔ اسی لیے باہر آتی عینا اور ہانی کی نظر ابھی میر شاہ پہ نہیں پڑی تھی۔ ہانی نے جیسے ہی آلیار کو دیکھا۔ بے اختیار اس نے عینا کا بازو پکڑ کے ماشاء اللہ کہا۔ آلیار اور وشه دونوں کی جوڑی کمال کی بنی تھی۔

آلیار سب عورتوں سے مل رہا تھا۔ عورتیں اس کا ماتھا چوم رہی تھیں۔ جبکہ وہ بار بار ان سے الگ ہو کے اپنے بال ٹھیک کر رہا تھا۔ ایک نے تجوش میں آکے اسے گلے لگالیا۔ آلیار کے منہ کے زاویے بگڑے تھے۔ اسے عورتوں کے نرغے میں پھنسے دیکھ میر نے ہنسی ضبط کی۔ ہانی اور عینا کی نظر جب آلیار کے پچھے کھڑے میر شاہ پہ پڑی تو دونوں کی بیک وقت مسکراہٹ سمٹی۔ ان دونوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔ عینا نے پہلے میر کو دیکھا اور پچھے کی طرف جہاں پری گئی تھی۔ وہ دونوں سائیڈ پہ ہو گئیں۔ سب مہماں اندر کی طرف بڑھ گئے۔ "یہ۔۔۔" عینا نے ہانی کی طرف دیکھ کے اندر جاتے میر کی پشت کی طرف انگلی کرتے پوچھا۔ الفاظ مل نہیں رہے تھے۔ ہانی نے اس کا بازو پکڑتے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ کچھ نہیں جانتی۔ وہ دونوں بھی اندر کی طرف بڑھی۔ ابھی پری نے اسے وہاں دیکھنا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ ایک ہاتھ میں پھولوں کی تھاں پکڑے دوسرے ہاتھ سے اپنی فرائک کا ایک کونہ اٹھائے سج سج کے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ اس کا سارا دھیان سیڑھیوں پہ تھا۔ جب میر شاہ کی نظر اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔

وہ سب لاونج میں صوفے پہ بر اجمان تھے۔ لاونج کافی وسیع تھا اس لئے وہاں بہت سے صوف رکھے گئے تھے۔ میر شاہ سیڑھیوں کے سامنے سنگل صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ولی کی کسی بات پہ مسکرا رہا تھا۔ جب اس کی نظر سیڑھیوں سے اترتی پری پہ پڑی۔

"پری" میر شاہ کے منہ سے اسے دیکھ کے پہلا لفظ یہی نکلا۔ وہ پھولوں کا تھاں پکڑے آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے اترتی واقع ہی کوئی پری لگ رہی تھی۔ میر تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ پری کو یہاں دیکھے گا۔ پری سیڑھیوں سے اترتی دائیں جانب کھڑی عینا اور ہانی کی طرف بڑھی۔ میر کی نظریں اسی پہ تھیں۔ وہ ہلاکا سا مسکرا رہی تھی۔ اور میر شاہ کو کسی ان دیکھے تلمس نہ گھیر لیا۔

پری نے مسکراتے ہوئے پھولوں والا تھاں عینا اور ہانی کے آگے کیا۔

لیکن وہ دونوں پری کی طرف متوجہ نہیں تھیں۔ وہ پری کے پیچھے کسی اور کو دیکھ رہی تھیں۔

پری نے گردن موڑ کے ان کی نگاہ کا مرکز دیکھا۔ تو پری کی اپنی مسکراہٹ بھی سمٹی۔

وہ پری کو ہی دیکھ رہا تھا جب پری نے گردن موڑ کے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔ جیسے ہی پری کی اس پہ نظر پڑی اس کی مسکراہٹ ایک دم لبوں سے جدا ہوئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "میر شاہ" اتنی دور سے بھی میر نے پری کے لبوں کی جنبش سے اپنا نام نکلتے دیکھا۔

وہ پری کے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ صرف اس کے لبوں سے اپنا نام نکلتے دیکھا ہی جامد ہو گیا تھا۔

"میر شاہ" پری کے منہ سے مرمر کے دو لفظ نکلے۔ اس نے اپنی گردن سیدھی کر کے عیناً اور ہانی کو دیکھا۔ جو خود بھی ایسے ہی کھڑی تھیں۔ ایک میر شاہ کی موجودگی نے ان تینیوں کے چہرے سے مسکراہٹ چھین لی تھی۔ پری کے پاس کچھ سننے کی ہمت نہیں تھی۔ اور عیناً اور ہانی بولنے کی ہمت نہیں کر پائیں۔ وہ تینیوں ہی خاموش کھڑی رہ گئیں۔

نالزہب

ولی صوفی پہ بیٹھا آلیار شاہ کی دائیں طرف اس سے کوئی بات کر رہا تھا۔ جب نظر میں دروازے سے ہوتی سامنے سے آتے ایس اتیچ او زمان چوہدری اور ارفعہ چودھری پہ پڑی۔ وہ آلیار کو ویٹ کا کہتا ان دونوں کی طرف بڑھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ دونوں اندر داخل ہو چکے تھے۔ ولی نے آگے بڑھ کے مسکراتے ایس پی صاحب کو گلے لگایا اور ایک طرف ہوتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے مسکراتے ان سے ان کا حال پوچھا۔

ایس اتیج او صاحب بلیک ڈنر سوٹ میں موجود تھے۔ جبکہ ان کے ساتھ کھڑی ارفعہ بھی بلیک کلر کی میکسی زیب تن کیے تھی۔

ولی نے مسکراتے ایس اتیج او سے بات کرتے ہی صرف ایک نظر اسے دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے زمان صاحب کو اندر آنے کا کہا۔

وہ مسکراتے ولی کے ساتھ اندر کی طرف بڑھے۔ ارفعہ بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ ہی تھی۔

عینا جو کہ تھوڑی دور پری اور ہانی کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے ولی کو اتنی خوشی سے ایس اتیج او صاحب اور اس کی بیٹی سے ملتے دیکھا تو اپنی بھنویں اچکائیں۔ اس کی دفعہ تو ولی کے ماتھے سے لکیریں ہی کم نہیں ہو رہی تھیں۔

اور اب وہ کیسے ہنس ہنس کے آنے والے مہماںوں کو رسیو کر رہا تھا۔

"خیر مجھے کیا۔۔۔" عینا نے سر جھٹکا اور ان دونوں کی طرف توجہ دی۔

نکاح کی رسم ادا کی جا چکی تھی۔ کھانا بھی کھایا جا چکا تھا۔ اب دلہن کے نیچے آنے کا انتظار ہو رہا تھا۔ وہ سارے لاڈنخ میں صوفے پہ بیٹھے بات کر رہے تھے جب بھی وشه نے اوپر سب سے پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا۔ آلیار شاہ جو کہ صوفے پہ سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔ اس کی نظر اس پہ پڑی اور ساکن ہو گئی۔

وہ آلیار کے پسند کردہ جوڑے میں سماج سماج کے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔ اس کی دائیں طرف ہانی تھی جس نے ایک طرف سے اس کا لباس پکڑا تھا۔ اور وشه نے ایک ہاتھ سے ڈوپٹے کو کان کے قریب سے پکڑ رکھا تھا۔

وہ عام دلہنوں کی طرح بہت زیادہ تیار نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہ سادگی میں بھی قیامت کی ادالگ رہی تھی۔ آلیار اسے دیکھتا صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی سب بھی کھڑے ہو چکے تھے۔

"آہم۔۔۔ آہم۔" میر شاہ نے جب آلیار کو اسے ٹک ٹکی باندھے دیکھتے دیکھا تو ذرا سا اس کی طرف جھک کے کھانسی کی۔ آلیار ایک سحر سے باہر آیا۔ اور اس نے گردن موڑ کے میر کو دیکھا جو کہ اس کی بے خودی دیکھ کے مسکراہٹ دبا تا وشه کو نیچے آتے دیکھ رہا تھا۔

آلیار شاہ نے سر جھٹکا۔ خود پہ غصہ آیا تھا۔ کیا ضرورت تھی اتنا بے خود ہونے کی۔ وشه کو لا کے اس کے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔ اور پھر آلیار شاہ نے نظر غلطی سے بھی اس کی طرف نہیں اٹھائی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ اس سے ایک انچ کے فاصلے پہ سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔

جبکہ سامنے فاصلے پہ کھڑی مسز شاہ چبتی نظر وہ سے وشهہ کو اور کبھی پری کو دیکھ رہی تھیں۔ پری کے نین نقش دیکھ کے ایک دفعہ تو وہ ٹھکنی تھیں۔ لیکن جلد ہی انہوں نے خود پہ قابو پالیا۔ وشهہ تو آلیار کے ساتھ بیٹھی ہی چب رہی تھی۔

اور ہانی کی نظر میں میر شاہ پہ تھیں۔ وہ آلیار کا بھائی تھا۔ کیا آلیار بھی اس کے جیسے ہی ہو گا۔

فضول سی سوچیں اسے کھار ہی تھیں۔ ایک طرف تو وہ آپی کے نکاح کو لے کے خوش تھی لیکن آلیار کی شخصیت اگر میر شاہ جیسی ہوئی تو؟

یہی سوچتے اس کی نظر سامنے کھڑے ولی پہ پڑی۔ ولی ہلاکا سا مسکراتے مطمئن کھڑا آلیار اور وشهہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کو دیکھ کے ہانی کو سکون ملا۔ وہ آلیار کو بے شک نہیں جانتی تھی لیکن وہ ولی چودھری کو بہت اچھے سے جانتی تھی۔ اور یہ اگر ولی چودھری کا فیصلہ تھا تو اسے دل و جان سے قبول تھا۔ کیونکہ ولی ان کے لیے کچھ غلط نہیں کر سکتا۔ وہ پر سکون ہو گئی تھی۔

پری بھی ہانی کے ساتھ کھڑی ہلاکا سا مسکرا نے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ میر کو لے کے ان سکیور تھی۔ لیکن میر نے اسے اگنور کیا جیسے وہ اسے جانتا بھی نا ہو۔ اس نے دوبارہ پری کی طرف دیکھا بھی نہیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اسی لیے وہ بھی اب سکون سے کھڑی تھی۔ جبکہ اس کے ساتھ کھڑی عیناً چلتی نظروں سے ولی کو دیکھ رہی تھی۔ ولی کی مسکراتے آلیار سے نظر پڑی اور ہانی کے ساتھ کھڑی اس کی دوست پہ پڑی۔ جو کہ ولی کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کچا چبا جائے گی۔ ولی نے ایک آبر واچ کاتے اسے دیکھا۔ جیسے پوچھا ہو "محترمہ میں نے آپ کا کیا چرالیا۔ گھور کیوں رہی ہیں۔۔۔" ولی کی نظروں کا مفہوم سمجھتے عیناً نے "ہنہ۔۔۔" کر کے سر جھٹکا اور اپنا رخ بدلتا تھا۔ ولی کو اس کا ایسٹیوڈ بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ اس نے بھی فوراً سے پیشتر اپنا مرکز نگاہ بدلا۔ تقریباً کوئی پانچ بجے کے قریب رخصتی ہوئی تھی۔

نالزہب

وہ اپنے اور وشه کے مشترکہ کمرے میں بیٹھی تھی۔ رخصتی کے بعد عیناً اور پری بھی چلی گئیں اور باقی مہماں بھی رخصت ہو گئے۔ مسز چودھری وشه کے رخصت ہو جانے پہ دل چھوٹا کر رہی تھی۔

ہانی نے انہیں حوصلہ دیا۔ وہ تو ہے نا ان کے پاس۔

اور پھر انہیں میڈیسین کھلا کے سلا دیا۔ وشه کے ہوتے وہ بہت لاپرواہ تھی۔ لیکن اب زمہ داریاں اس پہ آچکی تھیں۔

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ جو سب کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔ اب اکیلی کمرے میں بیٹھی آنسو بہار ہی تھی۔ ولی نے اس کے کمرے کے دروازے پہ دستک دی تو اس نے منہ دوسری طرف کر کے آنسو صاف کیے۔

ولی جانتا تھا وہ رورہی ہو گی۔ اسی لیے وہ اس کے کمرے میں آیا تھا۔ وہ بیڈ سے کچھ فاصلے پہ کھڑا اسے دیکھنے لگا۔ ہانی اٹھی اور بھاگ کے اس کے سینے سے لگ گئی۔ ولی نم آنکھوں سے مسکرا یا۔

اور اس کے بالوں پہ ہاتھ سے تھکنی دے کے اسے تسلی دی۔ کبھی کبھی تسلی دینے کے لیے لفظوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

نالز حب

آلیار شاہ بلو جینز پہ بلیک شرٹ پہنے گارڈن میں اپنے کان سے فون لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔ جب مسز شاہ زیب اس کے پاس آ کے کھڑی ہوئیں۔ اس نے فون بند کر کے انہیں سوالیہ نظر وں سے دیکھا۔

"وشه کو تمہارے کمرے میں بٹھائے دو گھنٹے ہو گئے ہیں اور تمہیں آج بھی بزنس کی پڑی ہے آلیار۔۔۔"

انہوں نے اس کی سوالیہ نظر وں کے جواب میں کہا۔ "کیا مطلب؟ میرے کمرے میں۔۔۔ وہ میرے کمرے میں رہے گی کیا؟" اس نے پہلی بات پہ بھنویں اچکاتے دوسری بات پہ حیران ہوتے پوچھا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
والپی پہ آکے وہ اپنے کمرے میں ہی سیدھا گیا۔ شلوار قمیض میں اسے الجھن ہو رہی تھی۔ اس نے چینچ کیا اور
پھر بزنس کالزاٹنڈ کی۔ آج کے دن بھی وہ اپنے کام سے غافل نہیں رہا تھا۔

اور کمرے والی بات پہ حیرانگی تو بنتی بھی تھی۔ آلیار شاہ کے کمرے میں آنے کی اجازت صرف میر شاہ کو تھی۔
اس نے تو صرف حفاظت کا زمہ لیا تھا۔ ایک کمرے میں رہنے والی بات تو اس کے ذہن میں آئی ہی نہیں۔ (بیچارہ معصوم)

اس کی بات پہ مسز شاہ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"آف کورس۔۔۔ وہ اب تمہاری بیوی ہے تو تمہارے کمرے میں ہی رہے گی نا۔۔۔" انہوں نے لفظ بیوی پہ اچھا
خاصہ زور دیا تھا۔

"لیکن ہمارے گھر میں اتنے کمرے ہیں۔۔۔" آلیار نے دلیل دینے کی کوشش کی۔ کاروباری دنیا میں نمبر ون مانا
جانے والا شخص گھر یلو معااملات میں صفر تھا۔ "آلیار۔۔۔" اس کی بات مسز شاہ نے درمیان سے ہی عجیب طرح
سے کاٹی۔

"تم مذاق کر رہے ہو میرے ساتھ؟" انہوں نے اپنے سینے پہ انگلی رکھتے پوچھا تھا۔ "آف کورس مذاق تھا
۔۔۔" آلیار نے بروقت بات سنبھالی تھی۔ اور ان کی سنبھالی تھی۔ اور ان کی سنبھالی تھی۔ اور ان کی سنبھالی تھی۔ جانتا تھا مزید کھڑا
رہتا تو کچھ غلط ہی بولتا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

مسن شاہ نے گردن موڑ کے اندر کی طرف بڑھتے آلیار شاہ کی پشت کو دیکھا۔ انہیں کہیں سے نہیں لگا تھا کہ وہ مراقب کر رہا ہے۔ لیکن اگر اس کی پسند کی شادی تھی تو وہ ایسے کیوں کہہ رہا تھا۔ کبھی کبھی آلیار ان کی سمجھ سے بالکل باہر ہوتا تھا۔

وہ اپنے بیڈ پہ لیٹا تھا۔ شلوار قمیض اتار کے وہ ٹراوزر شرٹ پہن چکا تھا۔ بلوہی ٹراوزر اور بلوہی شرٹ پہنے وہ بیڈ کے وسط میں اپنے دونوں بازوؤں کو سرہانے کی طرح رکھے چھپت کو گھور رہا تھا۔ بھا بھی کے گھر پری کی موجودگی کا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ ہانی بھا بھی کی چھوٹی بہن تھی۔

اور پری۔۔۔ وہ تو اتنی پیاری لگ رہی تھی۔ اس کا یونی سے ایک الگ ہی روپ دیکھا تھا میر شاہ نے۔

اس نے سوچتے سوچتے دوسری طرف کروٹ لی۔ وہ نہیں جانتا وہ اسے اتنا سرپہ سوار کیوں کر رہا تھا۔ لیکن پری کے معاملے میں دل بے اختیار ہو رہا تھا۔

اور آج کی رات بھی پریشے احسن کو سوچتے گزرنے والی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

دوسری طرف پری بھی چارپائی پہ لیٹی کھلے آسمان کو گھور رہی تھی۔ گردن موڑ کے دیکھا جہاں والدہ سکون سے سورہی تھیں۔ آج وہ ہانی کی بہن کے نکاح میں جانے کے لیے بہت خوش تھی۔ اور پھر وہاں میر شاہ نظر آگیا۔ ایک دم خوشی کا بیڑا غرق ہوا تھا۔ لیکن میر نے اس کی طرف دوبارہ دیکھا بھی تو نہیں۔ دل تھا کہ اس کی وکالت کر رہا تھا۔ پری نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور دوسری طرف کروٹ لیتے میر کو ناسوچنے کا تجھیہ کیا۔ اور آنکھیں موند لیں۔ آنکھوں کے پردے پہ چھن سے میر کا روپ آیا تھا۔ اور پری نے آنکھیں کھول دیں۔ اب تو آنکھیں بند کرتے بھی ڈر لگتا تھا۔ اس نے کھلے آسمان کو تکنا شروع کر دیا۔ ناسونا منظور تھا۔ آنکھوں کے پردے پہ میر شاہ کا عکس منظور نہیں تھا۔

نالزہب

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ وشہ جائے نماز کو طے لگا رہی تھی۔ مطلب وہ عشاء کی نماز پڑھ کے ہٹی تھی۔ اس نے اندر داخل ہوتے آلیار کو دیکھا۔ اور جائے نمازوہاں رکھ دی جہاں سے اٹھائی تھی۔

آلیار سے بغیر دیکھے جا کے بیڈ پہ دائیں جانب لیٹ گیا۔ آلیار کو امید بھی نہیں تھی کہ وہ نئی نویلی دلہن کی طرح گھونگھٹ میں اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔ اور ناہی ایسا کچھ اس نے سوچا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه نے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کے اپنے بال برش کیے۔ یہ اس کی عادت تھی رات کو وہ کنگھی کر کے سوتی تھی۔ آلیار نے کروٹ بدی تو نظر اس کے سیدھے، لمبے، گھنے بالوں پہ پڑی جو کہ کمر سے بھی نیچے تک آرہے تھے۔

آلیار نے کبھی کسی لڑکی کے اتنے لمبے بال نہیں دیکھے۔ اس کے سر کل میں لڑکیوں کے بال صرف شولڈر تک تھے۔ وہ وشه کو دیکھتے ہی سوچ رہا تھا۔ جب وہ مڑی۔ آلیار نے بے ساختہ آنکھیں بند کیں وہ یہ ناسوچے کہ وہ اسے گھور رہا ہے۔

وشه آہستہ آہستہ چلتی بیڈ تک آئی۔ ایک نظر آلیار کو دیکھا۔ اور اپنا تنکیہ درست کرنے لگی۔ "کیا یہ یہاں سوئے گی؟" آلیار نے آنکھیں بند کیے ہی دل میں سوچا۔ وشه کے بیڈ پہ بیٹھتے ہی آلیار آٹھ کے بیٹھ گیا۔

وشه نے اپنی ٹانگیں اوپر کر کے کمبل ڈالا اور بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا لی۔ آلیار اس کی کارروائی ملاحظہ کر رہا تھا۔ جو اب سکون سے لینے کی تیاری میں تھی۔

"آپ بیڈ پہ سوئیں گی؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔ "اور کہاں سوتے ہیں؟" وشه نے اس کے سوال پہ سوال کر ڈالا۔ وشه بیڈ کے ایک طرف تھی اور وہ دوسری طرف۔ درمیان میں کافی فاصلہ تھا۔

آلیار نے گردن موڑ کے کمرے میں موجود صوف کو دیکھا۔ وشه اس کا اشارہ سمجھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اٹھی اور ایک تکیہ اور کمبل صوفے پے لے گئی۔ آلیار اس کی سمجھ داری کو داد دینے لگا۔ اور ابھی لینٹے ہی والا تھا۔ جب وہ دوبارہ اس کی طرف بڑھی۔ "آپ جا کے سو جائیں صوفے پے۔۔۔" اپنی جگہ پہ واپس آکے بیٹھتے وشه نے آرام سے جواب دیا۔ مطلب وہ احسان کر رہی تھی آلیار پہ تکیہ اور کمبل صوفے پہ رکھ کے۔ کہ اب وہ جا کے سو سکتا ہے صوفے پہ۔ آلیار پھر اٹھ کے بیٹھ گیا۔

حیرت سے آنکھیں اور منہ کھل چکا تھا۔ اس نے کمرے پہ اس کے بیڈ پہ موجود وہ اسے صوفے پہ سونے کو کہہ رہی تھی۔

"میں کیوں سوؤں صوفے پہ؟" آلیار نے دانت پسی۔ "پھر میں بھی وہاں کیوں سوؤں؟" وشه نے ترکی بہ ترکی سوال کر دیا۔ "کیونکہ یہ میرا کمرا ہے اور میرا بیڈ ہے۔۔۔" آلیار نے میرا پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا۔

"یہ ہمارا کمرا اور ہمارا بیڈ ہے۔۔۔" وشه نے سکراتے اس کا سکون بر باد کیا۔ آلیار سمجھ گیا وہ اسے زچ کر رہی تھی۔ جیسے اس نے اس دن آفس میں وشه کو کیا تھا۔ اس کی بات نامان کے۔

اسے کمرا، بیڈ اور آگے جا کے پتہ نہیں اور کیا کیا شنیر کرنا تھا۔ وشه نے سکون سے لیٹ کے دوسری طرف کروٹ لے لی۔ اور آلیار بھی منہ پھلانے لیٹ گیا۔ ایک دفعہ گردن موڑ کے وشه کی پشت کو گھورا اور پھر اس کی طرف سے غصے سے دوسری طرف منہ کر لیا۔

دونوں نے آنکھیں بند کیں۔ اور پھر ایک ساتھ آنکھیں کھولیں۔ لائیٹ بند کرنا بھول گئے تھے دونوں۔ دونوں ڈھیٹ بنے لیٹے رہے۔ وشه انتظار کر رہی تھی آلیار اٹھے اور آلیار چاہتا تھا کہ وشه اٹھ کے لائیٹ آف کرے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

جب پانچ منٹ تک دونوں میں سے کوئی ناٹھا تو وشه بولی۔ "لاتیٹ۔۔۔" ابھی یہ ایک لفظ ہی اس کے منہ میں تھا۔ آلیار جلدی سے بولا۔ "آف کر دو۔۔۔" اس کی تیزی پہ وشه نے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھتے اٹھ کے لاتیٹ آف کی۔ اور اپنی جگہ پہ آکے لیٹ گئی۔ آلیار نے بھی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

مسز شاہ اور میر شاہ ڈائیگ ٹیبل پہ ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں سیڑھیوں سے اترتے نیچے آئے۔ آلیار شاہ نے ہمیشہ کی طرح بلیک ڈنر سوت پہنا تھا۔ جبکہ وشه نے گولڈن فریک پہن کے ساتھ ریڈ ڈوپٹہ اور ریڈ چوڑی دار پاجامہ پہنے بالوں کی چڈیا کر کے کمرپہ ڈالے ہلاکا سامیک اپ۔ اور ہاتھ میں جیولری کے نام پہ صرف بریسلٹ۔ جو کہ ابھی کمرے سے نکلتے آلیار نے اسے دیا تھا۔ ویسے تورات کو مسز شاہ نے اس دینے کے لیے دیا تھا۔ لیکن اڑائی میں وہ بھول گیا تھا۔ اسی لیے اس نے ابھی آتے ہوئے اسے دیا تھا۔ وہ دونوں ساتھ چلتے ڈائیگ تک آئے۔

ویسے وہ تینوں ساتھ ناشتہ نہیں کرتے تھے لیکن آج وشه کی وجہ سے مسز شاہ اور میر وہاں موجود تھے تو آلیار بھی بیٹھ گیا۔ آلیار سربراہی کر سی پہ بیٹھا اور میر جو کہ اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا تھا۔ ایک دم کھڑا ہو گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بھا بھی آپ یہاں آجائیں---" اس نے آلیار کے ساتھ والی کرسی پے وشه کو اشارہ کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ منع کرتی میر کھڑا ہو چکا تھا۔ اسی لیے اسے ناچار وہاں بیٹھنا پڑا۔

ان چاروں نے ناشتہ شروع کیا۔ "ریسپشن کا کیا سوچا ہے پھر؟" مسز شاہ نے نوالہ منه میں ڈالتے آلیار سے پوچھا۔ "آج تو میری بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔ دیک اینڈ پلائن کر لیں گے---" آلیار نے مصروف سے انداز میں کھانا کھاتے جواب دیا۔

"کیا مطلب تم آج بھی آفس جاؤ گے؟" مسز شاہ نے کھانے سے ہاتھ روکتے حیرت سے پوچھا۔

"کیا مطلب آج بھی؟" آلیار نے بھی ہاتھ روکتے پوچھا تھا۔ اس دوران میر اور وشه سکون سے ناشتہ کر رہے تھے۔

"مطلب تمہاری شادی کے بعد آج پہلا دن ہے--- پچھ دن بیوی کے ساتھ رہو۔ ساری عمر کام ہی کرنا ہے---" انہوں نے اپنی بات کا مطلب سمجھایا۔ لفظ بیوی پے وشه نے کن اکھیوں سے آلیار کو دیکھا۔ جس کے ماتھے پہ لکیروں میں اضافہ ہوا تھا۔

"امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔ اور ساری عمر بیوی کے ساتھ بھی تورہنا ہے---" وہ کھڑا ہوتا اور اپنا کوٹ جو کہ اس نے کرسی کی پشت پہ رکھا تھا اٹھایا۔ مراد جو کہ تھوڑی دور اس کا بیگ پکڑے کھڑا تھا۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی باہر کی طرف بڑھا۔ آلیار نے بھی باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بھائی بھا بھی کو اللہ حافظ تو بول دو۔۔۔" میر نے گردن موڑ کے اسے شراری انداز میں کہا۔ باہر کی طرف بڑھنے آلیار کے قدم رکے۔ وہ مڑا اور اس نے وشه کو دیکھا۔ جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ابھی وہ کچھ بولتا مسز شاہ وشه سے مخاطب ہوئیں۔

"جاوے بیٹے گیٹ تک اللہ حافظ بول آؤ۔۔۔" ان کے کہنے کی دیر تھی آلیار مڑ کے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وشه کو اس پر ایک دم غصہ آیا۔ پھر بھی وہ جبرا مسکراتی اٹھی اور اس کے پیچھے بڑھی۔

وشه گیرا ج میں کھڑی ہو گئی اور آلیار بغیر اس کی طرف دیکھے کار میں بیٹھ گیا۔ مراد نے آگے بڑھ کے کار کا دروازہ بند کیا اور خود وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار کے رویرس ہونے پر وشه مڑ گئی۔

آلیار نے اس کی پشت کو گھورا۔ "اللہ حافظ بولنے آئی تھی وہ تو بولا نہیں۔۔۔" اس نے سوچتے سر جھٹکا۔ "میری طرف دیکھتے تو ہی بولتی۔۔۔" وشه نے مڑتے آنکھیں گھماتے سوچا۔ اور سر جھٹکتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ آلیار شاہ کی کار گھر کا دروازہ پار کر گئی۔

وشه جو کہ اندر کی طرف بڑھ رہی تھی اندر سے آتے میر کو دیکھتی مسکراتی۔ میر نے بلو شرٹ پر بلیک پینٹ پہنی تھی۔ بیگ کندھے پر ایک طرف ڈالے شاید وہ یونی جا رہا تھا۔ "اللہ حافظ بھا بھی۔۔۔" وشه کے قریب سے گزرتے اس نے مسکراتے وشه کو اللہ حافظ کہا۔ وشه نے بھی مسکراتے اسے اللہ حافظ کہا۔ پھر وہ باہر کی طرف بڑھ گیا اور وشه اندر کی جانب۔

وہ دونوں آمنے سامنے صوفے پہ بیٹھے تھے۔ مسٹر زاہد درانی کا دھیان مسز زاہد درانی ہی تھا۔ جو کہ انسٹاکھول کے اپنی پوسٹ پہ کمنٹس پڑھتی مسکراتے ان کے روپ لائی کر رہی تھیں۔

ان کو یہ اکاؤنٹ حمدان نے بنائے دیا تھا۔ "لوگ جوانی میں ایسے کام کرتے ہیں۔ آپ بڑھاپے میں یہ سب کر رہی ہیں۔" مسٹر زاہد درانی کو اپنا نظر انداز ہوا جانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ اسی لیے انہوں نے طنز کیا تھا۔

"جوانی آپ پہ برباد کر دی۔۔۔ بڑھاپہ تو اپنی مرضی سے گزارنے دیں۔۔۔" انہوں نے مسکراتے ان کے طنز پہ طنز کیا تھا۔ مسٹر زاہد درانی ان کی حاضر جوابی پہ ہمیشہ کی طرح مسکراتے۔

"میری بلو شرٹ کہاں ہے۔۔۔" وہ سیڑھیوں سے آندھی طوفان بناتر تا چلا یا تھا۔ ہاتھ میں سفید شرٹ تھی۔ چونکہ آج عینا اور اس کی کلاس لیٹ تھی تو وہ ابھی گھر رہی تھے۔

"رضیہ سے پوچھ لو۔۔۔" مسز زاہد درانی نے سکون سے جواب دیا۔ رضیہ حمدان کے پاس سے گزرنے لگی تو حمدان نے اسے روک کے پوچھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اس کے ساتھ میری بلو شرٹ تھی۔۔۔ وہ کہاں ہے؟" رضیہ (کام والی) نے پہلے شرٹ کو دیکھا اور پھر حمدان کو۔ "وہ تو صاب جی لانڈری کے کپڑوں کے ساتھ بھیج دی۔۔۔" رضیہ نے اپنا پراندہ گھماتے جواب دیا۔ حمدان نے صدمے سے مومن کو دیکھا۔

"لیکن وہ تو ابھی میں نے ایک دفعہ بھی نہیں پہنی۔۔۔" وہ رونے والا ہو چکا تھا۔ مسز زاہد درانی نے کندھے اچکاتے اسے دیکھا۔ اگر پہنی نہیں تھی تو حمدان نے وہ دھونے والے کپڑوں میں کیوں رکھی۔

رضیہ تو اپنا پراندہ ہلاتے کچھ میں غائب ہو چکی تھی۔ حمدان نے غصے سے اسے گھورا۔

"ایک توسیب پا گل ہمارے گھر میں جمع ہیں۔۔۔" اس نے غصے سے کہا۔ مسٹر زاہد درانی اور مسز زاہد درانی نے بیک وقت اسے گھورا۔

وہ گڑبرٹا گیا۔ "ارے یار۔۔۔ آپ دونوں کو نکال کے۔۔۔" حمدان نے ہاتھ بالوں میں پھیرتے اپنی صفائی دی۔

"پھر تو تم نے خود کو کہا ہو گا۔۔۔" مسٹر زاہد درانی نے اخبار سیدھا کرتے طنز کیا۔

"کیوں کہ یہاں ہم دونوں کے علاوہ صرف تم ہو۔۔۔" مسز زاہد درانی نے بات کی وضاحت کی۔ ان کے بولنے پہ حمدان نے ارد گرد دیکھا۔ ان دونوں کو نکال کے وہاں وہ اکیلا موجود تھا۔ وہ پیر پٹختا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرائے۔

وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لڑکا آج بھی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ لیکن روز کی نسبت وہ آج باستیک پہ تھا۔ پری نے اپنی فائیل کو سینے میں زور سے بھینچا۔ اور تیز تیز چلتے درود شریف کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ جب سے ابو فوت ہوئے تھے محلے کا یہ لڑکا اس کا پیچھا کرتا تھا۔ لیکن ہمیشہ وہ ایک جگہ کھڑا ہوتا تھا۔ لیکن آج وہ باستیک پہ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ والدہ کو بتا کے وہ پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ بھائی کوئی تھا نہیں۔ بے بسی سے اس کے آنسو نکل آئے۔ وہ سکون سے رہنا چاہتی تھی۔ دنیا والے رہنے دیں تو۔

وہ تیز تیز فٹ پاتھ پہ چل رہی تھی۔ جب اس لڑکے نے آکے اس کے قریب باستیک روکی۔ پری کا سانس حلق میں اٹک گیا۔ اسے لگا وہ ہل نہیں پائے گی۔ "بیٹھو میں چھوڑ دیتا ہوں یونی۔۔۔۔" اس لڑکے نے اپنے پیچھے اسے بیٹھنے کا کہا۔ پری کی ٹانگوں میں جان ناہو نے کے برابر تھی۔

وہ سڑک پہ اپنی ہیوی باستیک کو تیزی سے چلاتے ہوئے گزر رہا تھا۔ جب اسے سڑک کے کنارے ایک لڑکا اور ایک لڑکی نظر آئے۔ میرے صرف ایک نظر دیکھ کے اسے نظر موڑ لی۔ اور باستیک آگے گزر گئی۔ ایک دم اس کے دماغ میں جھما کا ہوا۔ اس نے یک دم بریک لگائی اور فوراً ہیلمٹ اتار کے گردن موڑ کے دیکھا تھا۔ وہ پری ہی تھی۔ اس نے ہیلمٹ وہیں اتار کے رکھا اور اپنے بال سیٹ کرتا وہ اس لڑکے کی طرف بڑھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری نے اس لڑکے کی بات پر نفی میں سر ہلا�ا۔ اس سے پہلے کہ وہ لڑکا کچھ کہتا کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ لڑکے نے مرٹ کے آنے والے کو دیکھا تھا۔ اور پری کی جان میر شاہ کو دیکھ ویسے ہی ہوا ہوئی تھی۔ وہ ان دونوں کی ایسے ہی چھوڑتے تیزی سے یونی کی طرف بڑھی۔ میر نے پری کو جاتے دیکھا۔

"کیا چاہیے بھائی؟" اس لڑکے نے میر سے پوچھا۔ میر نے نفی میں سر ہلا�ا۔ "سوری مجھے لگا میر ادوسٹ ہے" میر نے بہانہ بنایا اور اپنی بائیک کی طرف بڑھا۔ وہ لڑکا بھی چلا گیا۔ میر کا مقصد اس لڑکے کو پری کے راستے سے ہٹانا تھا اور وہ اتنا کرچکا تھا۔

پری جیسے ہی یونی میں داخل ہوئی میر بھی اس کے پیچے ہی آیا تھا۔ میر نے اپنی بائیک پار کی اور ہیلمٹ اتار کے رکھتے وہ پری کے پیچے بھاگا۔

وہ پوچھنا چاہتا تھا وہ لڑکا کون ہے۔ پری تیزی سے اپنے آنسو پیتی ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جب وہ سامنے آیا۔ پری ایک دم رکی۔

"کون تھا وہ۔۔۔" میر نے سوالیہ انداز اپنایا۔

پری رورہی تھی۔ اور یہ دیکھتے ہی میر کی رگیں تن گئیں تھیں۔ پری ابھی میر کو جواب دینے کی کنڈیشن میں نہیں تھی اسی لیے اسے اگنور کرتی وہ آگے بڑھی۔

"میں بکواس کر رہا ہوں پریشے احسن کون تھا وہ۔۔۔" اب کی باروہ اس کے سامنے آتے غصے سے بولا تھا۔ "وہ تم جیسا تھا میر شاہ۔۔۔" پری اپنے آنسو صاف کرتے چلائی تھی۔

"بالکل تم جیسا۔۔۔" پری نے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے غصے اور بے بسی سے کہا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تم نے مڈل کلاس لڑکی سمجھ کے شرط لگائی تھی نامجھ پہ۔ اور وہ مجھے غریب سمجھ کے روز پچھا کرتا ہے۔۔۔ ہاں بہت سستی ہوں نا میں۔۔۔ باپ کا سایہ سر پہ نہیں۔۔۔ اور بھائی کوئی ہے نہیں۔۔۔ تو تم اور اس جیسے آئے دن ذلیل کرتے ہیں۔۔۔ سن لیا بس اب جاؤ۔۔۔" پری نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیئے تھے۔ میر ساکن کھڑا اسے کاپنے ہانپتے دیکھ رہا تھا۔ وہ صحیح کہہ رہی تھی۔ وہ روتوی آگے بڑھ گئی اور میر وہیں کھڑا رہ گیا۔

"یہ مجھے سکھائے گی؟" ڈیڈ۔۔۔ "ہانیہ کی طرف اشارہ کر کے رافعہ نے زمان چودھری کو حیرت سے دیکھا۔ ولی کمرپہ ہاتھ باندھے زمان صاحب کو دیکھ رہا تھا۔

"شی از ٹو دیک۔۔۔" ولی کی طرف دیکھ کے ارفعہ نے ہانی کا مذاق اڑایا۔ "اس کو تو خود بھی ضرورت ہے ٹریننگ کی۔۔۔" ارفعہ طنزیا مسکرائی۔

ولی کو غصہ آرہا تھا۔ لیکن وہ ضبط کر گیا۔ جانتا تھا ہانی بہت اچھے سے اسے بتائے گی کہ کس کو ٹریننگ کی ضرورت ہے۔

"ارفعہ وہ ٹریننڈ ہے۔۔۔" ہانی کی طرف دیکھ کے شفیق سی مسکراہٹ ان کے لبوں پہ آئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"لیں سی---" ارفعہ نے ہاتھ جھٹکا۔ وہ تو سمجھ رہی تھی ولی سے سیکھے گی۔ لیکن یہاں ولی ہانی کو لے آیا تھا۔ خیر یہ 18 سال کی لڑکی اسے کیا سکھائے گی۔ جلد ہی وہ ڈیڈ سے کہہ کے ولی سے ہی ٹریننگ لے گی۔ دل ہی دل میں خواب دیکھتے وہ ولی کو گھور رہی تھی۔

جبکہ ولی ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ "اس کو ایسی ٹریننگ دینا اس کی سات نسلیں یاد رکھیں---" ولی کی انکھوں کا مفہوم سمجھتے ہانی نے سرا ثابت میں ہلایا۔ "اس کے تو اچھے بھی یاد کریں گے کسی ہانی چودھری سے پالا پڑا تھا۔" ہانی نے آنکھوں سے ہی ولی کو سمجھایا۔ ولی اس کے آنکھیں گھمانے پہ مسکرا کر اور وہ اور زمان صاحب اندر کی طرف بڑھ گئے۔

اب وہ دونوں بس گارڈن میں موجود تھیں۔ ہانی نے اپنا دوپٹہ کندھ سے کمر پہ باندھ لیا تھا۔ اس ارفعہ کی سات نسلیں بھی یاد رکھیں گی کہ کسی ہانی چودھری سے پالا پڑا تھا۔

ارفعہ خود اس وقت ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کو اس نے ٹیل پونی کر کے باندھ رکھا تھا۔ ہانی نے اس کی پیروں کی پوزیشن کو دیکھا۔

(ہانی سب سے پہلے تمہیں مخالف کے پیروں کی پوزیشن پہ دھیان دینا ہے--- جو پیر آگے ہو گا اس کو چھوڑ کے سامنے والا دوسرا پیر سے حملہ کرے گا---) ولی کی بات یاد آئی تھی اور ہوا بھی یہی تھا۔ ارفعہ نے اپنا دایاں پیر اٹھا کے ہانی پہ حملہ کیا۔ ہانی نے فوراً جھک کے اس کا حملہ روکا۔ اس کے حملہ کرنے پہ ہی ہانی کو پتہ چل گیا کہ وہ بھی کچھ ٹریکس جانتی ہیں۔ آخر کو ایس ایچ او کی بیٹی تھی۔

اس کا دوسرا حملہ بھی ہانی نے جھک کے روکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

(تمہیں سامنے والے پہ حملہ نہیں کرنا۔۔۔ صرف اس کا کیا گیا حملہ روکنا ہے۔۔۔ تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ تم اس پہ پلٹ کے وار نہیں کرو گی۔۔۔) ولی کی بتائی گئیں باتوں کو یاد کرتے وہ صرف ارفعہ کا کیا گیا حملہ روک رہی تھی۔ ارفعہ نے ہر طرف سے اس پہ حملہ کیا۔ اور ہانی کبھی جھک کے کبھی دائیں طرف ہو کے اور کبھی بائیں طرف ہو کے اس کے حملے کو روک رہی تھی۔

ارفعہ طنزیا مسکرائی۔ یہ لڑکی اسے کیا سکھائے گی۔ جسے خود نہیں پتہ کہ کیسے حملہ کرتے ہیں۔

جب ہانی کو یقین ہو گیا کہ وہ ارفعہ کا دھیان بٹاچکی ہے تو وہ گھومی تھی۔ ایک ٹانگ اٹھا کے گھما کے ارفعہ کے منہ پہ ماری تھی۔ اور ارفعہ زمان چودھری اپنے غرور کے ساتھ زمین بوس ہوئی۔

"دشمن پہ تب حملہ کریں جب اسے یقین ہو جائے آپ اس پہ حملہ نہیں کریں گے۔۔۔" ہانی نے پیروں کے بل بیٹھ کے منہ کے بل زمین پہ گری ارفعہ کو مسکراتے پہلی ٹرک دی تھی۔

ارفعہ کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی۔ اسی لیے وہ جلد ہی اٹھ گئی تھی۔ ہانی نے اپنا ہاتھ ابھی ہلاکا ہی رکھا تھا۔ ورنہ 5 منٹ تک تو وہ اٹھ بھی ناپاتی۔

ہانی نے اسے سہارا دے کے اٹھایا تھا۔ صرف ایک کھا کے وہ سہارے پہ آچکی تھی۔

پھر ہانی نے اسے بھر پور موقع دیا۔ اور اسے آہستہ آہستہ ٹرکیس بتائیں۔۔۔ ایک دم بتاتے بتاتے اس کو گھما کے ہانی نے ایک دم نیچے لٹا دیا۔ اور پھر اس کے منہ کے قریب بیٹھ کے اسے ایسے گھیرا کہ وہ اپنا منہ زمین سے ایک اپنچ بھی ناہلا پائی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"دشمن کو خود سے کمزور سمجھنے کی غلطی ہرگز مت کریں۔۔۔" ہانی نے اسے اٹھاتے پھر سے بٹھایا تھا۔ ارفعہ کا سانس پھول چکا تھا۔ ہانی نے اس کی طرف بوتل بڑھائی۔ ارفعہ نے وہ پوری بوتل کھڑے ہو کے اپنے منہ پر پانی گرا یا۔

ہانیہ اس کو دیکھتی طنزیہ مسکراتی۔

"Miss Arfa...I'm too much weak but you're weakest...."

نالزہب

"By the way My self Hania chudhary"

اسے اچھا خاصہ دھو دینے کے بعد ہانیہ مسکراتے اسے اپنا تعارف کروارہی تھی۔

"دشمن کو اپنانام حفظ کروادیں۔۔۔ تاکہ وہ آپ کو بھولے نا۔۔۔" ولی کی کہی گئی بات ہانی نے دھرائی تھی۔

"مجھے بار بار دشمن مت کہو۔۔۔" ارفعہ نے مسکراتے اسے دوستانہ انداز میں کہا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ارے یار--- وہ تو صرف ٹریننگ کے وقت--- بس---" ہانی اسے دیکھتی مسکرائی اور اپنا ڈوپٹہ اتار کے اپنا پسینہ سکھاتے اسے پانی پکڑانے کا اشارہ کیا۔ ارفعہ کو اس کا حکمیہ انداز پسند نہیں آیا۔ لیکن وہ کچھ نہیں بول پائی کیونکہ اس وقت وہ اس کی استاد تھی۔

ہانی خود کرسی پہ بیٹھ کے سامنے میز پہ ٹانگیں پھیلا گئی اور ارفعہ نے اس کی طرف بوتل بڑھائی۔

"چائے کا ایک کپ پلیز--- میرا سر درد کر رہا ہے---" ہانی نے بھر پور حکمیہ انداز اپنا یا تھا۔ ارفعہ جی جان سے جلی تھی۔ لیکن چہرے پہ مسکراہٹ لیے وہ اندر سے اس کے لیے چاہے کا کپ لینے چل گئی۔ اور ہانیہ چوہدری نے اس کی پشت کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔

نالزح

وہ اپنے کمرے میں بالکنی میں کھڑا اضبط کے کڑے مرا حل طے کر رہا تھا۔ آج پورا دن اس نے خود کو ریلیکس رکھنے کی ہر کوشش کی۔ آنکھیں لال انگارابی تھیں۔ ایک ہاتھ میں سیگریٹ تھا۔ شرٹ بدن سے غائب تھی۔ صرف بلیک بنیان میں وہ سیگریٹ کے کش لگاتا اپنے اندر کے طوفان کو دبارہ تھا۔

پری کے کانپتے ہونٹ، بھیگا لہجہ، آنکھوں میں بے بسی اور اس کے لفظ جو کہ چاک کی طرح میر کے سینے میں چب رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"وہ تم جیسا تھا بالکل۔۔۔ تم جیسا۔۔۔" اس کے الفاظ یاد کر کے میر نے آنکھیں بند کیں تھیں۔ یہ تو طے تھا کہ اب وہ لڑکا اس کا پچھا قیامت تک نہیں کرے گا۔ لیکن میر کو احساس نداشت اور احساس جرم جینے نہیں دے رہا تھا۔ وہ ایسے ہی کھڑا تھا جب آلیار اس کے کمرے میں آیا۔

"شاہ۔۔۔" آلیار نے اسے پکارا۔ آواز میں پریشانی صاف ظاہر تھی۔ میر کے مسج نے اسے پریشان کر دیا تھا۔ اسی لیے وہ آفس سے سیدھا اس کے کمرے میں آیا تھا۔ میر پلٹا۔ اور اس کے سینے لگ گیا۔

"Is everything ok ? "

آلیار نے اس کو اپنے حصار میں لیا تھا۔ "پریشے احسن چاہیے۔۔۔" آلیار کو لگا میر کا لہجہ نہم تھا۔ اور آلیار کو وہ دس سالہ میر لگا تھا جو اپنا پسندیدہ کھلونا کھیلنے کے لیے مانگ رہا ہو۔۔۔

"You need some rest...."

آلیار سے لیے بیڈ تک آیا۔ "آپ سن رہے ہیں۔۔۔ مجھے پریشے احسن چاہیئے۔۔۔" میر کی حالت ٹھیک نہیں تھی اتنا تو وہ اندازہ کر چکا تھا۔ میر کو لٹا کے اس پہ کمبل دیا۔ اسے سلا کے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا وہ اٹھ کھڑا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ہوا۔ بچپن میں وہ ایسے کرتا تھا۔ لیکن اب تو بہت دیر بعد اس کی یہ حالت ہوئی تھی۔ آلیار صحیح معنوں میں
پریشان ہوا تھا۔

عینا اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس سٹڈی ٹیبل پہ بیٹھی پڑھائی میں مگن تھی۔ جب حمدان نے اس کے کمرے
کے دروازے پہ دستک دی۔ عینا نے گردن موڑ کے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ آج حمدان کو کیا ہوا؟ وہ دستک
دے رہا ہے۔ پہلے تو وہ آندھی طوفان کی طرح آتا تھا۔ عینا کے دیکھنے پہ وہ مسکرا تا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ
میں چائے کامگ تھا۔ عینا بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔

"کیا؟" عینا نے آبرو اچکاتے سوال کیا۔ "میں نے سوچا تم پڑھ کے تھک گئی ہو گی۔ چائے لایا ہوں تمہارے
لیے۔" حمدان نے اچھے اچھوں کو پیچھے چھوڑا تھا۔

عینا نے اس سر سے پیر تک دیکھا۔ "کام بتاؤ۔" وہ مطلب کی بات پہ آئی تھی۔ حمدان نے بر اسمانہ بنایا۔
"تمہیں میں ایسا لگتا ہوں؟ بغیر کام کے تمہاری خدمت نہیں کر سکتا۔" حمدان نے شیخی بگھاری۔

"دیکھو حمدان۔ بندہ شو خی اس کے سامنے مارے جو آپ کو ناجانتا ہو۔ اور میں تمہاری رگ رگ سے واقف
ہوں۔" اسی لیے کام بتاؤ ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ۔ "عینا نے دھمکی دی۔ حمدان نے اپنا سر کھجایا۔
"وہ مووم کافیورٹ ویس ٹوٹ گیا مجھ سے۔" اس نے اپنا کارنامہ بتایا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"واٹ----" عینا چھتی کھڑی ہوئی تھی۔ "وہ ویس جوانہوں نے اسپیشلی لندن سے اپنی کزن سے منگوایا تھا۔" عینا نے تصدیق چاہی۔ حمدان نے سرا ثبات میں ہلا دیا۔

"حمدان کہہ دو۔ کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔" عینا نے پریشانی سے کمرے میں ٹھہننا شروع کر دیا۔ وہ دونوں جانتے تھے وہ ویس موم کو کتنا پسند تھا۔ عینا اضطراب میں چکر لگا رہی تھی اور حمدان منہ بنائے سائیڈ پہ کھڑا تھا۔ ایک کل کا پیپر اور اوپر سے حمدان درانی کے کارنامے۔ "افف----" عینا نے اپنا ماتھا مسلسلہ تھا۔

"جاوہ شاباش۔ اپنے جنازے کی تیاری کرو جا کے۔" عینا نے اسے اپنے کمرے سے دھکادے کے نکالتے کہا تھا۔

"ایسے تو مت بولو۔ اکلو تا بھائی ہوں تمہارا۔" وہ بلیک میلنگ پہ اتر آیا تھا۔ "دیکھو حمدان کارنامہ سرانجام دینے سے پہلے اس کے نتائج پہ بھی غور کیا کرو۔" تم جانتے ہو وہ ویس موم کو کتنا پسند ہے۔ ایک دفعہ ڈیڈ سے گرا تھا اور موم نے انہیں پورا ہفتہ نہیں بلا�ا تھا۔ اور تم نے توڑھی دیا۔ او گاؤ۔" عینا اسے بتاتے خود ڈر گئی۔ ہاتھ ماتھے تک گیا تھا۔

حمدان روئی صورت بنائے اسے دیکھنے لگا۔ اس ویس کی خاص بات یہ تھی کہ وہ دن میں ہیروں کی طرح چمکتا تھا۔ اور موم کی دوست کے گھروہ موجود تھا۔ تو موم کی دوست نے بہت شوخی ماری تھی۔ پھر موم نے بھی ضد کر کے وہ ویس منگوایا تھا۔ اب یہ حال تھا کہ وہ گھر آنے والے ہر مہماں کو دکھا کے شوخی مارتی تھیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"میں یہ گھر چھوڑ کے جا رہا ہوں۔۔۔ ان فیکٹ یہ شہر۔۔۔ یہ ملک بھی۔۔۔" حمدان نے مڑتے اپنی آنکھوں میں نا آئے آنسو اپنے بازو سے صاف کرتے ڈرامہ کیا۔ "تمہیں تو یہ دنیا ہی چھوڑ دینی چاہیے حمدان۔۔۔" عینا نے اسے پچھے سے شرت کھینچ کے روکتے کہا۔ اور کھینچ کے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ حمدان نے معصومیت سے اسے دیکھا۔

"اپنی شکل درست کرو۔۔۔ میرے پاس آئیڈیا ہے ایک۔۔۔" عینا نے بالآخر اس پہ ترس کھاتے کہا۔ حمدان کی آنکھوں کی چمک واپس آئی تھی۔ اب وہ دونوں سر جوڑے پلان ڈسکس کر رہے تھے۔

نالزہب

وہ اپنے کمرے میں صوف پہ بیٹھی ہاتھ میں میگزین پکڑے سر سری سا اس سے دیکھ رہی تھی۔ جب اچانک اس کی نظر وال کلاک پہ گئی۔ جہاں رات کے آٹھ نجح رہے تھے۔

"یہ مسٹر آلو۔۔۔ اتنی دیر سے آتے ہیں۔۔۔ گھر۔۔۔" وہ وقت دیکھتی بڑ بڑائی۔ اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوا۔ صحیح کی طرح ہی کوٹ بازو پہ ڈالے، مراد نے کمرے سے باہر ہی اسے لیپ ٹاپ بیگ پکڑا دیا۔ بال صحیح کی نسبت بکھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے چہرے سے ہی تھکا وٹ عیاں ہو رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آلیار نے اندر داخل ہوتے صرف ایک نظر اسے دیکھا۔ اور لیپ ٹاپ اور کوٹ بیڈ پر رکھ دیا۔ وہ میر کے کمرے سے آ رہا تھا۔ پریشان بھی لگ رہا تھا۔ لیکن وشه اور اس کے درمیان اتنی بے تکلفی نہیں تھی کہ وہ اس سے پوچھ سکتی۔ ناہیں آلیار نے اسے سلام کیا اور ناہیں وشه نے کوئی زحمت کی۔

وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس وقت وہ صرف فریش ہونا چاہتا تھا۔ جیسے ہی اس نے الماری کھولی۔ وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ اس کے کپڑوں کی جگہ وہاں نفاست سے لیڈیز سوٹ رکھے گئے تھے۔ اس نے دوسرا پٹ کھولا۔ وہاں بھی وشه کے کپڑے موجود تھے۔

آلیار نے گردن موڑ کے صوفے پہ بیٹھی وشه کو گھورا۔ اور پھر الماری میں اس کے کپڑوں کو۔۔۔ سیر یسلی؟" وہ بے یقینی سے بڑھ رہا۔ وشه نے اسے الماری کھو کے مراقبے میں جاتے دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھی۔ اور الماری کا تیسرا پٹ کھول کے اس نے آلیار کے لیے بلیک کرتا نکالا۔

الماری کے تین حصے تھے۔ جس کے دو حصوں پہ وشه محترمہ قابض ہو چکی تھیں۔ آلیار نے ماٹھے پہ لکیروں کا جال بنائے اسے گھورا۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔ آلیار نے اس کے ہاتھ سے اپنا کرتا چھینا اور بلیک کی جگہ وائیٹ کرتا نکال کے لیتا وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

وشه نے تو بلیک اس لیے نکالا تھا۔ کیوں کہ وہ خود اس وقت وائیٹ فراک میں تھی اور آلیار کو کہیں یہ نا لگے کہ وہ میچنگ کر رہی ہے۔ لیکن اب تو آلیار نے خود وائیٹ نکالا تھا۔ وہ کندھے اچکاتی جا کے صوفے پہ بیٹھ گئی۔ اب اس کا کیا قصور۔۔۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اتنا تودہ ایک دن میں ہی جان چکی تھی کہ آلیار شاہ کو اپنی چیزیں شیر کرنا پسند نہیں تھا۔ اور وشه اسے جان بوجھ کے زج کر رہی تھی۔ وشه تو مسز شاہ کے ساتھ ڈنر کر چکی تھی اور آلیار نے بھی کسی پارٹی کے ساتھ آج ڈنر کرنا تھا۔

وہ فریش ساواش روم سے نکلا۔ اور سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسی وقت کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی۔ وشه نے آگے بڑھ کے دروازہ کھولا تو ملازمہ آلیار کے لیے کافی لائی تھی۔ وشه نے وہیں سے ٹرے پکڑ لی۔ اور دروازے میں کھڑے مراد کو دیکھا۔ جو کہ ہاتھ باندھے مودب سا کھڑا تھا۔ وشه کو حیرت ہوئی۔ وہ وہاں کیوں کھڑا تھا؟ لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ آلیار شاہ کا پرسنل ملازم تھا۔ اور اس کی ڈیوٹی آلیار کے سونے کے بعد ختم ہوتی تھی۔

آلیار سٹڈی روم میں داخل ہوا۔ اور بک شیلف سے مصروف سے انداز میں کوئی فائل نکالنا چاہی۔ لیکن یہ کیا؟
اس کے ہاتھ میں کچھ اور ہی آگیا۔۔۔

"اتنی محبت کرونا۔۔۔" ناول کا نام پڑھ کے اس کا سر چکرا یا۔ اس نے اوپر سے نیچے تک بک شیلف دیکھی۔
جس کے ایک حصے میں اس کی فائلز تھیں اور دوسرا حصہ نالز سے بھر چکا تھا۔
وہ دانت کچاتے مڑا۔ تو سامنے ہی وہ مسکراتی اس کا گل لیے سٹڈی روم میں داخل ہوئی۔

"یہ کیا ہے؟" آلیار نے ضبط کرتے پوچھا۔

"یہ۔۔۔ میری کتابیں ہیں کچھ۔۔۔" وشه نے آنکھیں پیپٹا تے سکون سے جواب دیا۔ آلیار دروازے کی طرف بڑھا اور سٹڈی روم کے دروازے سے مراد کو غصے سے آواز دی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"مراد، مراد، سٹڈی روم میں آؤ۔۔۔" مراد جو کہ اس کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔ بھاگا ہوا اندر داخل ہوا۔ مراد نے آتے ہی سوالیہ نظروں سے آلیار کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"اس شیف کو پہلے کی طرح ترتیب دو۔۔۔ اور اپنی میم کی کتابیں نکال کے اس ٹیبل پر رکھ دو۔۔۔" سٹڈی روم کے کونے میں موجود ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے اس نے ایک نظر و شہ کو دیکھتے مراد کو حکم دیا۔ اس نے حکم پر مراد آگے بڑھا۔

"خبردار مراد میری کتابوں کو ہاتھ مت لگانا۔۔۔" مراد کو و شہ نے پیچھے سے تنبیہ کیا۔ مرادر ک گیا اور مرد کے آلیار کو دیکھنے لگا۔

آلیار نے و شہ کو گھورا۔ "مراد اپنی میم سے کہو مجھے میری چیزیں شئیر کرنے کی عادت نہیں۔۔۔" و شہ کو دیکھتے آلیار نے مراد کو دانت کچاتے کہا تھا۔ و شہ بھی آلیار کو دیکھ رہی تھی۔

"مراد اپنے سر کو کھور شتہ لانے سے پہلے سوچنا تھا۔۔۔" و شہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے طرز کیا۔ جبکہ مراد ہونقوں کی طرح اپنے سر اور میم کو لڑتے دیکھ رہا تھا۔

"مراد سنائی نہیں دیا۔۔۔" آلیار نے مراد کو کھڑا دیکھ غصے سے کہا۔ "مراد۔۔۔" مراد کو شیف کی طرف بڑھتے دیکھ و شہ نے پکارا۔ وہ پھر رک گیا۔

"مراد تم بھی اپنی بیوی کے ساتھ ایسے لڑتے ہو؟" و شہ نے معصومیت کی انتہا کی تھی۔ "نو میم۔۔۔" مراد نے فوراً نفی میں سر ہلا کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"نہیں تمہارا کیا مطلب ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ لٹر رہا ہوں؟" آلیار نے اسے وشه کی حمایت کرتے دیکھ غصے سے کہا۔ "نو۔۔۔ سر۔۔۔" مراد گڑ بڑا گیا۔

رضیہ غندوں میں پھنس گئی تو سنا ہو گا لیکن مراد بچارہ اپنے سر اور میم میں پھنس گیا تھا۔

"ترتیب دو شیف کو۔۔۔" مراد کو پھر سے آلیار نے حکم دیا۔ "مراد میری کتابوں کو ہاتھ مت لگانا۔۔۔" وشه بھی تپ گئی تھی۔

"تم میرے ملازم ہو مراد۔۔۔" آلیار اس بار مراد کی طرف گھوما۔ "جی۔۔۔ سر۔۔۔" مراد نے فوراً سر اثبات میں ہلا�ا۔ "مراد اب ہم دونوں کا ملازم ہے۔۔۔ ہے نام مراد۔۔۔" وشه نے آلیار سے کہتے مراد سے تصدیق چاہی۔ مراد نے سر اثبات میں دوبارہ ہلا دیا۔ وشه اب آلیار کی بیوی تھی۔ کم سے کم وہ اپنے سر کی بیوی کی حکم عدوی نہیں کر سکتا تھا۔

مراد کے پھر سے سر اثبات میں ہلانے پہ آلیار نے اسے گھورا۔ مطلب اب مراد کو بھی شیئر کرنا تھا۔

"مراد تم جاؤ۔۔۔ تمہیں تو میں کل پوچھتا ہوں۔۔۔" آلیار نے اسے دھمکی دی۔ وہ دم دبا کے بھاگا گا تھا۔ وشه اپنی جیت پہ مسکرائی۔

آلیار نے اس کا نال جوتب سے اس کے ہاتھ میں ہی تھاغصے سے پاس پڑی ٹیبل پہ پٹختے والے انداز میں پھینکا اور وشه کو گھورتے ہی وہاں سے اپنی کافی کامگ اٹھایا اور مڑا۔

اس کے غصے پہ وشه کا ایک دم قہقاہ بلند ہوا۔ وہ جو سٹڈی روم سے نکلنے لگا تھا وشه کے قہقہے پہ مڑا۔ اور اسے ایک آبر واچکاتے دیکھا۔ وشه نے اس کے دیکھنے پہ اپنا نچلا لب دانتوں نے دبا کے اپنا قہقاہ دکا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اس کی اس حرکت پر آلیار کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ وہ جلدی سے سیدھا ہوتا کمرے کی طرف بڑھا۔ آنکھیں گھمائیں تھیں اس نے۔ ایک دن میں، ہی یہ پاگل سی لڑکی اس کی جان کو آگئی تھی۔ ساری زندگی کیسے گزرے گی۔ آلیار نے سوچتے لمبا سانس خارج کیا۔ جبکہ وشه ابھی بھی مسکرار، ہی تھی۔

وہ دونوں صوفے پر لاڈنچ میں بیٹھے تھے۔ ولی چودھری سنگل صوفے پر بیٹھا کوئی کیس ریڈ کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ ڈبل صوفے پر ہانیہ چودھری اپنے پیر اوپر کیے بیٹھی گود میں نوٹس رکھے ہیں کے ہل کے پڑھ رہی تھی۔ ہانی کو عادت تھی وہ اکیلے بیٹھ کے نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اسی لیے وشه کے جانے کے بعد وہ رات کو ولی کو ساتھ بٹھا کے پڑھتی تھی۔ وہ دونوں مصروف سے اپنے کام میں مگن تھے۔ جب عشاء کی آذان ہوئی۔

آذان کے دس منٹ بعد، ہی ولی اٹھ کے نماز پڑھنے چلا گیا۔ جب وہ نماز پڑھ کے واپس آیا تو ہانی ابھی بھی پڑھ رہی تھی۔ ولی نے گردن گھما کے وال کلاک کو دیکھا۔ جہاں آذان ہوئے بھی 45 منٹس گزر چکے تھے۔

"اتنی محنت کس لیے ہانی؟" ولی صوفے پر بیٹھتا ہلکا سا مسکراتے اس سے مناطب ہوا۔ ہانی اس کے اچانک سوال پر حیران ہوئی۔ "کامیابی کے لیے۔۔۔" اس نے ولی کے مطابق، ہی جواب دیا۔

"کامیابی کے لیے اس کی شرائط تو پوری کرلو۔۔۔" ولی نے صوفے سے ٹیک لگاتے کہا۔ "کامیابی کے لیے صرف محنت، ہی شرط ہے۔۔۔" ہانی نے دلیل دی۔

ولی نے نفی میں سر ہلا�ا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تمہیں کس نے کہا کہ کامیابی کے لیے صرف ایک شرط ہے؟ کامیابی کے لیے دو شرائط ہیں۔۔۔" ولی نے سیدھے ہو کے گھٹنے پر کہنی رکھ کے بازو موڑتے اسے کہا۔

"پہلی محنت اور دوسری؟" ہانی نے ناسمجھی سے پوچھا۔ ولی نے اس بار بھی نفی میں سر ہلا�ا۔

"محنت تو دوسری شرط ہے۔۔۔" ولی سیدھا ہوا تھا۔ "اور پہلی؟" ہانی کو تجسس ہوا۔ وہ تو ہمیشہ ہی محنت کو کامیابی کی کنجی مانتی آئی تھی۔

"پہلی شرط اللہ کو prior کرنا ہے۔۔۔" ولی نے صوفے سے ٹیک لگائی تھی۔ prior "؟" ہانی نے اس کے پیچھے دھرا یا۔ ولی نے سرا ثابت میں ہلا دیا۔

"لیکن بھائی میں امتحانات میں بھی اللہ کو نہیں بھولتی۔۔۔" ہانی نے بات سمجھ آنے پر فوراً اصفائی دی۔ ولی مسکرا یا تھا۔ "میں یاد کرنے کی بات نہیں کر رہا ہانی۔۔۔" وہ تو سب کرتے ہیں۔۔۔ میں priority یعنی ترجیح کی بات کر رہا ہوں۔۔۔" اس نے وضاحت کی۔ ہانی کو سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ عشاء کی نماز پڑھ لی؟" ولی نے ایک دم بات بدلتی۔ "نہیں صرف یہ تین پیچ رہتے ہیں" ہانی نے اسے اپنے نوٹس دکھاتے کہا۔

"سوچایہ کر لوں اس کے بعد۔۔۔" ایک دم جوش سے اسے بتاتے وہ لفظ بعد پر ٹھککی۔ گردن اٹھا کے ولی کو دیکھا جو مسکرا یا تھا۔ یہی وہ بات تھی جو اسے وہ سمجھا رہا تھا۔ اور ہانی سمجھ گئی تھی۔ ہانی کے دیکھنے پر وہ سرا ثابت میں ہلاتے اٹھا اور اپنی فائلز لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی نے اس کی فائلزد یکبھی۔ شاید ولی کا کیس ہانی کی پڑھائی سے زیادہ اہم تھا لیکن وہ آذان ہوتے ہی وہ سب چھوڑ کے نماز کے لیے اٹھا۔

آذان تو ہانی کو بھی سنائی دی تھی لیکن وہ نماز لیٹ کر رہی تھی کہ ایک دفعہ سارا پڑھ کے پھر اٹھے گی نماز کے لیے۔ اس نے نوٹس کو دیکھا اور پھر سامنے وال کلاک کو۔ اور نوٹس میز پر رکھتے وہ نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ یاد تو وہ نماز کے بعد بھی کر رہی لے گی۔ اسے اللہ کو prior کرنا تھا۔ ولی کی طرح۔

نالزہب

بلو پینٹ پہ بلوہی شرط بازوؤں کو کہنی تک فولڈ کیے وہ ہمشیر کی طرح فریش سایونی کی زمین پہ نوابوں کی طرح چل رہا تھا۔ رات والی حالت کا کوئی نام و نشان موجود نہیں تھا۔ ایسا ہی تھا وہ کمزور صرف آلیار شاہ کے سامنے پڑتا تھا۔ اس کا غرور اور طنطہ جو اس کی زات کا حصہ تھا۔ جس پہ وہ کبھی کمپر و مائز نہیں کرتا تھا۔

"شاہ۔۔۔" وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہونے لگا تو پیچھے سے ہادی بھاگتا آیا تھا۔ "تم ٹھیک ہو؟" اس کے ساتھ قدم ملاتے ہادی نے پوچھا۔

وہ یک دم رکا۔ اور ہادی کی طرف گھوما۔ "اس سوال کا مقصد؟" وہ شیر کی نگاہ رکھتا تھا۔ ہادی کا دل کیا اپنا سر پیٹ

۔۔۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"نہیں ایسے ہی بس پوچھا۔۔۔" ہادی نے وضاحت کی ٹوٹی پھوٹی۔ "پسند نہیں آیا مجھے یہ سوال۔۔۔" شہزادے کی شان میں گستاخی ہو گئی تھی۔

"آلیار بھائی کی کال آئی تھی۔۔۔" ہادی نے کلاس میں داخل ہوتے میر کو بتایا۔ میر نے کوئی رسپانس نہیں دیا اور جا کے اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

"ملنا چاہتے ہیں وہ مجھ سے۔۔۔" ہادی بھی اس کے ساتھ بیگ رکھ کے کھڑا ہو کے اسے مزید بتانے لگا۔

"تو مل آؤ۔۔۔ اداں ہو گئے ہونگے۔۔۔" میر نے ببل چباتے اس کامڈا ق اڑایا۔ ہادی نے اسے گھورا۔ ایک تو اس بندے کے مزاج نہیں ملتے۔

"وہ کیا بات کریں گے؟" ہادی مدعا پہ آیا۔ "پہلیشے احسن کے پارے میں پوچھیں گے۔۔۔" میر نے اس بار اپنی سیٹ سے ٹیک لگائی تھی۔ اور سکون سے جواب دیا۔ "میں کیا کہوں گا ان سے؟" ہادی بگڑا تھا۔ "مجھے کیا پتہ؟" میر نے معصومیت سے کندھے اچکاتے ایسے جواب دیا جیسے اس کا دور دور تک اس معاملے سے کوئی لین دین نہیں۔

"سارا کچھ سچ بتاؤں گا۔۔۔" ہادی نے دھمکی دی۔

میر نے غضب ناک تیور لیے اسے گھورا۔ "بی کئیر فل۔۔۔" تین لفظوں میں دھمکی کی آمیزش تھی۔ ہادی کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔ ایک طرف آلیار شاہ دوسری طرف میر شاہ۔ یہ شاہ برادران سے اللہ بچائے۔ ہادی منہ بنانا اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔ میر اس کے منہ بنانے پہ ہلاکا سا مسکرا یا اور سر جھٹک کے رہ گیا۔

وہ پولیس اسٹیشن میں اپنے کیپن میں کرسی پہ بیٹھا سامنے کھلی فائنس میں بری طرح مگن تھا۔ دونوں کہنیوں کو اس نے میز پہ ٹکا کے آپس میں ہتھیلیاں جوڑی تھیں۔ جب اے ایس پی زین نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔

"May I come in sir ..."

ولی نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا اور سرا ثبات میں ہلا دیا۔ وہ آگے آیا اور ہاتھ ماتھے تک لے جاتا سلیوٹ کر گیا۔ ولی نے سرا ثبات میں ہلاتے سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ زین اپنی ٹوپی اتار کے سامنے میز پہ بیٹھ گیا۔ جبکہ ولی نے اسے دیکھتے پچھے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"سر وہ لڑکا قبول نہیں کر رہا۔۔۔ وہ کہہ رہا ہے لڑکی نے اسے خود بلا یا تھا۔۔۔" زین نے سیریں انداز میں ولی کو بتایا۔ ولی نے اس کی بات پہ ہاتھ میز پہ رکھ لیے۔ "آپ کو کیا لگتا ہے زین؟" ولی نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ "سر وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔" زین نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔ "تو سچ پتہ کرواؤ زین۔۔۔" ولی نے کھڑے ہو کے وہ فائل جو کہ میز پہ پڑی اٹھائی اور سائیڈ پہ پڑے شیف پہ منتقل کرتے زین کے نام پہ زور دیتے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"سر میں نے بہت کوشش کی لیکن---" زین نے ولی کی طرف دیکھتے کہا تو ولی نے مڑتے اس کی بات درمیان سے کائی۔ "گھی سیدھی انگلی سے نانکے تو انگلی ٹیڑھی کی جاتی ہے---" ولی نے زین کی طرف گھومتے کہا تو زین مسکرا یا۔

"لڑکے کی فیملی کی ڈیٹیلیز نکلو اکے شام تک میرے ٹیبل تک پہنچاؤ---" کرتے ہیں ملاقات اس سے بھی---" ولی نے اسے آرڈر دیا تو وہ سرا ثبات میں ہلاتا اٹھا اور سلیوٹ کرتا باہر نکل گیا۔ ولی نے اس کی پشت کو دیکھتے دوبارہ اپنی کام کی طرف توجہ دی۔

زین باہر نکلا تو سامنے ہی اے ایس پی حمزہ کھڑا نظر آیا۔ "شام تک ڈیٹیلیز میرے ٹیبل تک پہنچاؤ---" کرتے ہیں ملاقات---"ولی کی بات بالکل اسے کے انداز میں زین نے حمزہ کو بتائی تو وہ قہقاہا گیا۔ "جیو میرے شیر---" اس نے ولی کے کیپین کی طرف فلاںگ کس اچھائی۔ زین نے اسے گھورا۔ "اتنے دن ہو گئے تھے ولی چودھری کا اصل روپ دیکھے---ہائے شام تک انتظار کریں اب---" حمزہ نے دل پہ ہاتھ رکھتے زین سے کہا۔ وہ دونوں زین کے کیپین تک آگئے تھے۔

"سر کو پتہ چلانا تم گئے پھر---" زین نے اسے دھمکایا۔ "ہم تو ویسے ہی سرپہ مر گئے---" حمزہ ہنسنے بولا تھا۔ "ٹھر کی انسان--- چل اٹھ دفعہ ہو۔ کام کرنے دے اب---" اسے اپنے کیپین سے باہر دھکا دیتے زین نے کہا۔ وہ ہنسنے باہر نکلا تھا۔

وہ گھر پہ ولی کا انتظار کر رہی تھی۔ آج یونی وہ کئی نہیں تھی کیونکہ اسے وشه کی طرف جانا تھا۔ اس سے ملنے۔ اس نے ولی سے کہا بھی تھا کہ وہ اکیلی ڈرائیور کے ساتھ چلی جائے گی لیکن ولی نے ایک لفظ بھی نہیں سنا۔ وہ چاہتا تھا کہ لنج بریک میں وہ خود ہانی کو وہاں چھوڑے گا۔ کیونکہ جب تک کیس کا فیصلہ نہیں آ جاتا وہ اس معاملے میں کوتاہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

نالزہب

عینا ڈرائیور کے ساتھ یونی سے گھر جا رہی تھی۔ اسے آج حمد ان کی بجائے ڈرائیور لینے آیا تھا۔ پری کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لیے وہ پہلے یک پھر کے بعد ہی واپس گھر چلی گئی اور ہانی نے آج بغیر بتائے چھٹی کی تھی۔ یہ بات یاد آتے ہی عینا کو غصہ آیا تھا۔ اس نے بیگ سے اپنا موبائل نکالا اور ہانی کا نمبر ڈائل کیا۔ آج اس کا موڈ ہانی اور پری کی وجہ سے خراب تھا۔ پری کو تو اس نے کچھ نہیں کہا لیکن ہانی پہ وہ اپنا غصہ نکال سکتی تھی۔ دوسری طرف کال جارہی تھی لیکن ہانی محترمہ کال پک نہیں کر رہی تھی۔ (کیونکہ اس کا موبائل اوپر کمرے میں تھا اور وہ خود ولی کا انتظار لاو نج میں چکر لگاتے وال کلاک دیکھتی کر رہی تھی۔ جہاں 2 نج چکے تھے۔)

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا نے بار بار اس کا نمبر ڈائل کیا لیکن سامنے سے کوئی رسپانس نہیں آیا۔ تو اسے اچانک یاد آیا کہ ہانی نے وشه آپ کی شادی پہ اسے کسی اور نمبر سے کال کی تھی اور اس نے وہ نمبر بھی ہانی کے نام سے سیو کر لیا تھا۔ اس نے جلدی سے کانٹیکٹ لسٹ میں سے ہانی کا دوسرا نمبر نکالا اور کال ملائی۔

وہ تھا نے سے لنج بریک پہ نکلا تھا۔ اسے ہانی کو وشه کی طرف چھوڑنا تھا۔ اور پھر وہ شام کو اسے وہاں سے پک کر لیتا۔ بھیجنے کو وہ ڈرائیور کو بھیج سکتا تھا لیکن اسی ہفتے کیس کافیصلہ آنا تھا اور وہ کسی قسم کی لاپرواٹی کو جھیلنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

وہ اپنی پولیس جیپ میں تھا۔ مضبوطی سے ہاتھ سٹیرنگ پہ جمائے، لبوں پہ گہری خاموشی، آنکھوں میں وہی سرد تاثر، پولیس کی وردی میں، ٹوپی اتار کے اس نے فرنٹ سیٹ پہ رکھی تھی۔ ما تھے پہ بال بکھرے تھے۔ انہاک سے وہ جیپ چلا رہا تھا جب اس کی جیب میں اس کا موبائل نج اٹھا۔

اس نے جیپ سڑک کنارے روکی اور موبائل دیکھا۔ کوئی ان نون نمبر تھا۔ ولی کے ما تھے پہ لکیروں کا جال بنا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ گاڑی میں پچھلی سیٹ پہ کان سے موبائل لگائے اگلی طرف کال اٹھائے جانے کی منتظر تھی۔ اگر ہانی نے اب بھی کال نا اٹھائی تو اس کا قتل عینا کے ہاتھوں پکا تھا۔ دوسری طرف کال اٹھائی گئی تھی۔

ولی نے کال پک کر کے فون کان پہ لگایا۔ تو دوسری طرف سے نسوائی آواز اُبھری۔ وہ جو کوئی بھی تھی بغیر ولی کی سنے شروع ہو چکی تھی۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی آج بغیر بتائے چھٹی کرنے کی۔۔۔ جاہل عورت بتا کے نہیں کر سکتی۔۔۔ تم کل یوں آؤ۔ تمہارا قتل کر دینا ہے میں نے۔۔۔" عینا نے چلتی گاڑی میں سے سامنے سڑک پہ نظریں جمائے ہانی کو کوسا۔ جبکہ سامنے بالکل خاموشی تھی۔

"اب کچھ پھوٹو گی بھی منہ سے۔۔۔ یا پتنے چبا لیے ہیں۔۔۔" اس نے غصہ ہانی پہ نکالا۔

ایک تو یوں سے اس نے چھٹی کی، دوسرے نمبر سے کال بھی نہیں اٹھائی اب اس سے اٹھائی تو وہ کچھ بول بھی نہیں رہی۔ عینا کو غصہ آیا تھا۔

"محترمہ آپ کچھ پھوٹنے دیں گی تو ہی پھوٹوں گا۔۔۔" ولی نے جیپ کی پشت سے ٹیک لگاتے عینا کی چلتی زبان کو بریک لگائے تھے۔ عینا جو کہ ہانی کے بولنے کی منتظر تھی اس کے بھائی کی آواز پہ اس کا موبائل گود میں گرتے گرتے بچا۔ عینا نے بے ساختہ سہارالینے کے لیے ڈرائیور کی سیٹ کو پچھپے سے تھاما۔

عینا نے دوبارہ کان سے فون لگایا۔ "آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" کیاشان بے نیازی تھی۔ وہ خود کال کر کے اس سے پوچھ رہی تھی۔ ولی کے ماتھے پہ لکیروں میں ایک اور لکیر کا اضافہ ہوا۔ اتنا سخت لہجہ کم سے کم ولی چودھری کو ہضم نہیں ہوا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"یہ سوال مجھے آپ سے کرنا چاہیے۔۔۔ محترمہ کال آپ کر رہی ہیں مجھے۔۔۔" ولی نے اچھنے لجھے میں اسے جتایا۔
عینا نے اس کی بات پہ زبان دانتوں تلے دبائی۔ وہ صحیح کہہ رہا تھا۔

"یہ ہانیہ چودھری کا نمبر ہے۔۔۔" عینا نے ایک دفعہ کان سے فون ہٹا کے نام دیکھا اور پھر سے ولی کو دلیل دی۔ "یہ ولی چودھری کا نمبر ہے۔۔۔" ولی نے اپنے نام پہ خاصہ زور دیا تھا۔

"ہانی سے بات کروائیں میری۔۔۔" عینا نے ایس پی چودھری کو آرڈر دیا تھا۔ وہ جو دوسروں کو حکم دیتا تھا۔
آج اسے کوئی لڑکی حکم دے رہی تھی۔ ولی کی اناپہ چوت لگی۔ "پہلی بات میں گھر نہیں ہوں۔۔۔ دوسری بات اگر ہوتا بھی تو اس حکمیہ لجھ پہ کبھی بھی آپ کی بات ناکرواتا۔۔۔" ولی نے عینا پہ طنز کیا۔

"کتنے بد تمیز ہیں آپ۔۔۔" عینا نے کمنٹ کیا۔

"آپ سے کم۔۔۔" ولی کے سر پر لگی تھی۔

"آج کا دن ہی خراب ہے۔۔۔" عینا فون کان سے لگائے ہی بڑبڑائی۔
اس کی بڑبڑاہٹ ولی نے بہت اچھے سے سنی۔

"میرا بھی۔۔۔" ولی کیوں پیچھے رہتا۔ اس نے بھی حساب برابر کیا۔ عینا نے اس کی بات پہ غصے سے کال کاٹ دی۔ ولی نے اس کے کال کا ٹنے پہ اپنا غصہ ضبط کیا اور دوبارہ کال ملائی۔

عینا نے حیرت سے دیکھا۔ "اب کیا ہے محترم۔۔۔" عینا طنزیہ انداز میں گویا ہوئی۔ "محترمہ کال آپ نے کی تھی۔۔۔ میرا اتنا وقت بھی ضائع کیا اور ولی چودھری کے منہ پہ کال کاٹ دی۔ میں کال کاٹوں گا۔۔۔" ولی نے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سناتے کاٹ دی۔ عینا نے حیرت سے اس کی بات سنی۔ اور کاٹ جانے پہ ٹون ٹون کی آواز پہ اسے اتنا غصہ آیا۔ ولی نے بھی اس کے نمبر کو گھورا اور عینا نے بھی۔ دونوں نے بیک وقت نمبر ڈیلیٹ کیا۔ عینا کا موڑ خراب تھا۔ اور بھلا ہو ولی چودھری کا۔ جس نے اس کا دماغ بھی خراب کر دیا تھا۔ ولی کے بھی خیالات اس سے مختلف نہیں تھے۔

وہ آلیار کے آفس کے باہر کھڑا اپنا تنفس نارمل کر رہا تھا۔ ایک تو یہ دونوں بھائی پھنسے خان ہیں۔ ہادی بیچارہ سوچتا اندر داخل ہوا۔

"میں اندر آ جاؤں بھائی؟" اس نے آفس کے دروازے سے اجازت لی۔ آلیار جو کہ اپنی کرسی پہ بیٹھا بال پوائنٹ گھماتے کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کے اجازت طلب کرنے پہ سراشبات میں ہلا یا۔ اور خود سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔ "کیسے ہو؟" آلیار نے اسے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے پوچھا۔ "بالکل ٹھیک ہوں۔" ہادی نے اس کے سامنے بیٹھتے کہا۔ "شاہ کیسا ہے؟" آلیار نے اگلا سوال کیا۔ ہادی گڑبرڑ ایا۔
(آپ کا بھائی ہے مجھے کیا پتہ۔) ہادی نے دل میں کہا۔ لیکن آلیار کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں ہوئی۔
وہ بھی ٹھیک ہے۔ ہادی مسکرا یا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"وہ ٹھیک نہیں ہے ہادی۔۔۔" آلیار نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ (پتہ ہے تو مجھ سے کیوں پوچھا۔۔۔) ہادی نے مسکراتے اسے دیکھا۔ اور دل میں سوچا۔

"پریشے احسن کون ہے؟" آلیار سیدھا ہوتے سنجیدگی سے بولا۔ (اپنے ویر کو پوچھونا۔۔۔ مینوں غریب نو کیوں گھسیٹ رے او۔۔۔) ہادی نے دل میں خود کو مظلوم ٹھہرا کیا۔

"وہ۔۔۔ پری ہے۔۔۔" ہادی کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے۔ آلیار نے اسے گھورا۔ "میرا مطلب ہے وہ لڑکی ہے اس کا نام پری ہے۔۔۔ نہیں مطلب نام پریشے احسن ہے اس کا سب پیار سے اسے پری کہتے ہیں۔۔۔" آلیار کے خطرناک تیور پہ وہ بوکھلا گیا تھا۔

"ہادی۔۔۔" آلیار نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے نام لیا۔ اور اس کے نام کے پچھے دھمکی ہادی بہت جلدی سمجھا تھا۔ ہادی نے آنکھیں بند کیں لمبا سانس خارج کیا اور آلیار کو اے ٹوزی سب بتا دیا۔

آلیار پیپرویٹ گھماتے اسے سن رہا تھا۔ اس کے سب بتا دینے پہ آلیار نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ (بندہ آئے مہمان کو سادہ پانی ہی پوچھ لے۔۔۔) اس نے اٹھتے سوچا۔ "مراد تمہیں چھوڑ دے گا اور میری طرف سے تمہارا آج کا لنج۔۔۔ سوری میں تمہارے ساتھ لنج کرتا پراہم مینگ ہے۔۔۔ ٹیک کئیر۔۔۔" آلیار نے کھڑے ہو کے اس کو تھکی دی اور اسے بتاتا باہر چلا گیا۔ ہادی کا سانس اٹکا تھا۔ میر کی طرح یہ بندہ بھی ساحر ہے۔۔۔ ہادی سوچتا اس کے آفس سے نکلا۔

میر فریش ساواش روم سے نکلا۔ صبح سے اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ اور دو پھر کو جب اس نے وشه کی چھوٹی بہن ہانی کو دیکھا تو وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا۔ پری کی وجہ سے تو وہ ویسے ہی اپ سیٹ تھا اور ہانی سے سامنہ وہ فل حال افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اسے ملازمہ نے بتایا کہ وشه کی بہن چلی گئی ہے۔ وہ ڈریسگ کے سامنے بال بنارہا تھا۔ جب اس کا موبائل نج اٹھا۔ اس نے لیس کر کے فون کان پہ لگایا۔ "لیں میر شاہ اسپیکنگ۔۔۔" اس نے سامنے والے سے کہا۔ "ہاں جی پتہ ہے میر شاہ اسپیکنگ۔۔۔" ہادی نے اس کی نقل اتاری۔ میر مسکرا ایا تھا۔ جانتا تھا آج وہ بھائی سے ملا ہو گا اور آلیار نے اس سے سارا سچ نکلوالیا ہو گا تبھی وہ تپا بیٹھا ہے۔

"اس وقت مجھے ڈسترپ کرنے کا مقصد؟" میر نے جان بو جھ کے اسے تنگ کیا۔ "او بھائی تیرے بھائی نے سب اگلوالیا ہے مجھ سے۔۔۔ اے ٹوڑی بتا دیا سب اب خود کرتا رہنا ہینڈل۔۔۔ ہنہ۔۔۔" ہادی نے اسے بتا کے کال کاٹ دی اور میر جو کہ پہلے سے جانتا تھا کہ یہی ہو گا اس کا ایک دم قہقاہنڈ ہوا۔ وہ جانتا تھا اب آلیار اس معاملے کو ہینڈل کرے گا اور کیسے کرے گا یہ تو آلیار شاہ کا مسئلہ تھا میر شاہ کا نہیں۔۔۔ وہ کندھے اچکا تباہ بھی کے کمرے کی طرف بڑھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وشه اپنے کمرے کی کھڑکی میں اداس کھڑی تھی۔ ہانی نے اسے دو پھر میں آ کے سر پر انزدیا۔ اور جتنا خوش وہ اس کے آنے پہ ہوئی اس کے جانے پہ اتنی ہی اداس تھی۔ میر نے اس کے کمرے کے دروازے پہ دستک دی۔ وشه نے مڑ کے اسے دیکھا۔ اور مسکرائی۔

"بھا بھی میں اندر آ سکتا ہوں؟" میر نے سر نکال کے اسے پوچھا۔ وشه نے مسکراہٹ دباتے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ مسکراتا آ کے صوفے پہ بیٹھ گیا اور وشه بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔

"بھائی کی یاد آ رہی ہے کیا؟" میر نے اسے چھیڑا۔ اس کے کہنے پہ وہ ایک دم جھنپی۔ اور نفی میں سر ہلایا۔ میر کو اس کے چہرے پہ صاف اداسی نظر آئی۔

"آس کریم کھانے چلیں؟" میر نے جوش سے پوچھا۔ آس کریم کے نام پہ وشه کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔ تو میر مسکراتا اٹھا۔

"اوکے میں چابی لاتا ہوں۔ آپ تیار ہو جائیں۔" وہ صوفے سے اٹھتا پلٹا۔ "میر۔۔۔" وشه نے اسے پچھے سے بلایا۔ وہ رکا اور مڑا۔

"میر۔۔۔ وہ۔۔۔" وشه وال کلاک کو دیکھتی ہچکچائی۔

"آلیار۔۔۔" اس نے میر کے سوالیہ نظروں کے جواب میں کہا۔ "بھائی کو ساتھ لے کے جانا ہے؟" میر نے مسکراہٹ دبائی۔ "نبیس میر امطلب ہے ان کے آنے کا وقت ہو رہا۔" وہ لا شعوری طور پہ اس کی آمد کی منتظر تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ان کو بتائے بغیر۔۔۔ میرا مطلب وہ ڈانٹے نا۔۔۔" وشه نے ناجانے کس خدشے کے تحت کہا۔ میر ہلاکا سا مسکرا یا۔" میں ان کو مسیح کر دوں گا اور یقین مانے ظالم بالکل نہیں ہیں وہ۔۔۔" میر نے اپنا موبائل نکال کے آلیار کو مسیح کرتے کہا تو وشه کو اسکی بات پہ آلیار کی اپنی بات یاد آئی جب وہ آفس میں اس سے ملنے آئی تھی تب آلیار نے کہا تھا۔ (یقین جانیے ظالم بالکل نہیں ہوں میں۔۔۔) وشه اس کی بات یاد آنے پہ مسکرا یا۔ میر اپنے کمرے کی طرف چابی لینے چلا گیا اور وشه نے ڈریسینگ کے سامنے اپنے بال بر ش کر کے ڈوپٹہ سر پہ ٹکایا اور کندھوں پہ شال ڈال کے اس نے ڈریسینگ پہ پڑی ریڈ لپسٹک بے دھیانی میں ایسے ہی لگالی۔ موبائل بیڈ سے اٹھاتے وہ مری تھی آلیار شاہ نے کمرے میں قدم رکھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ نظر بیڈ سے فون اٹھا کے پلتی وشه پہ پڑی۔ سیلوٹاپ پہ وائیٹ پا جامہ اور وائیٹ ڈوپٹہ گلے میں ڈال کے کندھوں پہ مہر دن شال لیے وہ تیار کھڑی تھی۔ آلیار کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

جب اس کی نظر وشه کے ہونٹوں پہ پڑی توریڈ لپسٹک سے مزین ہونٹ آلیار شاہ کا دل دھڑکا گئے۔ مراد کمرے سے باہر ہی کھڑا ہو گیا اور آلیار نے صوفے پہ بیٹھ کے اپنابیگ اور کوٹ وہاں رکھتے خود صوفے کی بیک سے ٹیک لگائی۔ تھکاوت کا جواہس وشه کو تیار دیکھ کے ایک دم اڑاں چھو ہوا تھا لیکن وہ صدا کا بے خبر۔

آنکھیں بند کر کے اس نے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی کو مسلہ۔ وشه نے آگے بڑھ کے سائیڈ ٹیبل سے جگ سے ایک گلاس پانی کا بھر اور آلیار کی طرف بڑھی۔

"پانی؟" وشه نے اس کی طرف گلاس بڑھاتے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آلیار نے حیرت سے آنکھیں کھولیں۔ پچھلے دو دنوں سے وہ جھانسے کی رانی بنی اس کو تنگ کر رہی تھی اور آج۔ یہ معصومانہ روپ آلیار کو ہضم نہیں ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے گلاس تھام کے پانی پینے لگا۔ اس کے پانی پکڑ لینے پر وشه نے اس کا بیگ اور کوت اٹھایا اور الماری کی طرف بڑھی۔ آلیار بس اس کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ وشه نے اس کے لیے ریڈ شرٹ اور بلوجینز نکالی۔ دل کہہ رہا تھا کہ وہ بھی ساتھ آئس کریم کھانے چلے۔ وہ آج آلیار کو حیران کر رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا میر فریش سا اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ "ارے بھائی آپ آگئے؟ ہم آئس کریم کھانے جا رہے آپ چلیں گے؟" میر نے اسے بھی آفر کی۔ آلیار نے پہلے میر کو دیکھا اور پھر وشه کو۔

"ہم کون؟" جان کے بھی وہ انجان بناتھا۔ "میں اور بھا بھی۔" میر نے جوش سے بتایا تو آلیار نے اٹھتے سر ہلا دیا اور خود وشه کے نکالے گئے کپڑے لیتا وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

وشه نے ماہوسی سے اس کی پشت دیکھی جو کہ اب واش روم گھس چکا تھا۔ "چلیں بھا بھی؟" میر نے پوچھا تو وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے ہوئی۔ کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے اس نے واش روم کے دروازے کو زبردست گھوری سے نوازا۔

کمرے سے باہر نکلے تو مراد ہمیشہ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ وشه نے اسے حیرت سے وہاں کھڑے دیکھا۔ میر جو کہ اس سے دو تین قدم آگے چل رہا تھا اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وشه کو مراد کو تنکتے پایا۔ وہ مراد کو گھورتی میر کی طرف آئی۔ میر مسکرا ایا۔

ناولز ہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بھا بھی یہ آپ کی سوتن ہے۔۔۔" میر نے مراد کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ وہ دونوں اب باہر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وشه نے میر کی آنکھوں میں شرارٹ دیکھی۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں بھائی کے ساتھ سائے کی طرح رہتا ہے وہ۔۔۔" اس نے وشه کو بتایا۔ وشه نے مڑ کے ایک دفعہ مراد کو گھورا۔ جبکہ میر نے مسکراہٹ دبائی۔ وہ گیراج میں آگئے تھے۔ وشه گھوم کے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ چکی تھی جب میر کے موبائل کی ٹون بجی۔ "wait" for me آلیار کی طرف سے اسے مسح موصول ہوا تھا۔ میر کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

جب وشه کی نظر اندر سے آتے آلیار پہ پڑی۔ ریڈ شرت، بلوجینز بلوہی جو گرزہ اندر سے ان کی طرف بڑھتا انہماں سے اپنے بازو فولڈ کر رہا تھا۔ بالوں کو نفاست سے بنائے وہ ایک شان سے چلا آرہا تھا۔

وشه نے اس کا بھر پور جائزہ لیا۔ وشه یقین سے کہہ سکتی تھی وہ ڈنر سوٹ میں پیارالگتا تھا لیکن جیزرا اور شرت کی بات ہی کچھ اور تھی۔ وشه اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی اور آلیار شاہ نے اسے نظر اٹھا کے دیکھنے کی حماقت نہیں کی۔ بغیر دیکھے بھی وہ وثوق سے کہہ سکتا تھا کہ وہ اسی کا جائزہ لے رہی ہے۔

وہ آکے میر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ "کیا؟" میر نے اسے دیکھتے انجان بنتے پوچھا۔ "میں ڈرائیونگ کروں گا۔۔۔"

"آلیار نے اسے اطلاع دی۔" آپ کا مطلب ہے میں پچھے بیٹھوں؟" میر نے اپنے سینے پہ انگلی رکھتے پوچھا۔

"آف کورس۔۔۔" آلیار نے سکون سے جواب دیا۔ وشه ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کس خوشی میں؟" میر اسے جان بوجھ کے تنگ کر رہا تھا۔ آلیار ہلکا سا مسکرا ایا۔ اور وشه کو دیکھا۔ وشه بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔" کیونکہ فرنٹ سیٹ پہ میری بیوی بیٹھی ہے۔ شادی شدہ ہوں یا راچھالگوں گا پچھے بیٹھتے۔۔۔"

وشه کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے دلکش انداز میں اس نے کہا تو میر تھقا لگا گیا جبکہ وشه شرم

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

سے سرخ ہوئی۔ میر یہی سننا چاہتا تھا۔ اور پھر وہ پیچھے بیٹھ گیا اور آلیار ڈرائیور نگ سیٹ پر۔ "مجھے لگتا ہے بھا بھی مجھے بھی فرنٹ سیٹ والی لے آئی چاہیے اب۔۔۔" اس نے آگے کو ہو کے وشه کو چھیڑا۔ وشه نے اس کی بات پر آلیار کو دیکھا جو کہ گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔ لیکن ہونٹوں کے کناروں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مسکرا ہٹ دبارہ ہے۔ وشه مسکراتی میر کی بات پر سراشبیت میں ہلا گئی۔

پری رات کے برتن دھو کے کچن کی صفائی کر کے کمرے میں ہاتھ پونچھتے داخل ہوئی والدہ صاحبہ پر نظر پڑی جو بیڈ کے کنارے بیٹھی کسی سوچ میں غرّاق تھیں۔ پری آج صح سے دیکھ رہی تھی وہ کچھ پریشان سی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی اور کندھے پر ہاتھ رکھ کے انہیں مخاطب کیا۔ "امی" انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

والدہ صاحبہ ابھی بھی زمین پر کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھیں۔ اور خیال میں دونپر بھاگتے ہوئے ان کے پیچھے آرہے تھے۔ ایک بچہ پانچ سال اور دوسرا تقریباً دو سال کا تھا۔ دو سال والے بچے کو انہوں نے گود میں اٹھایا تھا اور گارڈن میں ہنستی ہوئی آگے بھاگ رہی تھیں جبکہ پانچ سال کا بچہ ان کے پیچھے بھاگ کے ان دونوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "فاطمہ امی رک جائیں۔۔۔" بچے نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ چھوٹے بچے کو لیتی ابھی بھی بھاگ رہی تھیں۔

"آ۔۔۔" پانچ سال والا بچہ ایک دم گرا اور اسکی چیخ بلند ہوئی۔ "بڑے شاہ۔۔۔" انہوں نے بیڈ پر بیٹھے ہی آگے کو ہاتھ کر کے کسی کو آواز دی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"امی--- امی آپ ٹھیک ہیں؟" پری نے پریشانی سے انہیں مخاطب کیا۔ پری ان کا کندہ ہلاکے انہیں اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی جب کہ وہ خالی خالی نظروں سے پری کو دیکھنے لگیں۔

"کیا ہوا کوئی پریشانی ہے کیا امی" پری نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے نرمی سے پوچھا۔ وہ ابھی بھی پری کو خالی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ صحیح پری کے جانے کے بعد ان کی طبیعت بہت خراب ہوئی۔

"پھر سے اپنے بھتیجے یاد آرہے ہیں آپ کو؟" پری نے تنگی سے پوچھا۔ "امی آپ کیوں خود کو ہلکا نکار رہی ہیں۔ جنہیں آپ کی پرواہ نہیں۔" پری نے آنسو ضبط کرتے انہیں سمجھایا۔

"جب میں اس گھر سے نکلی نا پری میری بڑا شاہ پائچ سال اور چھوٹا شاہ دو سال کا تھا۔" انہوں نے پری کو دیکھ کے ہلکی سی مسکراہٹ پاس کی اور پری کو بتایا۔ "امی تو صحیح کر لیں آپ نکلی نہیں نکالیں گئیں تھیں۔" پری تنگ ہوئی تھی۔

امی نے اس کی بات پہ غور نہیں کیا۔ "18 سال ہو گئے پری۔" میرا بڑا شاہ 23 اور چھوٹا شاہ 20 سال کا ہو گیا ہو گا۔ "ان کے لبھے میں پیار ہی پیار تھا۔" آپ کے بڑے شاہ اور چھوٹے شاہ کو کبھی آپ کی یاد نہ آئی۔ آپ دن رات ان کی یاد میں سلگتی ہیں۔" پری اٹھ کے باہر کی طرف بڑھتی بولی۔ پری کو امی کے دو بھتیجے کبھی پسند نہیں رہے۔ حالانکہ پری نے ان دونوں کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن بچپن سے وہ ان دونوں کا ذکر سنتی آئی تھی۔

اور پری کبھی نہیں چاہتی تھی کہ امی کے وہ دو بھتیجے کبھی ان سے میں بھی۔ لیکن پریشے احسن کو سمجھنے کی ضرورت تھی ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہو گا وہی جو اور پروا لا چاہے گا۔

عینا اور حمدان کے نظر موم پہ تھی جو مسکراتی اپنی دوست کو ویس دکھا اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے
قلابے ملا رہی تھیں۔ عینا اور حمدان دل میں "جل تو جلال تو" کا ورد کر رہے تھے۔ موم اور ان کی دوست ستائشی
نظر وں سے اس ویس کو دیکھ رہی تھیں۔

حمدان نے بے بسی سے عینا کو دیکھا جو خود آیت الکرسی پڑھ رہی تھی۔ موم اور ان کی دوست صوفے سے کچھ
فاصلہ پہ برا جمان تھیں۔ اگر وہ اس ویس کے قریب جا کے اسے دیکھتیں تو ایک سینڈ سے بھی کم وقت لگتا
یہ جاننے میں کہ وہ اصلی نہیں تھا۔

"چلیں یار میں چلتی ہوں۔۔۔" موم کی دوست اٹھ کھڑی ہوئی ان دونوں کے حلق میں سانس اٹکا ہوا تھا۔ موم
ان کو رخصت کرنے کے لیے آگے بڑھی اور موم کی دوست اس ویس کے پاس سے گزرتے اسے ہاتھ لگا کے
چھو نے لگی حمدان کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔ "او۔۔۔ تیری۔۔۔ حمدان۔۔۔" حمدان نے بے ساختہ
کہا۔

"آنٹی آپ پہ یہ کلر بہت سوٹ کر رہا ہے ماشاء اللہ۔۔۔" عینا نے بھاگ کے ان کے پاس جا کے ان کی تعریف
کی۔ "اللہ نظر سے بچائیں آپ کو۔۔۔" عینا کی خوش آمد پہ وہ آنٹی ویس کو بھول کے اپنے سوٹ کی طرف دیکھنے
لگیں اور شرم گئیں۔ "ارے بہت شکر یہ بیٹا۔۔۔ یہ ناتمہارے انکل لائے تھے میرے لیے مجھے کچھ خاص پسند

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

نہیں آیا۔ "وہ عینا کے ساتھ باہر کی طرف بڑھتی بولیں۔" ارے نہیں آئی بہت پیارا ہے۔ "عینا نے انہیں لیکن دلا یا۔ وہ تو خوشی سے پھولے نامانی۔ جبکہ حمدان پچھے دھڑام سے صوفے پہ گرا۔ "نچ گیا۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ موم اور عینا والپس آکے اپنی جگہ پہ بیٹھیں۔ حمدان نے عینا کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا اور وہ دونوں موم کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ آج تو اللہ نے بچالیا تھا ہر دفعہ ایسا نہیں ہو گا۔ دونوں جانتے تھے۔

اسی لیے اب کچھ اور کرنا پڑے گا۔ دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو سمجھایا۔ اور پھر وہ شروع ہو گئے۔ "آپ کو کیا ضرورت تھی انہیں یہ دیکھانے کی۔ آپ کو پتہ ہے وہ کیا کہہ رہی تھیں۔"

عینا نے موم کو ہاتھ نچانچا کے کہا۔ موم نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیا؟"

"کہہ رہی تھیں تمہارے انکل سے کہہ کے میں بھی منگوالو بنگی۔" حمدان نے امی کی طرف گھومتے کہا۔ "تو منگوالیں۔ مجھے کیا؟" موم نے ہاتھ جھاڑا۔ حمدان نے عینا کو دیکھا۔ "یار موم وہ سیم ایسا منگوائے گی۔" اور پھر آپ کے دیس کی وہ شوکہاں رہ جائے گی۔ "عینا نے کہا۔" اور کیا سب کہیں گے کہ لو جی یہ تو ہم نے سکینہ کے گھر فراز نہ کے گھر دیکھا تھا۔ "حمدان نے پتہ نہیں کس انٹی کا نام لیا تھا۔ اس بار موم سچی سوچ میں پڑ گئیں۔" آپ اس کو ناسب کونا دکھاؤ۔ اور پھر یہاں تو سب کی آتے جاتے اس پہ نظر پڑتی ہے۔ "عینا نے انہیں اور قائل کرنا چاہا۔" اور تو اور لوگ توبہ بری نظر بھی لگادیتے ہیں سب ماشاء اللہ بھی نہیں بولتے۔ یہاں سے گر کے ٹوٹ ہی ناجائے۔ "حمدان نے نقشہ کھینچتے موم کو ڈرایا۔" "اللہ نا کرے۔" موم کا ہاتھ سینے پہ پڑا۔ حمدان نے بے ساختہ عینا کو دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"یہاں سے اٹھادیتی ہوں۔۔۔" مومن فوراً مان گئیں۔

"ارے مومن۔۔۔" دونوں نے اٹھتی مومن کو فوراً پکڑ کے واپس بٹھایا۔ "آپ کا فرمانبردار بیٹا ہے ناوجہ یہ کام کر دے گا آپ نے کیوں تکلیف کرنی۔۔۔ کیوں عینا۔۔۔" حمدان نے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ عینا کو لفظ فرمانبردار ہضم نہیں ہوا۔ پھر بھی اس نے دانت پستی سرا ثبات میں ہلا دیا۔ حمدان فوراً اٹھا اور بھاگ کے وہ ویس اٹھاتا اپنے کمرے میں لے گیا۔

مومن نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ وہ کہاں لے جا رہا ہے۔ باقی بس وہ محفوظ رہتا۔ اور حمدان درانی اسے کچھ زیادہ ہی محفوظ کر چکا تھا۔

نالزہب

وہ تینوں آنس کریم پالر میں بیٹھے تھے۔ میر اور آلیار ایک ساتھ کرسی پہ اور میز کے مخالف سمت میں وشه آلیار کے بالکل سامنے بیٹھی تھی۔

آلیار موبائل پہ ٹائپنگ کر رہا تھا۔ جب کہ وشه اور میر بور ہو رہے تھے۔ آرڈروہ کر چکے تھے۔ ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔ میر نے بوریت دور کرنے کے لیے وشه کو مخاطب کیا۔

"بھا بھی بھائی نے آپ کو پر پوز کیسے کیا؟" اس نے آلیار کی طرف دیکھتے وشه سے پوچھا۔ اس کے سوال پہ وشه گڑبرڑ آئی جبکہ موبائل پہ میسج ٹائپ کرتے آلیار کی انگلیاں ساکن ہوئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وشه بولی۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

انہوں نے مجھے پر پوز نہیں کیا تھا۔۔۔ "وشہ نے میر کو دیکھتے کہا تو آلیار کا دل کیا اس کی عقل پر ماتم کرے۔ وہ جھوٹ بھی توبول سکتی تھی۔

"کیا مطلب بھائی۔۔۔ آپ نے بھا بھی کو پر پوز نہیں کیا تھا؟" میر نے اب کی بار براہ راست آلیار کو مخاطب کیا۔ لبھے میں حیرت کی آمیزش تھی۔ وشہ اور میر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ ہاں میں نے نہیں کیا تھا۔۔۔ آلیار نے موبائل سامنے رکھتے وشہ کو دیکھتے کہا۔ وشہ نے اس کی بات پر سر جھکا لیا۔

"کیونکہ تمہاری بھا بھی نے مجھے پر پوز کیا تھا۔" اس کے اگلے جملے پر وشہ نے جھٹکے سے سراٹھا یا۔

"سیر یسلی بھا بھی؟" میر نے جوش سے اسے پوچھا۔ جبکہ وشہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جو آسانی سے بری الزمہ ہو کے سارا لمبہ اس پر گرا چکا تھا۔ آلیار نے تو نارمل انداز میں وہ بات صرف کوراپ کے لیے کی تھی۔ لیکن وشہ کاری ایکشن اسے مزہ دے گیا۔ وہ سیدھا ہو کے بیٹھ گیا تھا۔

"تمہاری بھا بھی نے کہا کہ وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پھر ہمیں ایم جنسی میں شادی کرنی پڑی۔۔۔" وہ وشہ کو دیکھتا ہلکی سی طرزیہ مسکر اہٹ لیے بھر پور ایکٹنگ کرتے کہہ رہا تھا۔ وشہ کا دل کیا ز میں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

وشہ نے اس کی آنکھوں میں واضح شرارت دیکھی اور ہونٹوں کے کونے سے وہ اپنی مسکر اہٹ دبارہ رہا۔ میر کو جیسے ابھی بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"بھائی آپ مذاق کر رہے ہیں نا۔۔۔" میر نے انگلی اٹھا کے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تمہاری بھا بھی کوتا تینی جلدی تھی شادی کی کہ وہ با قاعدہ میرے آفس آئیں تھیں رشتے کی بات کرنے ---" وہ لفظوں کا ہیر پھیر کر رہا تھا۔ وشہ ضبط کر رہی تھی۔ اور میر وہ تو سینے پہ ہاتھ رکھ گیا۔ "ناکرو بھائی۔ --- بچے کی جان لو گے کیا۔ ---" میر کو کچھ ہونے والا ہو گیا۔

"ہے ناوش؟" ہلاکا ساوشه کی طرف جھک کے میز پہ کہنی ٹکائے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے پوچھ رہا تھا۔ اس کے وش کہنے پہ وشہ کے دل کی دھڑکن بڑھی۔ وہ حیران تھی اس کے کتفیڈ نہیں پہ۔ اس سے پہلے کہ وشہ کچھ کہتی میر کا ایک دوست دور سے اسے ہائے کہہ رہا تھا۔ وہ ایکسیوز کرتا اٹھا اور اپنے دوست کی طرف بڑھ گیا۔ تو آلیار نے پھر سے کرسی سے ٹیک لگالی۔

"جھوٹے کہیں کے۔ ---" وشہ نے اس کی طرف دیکھ کے کمنٹ کیا۔ اور آلیار ایسے بن گیا جیسے اس نے سنا بھی نا ہو۔ سن وہ چکا تھا خیر۔ بولا کچھ نہیں وہ الگ بات تھی۔

"آپ کو میں کمرے میں جا کے بتاؤں گی کہ کس نے پر پوز کیا تھا۔" وشہ پتی بیٹھی تھی۔ "دھمکی دے رہی ہو؟" آلیار سیدھا ہوا تھا۔

"یہی سمجھ لیں۔" وہ بھی پروشہ چودھری تھی۔ دانت پیستے بولی تھی۔ "یہیں بتاؤ کیا بتانا ہے۔" وشہ کی طرف جھک کے آلیار نے دلکش انداز میں کہا۔ وشہ اس سے دور ہوئی۔ اس کے چہرے پہ حیا کے رنگ بکھرے دیکھ آلیار شاہ کی نظریں جمی تھیں۔ "آہم۔ --- آہم۔ ---" میر دوبارہ آکے بیٹھا تو ان دونوں نے ایک دوسرے سے نظر ہٹائی۔ ویٹر نے ان کے سامنے آلس کریم رکھی۔

وشہ نے ساری آلس کریم آلیار کو گھورتے کھائی جبکہ آلیار نے دوبارہ اسے دیکھنے کی حماقت نہیں کی تھی۔

آس کریم کھا کے وہ گھر آئے تھے۔ کار سے وہ تینوں نکل رہے تھے اور اپنے کمرے کی کھڑی مسز شاہ نے اندر کی طرف بڑھتے مسکراتے وشه اور میر کو زہر خند آنکھوں سے گھورا۔ وشه اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور میر اپنے۔ آلیار نے کار کو لاک لگایا اور چابی ڈرائیور کی طرف پھینکتے وہ بھی کمرے کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وشه میلنے پہ ہاتھ باندھے خشمگی نظر وہ اسے بیڈ کے قریب کھڑی گھور رہی تھی۔ وائیٹ ڈوپٹہ اب گلے میں تھا اور جو شال وہ باہر لے کے گئی تھی اب غائب تھی۔ وہ آبرو اچکاتے آلیار کو دیکھ رہی تھی جبکہ دروازے میں کھڑے آلیار کی نظریں اس کے ہونٹوں پہ تھی جس پہ اب ریڈ لپسٹک بہت ہلکی ہو چکی تھی۔

آلیار نے اس سے نظریں ہٹائیں اور اس کے پاس سے گزر کے سٹڈی روم میں جانا چاہا۔ وشه جلدی سے اس کے آگے آئی اور آلیار کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی۔ آلیار کا ہاتھ بالوں تک گیا تھا۔ اگر وہ نارکتا تو وشه سے زبردست تکر ہوتی۔

آلیار کے دل کی دھڑکن بڑھی جبکہ وشه ابھی بھی اسے سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی۔ وشه اس کی طرف بڑھی۔ صرف ایک قدم کا فاصلہ تھا ان دونوں کے قریب۔ "کیا کہا تھا آپ نے؟" وشه نے اس کی طرف جھک کے طنزیہ مسکراتے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں نے آپ کو پر پوز کیا تھا؟" وشه نے انگلی اپنے سینے پر رکھتے پوچھا۔

"میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی؟" وشه نے کہتے آلیار کی گردان میں دونوں بازو ڈالتے حصار بنایا تھا۔
آلیار نے اپنا سانس تک روک لیا۔ پہلی دفعہ کوئی نسوائی وجود اس کے اتنا قریب آیا تھا۔

وشه کو زرا بھی احساس نہیں تھا وہ آلیار کے کتنا قریب کھڑی ہو گئی تھی۔ باہر جاتے وقت وشه نے جو گلوں استعمال کیا تھا اس کی خوشبو آلیار کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ وہ یک ٹک بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہماری شادی ایمیر جنسی میں ہوئی تھی؟ واہ داد دینی چاہیے آپ کو مسٹر آلیار شاہ۔۔۔" وشه کے بازاوا بھی بھی آلیار کے گرد ہی لپیٹے تھے اور وہ اس پہ طنز کر رہی تھی۔

"داد تو آپ کے کنفیڈنیس کو دینی چاہیے مسٹر آلیار شاہ۔۔۔" اس بار مسکرانے کی باری آلیار کی تھی وہ ہلاکا سا اس کے کان کے قریب جھک کے بولا تھا۔ اور وہ کو ایک دم اپنی پوزیشن کا احساس ہوا۔ وہ آلیار کے کتنا قریب کھڑی تھی۔ پسینے کی بوندیں اس کے ماتھے پہ چمکی اور آنکھوں میں حیرت دیکھ کے آلیار مسکرا یا۔

اس نے بدک کے اس سے دور ہونا چاہا لیکن اس بار آلیار نے کمر کے گرد اپنے بازو کا حصار بنائے اس کی سابقہ پوزیشن پہ کیا۔

"آلیار۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔" وشه ہکلائی تھی۔ آلیار اس کو کچھ کہتا میرا یک دم ان کے کمرے میں آتا رکا۔

"سو سوری۔۔۔" وہ آنکھیں بند کرتا ہاتھ کھڑا کر گیا۔ جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہوئے۔

"ڈوب مر و وشه۔۔۔" وشه نے دوسری طرف منہ کر کے آنکھیں بند کیں اور خود کو کوسا۔ جبکہ آلیار میر کو گھور رہا تھا۔ جو کہ بوکھلا ہست کا شکار ہو چکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"لگتا ہے ڈسٹر ب کر دیا۔۔۔" دو منٹ بعد میر نے ہاتھ اٹھاتے اپنا جرم قبول کیا۔ جبکہ وشه کا وہاں کھڑا رہنا بھاری ہو گیا۔ اسی لیے وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ "اب تو کر دیا۔۔۔ بولو کیا بات ہے؟" آلیار نے وشه کی پشت کو دیکھ کے میر سے کہا۔ میر نے مسکراہٹ دبائی اور اپنا موبائل جو کہ وہ جاتے ہوئے یہیں بھول گیا تھا اسے اٹھایا اور بھاگنے کی کی۔ دروازے تک پہنچ کے وہ مڑا اور یک دم سنجیدگی سے بولا۔ "رومیس دروازہ بند کر کے کیا کریں کا سنڈلی۔۔۔" اس نے جتنی سنجیدگی سے کہا اتنے ہی غصے سے آلیار نے اسے گھورا۔ وہ بھاگا تھا۔ آلیار نے مڑ کے واش روم کے دروازے کو دیکھا بے ساختہ بالوں تک ہاتھ گیا تھا جبکہ میر کی بات پہ واش روم کے دروازے سے لگی وشه شرم سے پانی پانی ہو گئی۔ آلیار لمبا سانس خارج کرتا یہٹ گیا۔ جانتا تھا اب محترمہ جلدی واش روم سے نہیں نکلے گی۔

نالزہب

وہ واش روم سے پورے 25 منٹ کے بعد نکلی تھی۔ اس نے واش روم کے دروازے سے ہی آلیار کو دیکھا جو کہ آنکھوں پہ بازور کھے لیتھا تھا۔ دور سے محسوس ہو تھا تھا جیسے وہ سو گیا ہے۔ وشه نے شکر ادا کیا اور آہستہ آہستہ چلتی لائیٹ آف کر کے بیڈ کے کنارے نکل گئی۔ گردن موڑ کے آلیار کو دیکھا وہ ابھی بھی اسی پوزیشن میں سورہا تھا۔ وشه نے اس کی طرف دیکھا اور لیٹنے لگی۔ پھر زر اسا اٹھ کے اسے دیکھا۔ دل کی ماننے وہ ہلاکا سا اس کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

چہرے پہ جھک کے یقین کرنے لگی کہ وہ سو گیا ہے کہ نہیں۔ وشه اس پہ ابھی جھکی ہی تھی کہ آلیار نے جو تب سے اس کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا ایک دم اس نے بازو ہٹایا۔ وشه دبک کے پیچھے ہٹی آلیار فوراً اٹھ کے بیٹھ گیا۔ یہ پ کی بلوروشنی میں دونوں کے چہرے جگمگار ہے تھے۔ "کیا کر رہی تھیں آپ؟" آلیار نے اس کی طرف شکی نظروں سے دیکھا۔

"وہ میں دیکھ رہی تھی کہ آپ سو گئے ہیں کہ نہیں۔۔۔" وشه نے اس کی شکی نظروں کو دیکھتے اپنی صفائی دی۔ آلیار ہلاکا سا مسکرا ایا۔

"کیوں میرا نیند میں ہونے کا فائدہ اٹھانا تھا کیا؟" آلیار نے اسے زپج کیا۔ وشه کی آنکھیں کھل گئیں اس کی بات پہ۔ "میں کیوں اٹھانے لگی آپ کی نیند کا فائدہ۔۔۔" وہ ایک دم بھڑکی تھی۔ "پاگل نہیں ہوں میں اچھا۔۔۔" وشه نے اس کی طرف دیکھ کے انگلی اٹھائی۔ "تھوڑی دیر پہلے تو۔۔۔" آلیار نے اسے تنگ کرنا چاہا۔

ایک تو وہ طنز بھی ایسے سنجیدگی سے کرتا تھا۔ وشه کو ہضم نہیں ہوتے تھے اس کے طرز۔

"پتہ نہیں کیا بول رہے ہیں۔۔۔ مجھے نیند آر رہی ہے۔" وہ بولتی سیدھی لیٹ گئی۔ اور آلیار بھی سیدھا لیٹ گیا۔ پہلے وہ ایک دوسرے سے بیک کر کے سوتے تھے لیکن آج دونوں نے ہی کروٹ نہیں لی تھی۔ آلیار نے وشه کی طرف کروٹ لی۔ اس کے اس امر سے ایک دم وشه کا سانس اٹکا لیکن وہ سکون سے آنکھیں بند کر گیا۔ وشه نے گردن موڑ کے اسے دیکھا تو وہ خود بھی سونے لگی۔ وشه کی آنکھ لگ گئی تھی وہ سو گئی لیکن آلیار کو آج نیند نہیں آ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

رہی تھی۔ وہ وشه کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑا سا اس کے قریب ہوتے آئیا رہنے اس کا سرنگی سے اپنے بازو پر رکھا۔
اس کے سر سے سرٹکاتے سکون سے آنکھیں بند کیں۔ اب تو نیند کو آ جانا چاہیئے تھا۔

ولی چودھری کے لیے آج بہت بڑا دن تھا۔ آج اس کیس کا فیصلہ آتا تھا جس کے لیے اس نے پچھلے چار سال
محنت کی تھی۔ وہ کمرہ عدالت کے باہر کھڑا تھا۔ آتے ہوئے وہ گھر کی سیکیورٹی بڑھا کے آیا تھا۔ بھائی کی طرف
سے اسے اچھی خاصی دھمکیاں موصول ہوئیں تھیں۔ وہ جانتا تھا آج کا فیصلہ اسی کے حق میں ہو گا اور پھر منگو کا
بھائی بھوکے شیر کی طرح اس پر ضرور جھپٹے گا۔ لیکن وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھا۔ ہانی کو اس نے آج یونی
نہیں جانے دیا۔ اور وشه کی اس کو اب ٹیڈش نہیں تھی۔

وہ لمبا سانس خارج کرتا کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ زین اور حمزہ کے پاس بیٹھ کے اس نے ان دونوں کو دیکھا۔
وہ اس کی طرف دیکھ کے ہلاکا سا مسکرائے۔ دونوں نے اس کو حوصلہ دینے کے لیے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ پر
رکھے۔ وہ اس کی طاقت تھے۔

ولی کے بیٹھنے پر منگونے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور شیطانی سی ہنسی ہنسا۔ ولی نے اگنور کیا تھا۔
عدالت کی کارروائی ہو رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے عدالت یہ فیصلہ سناتی ہے کہ---"نجکی بات پر ولی نے آنکھیں بند کیں۔ منگونے ولی کو دیکھا۔

"کہ ملزم منگولٹ کیوں کواغوا اور انہیں آگے فروخت کرنے اور اسمگنگ کے کار و بار کا ایک حصہ رہ چکا ہے۔ یہ عدالت دفعہ 302 کے تحت مجرم کو پھانسی کی سزا سناتی ہے---" ولی نے آنکھیں کھول دی۔

"حق آگیا باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والا ہے۔" ولی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات دھرائی تھی۔ منگو کو شاید امید تھی کہ یہی فیصلہ ہو گا اسی لیے وہ چپ چاپ تھا۔

فیصلہ ہو چکا تھا۔ لوگ عدالت سے نکل رہے تھے اور ولی چودھری آنکھوں پر سن گلا سزاگائے ایک طرف زین اور دوسری طرف حمزہ۔ وہ شان سے عدالت کے کمرے سے نکلا۔ منگو بھی پولیس والوں کے نرغے میں جیپ تک آیا۔ ولی مڑا تھا۔

"جہنم تک کا سفر مبارک ہو منگو۔" اس کی طرف مڑتے ولی مسکرا گیا۔

"Have a safe journey"

ولی نے طنز کیا۔

حمزہ مسکرا یا تھا۔ ایسے ہی وہ ولی چودھری پہ نہیں مرتا تھا۔ "مجھ سے پہلے تم مت پہنچ جانا ایس پی۔" "منگونے شیطانیت دکھائی۔ ولی اس کی بات پر حیران نہیں ہوا۔ جانتا تھا وہ بات نہیں کر رہا تھا دھمکی دے رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

حمزہ غصے سے اس کی طرف بڑھنے لگا تو ولی نے اسے مسکرا کے روکا۔ "کتنے بھونکیں تو راستہ بدلا جاتا ہے۔۔۔ خود نہیں بھونکا جاتا۔۔۔" ولی نے منگو کو دیکھ کے حمزہ کو سمجھایا۔

منگو کو آج ایس پی کی بات بری نہیں لگی۔ ولی چلتا جا کے اپنی جیپ میں بیٹھ گیا۔ اور حمزہ اور زین کو منگو والی جیپ میں جانا تھا۔

"بائے بائے ایس پی۔۔۔" اس کو جیپ میں بیٹھتے دیکھ منگو نے کہا۔ "انا اللہ وانا الیہ راجعون" منگو بولتا مژا اور تبھی دھماکے کی آواز آئی۔ منگو اور پولیس والے جھٹکے سے مژے اور تھوڑی دور کھڑی ولی کی جیپ دھماکے کی زد میں آگئی تھی۔ پولیس والوں کے رنگ ایک دم اڑے۔ گرتے ہوئے حمزہ کو زین نے سنبھالا تھا۔ جبکہ منگو کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

"اللہ تمہاری مغفرت کرے ولی چودھری۔۔۔" منگو نے دعا دی۔ پولیس والے ولی کی جیپ پہ پانی سچینک رہے تھے۔ جبکہ کچھ لوگ لا سیو ویڈیو بنارہے تھے۔

پولیس کے لوگ جو کہ عدالت کے باہر کو رنج کر رہے تھے جلدی سے ولی کی جیپ کی طرف بڑھے۔

"اپنے ناظرین کو آگاہ کر رہے ہیں ایس پی ولی چودھری کی جیپ دھماکے کی زد میں۔۔۔" سب شوروں غل مکس ہو رہا تھا۔ حمزہ کو زین نے سنبھالا ہوا تھا۔ اور منگو کے دانت اندر نہیں جا رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

منگو اپنی سرشاری میں تھا۔ ہنستا ہوا مرٹ اتوسا منے ہی زین اور حمزہ کھڑے تھے۔ وہ مکروہ ہنسی ہنستا ان دونوں کو افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"چیج۔۔۔ بہت افسوس ہوا تم لوگوں کا ایماندار آفیسر۔۔۔ اللہ اس کو جنت میں جگہ دے۔۔۔" منگو نے حمزہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے طنزیہ کہا۔

"وہ ولی چودھری ہے منگو۔ جہاں تمہاری اور تمہارے بھائی کی سوچ ختم ہوتی ہے ناس سے دس قدم آگے سے ولی چودھری سوچنا شروع کرتا ہے۔۔۔" حمزہ کے لمحے میں غرور جہلک رہا تھا۔ منگو کو لوگا ولی کی موت کے صدمے میں پاگل ہو گیا ہے۔ "منگو وہ دیکھ۔۔۔" اس کی تھوڑی کو دو انگلیوں سے پکڑ کے زین نے اس کی گردن گھماتے کہا۔ زین کی نظروں کے تعاقب میں منگو نے دیکھا۔
وہ وہی تھا۔ ہلاکا سما مسکراتا اپنے کوٹ کو ایک سائیڈ سے جھٹکا دیتے وہ ان کی طرف بڑھتا اور کوئی نہیں ولی چودھری تھا۔

" By the way , My self Wali chudhary "

سن گلاسز کو آنکھوں پہ لگا کے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں ماتھے تک لے جا کے ولی نے سلیوٹ کرتے سامنے حیرت زدہ کھڑے منگو کو اپنا تعارف کروا یا کیونکہ منگو کا واقعی ہی کسی دماغ والے سے پہلی دفعہ پالا پڑا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کیا ہوا منگو؟ پلان فلاپ ہو گیا؟ چھپ بہت افسوس ہوا۔۔۔" وہ افسوس سے سر ہلاتا مسکراتا اس وقت منگو کو زہر لگ رہا تھا۔ پولیس والے اسے صحیح سلامت دیکھ کے خوش تھے اور پریس والے بھاگے ولی کو گھیرے میں لے چکے تھے۔ منگو کو پولیس والے لے کے روانہ ہو چکے تھے اور اب وہ پریس کے گھیرے میں ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ بزدل نہیں تھا۔ حفاظت کے اقدامات وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔

نالزہب

بھائی کی پشت تھی اس لڑکے کی طرف۔ "کام ہو گیا تھا بھائی۔۔۔" اس لڑکے نے موڈب انداز میں کہا۔ بھائی نے اسے مڑے بغیر ہی باہر جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ لڑکا اشارہ ملتے ہی باہر چلا گیا۔ بھائی مڑا تھا۔

ہر بار کی نسبت اس بار وہ اندھیرے میں نہیں تھا۔ اس کا کمر اس کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ وہ جیسے ہی مڑا آنکھوں میں وحشت صاف نظر آئی۔ وہ لگ بھگ تیس سال کا خوب وجوان تھا۔

شلوار تمیض پہ براؤن چادر گلے میں ہونٹوں کے اوپر گھنی موخچیں، ہونٹ ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے۔ شاید وہ کبھی مسکرا یا نہیں تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اس نے آگے بڑھ کے بیڈ پہ اپنی چادر اتار کے رکھی اور بیڈ سے ریبوٹ اٹھا کے کمرے میں دیوار پہ لگی بڑی سی ایل ای ڈی کی طرف کر کے ایل ای ڈی چلائی۔ اور یہ کیا؟ ولی چودھری اپنے کوٹ کو جھٹکا دیتا منگو کی طرف شان سے بڑھ رہا تھا۔

پر لیس والے بھاگے اسکی طرف بڑھے اور وہ منگو سے کچھ بولتا پر لیس والوں کی طرف متوجہ ہوا۔

بھائی تو اس کی موت کی خبر کی تصدیق کرنا چاہ رہا تھا اور وہ میڈیا کے درمیان گھر ایک شان سے ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

"سراس کیس پہ آپ نے اتنی محنت کی۔۔ آپ کی جان کو بھی خطرہ تھا پھر بھی آپ پیچھے نہیں ہٹے۔۔ اس کام میابی پہ کیا کہنا چاہیں گے؟" ایک اینکر نے مائیک ولی کی طرف کر کے پوچھا۔

اب ایل ای ڈی پہ صرف ولی کا چہرہ نظر آ رہا تھا اور ڈھیروں مائیک۔۔ "ہم نے صرف محنت کی ہے اور ابھی تو یہ پہلا قدم تھا کامیابی کی طرف۔۔ ہم نے صرف ابھی ایک بندہ پکڑا ہے۔۔ ماسٹر مائند بھی جلدی حوالات کے پیچھے ہو گا۔۔ ان شاء اللہ۔۔" وہ پر عزم طریقے سے بولا تو بھائی کو ایسا لگا کہ وہ اس کے سامنے کھڑا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے دھمکی دے رہا تھا۔

بھائی نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔ "سر آج جو آپ پہ جملہ ہوا اس کے متعلق آپ کیا کہنا چاہیں گے؟" دوسرے اینکر کی طرف سے سوال آیا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرا یا تھا۔۔ بالکل ہلکا سا۔۔ تمسخرانہ ہنسی۔۔ بھائی کو وہ صاف اس کا نذاق اڑاتا محسوس ہوا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تم کتنے بھٹو مارو گے ہر گھر سے بھٹونکے گا---" اس کے اگلے جملے پر تمام اینکرز کا تھقابے ساختہ تھا اور بھائی نے اٹھا کے ریبوٹ دیوار پر دے مارا۔ ولی چودھری مسکرا تاپلٹ چکا تھا۔ لیکن بھائی کا بی پی ہائی کر گیا تھا۔

وہ پری کی کلاس کے باہر کچھ فاصلے پر ایسے کھڑا تھا کہ کلاس سے نکلتا ہر سٹوڈینٹ اسے نظر آ رہا تھا۔ لیکن کلاس سے ناہی پری نکلی اور ناہی اس کی دوستیں۔ میر کو ایک دم غصہ آیا۔ اپنا غصہ کنٹرول کرتے وہ ڈیپارٹمنٹ سے باہر کی طرف بڑھنے لگا تو سامنے ہی ہادی سینے پر بازور کھے اس کو گھور رہا تھا۔

"حیرت ہے میر صاحب کسی کی کلاس کے باہر کھڑے اس کا انتظار کر رہے ہیں---" ہادی نے اسے کہا۔ ہادی کے لمحے میں طنز نہیں تھا لیکن وہ اسے کچھ جاتا ہوا محسوس ہوا۔ میر نے اسے غصے سے دیکھا۔ وہاں کوئی اور ہوتا تو میر کے غصے کی نذر ہو چکا ہوتا۔

میر نے اسے نظر انداز کیا اور ڈیپارٹمنٹ کے گارڈن میں رکھے بیچ پر بیٹھ کے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے ہلانا شروع کر دی۔ ہادی اس کے سامنے کھڑا اسینے پہاتھ باندھے اسے گھور رہا تھا۔ میر نے دو منٹ تک اسے اگنور کیا۔ ادھر اُدھر دیکھتے میر نے اسے دیکھا وہ ابھی بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔

"کیا ہے گھور کیوں رہا ہے؟" میر کی برداشت جواب دے گئی۔ ہادی مسکرا یا تھا۔ ہلاکسا اس کی طرف جھک کے سینے پر ہی ہاتھ باندھے ہادی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "دیکھ رہا ہوں میر شاہ کو محبت ہو گئی ہے۔---"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ہادی کے کہنے کی دیر تھی میر کی ہلتی ٹانگمیں ساکن ہوئیں۔ کبھی کبھی دوست کا آپ کو زیادہ جاننا بھی خطرناک ہوتا ہے۔

میر جو خود سے چھپا رہا تھا ہادی اس کے سامنے کھڑے ہو کے کہہ رہا تھا۔ ہادی پیچھے ہوا۔

میر نے بیٹھ کی بیک سے ٹیک لگائی۔ "ہاں ہو گئی ہے محبت۔۔۔" میر نے اعتراف کیا۔ "اب؟" اس کے اعتراف پر مسکراہٹ دباتے ہادی نے آگے کا پوچھا۔

میر نے دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"پتہ نہیں۔۔۔" میر نے ہلاکا سانگی میں سر ہلاایا۔ "شرط والی بات کے بعد شاید وہ میر ایقین ناکرے۔۔۔" میر نے سنجیدگی سے ہادی کو دیکھتے بتایا۔

"مطلوب تم دستبردار ہو جاؤ گے؟" ہادی کے پوچھنے پر اس نے فوراً سانگی میں سر ہلاایا۔ "قطعًا نہیں۔ دستبرداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ اسے میری زندگی میں آنا ہے۔۔۔ خوشی سے یا زبردستی سے۔۔۔" میر نے پختہ لمحے میں کہا۔ تو ہادی نے اسے گھورا۔ وہ ہمیشہ الٹا ہی کیوں سوچتا ہے۔ ہادی کی گھوری کو میر نے نظر انداز کیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ولی سامنے کھڑی ہانی کو دیکھ رہا تھا جو کہ کمرپہ ہاتھ رکھے اس سے لڑنے کو تیار تھی۔ "اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟" آپ کو پتہ بھی تھا کہ اس جیپ میں بمب ہے۔ پھر بھی ہیر و کی طرح جا کے بیٹھ گئے اس میں۔۔۔ ہانی نے گھورتے ولی سے کہا جو اس کے لیکچر پہ بس مسکرا رہا تھا۔

"کچھ ہوا تو نہیں نا۔۔۔" ولی ابھی بھی پر سکون تھا۔ "اگر ہو جاتا۔۔۔" ہانی ابھی بھی اسی بات پہ انکھی تھی۔ "ہو جاتا تو میں اللہ پاس۔۔۔" ولی نے شہادت کی انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کرتے اسے شنگ کیا۔

"بھائی۔۔۔" ہانی نے اسے درمیان سے ہی ٹوک دیا۔ ہاتھ سینے پہ پڑا تھا۔ "اوکے اوکے۔۔۔ سوری میری ماں۔۔۔" ولی نے ہاتھ کھڑے کرتے اس سے سوری کی۔ وہ منہ بننا کے سایہ پہ کھڑی ہو گئی۔

"ہانی یار۔۔۔ آئم فائن۔۔۔" اس کے سامنے آتے ولی نے اسے یقین دلا یا۔ ہانی کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ "یار۔۔۔ اچھا میری سزا بتاؤ۔۔۔" ولی نے اسے سینے سے لگاتے کہا۔

"آپ مجھے آپی وشه کے دلیمے کا سوت دلوائے گے آج اور ابھی۔۔۔" ہانی اور موقع کا فائدہ نا اٹھائے؟ ہانی کے کہنے پہ ولی نے اسے گھورا۔ ہانی جانتی تھی وہ لڑکیوں کی شاپنگ سے کتنا چالو تھا۔

"پلیز۔۔۔" ہانی کے معصومیت سے کہنے پہ ولی نے سرا ثابتات میں ہلا دیا۔ "یا ہو۔۔۔ میں ماما کو بتا کے آئی۔۔۔" وہ خوشی سے چہکتی اندر کو بھاگی۔

ولی اس کے بچپنے پہ مسکرا ایا۔

عینا اور حمدان بھی شاپنگ مال میں داخل ہوئے۔ چونکہ عینا نے حمدان کو موم سے بچایا تھا تو وہ اب اس کی قیمت وصول کرنے آئی تھی۔

"دیکھو ہاتھ ہولار کھنا۔ میرا کونڈا امت کروادینا۔" حمدان نے سینڈ فلور پہ جاتے ساتھ کھڑی عینا کو کہا۔ "خبردار جو تم نے کنجوں کرنے کی کوشش بھی کی۔" عینا نے انگلی دکھا کے وارنگ دی تھی۔ حمدان کا بے ساختہ ہاتھ اپنی جیب پہ پڑا۔ اس نے عینا کی پشت کو دیکھا۔ جو کہ ایک دوکان میں داخل ہو رہی تھی۔ "او۔۔۔ تیری۔۔۔ حمدان۔۔۔" حمدان کے منہ سے یہ تین لفظ سن کے عینا نے اسے مڑ کے گھورا۔ "وہ میرا کریڈٹ کارڈ۔۔۔ نیچے کار میں رہ گیا۔۔۔" ہمیشہ کی طرح حمدان درانی سب سے اہم بات بھول چکا تھا۔ عینا نے اپنا سر پیٹا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ نیچے کو بھاگا تھا۔

ہانی نے سامنے کھڑے ولی کو گھورا۔ جو کہ کال پہ مصروف تھا۔ وہ اسے شاپنگ مال لا کے خود کال میں مصروف ہو گیا۔

"بھائی میں اوپر والے فلور پہ جا رہی ہوں۔ آپ آ جانا۔" 20 منٹ تک بھی جب ولی کی کال بندنا ہوئی ہانی نے اکتا کے کہا اور ولی کی سنبھالی وہ لفت کی طرف بڑھ گئی۔

لفٹ میں داخل ہو کے وہ تھرڈ فلور کا بیٹھن دباچکی تھی۔ اس سے پہلے کے لفت بند ہوتی وہ ہوا کے گھوڑے پہ سوار لفت میں داخل ہوا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ہانی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ لفت کی ایک سائیڈ پہ ہاتھ رکھے دوسرا ہاتھ گھٹنے پر رکھے، براؤن نیر و پینٹ پہنے، وائیٹ شرت سما تھہ جو گرز وہ نیچے کو ہو کے بھاگنے کی وجہ سے اپنا پھولا ہوا سانس درست کر رہا تھا۔ "کون سا کتے پچھے لگے ہیں۔۔۔ بندہ تھوڑے آرام سے آجائے۔۔۔" ہانی اسے دیکھ کے بڑ بڑائی۔ اس کی آواز حمدان کے کانوں میں پڑی۔ اس نے ویسے ہی جھکے چہرہ سیدھا کر کے پاس کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ حمدان کے چہرہ سیدھا کرنے پر ہانی کی نظر اس کی پیشانی پہ بکھرے بالوں پہ پڑی۔ اس نے فوراً انگاہ کا زاویہ بدلا۔ یہ عینا کا بھائی تھا۔ ہانی کو یاد آگیا تھا۔

لیکن حمدان ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔ شاید وہ بھی اسے پہچاننے کی کوشش میں تھا۔ اور حمدان درانی کو یاد نہیں آیا کہ یہ لڑکی کہاں دیکھی تھی اس نے۔

حمدان نے سر جھکلتے لفت میں فرست فلور کا بٹن دبایا۔ ہانی کو تھرڈ فلور پہ جانا تھا اور حمدان کو فرست پہ۔ ہانی نے تھرڈ فلور کا بٹن دبادیا۔ حمدان کو زیادہ جلدی تھی اس نے پھر سے فرست کا بٹن دبادیا۔

ہانی کے بٹن دبانے پر لفت اوپر جاتی تو حمدان کے بٹن دبادینے پر لفت نیچے آ جاتی۔

"ہیے۔۔۔ مجھے تھرڈ فلور پہ جانا ہے۔۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے سامنے والے کو بتایا۔

"اور مجھے فرست پہ۔۔۔" مقابل نے سکون سے بتا کے فرست فلور کا بٹن دبادیا۔

"پہلے میں آئی ہوں۔۔۔" سامنے والے کو اطلاع دے کے ہانی نے پھر سے بٹن دبایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"مجھے زراجلدی ہے۔۔۔" حمدان نے کہتے بٹن پش کیا۔ ہانی کا ایک دم دماغ گھوما۔ اس نے سامنے والے کو دونوں بازو سے پکڑا اور اپنی طرف اس کی پشت کر کے اس گھما یا لفٹ کے دروازے سے اس کا سر لگایا اور ہاتھ میں پکڑا رومال باندھ دیا۔

رومال باندھ کے اس نے حمدان کو سائیڈ پہ کیا اور تھرڈ فلور کا بٹن دباتے وہ سکون سے حمدان کو دیکھنے لگی۔ یہ سب اس نے اتنی پھرتی سے کیا کہ ایک سینڈ کے لیے تو حمدان درانی کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے۔ اب لفٹ اوپر کو جارہی تھی۔ "ہیے یو۔۔۔ ہاؤڈ ٹیریو۔۔۔ ہاتھ کھولو میرے۔۔۔" جیسے ہی حمدان کو سمجھ آیا وہ چیخنا تھا۔ ہانی نے اس کے چیخنے کا کوئی نوٹس نالیا۔ اور اسے مکمل نظر انداز کرتے ہانی ادھر ادھر دیکھتے سیٹی بجا رہی تھی۔

"ہیے یو۔۔۔ تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔۔۔ ہاتھ کھولو میرے۔۔۔" حمدان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہانی کا گلا دبادے۔ اس کے چلانے کے درمیان ہی لفٹ کو ایک زبردست دھچکا لگا۔ حمدان کا توازن بگڑا اور وہ ہانی سے ٹکرایا اور ہانی پچھے لفٹ کی دیوار سے۔ اور بس لفٹ بند ہو چکی تھی۔

ہانی نے فوراً سے پیشتر حمدان کو خود سے ہٹایا اور بٹن پش کیا۔ لیکن لفٹ نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔ (لفٹ بھی کہتی ہو گی تم دونوں پہلے لڑلو۔۔۔ میں بعد میں چل لو گی۔ میری خیر ہے۔۔۔)

ہانی کو پریشانی ہوئی۔ اس نے جلدی سے موبائل بیگ سے نکلا اور ولی کو کال ملائی۔ کال ملا کے اس نے دل سے دعا کی کہ کال مل جائے کیونکہ لفٹ کے اندر تو سنگل بھی صحیح سے نہیں آرہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ولی نے کال اٹھائی تھی۔ "بھائی میں لفت میں پھنس گئی ہوں۔۔۔ آئی تھنک کوئی مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔" ہانی نے ولی کو براہ راست اپنا مسئلہ بتایا۔

حمدان نے اس کی بات پہ جھٹکے سے اسے اور پھر لفت کو دیکھا
۔ "جی جی۔۔۔ اوکے۔۔۔" ہانی کو شاید ولی تسلی دے رہا تھا۔ وہ بولتی کال بند کرنے لگی۔
"لفٹ خراب ہو گئی؟" حمدان نے صدمے سے چور لبھے میں کہا۔ ہانی نے اسے مکمل نظر انداز کیا۔
"تم۔۔۔" وہ دانت پسیتے اس کو دیکھنے لگا۔

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ۔۔۔" حمدان نے سارا الزام اس پہ ڈال دیا۔ حالانکہ غلطی دونوں کی تھی۔ بار بار بڑن پش کرنے کی وجہ سے یہ ہوا تھا۔
حمدان کا بس ناچلا وہ سامنے کھڑی لڑکی کا گلہ دبادے۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا اس کا پالا ایس پی کی بہن سے پڑا ہے۔

جو کہ اس کی بات پہ سکون سے اپنے پرس میں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ جبکہ حمدان کی زبان اب بھی قیچی کی طرح چل رہی تھی۔

"تم بھری ہو کیا۔۔۔ ہاتھ کھولو۔۔۔" اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہانی نے بیگ سے ٹیپ نکال کے اس کے منہ پہ چپکا دی۔ اس کی چلتی زبان کو ایک دم بریک لگی۔

"بہت بولتے ہو تم۔۔۔" ہانی نے بے نیازی سے اسے کہا جو کہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
پہلے وہ ہاتھ چلا رہا تھا۔ ہانی نے آنکھ باندھ دیئے پھر وہ زبان چلا رہا تھا ہانی نے اس کی زبان بھی بند کر دی۔

ہانی کی کال کے بعد وہ اوپروا لے فلور کی طرف جا رہا تھا۔ ہانی بھی نا۔ کال ختم ہونے کا انتظار ہی کر لیتی۔۔۔ وہ سوچتا آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے جلد از جلد لفت ٹھیک کروانی تھی۔ اس مال کے مینیجر کو وہ بتا چکا تھا۔ چلتے وہی چودھری کی نظر سینڈ فلور پہ ایک لڑکی پہ پڑی۔

اسے دیکھ کے شناسائی کی رقم ابھری تھی۔ لیکن ابھی بھی وہ صرف ہانی کو سوچ رہا تھا۔ اس لڑکی کے وہ قریب پہنچا ہی تھا کہ وہ لڑکی مڑی۔

"عینا درانی۔۔۔" اس کے مڑنے پہ ولی اس کو پہچان چکا تھا۔ لیکن اسے نظر انداز کرتے وہ آگے بڑھنے لگا۔ عینا کی بھی نظر ولی پہ پڑھکی تھی۔ بالکل اس کے پاس سے گزرتے ولی نے اسے دیکھا۔ اور بے ساختہ پیروں کو بریک لگی۔ کیونکہ وہ پریشان لگ رہی تھی۔

ولی کا نرم دل۔۔۔ تھوڑا اور نرم ہوا۔ اس نے عینا کی طرف رک کے دیکھا۔ "کیا ہوا۔۔۔" نرم لہجے سے پوچھا گیا تھا۔ اور عینا درانی کو اس کا نرم لہجہ ہضم نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اس کی طرف خاموش نظر وہی دیکھ رہی تھی۔

وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ صدیوں پر اُنے دوست ہیں۔

"Miss Aina ! I'm asking you what

Happened... "

وہی سخت لہجہ، سرد تاثر۔۔۔ اب وہ ولی چودھری لگ رہا تھا۔ اور عینا جو کہ پہلے ہی پریشان کھڑی تھی کیونکہ حمدان کو گئے آدھا گھنٹہ ہو گیا وہ واپس ہی نہیں آیا ولی کے لہجے پر عینا کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور گال پہ لڑھک گئے۔ اس کے آنسو دیکھ کے ولی کو غصہ آیا۔

"وہ حمدان۔۔۔ میرے ساتھ آیا تھا۔۔۔ نیچے کار سے کارڈ لانے گیا تھا اور آدھا گھنٹہ ہو گیا واپس نہیں آیا۔۔۔ وہ مجھے چھوڑ گیا ہے شاید۔۔۔ میں اب گھر کیسے جاؤں گی۔۔۔" وہ چھوٹے بچوں کی طرح ہونٹ باہر کی طرف نکال کے ولی کو شکایت لگا رہی تھی۔ اور ولی ہلاکا سامسکرا یا۔ (ابھی ولی چودھری کو کمزور لڑکیاں لپسند نہیں تھیں۔ اور یہاں دانت ہی اندر نہیں جا رہے موصوف کے)۔

وہ سامنے کھڑی معصوم سی لڑکی کی معصومیت پر مسکرا یا اور عینا جو کہ اسے اپنی پریشانی بتا رہی تھی اس کے مسکرانے پر وہ سمجھی وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ "آپ۔۔۔" عینا سے انگلی اٹھا کے کچھ سخت بولتی مینیجر ان کے پاس آیا۔

"سر۔۔۔" اس کی آواز پر دونوں نے مڑ کے مینیجر کو دیکھا۔ "آپ کی سسٹر کے ساتھ ایک اور لڑکا بھی ہے لفٹ میں۔۔۔ کام شروع کر دیا گیا ہے لفٹ کچھ دیر تک چل پڑے گی ڈونٹ وری۔۔۔" وہ مودب ساوی سے کہہ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

رہا تھا۔ بھلا ولی چودھری کو کون نہیں جانتا۔ سب جانتے تھے کہ وہ اس علاقے کا ایس پی تھا (عینا درانی کے علاوہ)۔

مینیجر کی بات پر عینا نے ولی کو دیکھا۔ مطلب حمد ان صاحب لفت میں پھس گئے تھے۔ اسے پریشانی ہوئی تھی۔

لفٹ کے اندر کن اکھیوں سے ہانی نے حمد ان کو دیکھا جو کہ ہاتھ اور زبان بند ہے ہونے کے باوجود بھی اپنے پاؤں کو فرش پر رکھ رہا تھا۔ مطلب سکون سے کھڑے ہونا تو حمد ان درانی کے لیے کبیرہ گناہ تھا۔ وہ ہانیہ کواب مکمل طور پر نظر انداز کر رہا تھا۔ حمد ان کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں واضح ہوئیں۔ ہانی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ اب بالکل معصوم لگ رہا تھا۔ (معصوم اور حمد ان درانی۔۔۔ ناس جو کڈیں۔۔۔)

اور لفت کے باہر کھڑے ولی چودھری نے عینا درانی کو گھورا۔ جوروتے ہوئے سوں سوں کر رہی تھی۔ ولی کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ روکیوں رہی ہے۔ بھلا اتنی چھوٹی سی بات پر کون روتا ہے۔

وہ ضبط کرتا کھڑا رہا۔ لیکن جب اس کی برداشت جواب دے گئی وہ عینا کی طرف مڑا تھا۔

"محترمہ آپ اپنارو نے کا سیشن گھر جا کے پورا کر لیجئے گا۔۔۔ پل باندھیں ابھی اپنے آنسوؤں پر۔۔۔"

عینا نے اس کی بات پر اسے گھورا لیکن رونا بند نہیں کیا۔ وہ کیوں اس سڑے ہوئے انسان کی بات مانے۔ اس نے ولی کو دیکھتے ہجکی لی۔ اور ولی نے اس ڈھیٹ لڑکی کو گھورا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کتنی دیر لگے گی؟" عینا نے ولی کو اگنور کرتے مینیجر سے پوچھا۔ "میں بس دو منٹ۔۔۔" وہ عاجزانہ انداز میں گویا ہوا۔ اور پاس کھڑے مکینک کو جلدی کرنے کا بولا۔ ولی نے عینا کے اگنور کرنے پر مٹھیاں بچپنی تھیں۔ ایک دم سے لفت چلنے لگی تو ہانی نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور حمدان کی طرف بڑھی۔ حمدان نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کے پچھے کو قدم بڑھائے۔ وہ پچھے ہوا اور ہانی اس کی طرف بڑھی۔ ہانی نے اس کے منہ سے ٹیپ ہٹانی چاہی۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔ ہانی نے اسے گھما کے ہاتھ کھولے۔ حمدان نے اپنے منہ سے خود ٹیپ اتار لی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کھتا لفت رکی اور کھل گئی۔

ہانی باہر کھڑے ولی کی طرف بڑھی اور حمدان عینا کی طرف۔ عینا نم آنکھوں سے مسکراتی حمدان کی طرف بڑھی اور اس کے سینے سے لگ گئی۔



گلے وہ حمدان کے لگی تھی دل کی دھڑکن ولی چودھری کی بڑھی۔ "مجھے ڈرایا بندر۔۔۔" اس کے گلے لگے ہی عینا نے اس کے سینے پر ہلاکا سام کا مارتے کہا اور مسکرائی۔ اور ولی کی نظر اس کے ڈمپل پر پڑی۔

تحوڑی دیر پہلے وہ ولی کو روئی بری لگ رہی تھی اور اب ہنستی ہوئی زہر لگ رہی تھی۔

وہ سر جھٹکتا ہانی کی طرف بڑھا۔ جو کہ مینیجر کو تھینکس بول رہی تھی۔ پریشانی کا عصر بھی اس کے چہرے پر نہیں تھا۔ وہ ولی چودھری کی بہن تھی۔ اس کی طرح مضبوط۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا نے ہانی کو دیکھا۔ ہانی اسے پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔ اب یہ عالم تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے لگی تھیں۔ اور ان کی دائیں جانب ولی اور بائیں جانب حمدان کھڑا تھا۔ وہ دونوں باتوں میں مگن ان دونوں کو بھول چکی تھیں۔

"ہانی چلو۔" آکتا کے ولی بولا تھا۔ ہانی ہنسنے عینا کو بائے بولتی آگے بڑھ گئی۔ ولی بھی اس کے پیچھے گیا۔ حمدان درانی نے ہانی کو گھورا۔ یہ تو طے تھا کہ وہ اس لڑکی کی آج والی حرکت بھولنے والا نہیں تھا۔ جبکہ عینا بھی ولی کی پشت کو گھورتے حمدان کی طرف بڑھی۔

وہ چاروں شاپنگ کیے بغیر ہی آگے پیچھے شاپنگ مال سے نکلے۔ ولی اور ہانی اپنی کار میں بیٹھ گئے اور عینا اور حمدان اپنی کار میں۔

ولی نے کار دائیں طرف موڑی اور حمدان نے بائیں طرف۔ پھر بھی دونوں نے بیک وقت بیک مرر سے ایک دوسرے کی کار کو گھورا۔

"میں بھا بھی کو پار لر چھوڑ آیا تھا۔ آپ پک کر لینا۔۔۔" میر کا میسح پڑھتے ہی وہ آفس سے نکلا۔ اسے "ok" کار پلانی کرتے وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔ مراد بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آنچ پروشہ چودھری اور آلیار شاہ کا شادی کے ایک ہفتے بعد شہر کے سب سے بڑے ہوٹل میں ولیمہ تھا اور وہ آج بھی آفس آیا تھا۔ اربخمنٹ سارے میر شاہ کی زمہ داری تھی اسی لیے وہ بے فکر تھا۔

اسے خود بھی تیار ہونا تھا۔ اسی لیے پہلے وہ شاہ والا گیا۔ وہاں سے تیار ہو کے وہ وشہ کو لینے پہنچا تھا۔ ویسے تو گھر میں ڈرائیور بھی تھے اور میر بھی تیار ہی تھا لیکن وہ وشہ کو خود پک کرنا چاہتا تھا۔

وہ گرے کلر کی میکسی میں فل میک اپ لک میں جوڑا کر کے، دو لٹیں دونوں کندھوں پہ لٹک رہی تھیں۔ سچ سچ کے چلتے وہ آلیار کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ہیل میں چلنے میں اسے پروبلم ہو رہی تھی کیونکہ شاید وہ پہلی دفعہ پہن رہی تھی۔ آلیار کو ایسا لگا تھا۔

ہاتھ میں پاؤ چ تھا۔ وہ سراپا بدی ہوئی تھی۔ جیسے جیسے وہ آلیار کی طرف بڑھ رہی تھی اسے جکڑ رہی تھی۔ اس کے ساتھ دوشہداہ والا کی ملازمہ تھیں جو شاید چلتے ہوئے اس کی تعریف کر رہی تھیں۔ اور وشہ ان کی تعریف پہ جھنپ رہی تھی۔ اور آلیار شاہ نے اس کی گالوں پہ سرخی دیکھی تو نگاہ فوراً دوسرا طرف کی۔

شاید نکاح کے دو بولوں کا اثر تھا۔ یہ لڑکی ایک ہفتے میں ہی اس کے دل پہ قابض ہو رہی تھی۔ لیکن وہ ٹھہرانا پرست اور بے خبر۔

вшہ کے ساتھ جو عورتیں تھیں وہ مراد کے ساتھ آئی گاڑی میں بیٹھ گئیں جب کہ وشہ آلیار کی طرف بڑھی۔ آلیار سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ وشہ اس کے پاس کھڑی نرسوس ہو رہی تھی۔ وہ کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"چلیں؟" آخر کار و شہ نے ہمت کر کے اسے مخاطب کیا۔ "جی مگر میں تو اپنی والٹ کو لینے آیا ہوں" آلیار بھر پور سنجیدگی سے گویا ہوا۔ و شہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اب میک اپ کے اسے اتنا بھی تبدیل نہیں کیا تھا کہ وہ اسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیتا۔

"میں ہی ہوں۔۔۔" و شہ نے دانت پیستے کہا۔ "دیکھیں میم میں مسنز پرو شہ آلیار شاہ کی بات کر رہا ہوں۔۔۔" آلیار نے اس کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑتے کہا۔ عجیب سا پیار اسا احساس ہوا تھا اس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ جوڑتے۔

"میں مسنز پرو شہ آلیار شاہ ہی ہوں۔۔۔" و شہ نے اسے گھورتے یقین دلا یا۔ وہ زوج ہو رہی تھی لیکن اس سارے معاملے میں اس نے آلیار کی آنکھوں کی چمک کی طرف دھیان نہیں دیا۔ وہ سنجیدگی سے اس کے قریب ہوا۔ نیچے سے اوپر تک اچھے سے جائزہ لینے کے بعد وہ ہلکا سا اس کی طرف جھکا۔ پر میری بیوی تو اتنی خوبصورت نہیں تھی۔۔۔" دلکش انداز میں لبوں پہ مسکراہٹ روکے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔ و شہ کو اب سمجھ آئی وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ و شہ جھجک کے پیچھے ہوئی۔ آلیار نے مسکراہٹ دبائی۔

اور اس کے لیے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ اپنی میکسی سنبھالتی بیٹھ گئی۔ آلیار بھی گھوم کے کار میں بیٹھا، کار سٹارٹ کرنے تک و شہ اس کا جائزہ لے رہی تھی جو بلو تھری پیس میں بال بنائے، واقع لگائے ہلکی سی مسکراہٹ جو اس کی وجہت کو چار چاند لگا رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

مسکر اہٹ اس کے لبوں سے ابھی بھی جدا نہیں ہوئی تھی کیونکہ بغیر دیکھئے بھی وہ جانتا تھا وہ شے اس کا جائزہ لے رہی ہے۔ سٹرک پہ کار لاتے آلیار نے وہ شے کو دیکھا جو ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟" وہی بھر پور سنجیدگی والا طنز۔ وہ شے نے فوراً نگاہ کا زاویہ بدلتا۔ اور کھڑکی کے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ اب آلیار سکون سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ہال سے پار لر تک کافاصلہ 20 منٹ کا تھا اور آلیار کے دل نے خواہش کی آج یہ 20 منٹ جلدی ختم ناہو۔

ڈرائیونگ کرتے آلیار نے ہاتھ بڑھا کے کار میں میوزک آن کیا۔

نالزہب
"سنگ تیرے راستہ، صدیوں کا واسطہ
پھر سے جینے کی اک توں ہی وجہ
تجھ میں لکھا ہوں میں، تجھ سے جڑا ہوں میں
تو میرا روگ ہے، تو ہی دوا

میوزک آن ہوتے ہی وہ شے نے گردن موڑ کے آلیار کو دیکھا۔ اور آلیار کو لگا کہ سنگر اس کے جذبوں کی عکاسی کر رہا ہے۔

"تو ہی ہے عاشقی، تو ہی آوارگی

اگلے بول پہ آلیار نے فوراً ہاتھ بڑھا کے گانبدلہ تھا۔

"ہو کرم خدا یا ہے، تجھے مجھ سے ملایا ہے

تجھ سے مل کے ہی تو مجھے جینا آیا ہے

او تیرے سنگ یاراں۔ خوش رنگ بہاراں

تورات دیوانی۔۔۔ میں زرد ستارہ۔۔۔

نالزہب

اگلا گانا بھی آلیار کے جذبوں کی چغلی کھارہا تھا۔ وشه نے اس بار بھی گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ اور آلیار نے فوراً ہاتھ بڑھا کے گانبدلہ۔

"ہن تیرے بن، ناممکن کرنا گزارا ہو گیا

اللہ دی قسم، اللہ دی قسم توں مینیوں اینا پیارا ہو گیا

تیرا ٹرناوی جنت اے، تیری تمیز جنت اے،

اوجنت۔۔۔

وشه نے تیسری دفعہ اس کے گانا بد لئے پہ اس کو نہیں دیکھا۔ جانتی تھی وہ کنفیوژن ہور ہاتھا۔ لیکن اس بار آلیار نے اگلے بول سے پہلے ہی فوراً ہاتھ بڑھا کے میوزک پلیسٹر ہی آف کر دیا۔

وشه نے اپنی ہنسی کا گلہ ہونٹ دانتوں تلے دبا کے گھونٹا اور آلیار شاہ اپنی جگہ خوا مخواہ ہی چور سا ہو گیا۔ "وہ یہ میر شاہ کی کلیکشن ہے۔۔۔" آلیار نے وشه کی طرف دیکھ کے اپنی صفائی دی تھی۔ وہ پچھتار ہاتھا آتے ہوئے وہ میر کی کار لے آیا تھا۔ اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میر کے پاس سارے سونگز رومنٹک ہی تھے۔

اپنی عادت کے بر عکس اس نے آج وشه کو صفائی دی۔ اس کے صفائی دینے پہ وشه نے مسکراتے سرا ثبات میں ہلا دیا۔

وہ امی کے سرہانے بیٹھی تھی۔ امی کی آج بھی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے امی کو کھانا کھلا کے سونے کی دوادی۔ اور تین گھنٹے بعد جا کے امی کی آنکھ لگی تھی۔ لیکن ابھی بھی امی منہ میں کچھ ناکچھ بڑ بڑا رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"چھوٹے شاہ۔۔۔ دھیان سے چوت لگ جائے گی۔۔۔" پری نے جھک کے کان امی کے ہونٹوں کے قریب کیا تو یہ جملہ سنائی دیا۔

جس دن امی اپنے بھائی اور بھتیجوں کو یاد کر لیتی وہ ایسے ہی یہاں ہوتی تھیں۔ پری ضبط کرتی اٹھی اور مغرب کی نماز ادا کی۔

کھانا امی کو کھلا دیا تھا لیکن امی کی حالت دیکھ کے اپنی اس کی بھوک مر گئی تھی۔ ڈوپٹہ اتار کے اس نے بیڈ پر رکھا اور امی کو ایک دفعہ دیکھا جواب سکون سے سور ہی تھیں۔ لیکن پری کو آج پھر رونا آرہا تھا۔

وہ اٹھی اور دراز سے امی کی ڈائری نکال لی۔ یہ ڈائری امی اپنی جوانی میں لکھتی تھیں۔ اس نے بہت دفعہ دیکھی لیکن پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ سب تو وہ امی کی زبانی سن چکی تھی۔ پھر بھی آج اس نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے کھول لی ڈائری۔

"میں فاطمہ شاہ۔۔۔ شاہ انڈ سٹری کے اوپر کی اکلوتی بہن۔۔۔ بھائی کی لاڈلی۔۔۔ مووم اور ڈیڈ کی وفات کے بعد بھائی ہی میرے باپ اور وہ ہی میری ماں۔۔۔ (پری پڑھتے ہوئے ہلکا سامسکرائی۔)

میں نے زندگی میں مووم اور ڈیڈ کو کیا کھو یا بھائی کی سانس مجھ میں اٹک گئی۔ وہ ہر وقت فاطمہ فاطمہ کرتے رہتے اور پھر میں نے ان کے ساتھ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دیا۔

کہتے ہیں جب خوشیوں کو نظر لگنی ہوا یک پل بھی نہیں لگتا۔ بھائی کو اپنی سیکر ٹری پسند آگئیں۔ وہ اپنی مرضی کے مالک انہیں بیاہ کے ہمارے گھر لے آئے اور پھر یہاں سے شروع ہوا میری خوشیوں کا زوال۔۔۔ بھا بھی بھائی کے سامنے تو گھنی میسنی بنی رہتی اور میرا بہت خیال بھی رکھتی اور ان کے بعد مجھ سے ہر بر اسلوک کرتی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

(پری نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔۔)

اور پھر یہ معمول بن گیا۔ خود کام بگاڑ کے مجھ پہ الزام لگا دینا۔ اور پھر مجھے محبت ہو گئی۔ ہوئی بھی اس سے جو خود بزدل تھا۔ بھائی کا پر سفل ملازم۔ احسن۔۔۔ وہ نظریں تک نہیں اٹھاتا تھا میرے سامنے اور میں اس کی دیوانی ہو گئی تھی۔ لیکن یہ بات میں نے خود سے بھی چھپائی لیکن ناجانے کیسے یہ پنپتے جذبے بھا بھی کی نظر میں آ گئے اور پھر۔۔۔ انہوں نے مجھ پہ بھائی اور احسن کے سامنے الزام لگا دیا۔ میں بھائی کی نظر میں خود کو گرتا دیکھ ساکن ہو گئی۔ وہ میرے بھائی نہیں تھے میرے بھا بھی کے شوہر بن گئے تھے۔ اور احسن۔۔۔ اس کا حال لہو کاٹو بدن نہیں تھا۔ کیونکہ بھا بھی نے اس کو بھی اس کھیل میں بر باد کر دیا تھا۔ بھائی میرے سامنے کھڑے ہو کے اپنے سر کی قسم کھا کے پوچھ رہے تھے فاطمہ کیا تم احسن سے محبت کرتی ہو؟ اور میں۔۔۔ میں خالی خالی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ نہیں جانتی کہ کب میرا سر اثبات میں ہلا اور بھائی کا ہاتھ اٹھا اور میرے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔

میرے گھر کے درودیوار ہل گئے۔ اور بھائی نے شام کو ہی نکاح خواہ بلا کے مجھے احسن کے نام باندھ دیا۔ احسن۔۔۔ سدا کا بزدل۔۔۔ نامیری محبت سے انکار کر پایا اور ناہی مجھے اپنا پایا۔۔۔ اس کے سنگ رخصت ہو کے جانا بھی کہاں تھا؟ وہ تو ہماری انیکسی میں رہتا تھا۔ میں بھی اس دوکمرے کے مکان میں آگئی۔ اب میں فاطمہ شاہ نہیں تھی اب میں فاطمہ احسن تھی۔ (پری کے آنسو تھم نہیں رہے تھے۔ یہ باتیں وہ شروع سے جانتی تھی لیکن امی کے الفاظوں میں جو غم تھا وہ تو آج محسوس ہو رہا تھا۔)

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اور پھر زندگی بس چلنے لگی۔ احسن پورا دن ابھی بھائی کے ساتھ ہی کام کرتا لیکن اب اس کی جگہ پہلے والی نہیں تھی اور مجھ سے تو بھائی بیگانہ ہی ہو گئے کیونکہ بھا بھی نے ان کے دل میں میرے لیے کسی طرح کی گنجائش چھوڑی ہی نہیں تھی۔

زندگی میں اب میرے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ محبت پاکے بھی ادھوری تھی کیونکہ احسن کو میں پسند نہیں تھی کیونکہ وہ مجھ سے ابھی بھی مالک اور ملازم والا رشتہ رکھ رہا تھا۔

میری خوشیاں تو تباہ واپس آئیں جب مجھے پتہ چلا کہ بھائی کے ہاں نخا مہمان آنے والا ہے۔ لیکن بھا بھی ابھی بچہ نہیں چاہتی تھی۔ بھائی کے جانے کے بعد میں بھا بھی کے پاس گئی۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ بس بھائی کے بچے کو دنیا میں لے آئیں اسے سنبھال میں لو گئی۔ بھا بھی کو لا کھ مجھ سے بیر سہی لیکن وہ کام مجھ سے لیتی تھی۔ اور پھر بھائی کی بھی خواہش تھی کہ ان کا بچہ دنیا میں آتا۔ اللہ نے بھائی کو نعمت سے نوازا۔ وہ بیٹا بھائی کا تھا لیکن مجھے ایسے لگتا تھا کہ اللہ نے وہ نخا شاہ میرے لیے بھیجا ہے۔ میں پورا دن اسے سنبھالتی۔ بھائی کو یہ پتہ تھا لیکن وہ خاموش رہے۔ شاید جانتے تھے ان کی بیوی اس قابل نہیں کہ اپنے بیٹے کی پرورش کرتی۔ بھا بھی کو تو آزادی چاہیئے تھی۔ شاہ میرے پاس رہتا۔ ہم پورا دن کھیلتے۔ اور ان سب میں میں نے احسن کو فراموش کر دیا۔

میرا شاہ تین سال کا ہو چکا تھا۔ جب اللہ نے بھا بھی کی دوبارہ سنی۔ ایک دم دل ادا س بھی ہوا تھا۔ شادی شدہ تو میں بھی تھی لیکن میرے اور احسن کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں تھا کہ میں اپنی اولاد کو اس دنیا میں لاتی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

پھر بھی میں اللہ سے شکوہ نہیں کرتی تھی۔ اور پھر اللہ نے مجھے ایک اور بیٹی ہاں وہ بھی میرا، ہی بیٹا تھا کیونکہ اسے بھی مجھے ہی پالنا تھا۔ میرا چھوٹا شاہ۔۔۔ وہ بہت نک چڑا تھا۔ (پری ہلکا سا مسکرائی) بہت ضدی بھی۔ جو بات میرے بڑے شاہ نے نظر انداز کی کہ ان کی ماں ان کے باپ کے جانے کے بعد پورا پورا دن گھر سے باہر رہتی تھی اور ان کو اپنے بیٹوں سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ میرا چھوٹا شاہ اس بات کو محسوس کرتا تھا۔ تھا تو ابھی صرف ایک سال اور چند ماہ کا لیکن افف اس کا خرہ۔۔۔ اس کے کام بڑوں والے تھے۔ میں نے بڑے شاہ کے بعد چھوٹے شاہ کو پایا تو مجھے لگا میں مکمل ہو گئی۔

لیکن ناجانے کیوں میری خوشیوں کی عمر اتنی چھوٹی کیوں تھی۔ میرا بڑا شاہ پانچ سال اور چھوٹا شاہ دو سال کا تھا جس دن مجھے یہ خبر ملی کہ بھائی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور وہ موقع پہ ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور ان کی کار میں احسن بھی تھے۔ میں اپنے دونوں بیٹوں کو پکڑے سامنے کھڑے ملازم کو سن رہی تھی اور میرے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ اور پھر کب بھائی کی تدفین ہوئی کب احسن کو اللہ نے نئی زندگی دی میں نہیں جانتی۔۔۔ بھائی کی تدفین کے تیسرے روز ہی بھا بھی نے میرا سامان گھر سے باہر پھینک دیا۔

مجھے وہ اب اس گھر میں مزید نہیں برداشت کر سکتی تھیں۔ میں نے ان کی لاکھ منتیں کیں کہ میرا بڑا شاہ سکول سے واپس آجائے میں اس سے مل کے چلی جاؤں گی۔ اور چھوٹا سا تو بے خبر کمرے میں سورہا تھا۔ لیکن بھا بھی نے میری ایک ناسنی اور مجھے نکال دیا۔ مجھے گھر کے ملازم نے احسن جس ہسپتال میں تھے وہاں اتنا دیا۔ اور پھر میں نے احسن کی دن رات خدمت کی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اس دوران ایک دن بھی ایسا نا تھا کہ مجھے اپنے شاہ یاد نہ آئے ہو۔ ناجانے کیسے میرے بعد بڑے شاہ نے چھوٹے شاہ کو سن بھالا ہو گا۔ کیسے وہ کھانا کھاتے ہوں گے۔ کس کے ساتھ کھلیتے ہوں گے۔ کون انہیں اچھے اور برے کی تمیز سکھاتا ہو گا۔

بھا بھی نے ناجانے میرے بعد انہیں کیا کہا ہو گا۔

میں پورا دن یہ سوچتی اور چپ چاپ احسن کی خدمت کرتی۔ وہ تندرست ہو رہے تھے۔ اب وہ میری طرف توجہ بھی دیتے پر مجھے اب ان کی توجہ کی ضرورت نہیں تھی۔

ایک دن انہوں نے مجھے بتایا کہ بھا بھی نے ان سے کہا تھا اگر میرا بچہ اس دنیا میں آیا تو وہ اسے پیدا ہونے سے پہلے ہی مر وا دیں گی اسی لیے احسن میرے قریب ہی نہیں آئے۔ ہمارا بچہ اس دنیا میں آیا ہی نہیں۔ میں اس دن احسن کو دیکھ رہی تھی اور وہ آنسو بہار ہے تھے۔

مجھ سے معافی مانگ رہے تھے۔ میں کہا کہتی ان سے؟ میں نے انہیں معاف کر دیا۔ پھر میری بھی اللہ نے سن لی۔ مجھے پری دی۔ پریشے احسن۔ اس کو گود میں لیتے احسن نے اس کا نام تجویز کیا تھا۔

پری مجھے میرے چھوٹے شاہ جیسی لگتی تھی۔ نک چڑی تھوڑی سی ضدی۔ اور پھر جس دن اس نے پہلی دفعہ پاپا بولا۔ احسن اس دنیا کو اور مجھے چھوڑ گئے۔ میں اللہ سے شکوہ نہیں کرتی تھی لیکن اس دن میں بہت روئی تھی۔ اللہ سے بہت شکوے بھی کیے۔ لیکن صبر آتے آتے آہی گیا۔ اور میں پری میں گم ہو گئی۔ اکثر سوچتی تھی اللہ اگر مجھے پری بھی نا دیتا تو میرا کیا ہوتا؟ اس بات کے لیے ناجانے کتنی راتیں میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ بس ایک خواہش ہے اب۔ مر نے سے پہلے میں اپنے دونوں شاہ کو گلے لگانا چاہتی ہوں۔

(پری کی بس ہوئی تھی۔)

اس نے جلدی سے وہ ڈائری بند کر دی۔ وہ ہچکیوں سے روئی تھی۔ امی کو دیکھا جواب سکون سے سورہی تھیں اور پھر پری اٹھی اور وضو کر کے جائے نماز پہ بیٹھ گئی۔

اللہ کے در کے علاوہ کہیں بھی اس کا غم ہلاکا نہیں ہونا تھا۔ یہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔

وہ کمرے میں چکر لگاتے ہانیہ چوہدری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تھک ہار کہ وہ بیڈ پہ ٹانگیں نیچے کیے سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھے لیٹ گیا۔

"حمدان درانی سے پنگا بھاری پڑے گا تمہیں محترمہ" حمدان نے آنکھیں بند کی توہانی کا چہرہ لہراتے دیکھ دل میں سوچا تھا۔

"حمدان درانی اور خود کے ساتھ ہوئی زیادتی بھول جائے؟ مذاق ہے کیا؟" اسی پوزیشن میں لیٹا وہ اب مسلسل ٹانگیں ہلا رہا تھا۔ آج تک ہانیہ اس کے لیے اجنبی تھی لیکن اب وہ حمدان درانی کے دشمنوں کی لسٹ میں آگئی تھی۔ اور اسے اب حمدان درانی کے عتاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ لیکن حمدان درانی ایک بات نہیں جانتا تھا کہ وہ کوئی عام اڑکی نہیں تھی وہ ہانیہ چوہدری تھی۔ ولی چوہدری کی بہن۔

پر پل رنگ کی نیچے پیروں تک آتی فراک پہنے، بالوں کو سٹریٹ کر کے کمر پہ ڈالے وہ بالکل کوئی بار بی ڈول لگ رہی تھی۔

مسکراتی وہ سٹیج کی طرف بڑھی۔ جہاں آلیار اور پوشہ مسکراتے مہمانوں سے مبارکباد و صول کر رہے تھے۔ وشه نے آگے بڑھ کے ہانی کو گلے لگایا۔ اور میر شاہ جو کہ آلیار کے ساتھ سٹیج پہ کھڑا تھا ہانی کو دیکھتا ہی نیچے کی طرف چل دیا۔ ہانی نے اسے دیکھتے سر جھٹکا اور ان دونوں کی طرف بڑھی۔

میر نے بھی آج بلیک تھری پیس پہننا تھا جس میں وہ بہت نچ رہا تھا۔

"شادی کے ایک ہفتے بعد ولیمہ مبارک ہو جی جا جی۔" ہانی نے شراری سے آلیار کو دیکھتے کہا۔ میر کی طرف سے جو بھی اسے خدشات تھے وشه کو اس شاندار مرد کے پہلو میں اتنا خوش کھڑا دیکھ کے وہ ہوا ہوئے تھے۔ اس کے جیجا جی کو توڑ کے کہنے پہ آلیار مسکرا کیا۔ "شکر یہ سالی جی۔" وہ بھی مسکراتا اسی کے انداز میں بولا۔ وشه نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ وشه نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلتے۔

اب وہ دونوں سٹیج پہ موجود صوفے پہ بیٹھ چکے تھے۔

"وہ لڑکی مجھے گھور رہی ہے۔" وشنے جبرا مسکراتے سامنے دیکھتے ہی ہلاکا سا جھک آلیار سے کہا۔ آلیار کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ تھی۔ "ڈونٹ دری۔" چاروں طرف دیکھو۔ کوئی ناکوئی لڑکی تمہیں گھور رہی ہے۔" آلیار نے سامنے دیکھتے ہی اسے کہا تھا۔ سٹیج پہ بیٹھ کے مسکراتے بات کرتے وہ میپی کپل لگ رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه نے اس کی بات پہ چاروں طرف دیکھا۔ وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ کوئی ناکوئی ٹیبل پہ کوئی ناکوئی لڑکی اسے خوانخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے اس سب کا کیا بگاڑا ہے؟" وشه نے گردن موڑ کے سنجیدگی سے بالکل قریب بیٹھے آلیار کو دیکھتے کہا۔
اس بار آلیار نے بھی گردن موڑی تھی۔

"آلیار شاہ کی بیوی بن چکی ہیں آپ محترمہ۔۔۔ ابھی کچھ بگاڑنا باقی ہے کیا؟" اس نے وشه کی طرف دیکھ کے ہلکی سی مسکراہٹ لیے کہا تو وشه جل بھن گئی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ سب آپ کی بیوی بننا چاہتی ہیں۔۔۔" وشه نے آبر و اچکاتے دیکھ اس سے سوال کیا۔
"کافی سمجھ دار ہیں آپ۔۔۔" آلیار گردن سیدھی کر چکا تھا۔ زیادہ دیر اسے دیکھتا تو تعریف کر دیتا اسے ایسا لگ رہا تھا۔

"ہنہ۔۔۔ انہیں اپنی چوائس پہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔" وشه نے آلیار کو دیکھتے طرز کیا۔

"ابھی تو وہ میری چوائس پہ غور کر رہی ہیں۔۔۔" آلیار نے وشه کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے اس کے طرز کا بر امانے بغیر کہا۔

"یہاں بیٹھی ہر لڑکی کا کرش ہوں میں۔۔۔" ہلاکا ساوشه کی طرف جھک کے دوبارہ اسے تنگ کرنے کی نیت سے آلیار نے کہا۔ کیونکہ وہ چپ اچھی نہیں لگی۔ ورنہ اسے کسی لڑکی کی سوچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"Oh what a confidence... By the way "

وشه اس بار اس کی طرف گھومی۔ "لڑکیوں کی چوائیں کو آخر ہو کیا گیا ہے جو آپ ان کا کرش ہیں۔۔" وشه کے جل بھن کے کہنے پہ آلیار نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ ورنہ دل کر رہا تھا کہ قہقاہ گائے۔ "کوئی جیسا ہو رہا ہے؟" آلیار نے نظریں سامنے ہی جمائے وشه پہ طنز کیا۔ "جی آپ کی گرل فرینڈز۔۔" وشه نے لڑکیوں کو دیکھتے اس کے طرز کا جواب دیا۔ اور اس بار آلیار کا قہقاہ بے ساختہ تھا۔ وشه جل بھن گئی اس کی ہنسنے پہ۔

اور تھوڑی دور ٹیبل پہ بیٹھی میر شاہ کے دل، گردے، پھپھڑے سب جل بھن گئے۔

نالز جب

وہ سٹیبل سے وشه اور آلیار کی تصویریں بنائے اتری تھی۔ اچھی سی تصویر دیکھ کے عیناً اور پری کو سینڈ کرتے وہ اپنے ٹیبل کی طرف بڑھنے لگی جب اچانک سے میر شاہ اس کے سامنے آیا۔

وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ "یہ کیا بد تمیزی ہے؟" ہانی نے دانت پیستے پوچھا۔

مقابل پر سکون تھا۔ "تمہاری دوست نہیں آئی؟" میر نے اس کی غصیلی نظروں کو نظر انداز کرتے پوچھا۔ "میر شاہ کے بھائی کے ولیمے میں میری دوست کیوں آئے گی؟" ہانی نے سینے پہ ہاتھ باندھتے سنجیدگی سے پوچھا۔ "جب آنا ہی میر شاہ کے پاس ہے تو ابھی سے پر کیلیش کر لے۔۔۔" میر شاہ نے بنادرے کہا تھا۔

" She is not of your's type Meer Shah"

ہانی نے اسے جتایا۔

"She is the only one of mine type ... "

نالزہب

وہ کندھے اچکا گیا۔

"کیوں اپنی ٹانگیں سلامت نہیں رکھنا چاہتے تم۔" ہانی نے اس کی ٹانگوں کو دیکھتے ہاتھ بھینچے۔

"تمہیں لگتا ہے کوئی میر شاہ کی ٹانگیں توڑ سکتا ہے؟ ہاؤ فنی۔" "وہ تمسخر سے بولا۔" توڑ نے کو بہت لوگ ہیں بس کوئی تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا۔" ہانی بھی کم نہیں تھی۔

"کتنا کتفیڈ نہیں ہے تم میں۔" تھوڑا سا اپنی دوست کو بھی دے دو۔" وہ پھر سے گھوم کے پری پہ آگیا تھا۔

"بار بار میری دوست پہ مت آؤ۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا۔" اب تو آگیا ہوں تمہاری دوست پہ۔" میر شاہ نے بنادرے اس کی انگلی کو پیچھے کیا۔

"تم سے ڈھیٹ انسان میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔" ہانی نے اس سے اپنی انگلی چھڑاتے غصے سے کہا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"دیکھو گی بھی کیسے؟ میر شاہ اکلوتا پیس ہے اس دنیا میں۔۔۔" وہ اپنی انگلیوں کو چڑکاتے سکون سے بولا۔
"بد تیز۔۔۔" ہانی اسے گھورتی اپنے ٹیبل کی طرف بڑھی۔ "ساتھ نہایت بھی لگالو۔" میر باز نہیں آیا تھا۔

آلیار اور وشهہ واپسی پہ مکاواۓ کے طور پہ چوہدری ہاؤس آئے تھے۔ اب وہ سب ڈرائیور میں بیٹھے تھے۔
ولی نے ابھی بھی بلیک تھری پیس پہ پہنانا ہوا تھا۔ آلیار، وشهہ، ہانی، ولی اور مسز چوہدری سب موجود تھے۔ آلیار
بھی رائل بلو تھری پیس میں ہی موجود تھا جب کہ ہانی اور وشهہ کپڑے بدل چکی تھیں۔ آلیار داماد کے طور پہ پہلی
دفعہ آیا تھا اسی لیے مسز چودھری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کی راہ میں آنکھیں بھی بچھا دیتی۔ وہ تو اس کے
صدقے واری جاری تھیں۔

آلیار صرف مسکرا رہا تھا۔ جبکہ وشهہ کے منہ کے زاویے بگڑے ہوئے تھے۔

"بیٹھے وشهہ آپ کو زیادہ تنگ تو نہیں کرتی؟" مسز چودھری نے پیار سے پوچھا۔ ولی مسکرا یا تھا۔ ہانی نے بھی
مسکرا ہٹ دبائی۔ (تنگ تو بہت کرتی ہے) وشهہ کی طرف دیکھتی آلیار کی آنکھیں یہ کہہ رہی تھیں۔ وشهہ نے اس
کی طرف دیکھ کے آنکھیں دکھائیں اور نفی میں سر ہلا کیا۔ (شکایت مت لگائیں پلیز۔۔۔) وشهہ کی آنکھوں میں
اتجاح تھی۔ آلیار ہلاکا سا مسکرا یا۔

"نہیں آنٹی۔۔۔ ماشاء اللہ بہت عقلمند ہے آپ کی بیٹی۔۔۔" سامنے ہانی کے ساتھ بیٹھی وشهہ کو نظر وہ کے حصار
میں لیتے آلیار نے کہا۔ وشهہ جانتی تھی وہ طنز کر رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 مسز چوہری و شہ کو دیکھتی مسکرائی۔ وہ بھی ان کو دیکھ کے مسکرائی۔ ہانی اور ولی اٹھ گئے تھے۔ "آپ کے داماد بھی بہت اچھے ہیں۔۔۔" و شہ نے اپنا بد لہ لینے کی کوشش کی۔ آلیار کو طنز کی آمیزش صاف محسوس ہوئی۔
 "ماشاء اللہ۔۔۔" مسز چوہری ہلاکا سا مسکراتے بولی۔

"بس آنٹی اللہ کا کرم اور آپ کی دعا ہے۔۔۔" آلیار بغیر شر مند ہوئے پوری ڈھنڈائی سے بولا۔ و شہ نے توبہ کرتے اس کی طرف دیکھ کے کان کو ہاتھ لگایا۔ آلیار مسکراہٹ دبا گیا۔

"اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھیں۔۔۔" انہوں نے صدق دل سے دعا دی۔ اور دونوں نے دل سے "آمین" کہا۔

نالزہب

.....

کافی رات ہو چکی تھی۔ وہ دونوں مکلاوے کے لیے آئے آج چوہری ہاؤس، ہی رکے تھے۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا و شہ کے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ و شہ ابھی کمرے میں نہیں آئی تھی۔ وہ ہانی کے کمرے میں تھی۔ وہ اٹھا اور و شہ کے سڑی ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اس کا کمرہ اس کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ایک طرف بک شیلف تھی جس میں دنیا جہاں کے نالز تھے۔ وہ ایسے ہی اپنی بوریت دور کرنے کے لیے اس کی بک شیلف دیکھ رہا تھا۔ ایک کتاب نکالی جس پہ "دیوانگی" لکھا تھا۔ آلیار نے نا سمجھی سے پہلے اسے الٹ پلٹ کے دیکھا۔ اور پھر اس نے بالکل درمیان سے وہ نال کھولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اسی وقت کمرے میں وشهہ داخل ہوئی۔ وہ دروازہ پلٹ کے مسکراتے مڑی اور اس کی مسکراہٹ سمٹی۔ آلیار کے ہاتھ میں موسٹ رومانٹک ناول دیکھ کے وہ اس کی طرف بھاگی۔

"آلیار۔۔۔" اس سے وہ چھین کے اس کا نام وشهہ نے عجیب طریقے سے پکارا۔ لیکن شاید دیر ہو چکی تھی۔ آلیار کے چہرے پہ ایک دم سرخی پھیلی۔

وشهہ نے اسے دیکھ کے نظریں چڑائی۔ جبکہ ناول کا وہ صفحہ ابھی بھی کھلا تھا۔ وشهہ کی نظر سامنے لکھے سین پڑی اور اس کا دل کا کیا کاش وہ یہاں سے غائب ہو سکتی۔

"آپ یہ پڑھتی ہیں؟" آلیار کے لمحے میں بے یقینی تھی۔ اس نے انگلی اٹھا کے ناول کے سین کی طرف اشارہ کیا۔ جبکہ لمحہ ایسا تھا کہ یقین نا آیا ہو۔

"وہ اس کے لبوں پہ جھکا۔۔۔" آلیار نے چہرے پہ سرخی لیے ہی رائیٹر کی لکھی گئی لائن کو دھرا یا تھا۔ وشهہ نے آنکھیں میچ لیں۔ صفائی کے لیے کوئی لفظ نہیں ملا۔ وہ یہ بھی نہیں بول پائی کہ اس نے یہ ناول نہیں پڑھا۔ پڑھتے درمیان میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ لیکن آلیار۔۔۔

"استغفرُ اللہ۔۔۔" اس کا سین سوچ کے آلیار نے جھر جھری لی۔ اور اس کے جھر جھری لینے پہ وشهہ قہقاہا گئی۔ "آپ ہنس رہی ہیں؟" وہ اس کے ہنسنے پہ انگلی اٹھا کے پوچھنے لگا۔ "اور کیا کروں؟" وہ آلیار کا دھیان بٹانے لگی۔

"کیا مطلب کیا کریں اس کو آگ لگائیں۔۔۔" اس نے ناول وشهہ سے چھیننا چاہا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔ پسیے لگے ہیں میرے۔۔۔" آلیار کی بات پہ وشهہ نے وہ ناول سینے سے لگایا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں اور لے دوں گا اس کو ابھی آگ لگائیں۔۔۔" آلیار نے اسے پچکارتے کہا۔ "پکالے کے دیں گے۔۔۔"

انگلی اٹھا کے وشه نے تصدیق چاہی۔ "ایسے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔" آلیار ابھی بھی اس ناول پر اٹکا تھا۔

"ایسے سے کیا مراد ہے آپ کی۔۔۔ ہاں۔۔۔" وشه نے آنکھیں کھول کے اسے دکھائیں۔ "ایسے چیپ۔۔۔"

آلیار نے انگلی اس کے سینے سے لگے ناول پر رکھتے اسے باور کروایا۔ "کیا چیپ؟ آپ نے میرے نالزہب کو چیپ کہا۔۔۔" وشه نے صدمے سے پوچھا۔

"ہاں تو اور کیا کہوں۔۔۔" آلیار نے سینے پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔ "وہ صرف ایک سین ایسا تھا۔ اور ویسے بھی ناول ز بہت اچھے بھی ہوتے ہیں۔ یہ تو بس کوئی کوئی۔۔۔" وشه کو کہاں منظور تھا ناولوں کے خلاف لفظ بھی۔

"ہاں جی کافی اچھے ہوتے ہیں ابھی جو ایک سین پڑھا میں نے وہ بھی بہت اچھا تھا۔" وشه کو دیکھتے اس نے طنز کیا تھا۔ "ادھر آئیں۔۔۔" ایک ہاتھ سے ابھی بھی ناول کو قیمتی متاع کی طرح سینے سے لگائے وشه آلیار کا ایک ہاتھ پکڑ کے بیڈ پر بٹھا کے شیف کی طرف بڑھی۔

وہ ناول شیف میں رکھ کے وشه نے وہاں سے کوئی اور نکالا۔ آلیار بیڈ پر بیٹھا اس کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔

وشه نے بالکل اس کے برابر بیٹھ کے اسے ایک ناول دکھایا۔ "یہ دیکھیں۔۔۔ مصحف۔۔۔ پتہ بھی ہے یہ ناول کس پر ہے؟" وہ اپنی پوزیشن کلیسر کر رہی تھی۔ آلیار نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ لا علم تھا۔

"قرآن پر ہے۔۔۔ یہ۔۔۔" وشه نے اس کے علم میں اضافہ کرتے شوخی ماری۔ "اچھا۔۔۔" آلیار نے اچھا پر زور دیا۔ "اب آپ مجھ لے کے دیں گے نا۔۔۔" وشه نے آنکھیں پٹ پٹائیں۔ "کیا؟" آلیار نا سمجھی سے بولا۔ "ناول۔۔۔" وشه نے جوش سے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"نہیں۔۔۔" وہ اس کے قریب سے اٹھ کے بیڈ کی دوسری طرف لیٹنے لگا۔ "اللہ کتنے کنجوس ہیں آپ۔۔۔" وشہ کھڑی ہوتے بولی۔ "بالکل۔۔۔" وہ سکون سے کہتا کروٹ بدل گیا۔

"کیا ہے آپ کو۔۔۔ اتنے پسیے کھاں لے کے جانے ہیں آپ نے۔۔۔ مجھے اگر دس پندرہ ناول لے بھی دیں گے تو کیا ہو جائے گا۔۔۔" وشہ شاید اسے آج منا کے چھوڑنے کے موڑ میں تھی۔

"دس پندرہ اور؟" وہ اٹھ کے بیٹھ گیا۔ "جی صرف دس پندرہ۔۔۔" وشہ پھر سے اس کے پاس بیٹھی۔ آلیار نے مڑ کے اس کی شیف کو دیکھا۔ اور پھر اسے۔

"ایک بھی نہیں لے کے دونگا۔۔۔" وہ بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا۔ ناجانے کیوں۔

"ہنس۔۔۔ ایویں۔۔۔ اللہ جی سے اتنا امیر شوہر مانگتی رہی میں۔۔۔ مجھے تو نالزہب چائے تھے اس لیے۔۔۔ مجھے کیا پتہ تھا وہ امیر کے ساتھ کنجوس بھی ہو گا۔۔۔" وشہ نے شیف میں اپنا ناول رکھا اور واپس آکے بیٹھتی وہ بڑبڑا رہی تھی۔ بڑبڑا ہٹ بھی ایسی کے آلیار نے بخوبی سنی۔ لیکن وہ سکون سے لیٹا رہا۔ وشہ نے اسے گھور کے اس کی طرف پشت کر لی۔ آلیار مسکرا یا تھا۔

"آنٹی آپ نے دیکھا تھا آج۔۔۔ وہ وشہ کی بہن کیسے میر کے پاس کتنی دیر کھڑی رہی۔۔۔" زینی مسز شاہ کے پاس صوفیہ بیٹھتے فکر مندی سے بولی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

جبکہ مسز شاہ خود گھری سوچ میں تھیں۔

"بڑی تو پہلے ہی مسز آلیار بن چکی ہیں۔ اب چھوٹی کے ارادے مجھے خطرناک لگ رہے ہیں۔" ذینی ان کے قریب ہوتے بولی۔ کیونکہ وہ میر شاہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔

وشہ اور آلیار جب سے چوہدری ہاؤس گئے تھے ان کو پریشانی نے گھیر لیا تھا۔ آلیار تو کبھی کسی کی طرف رکا، ہی نہیں۔ وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ جائے گا، ہی نہیں۔ اور اگر گیا بھی تو دو گھنٹے بھی نہیں بیٹھے گا اور اب تو اتنی رات ہو گئی۔ وہ آئے ہی نہیں۔ اوپر سے انہوں نے آج ہانی کو بھی میر کے پاس کھڑے دیکھا تھا۔

مسز شاہ کو غصہ آرہا تھا۔ "نو۔۔۔ نو۔۔۔" وہ ایک دم اٹھتی بولی۔ "میر میری مرضی سے شادی کرے گا۔۔۔" انہوں نے خود کو باور کروا یا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ میر شاہ انہیں کسی کھاتے میں نہیں لیتا۔ اب انہیں کچھ اور کرنا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکراتی زینی کو دیکھنے لگی۔

وہ بھاگتا ہوا یونی میں داخل ہوا۔ ہمیشہ کی طرح ہوا کے گھوڑے پہ سوار وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ جا رہا تھا۔ عیناً اس کی حرکتوں سے تنگ آکے ڈیڈ سے کہہ کے ڈرائیور کے ساتھ آنا شروع کر چکی تھی۔

اپنے ڈیپارٹمنٹ میں وہ ابھی داخل ہوا ہی تھا کہ سامنے سے ہانی آتی دکھائی دی۔ حمدان کے پیروں کو بریک لگنے میں جتنی دیر لگی اتنی دیر میں وہ ہانی سے ٹکر اچکا تھا۔ اور ہانی جو کہ موبائل پہ میسح دیکھ رہی تھی ایک دم اس کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ہاتھ میں چیزیں ساری گری اور بکھر گئیں۔ کتابیں، نوٹس نیچے گرے تھے اور ساتھ ہی ساتھ حمدان درانی بھی نیچے گر چکا تھا۔

وہ ہانی کے قدموں میں بیٹھا اپنا سر پکڑ چکا تھا۔ ہانی نے اسے غصے سے دیکھا۔ "تم---" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے غصے سے تقریباً چیختے کہا۔ پاس سے گزرتے دو تین سٹوڈنٹس نے گردن موڑ کو دونوں کو دیکھا۔ وہاں پر واہ کسے تھی۔

"صحح صبح کس کا چہرہ دکھادیا اللہ جی---" دن برائے گزرے گاب۔ "ہانی نے حمدان کو دیکھتے کہا۔

حمدان نے اس کی بات اگور کیا اور اٹھ کے آگے جانے لگا۔ "اوہیلو۔" یہ اتنے نوٹس اکٹھے کون کرے گا؟" ہانی نے اس کی شرط کو پیچھے سے پکڑ کے گھما یا تھا۔ "تمیز سے---" اپنی شرط اس کے ہاتھ سے کھینچ کے حمدان نے اسے انگلی سے وارن کیا۔

"یہ نوٹس اکٹھے کون کرے گا بادشاہ سلامت؟" ہانی نے کچھ زیادہ ہی تمیز کا مظاہرہ کر دیا تھا۔

"پہلی بات۔" اپنے بیگ کو جھٹکا دے کے حمدان نے کندھے پر رکھتے اسے کہا۔

"یہ میرے نوٹس نہیں ہیں--- دوسری بات۔ میں سب کے منہ نہیں لگتا۔ ایکسکیوویز پلیز---" ہاتھوں کو بالوں میں پھیر کے ایک ادا سے اس نے ہانی سے کہا۔

"تم---" ہانی اس کو کچھ کہتی وہ مڑ چکا تھا۔

ہانی نے اپنے ارد گرد نوٹس دیکھے۔ اور پھر اکٹھے کرتے وہ حمدان درانی کی شان میں گستاخی کر رہی تھی۔ "یہ بندہ کسی دن میرے ہتھے چڑھ گیا نازندہ اس نے نہیں بچنا۔" وہ ایک ایک کر کے پیپر اٹھاتی بڑ بڑا رہی تھی۔ جب

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ایک اور ہاتھ اس کے قریب سے نوٹس اٹھانے لگا۔ اس نے پہلے ہاتھ کو دیکھا اور پھر نوٹس اٹھانے والے کو۔ وہ سید ہمی ہو گئی۔

حمدان نے سارے نوٹس اسے اٹھا کے دیئے۔ ہانی نے پہلے اسے غصے سے دیکھا۔ چلا گیا تھا تواب کیوں آیا تھا مدد کرنے۔ لیکن ہانی نہیں جانتی تھی وہ حمدان درانی تھا۔ بنا کسی مفاد کے تو وہ کمھی بھی نامارے۔ وہ نوٹس اسے کپڑا کے مڑ گیا۔

"اتنا بھی برا نہیں ہے ویسے۔" ہانی نے نوٹس کو دیکھ کے حمدان کی پشت دیکھتے کہا۔ وہ کتنا برا ہے یہ تو ہانی کو وقت ہی بتائے گا۔

نالزہب

وہ تینوں کلاس سے نکل رہی تھیں۔ "ایک تو یہ سر قریشی کو بھی چیز نہیں ہے۔" پتہ نہیں کتنی دفعہ یہ اسائمنٹ دیں گے۔ "عیناً نے منه بنایا تھا۔"

"ہانی یار وہ نوٹس تو دے جو آج تو نے کروائے ہیں میں بھی کروالوں۔" پری نے ہانی سے کہا۔

"اوہاں اللہ کا شکر ہے میرے تو ہو گئے ہیں تم دونوں بھی کروالینا آج۔" ہانی نے نوٹس بیگ سے نکال کے ان دونوں کی طرف بڑھائے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"یہ کم نہیں لگ رہے؟" عینا نے پری سے لے کے نوٹس پلٹ کے دیکھتے کہا۔ "نہیں بہن جی۔۔۔ سارے یونیورسٹیز کے ہیں۔۔۔ اچھا اس میں سے وہ نکال جو آج اسائنسٹ ملی۔۔۔ ابھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔" اپنا بیگ گھاس پہ سچینک کے خود بھی وہاں بر اجمان ہوتے ہانی نے کہا۔

پری اب وہ نوٹس دیکھ رہی تھی۔ "ایک یونیورسٹی کے مس ہیں نوٹس ہانی۔۔۔ اور وہ بھی آج والی اسائنسٹ کے۔۔۔" ہانی کی طرف دیکھ کے پری نے سنجیدگی سے کہا۔ "دھیان سے دیکھ۔۔۔ یار میں سارے لائی تھی۔۔۔" اس سے نوٹس لیتے ہانی نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے دیکھا۔ واقعی ہی کچھ نوٹس مسنگ تھے۔

"یہ کیسے ہو سکتا۔۔۔ صح تو پور۔۔۔" بات کرتے ہانی کے ذہن میں جھما کا ہوا۔ وہ دانت پیستے اٹھی۔

"میں ابھی آئی۔۔۔" ان دونوں کی طرف نوٹس سچینکتے وہ اٹھ کے چلی گئی۔ پری نے عینا کی طرف دیکھا جو لا علمی سے کندھے اچکا گئی۔

وہ علی اور ہارون کے ساتھ گارڈن میں بیٹھا تھا۔ علی اور ہارون بیٹھے تھے اور حمدان درانی بیگ گھاس پہ سر کے نیچے رکھے درخت کے سامنے میں لیٹا تھا اور ہاتھ میں کچھ نوٹس تھے جسے توڑ مڑوڑ کے پنکھا بنانا کے ہواں جاری تھی۔ ہانی اس کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔

"ایکسکیو زمی۔۔۔" ایک لڑکے کو اس نے روکا۔ لڑکا نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔ "یہ حمدان درانی کہاں ملے گا؟" ہانی نے اگلا سوال کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"وہ درخت کے نیچے۔۔۔" لڑکے نے گارڈن میں ایک طرف اشارہ کر دیا کیونکہ پورا ڈیپارٹمنٹ جانتا تھا کہ وہ درخت حمدان درانی کی پناہ گاہ تھی۔

"موگلی۔۔۔ سنا ہے تیری منگنی ہو گئی۔۔۔" ایک دم اٹھ کے بیٹھتے حمدان نے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھے سی آر کو مخاطب کیا۔ "تمہیں کس نے بتایا۔۔۔" سی آرنے نظر اٹھا کے عینک ٹھیک کرتے کہا۔ "واہ موگلی۔۔۔" ٹریٹ کب دے رہا ہے پھر۔۔۔ اس کے سوال کو ایک دم نظر انداز کرتے حمدان نے اسے چھیڑا۔ اور ایسے ہی مسکراتے نظر سامنے سے آتی تن فن کرتی ہانیہ چوہدری پر پڑی۔

وہ اپنے کپڑے جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف حمدان نے قدم بڑھائے۔ علی اور ہارون نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

ہانی اس کے قریب آگئی تھی۔ "زہبے نصیب آپ ہمارے غریب خانے میں۔۔۔" اس کے بالکل سامنے کھڑے ہو کے حمدان نے معصومیت کی انتہا کی تھی۔ جبکہ ہاتھ میں کپڑے نوٹس سے وہ ابھی بھی ہوا لے رہا تھا۔ "او۔۔۔ مجھ سے معافی مانگنے آئی ہو؟ اس کی خوانخوار نظروں کو نظر انداز کرتے حمدان نے پوچھا۔

"چلو مانگو معافی میں سن رہا ہوں۔۔۔" اپنا کان اس کی طرف کرتے حمدان نے کہا۔ "میرے نوٹس۔۔۔" ہانی نے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچتے کہا۔ "ہیں تمہاری زبان میں معافی کو نوٹس کہتے ہیں؟ حمدان نے حیرانگی کی انتہا کی۔"

ہماری زبان میں تو اس کو نوٹس کہتے ہیں۔۔۔" ہانی کے نوٹس کو سیدھا کرتے حمدان نے کہا۔ ہانی نے صدمے سے اپنے نوٹس دیکھے۔ اور اسے چھیننا چاہا۔ "آ۔۔۔ ہاں۔۔۔" اس کی کوشش کو حمدان نے ناکام بنایا تھا۔

"پہلے سوری۔۔۔" حمدان نے سنجیدگی سے کہا۔ "دیکھو۔۔۔" انگلی اٹھا کے ہانی نے کچھ کہنا چاہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"دیکھو نہیں کہو سنو۔۔۔ اور ہاں میں سن رہا ہوں۔۔۔" حمدان نے پھر سے اسے درمیان سے ٹوک دیا۔ علی اور ہارون کبھی اسے دیکھتے کبھی ایک دوسرے کو۔

ہانی نے ضبط کرتے گارڈن میں ایک نظر دوڑائی۔ وہ سب کے سامنے حمدان کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ ہانی چوہدری کے ہاتھ اور پیر چلتے تھے جبکہ حمدان درانی کی زبان اور دماغ۔

"اوکے تم نہیں کہنا چاہ رہی تو۔۔۔" نوٹس کو درمیان سے پکڑ کے حمدان پھاڑنے لگا تو ہانی جلدی سے بولی۔ "سوری۔۔۔" حمدان مسکرا یا تھا۔ وہی اس کی شیطانی مسکرا ہے۔" ایک دفعہ اور۔۔۔" وہ حسب عادت پھیل گیا تھا۔ ہانی نے اسے گھورا۔ لیکن مقابل کو اس کے گھورنے پہ کوئی اثر نہیں ہوا۔

"سوری۔۔۔" ہانی نے کہا تو حمدان نے اس کی طرف نوٹس بڑھا دیئے۔" اُس ٹوٹلی اوکے۔۔۔" شان بے نیازی سے حمدان نے کندھے اچکائے۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے دھمکایا۔" جانتا ہوں۔۔۔" آنکھیں جھپکتے وہ معصومیت سے بولا۔ کوئی مرہی ناجائے اس کی معصومیت پہ۔

"بھگتے کے لیے تیار رہنا۔۔۔" وہ دھمکی دے کے مڑی۔" دل وجہ سے۔۔۔" حمدان نے اس کو پیچھے سے کہا۔ ہانی نے سر جھٹکا۔ حمدان مڑا اور اپنابیگ اٹھا کے کلاس کی طرف بڑھا۔" یہ کون تھی؟" علی نے اس کے برابر آتے پوچھا۔" نئی دشمن۔۔۔" حمدان نے تعارف کروایا۔

"او۔۔۔" ہارون نے ہونٹ سکڑے۔ یہ نئی بات نہیں تھی وہ ہر کسی سے پنگالیتا رہتا تھا۔ لیکن اس بار جس سے پنگالیتا کم وہ بھی نہیں تھی۔ اسی لیے حمدان کو پہلی دفعہ ٹکر کا مقابل ملا تھا۔ کھیل میں مزا تو آنا ہی تھا۔

وہ تینوں ڈنر کر رہے تھے۔ "ماشاء اللہ و شہ بہت خوش ہے آلیار ساتھ۔۔۔" مسز چوہدری نے نوالہ لیتے ولی کو دیکھتے کہا۔ ولی نے بھی کھانا کھاتے ان کی بات پر سرا ثبات میں ہلا دیا۔ "ہے نا۔ ان کی جوڑی بھی کمال کی ہے۔۔۔" ہانی نے جوش سے کہا۔

مسز چوہدری سر ہلاتے ولی کو دیکھ کے مسکرائی۔

"اب بس مجھے اپنے پوتے پوتیاں دیکھنے کا شوق ہے۔۔۔" ان کے سکون سے کہنے پر ولی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

جبکہ ہانی بھی مسکراہٹ دبائی۔ "شادی ہو گی تو ہی پوتیاں پوتے آئیں گے۔۔۔ آپ بھی نا۔۔۔" وہ جگ سے پانی گلاس میں ڈالتے بولا۔

"ہاں تو شادی کا ہی کہہ رہی ہوں۔۔۔ اب کرلو تم بھی شادی۔۔۔ بوڑھے نا ہو جانا کیس سلبجھاتے سلبجھاتے۔۔۔" انہوں نے کھانا کھا کے ٹشو سے اپنا منہ صاف کرتے کہا۔ "بوڑھا؟" ولی کو صدمہ لگ گیا۔ "کہاں سے لگ رہا ہوں بوڑھا۔۔۔ آپ کو" اس نے باقاعدہ ہاتھ پھیلائے کے انہیں وضاحت دی۔

جبکہ ہانی مسکرائی۔ جانتی تھی اپنی شخصیت کے لیے وہ ایسا ہی تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"کوئی پسند ہے تو بتا دو۔۔۔ ورنہ میری نظر میں ہیں تین چار۔۔۔ میں دیکھ لوں" ولی کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے انہوں نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے کہا۔

ولی نے مشکوک نظروں سے ہانی کو دیکھا۔ "بھائی وہ۔۔۔ ایس اتچ او کی بیٹی۔۔۔" ہانی نے اس کی نظروں کے جواب میں کہا۔

مسز چوہدری نے ولی کو دیکھا اور پھر ہانی کو۔ "اپنا منہ بند رکھو تم۔۔۔" ولی نے اسے ڈپٹا۔ "آپ چلیں۔۔۔ آپ کو میڈیں دوں۔۔۔" ولی نے اٹھتے مسز چوہدری کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ "پہلے تم بتاؤ۔۔۔ تمہیں وہ ایس اتچ او کی بیٹی پسند ہے؟" وہ اس کے ہاتھ کو پرے کرتی بولی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ مجھے نہیں پسند۔۔۔ جب بھی کوئی پسند آئی سب سے پہلے آپ کو بتاؤں گا۔۔۔ اب چلیں۔۔۔" ان کو وضاحت دیتے ولی نے ان کی تسلی کی۔

"اب میں خود پسند کر لو گئی کوئی۔۔۔ تمہیں آہی ناجائے کوئی پسند۔۔۔" ولی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے وہ طنز کر گئی۔ ہانی کا قہقاہ بلند ہوا۔

ولی نے اسے گھورا۔ اور مسز چوہدری کو لیتا وہ ان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ "ایک دو نظر میں ہیں میرے۔۔۔ میں تصویر دکھاؤں گی تمہیں۔۔۔" ولی کے ساتھ چلتے وہ اسے اپنے ارادے بتا رہی تھیں اور ولی جانتا تھا وہ اس کی شادی کرو کے رہے گیں۔

وہ ڈنر کر کے کمرے میں آئے تھے۔ وشهہ ڈریسنگ روم میں اور آلیار سٹڈی روم میں جانے لگا تجھی دروازے پہ دستک ہوئی۔ دونوں نے رک کے آنے والے کو دیکھا۔

"کیا میں اندر آ جاؤں بھا بھی؟" میر نے وشهہ کو دیکھ کے مسکراتے اجازت مانگی۔ "شیور۔۔۔" وشهہ وہیں سے واپس مڑتے بولی۔ آلیار کو دونوں نے یکسر انداز کیا تھا۔ آلیار بھی بھی وہیں کھڑا تھا جبکہ میر مسکراتا آکے صوفے پہ بیٹھ گیا تھا اور وشهہ اس کے سامنے بیٹھ پ۔

"آپ بور ہوتی ہو گئی نا اکیلے۔۔۔" میر نے شراری انداز میں اسے کہا۔ "نہیں تو۔۔۔" وشهہ کو اس کی بات کا اندازہ نہیں ہوا۔ جبکہ آلیار ایک آبرو اچکائے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو کہ اسے دودھ سے مکھن کی طرح نکال کے اپنی ہی باقوں میں مگن تھے۔

"اے یار۔۔۔ بھا بھی آپ کو اپنی دیورانی کی کمی محسوس نہیں ہوتی؟" میر مدعا پہ آیا تھا۔ آلیار سے اب برداشت نا ہوا۔ وہ جو سٹڈی روم میں جانے لگا تھا میر کے اور وشهہ کے درمیان سے گزر کے میر کے ساتھ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا۔ دونوں نے ابھی بھی اس پہ دھیان نہیں دیا۔

وشهہ نے مسکراہٹ دبائی۔ میر نے بھی۔ ناجانے اب وہ میر کی بات پہ ہنسی روک رہے تھے یا آلیار کے رد عمل

۔۔۔

"مجھ سے زیادہ تو تمہیں ہوتی ہو گی نا۔۔۔ کمی محسوس۔۔۔" وشهہ نے میر کو چھیڑا۔ "بہت بھئی۔۔۔ لوگ تو شادی کر کے بدلتے گئے ہیں۔۔۔" اب کی بار میر نے گردن موڑ کے آلیار کو دیکھ کے طنز کیا۔ اور آلیار اس کو

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھنے لگا۔ مطلب میں بدلا ہوں؟ اس کی آنکھوں میں رقم تحریر پڑھ کے میر مسکرا یا اور سرا ثبات میں ہلایا۔ آلیار نے گھوری تیز کر دی۔ وشه دونوں کو دیکھ کے مسکرائی۔

"کیا تمہیں کوئی پسند ہے؟" وشه نے اشتیاق سے آگے کو ہو کے اس سے پوچھا۔ آلیار اس کے رازدارانہ انداز پہ مسکرائے بنانہ رہ سکا۔

"ہائے۔۔۔ اب توبات پسند سے آگے کی ہے۔۔۔" میر نے پھر سے آلیار کو دیکھ کے آنکھوں میں چمک لیے کہا۔

"سیر یسلی۔۔۔" وشه نے آنکھیں بڑی کر کے پوچھا۔ جیسے یقین نا آیا ہو۔

"آپ چھامیری چھوڑیں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں۔۔۔ پتہ ہے آپ کو۔۔۔" میر بچوں کی طرح وشه کو کہہ رہا تھا۔ اور آلیار جیر ان ہوا تھا۔ وہ سب کے ساتھ اتنا فرینک نہیں ہوتا تھا۔ اور تو اور وہ اپنی باتیں صرف آلیار سے شنیر کرتا تھا۔ اب وہ وشه کو بھی اتنی اہمیت دے رہا تھا۔ آلیار کو خوشی ہوئی تھی۔

"ہاں بتاؤ۔۔۔" وشه بھی میر کی طرح بچی ہی بن گئی تھی۔ آلیار اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پھر سے سڑی رومن کی طرف بڑھنے لگا۔

"جب بھائی کو آپ سے شادی کرنی تھی نا۔۔۔" صوف سے زراسا آگے کو ہو کے میر نے کہا۔ آلیار کے قدم رک گئے۔ وشه جو کہ خود بیڈ سے آگے کو تھوڑا سا جھک کے میر کو سن رہی تھی اس نے آلیار کو دیکھا۔ وہ مڑ کے میر کو گھورنے لگا۔ اب یہ عالم تھا کہ وہ دونوں زراسا ایک دوسرے کی طرف جھکے ہوئے درمیان میں کچھ فاصلے پہ آلیار کو دیکھ رہے تھے اور آلیار میر کو گھور رہا تھا۔

"انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پہ کہا تھا مجھے ولی کی بہن سے شادی کرنی ہے۔۔۔"

And that's my final decision"

میر نے بالکل آلیار کے انداز میں کہا۔ "ہاں مجھے پتہ ہے ان کا---" وشہ نے ہاتھ جھلا کے کہا۔ تو میر نے آلیار کو اپنی طرف قدم بڑھاتے دیکھ باہر کو دوڑ لگادی۔ "اللہ حافظ بھا بھی---" وہ باہر کو بھاگتا وشہ کو کہہ گیا۔ اور وشہ نے اس کو بھاگتے دیکھ گردن موڑ کے آلیار کو دیکھا۔ جو کہ اب سینے پہ بازو باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ وشہ تو مذاق کر رہی تھی۔

"کیا پتہ ہے آپ کو میرا؟" سنجیدہ گی سے پوچھا گیا تھا۔ "یہی کہ آپ بہت ڈھیٹ ہیں۔" وشہ نے اٹھ کے سینے پہ ہاتھ باندھتے باور کروا یا۔

"وات؟ ڈھیٹ--- میں---؟" آلیار نے انگلی اپنے سینے پہ رکھتے پوچھا۔ "جی--- ڈھیٹ--- وہ بھی آپ---" وشہ نے ڈھیٹ پہ زور دیتے اپنی شہادت کی انگلی کو اس کے سینے پہ بجا تے کہا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟" آلیار نے آبر واچ کاتے سوال کیا۔ "بہت نیک خیال ہے---" وشہ نے بالوں کو جھٹکا دیا تھا۔ حالانکہ بتا نہیں ہے--- آلیار نے طزر کرتے کہا۔ اور مر گیا۔

"آپ کو پتہ بھی ہے کتنے خوش قسمت ہیں آپ---" وشہ گھوم کے اس کے سامنے آتے بولی۔ اسے کہاں منظور تھی اس کی ناقدری۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"خوش قسمت؟ کیوں۔۔۔" آلیار کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی۔ "پروشہ آلیار شاہ بیوی ہے آپ کی۔۔۔" وہ شوخی کے چکروں میں اپنا اور اس کا نام ملا گئی تھی۔ آلیار کے لبوں کو ایک دم دلکش مسکراہٹ نے چھوا۔ "خوش قسمت تو پروشہ ہے جس کے نام کے ساتھ آلیار شاہ کا نام جڑتا ہے۔۔۔" وہ بھی شوخی پہ اتر آیا تھا۔ "بندہ ہاتھی پال لے خوش فہمی نا

پالے۔۔۔" وشہ نے اس کی خوش فہمی کو دور کرنا چاہا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔" وہ اس کو چڑا تا سڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔ جانتا تھا وشہ سے بحث پہ آیا تو پوری رات یہیں کھڑے وہ دونوں لڑتے رہ جائیں گے اور ہار دونوں میں سے کوئی بھی نہیں مانے گا۔ وشہ نے "ہنہ" کر کے سر جھٹکا تھا۔

نالزہب

وہ آفس کے کوریڈور میں شان سے چل رہا تھا۔ مراد ہمیشہ کی طرح بھاگ کے اس کے قدم سے ایک قدم پچھے اس کو فالو کرتے اسے بتارہا تھا۔

"سرنام پر یہی احسن ہے۔ چھوٹے شاہ کی یونی میں پڑھتی ہیں وہ۔ چھوٹے شاہ کی ملاقات یونی میں ہی ان سے ہوئی ہے۔ ڈل کلاس ہیں۔۔۔ باپ نہیں ہے۔ ماں ہے جو کہ خود کام کر کے پڑھاتی رہی ہیں۔۔۔ اب وہ سکالر پہ اس یونی میں پڑھ رہی ہیں۔۔۔" مراد بھاگتے اس کے ساتھ ملتے اسے بتارہا تھا۔ اور وہ چلتا اپنے کپین میں داخل ہو چکا تھا۔ مراد بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہوا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ایڈریس؟ اپنی جگہ پہ بیٹھ کے آلیار نے یک لفظی سوال کیا۔ "سر گھر تک پچھا کیا گیا تھا ایڈریس بھی پتہ چل گیا ہے۔" مراد نے موڈب انداز میں کھڑے ہو کے اسے بتایا۔

آلیار نے گھڑی پہ وقت دیکھا۔ نونج رہے تھے۔ "اوکے ڈرائیور سے بولو کے گاڑی نکالے۔" مراد اس کے حکم پہ باہر چلا گیا اور اس کی سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔ اب وہ پورے دن کاشیدوں آلیار کو بتا رہی تھی۔ "آج کی ساری میئنگز کینسل کر دیں۔" اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے آلیار نے موبائل اٹھایا اور اسے حکم دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کار کی طرف بڑھا۔ مراد بھی اگلی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ اب وہ میر شاہ کی خوشی لینے جا رہا تھا۔ جو بھی تھا پریشے احسن اس کی پسند تھی۔ اور آلیار اسے عزت سے ہی میر کے نام کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچتا کھڑکی سے باہر کے نظارے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟" عینا نے پری کی طرف جھک کے پوچھا۔ جو کہ اپنے منہ پہ آیا پسینہ صاف کر رہی تھی۔ ہانی بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ پوری کلاس یکجھر لے رہی تھی۔ "دل گھبر ارہا۔" پری نے سر کی طرف دیکھ کے ان دونوں سے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
عینا نے اپنے بیگ سے پانی کی بو تل اس کی طرف بڑھائی۔ "بس پانچ منٹ رہتے ہیں پیکھر کے۔" ہانی نے گھڑی پہ وقت دیکھ کے اسے حوصلہ دیا۔

پری نے پانی پی کے عینا کو بو تل واپس کی۔

"ٹھیک ہواب؟" ہانی نے پریشانی سے پوچھا۔

پری نے سرا ثبات میں توہلا دیا لیکن ناجانے کیوں ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ عینا نے ہاتھ کی تھکنی سے اسے حوصلہ دیا۔

دوسری طرف اس کے گھر کی گلی میں چونکہ کار داخل نہیں ہو سکتی تھی تو آلیار ایک شان سے کار سے نکلا۔ اور سن گلاس ز لگائے وہ مراد کے بتائے گئے گھر کی طرف بڑھا۔
وہ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہاتھ کا چھبھا بن کے اس نے ما تھے پر رکھا تھا کیونکہ سورج اس کے سر پہ آ کھڑا ہوا تھا۔
مراد دروازے پہ دستک دے چکا تھا۔

پری کلاس سے نکلتی بھی بے چین ہی تھی۔ "یہاں بیٹھو میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں تمہارے لیے۔" عینا نے اسے ہانی کے ساتھ بیٹھ چکا اور خود کینٹین کی طرف بڑھی جبکہ پری نے ہانی کے کندھے پہ سر رکھ لیا۔ والدہ صاحبہ کرے سے نکلتی حیران ہوئی تھیں۔ اس وقت تو کوئی بھی نہیں آتا تھا۔ لیکن جنہیں آنا ہو وہ بتا کے تھوڑی آتے ہیں۔ جیسے جانے والے بتا کے نہیں جایا کرتے۔

وہ کشمکش میں دروازہ کھول کے ایک طرف ہو گئیں۔ جبکہ آنے والا اندر کی طرف نہیں بڑھا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

والدہ صاحبہ نے سر تھوڑا سا باہر نکال کے آنے والے کو دیکھا۔ مراد پچھے ہو گیا اور آلیار آگے بڑھا۔ آلیار کی نظر سامنے اٹھی اور سن گلا سزا ہاتھ سے چھوٹ کے نیچے گر گئیں۔

"فاطمہ امی۔۔۔" صرف لب ہے تھے۔ وہ جامد کھڑا تھا۔ "بیٹا کچھ چاہیے۔۔۔" والدہ نے اپنے 23 سال کے بڑے شاہ کو شاید پہچانا نہیں تھا۔ تب تو وہ پانچ سال کا تھا جب وہ اس گھر سے نکلیں۔

آلیار نے ان کی طرف قدم بڑھائے۔ ان کا ہاتھ پکڑ کے آنکھوں کو لوگا یا تو والدہ ایک دم جامد ہو گئیں تھیں۔ آنکھوں کے پردے پہ پانچ سال کا آلیار شاہ جسے وہ بڑا شاہ بولتی تھیں لہرا دیا۔ جو پانچ سال کی عمر میں بھی بالکل ان کو دیکھ کے ایسے ہی عقیدت سے ان کا ہاتھ پکڑ کے اپنی آنکھوں کو لوگاتا تھا۔

"شاہ۔۔۔" وہ کا نپنے لگ گئیں۔ آلیار نے اپنے حصار میں لیا تھا۔ اور وہ اس کے سینے سے لگے ہی ہوش سے بیگانہ ہو چکی تھیں۔

"یار مجھے ابھی گھر جانا ہے۔۔۔" پری نے اپنا پسینہ صاف کرتے پاس بیٹھ پہ بیٹھی عینا اور ہانی سے کہا۔ اور جلدی جلدی اپنی کتابیں سمیٹیں۔

"کیا ہو گیا ہے پری۔۔۔ تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔ آرام سے بیٹھو۔۔۔ کچھ دیر بعد چلی جانا۔۔۔" عینا نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے بٹھایا۔ "تم سمجھ نہیں رہی۔۔۔ مجھے بے چینی ہو رہی ہے۔۔۔" پری نے اس کا ہاتھ پرے کیا اور روہانی ہو کے بیٹھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بے چینی بلا وجہ کیوں ہو رہی ہے؟ ہانی نے اس سے پوچھا۔ "یار صحیح امی سورہی تھیں اور آتے ہوئے میں انہیں دیکھ نہیں پائی۔۔۔ شاید اس لیے۔۔۔ آخر میں پری کی آواز دھیمی ہو گئی کیونکہ وجہ تو اس کے پاس بھی نہیں تھی۔

"چلو ٹھیک ہے تم نکلو گھر کے لیے۔۔۔ اور ویسے بھی ایک ہی یکچھر ہے تمہیں کل ہم سمجادیں گے۔۔۔" عینا نے حل پیش کیا۔ تو پری ان دونوں کو دیکھ کے مسکراتی۔

"اور ہاں حاضری لگوانے کو میں ہوں نا۔۔۔" ہانی نے اپنے ہاتھ کام کا بنائے کلائی کو موڑتے کہا تو عینا نے نفی میں سر ہلا کیا۔ اور پری اٹھ کھڑی ہوئی۔

نالزہب

وہ سامنے بیڈ پہ بیٹھی تھیں۔ آلیار کا سر ان کی گود میں تھا۔ 18 سال۔۔۔ پورے 18 سال وہ اس لمس کے لیے تڑپا تھا۔ "ڈیڈ کے بعد آپ نے بھی چھوڑ دیا ہمیں۔۔۔" وہ اس کے سر میں ہلاکا سا ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ جب وہ بولا۔

انہوں نے آج بھی اسے نہیں بتایا کہ بھا بھی نے انہیں نکالا تھا وہ خود نہیں آئیں تھیں۔ "آپ نے یہ بھی نہیں سوچا کہ آپ کا شاہ چھوٹے شاہ کو کیسے سنبھالے گا۔۔۔" ان کی گود سے سراٹھا تے آلیار شاہ نے اپنی زندگی کا پہلا شکوہ کیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ تو اسے دیکھ دیکھ کے پنج آنکھیں ٹھنڈی کر رہی تھیں۔ "میرا چھوٹا شاہ۔۔۔" آلیار کے کہنے پر انہیں یاد آیا تھا۔ اس کے قریب ہوتے سینے پر ہاتھ رکھتے انہوں نے پوچھا۔ آلیار تو بھول ہی گیا کہ وہ یہاں کرنے کیا آیا تھا۔ "وہاب چھوٹا بالکل نہیں رہا۔۔۔ اتنا بڑا ہو گیا ہے۔۔۔" پھوٹ کی طرح آلیار نے ہاتھ اوپر کر کے انہیں اشارہ کرتے بتایا۔ وہ روٹے ہوئے ہنسی تھیں۔

"اٹھیں۔۔۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔۔۔ آپ کو یہاں نہیں رہنے دوں گا۔۔۔" ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتے آلیار نے انہیں بھی ساتھ اٹھایا۔

"آلیار۔۔۔ شاہ میری بات سنو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔" اسے ساتھ بٹھا کے انہوں نے سکون سے اسے دیکھا جو کہ اضطرابی کیفیت میں انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔" انہوں نے آلیار سے کہا اور آلیار کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چھوٹا۔ انہوں نے اس کا ہاتھ دیکھا۔

"میری ایک بیٹی بھی ہے۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتی اب بتا رہی تھیں۔ "پری۔۔۔" اب کی بار انہوں نے آلیار کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔ آلیار جانتا تھا انہوں نے بات بدلتی ہے۔

"آپ نہیں جائے گی میرے ساتھ۔۔۔" وہ بے یقینی سے بولا۔ انہوں نے لنگی میں سر ہلا دیا۔

"میں بھی اب آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔۔۔" غصے سے اٹھ کے وہ سن گلاسز لگانے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ ایسا کرتے انہیں وہ بالکل پانچ سال کا شاہ لگا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ مسکراتے اس کے پچھے آئیں تھیں۔ وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ پار کرتے وہ مرٹ کے ایک دفعہ انہیں دیکھ رہا تھا۔ جو کہ مسکرا رہی تھیں۔

"آپ ہمیشہ ایسے کرتی ہیں۔۔۔" مرٹ کے انہیں ساتھ لگا کے ان کے بالوں پہ بوسہ دے کے آلیار نے شکوہ کیا۔ "جلدی آؤں گا آپ کو لینے۔۔۔ آہا۔۔۔ چپ۔۔۔ بہت رہ لیا بیٹوں سے دور۔۔۔ اب سکون چاہتا ہوں آپ کی گود میں سر رکھ کے بہت باتیں کرنی ہیں آپ سے۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہ ٹوک گیا تھا۔ اور پھر صرف اپنی سنا کے وہ چلا گیا۔ وہ وہیں کھڑی رہ گئیں تھیں۔

وہ تب بھی وہیں کھڑی تھیں جب پری گھر داخل ہوئی۔ "امی۔۔۔" ان کے بازو سے پکڑ کے ہلاکے پری نے مخاطب کیا۔

"کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں؟" پری نے ان سے پوچھا۔ وہ مسکرا کے پری کو دیکھ رہی تھیں۔

"بھوک لگی ہے؟ انہوں نے پیار سے پری سے پوچھا۔ پری نے سر ہلا دیا۔" تم فریش ہو کے آؤ۔۔۔ میں بس پانچ منٹ میں تمہاری لپسند کا کچھ بناتی ہوں۔۔۔ انہوں نے پری سے اس کا بیگ اور فائل پکڑ لی اور اندر کی طرف بڑھتے مسکراتے بولی۔

پری حیرت سے ان کی خوشی دیکھ رہی تھی۔ ناجانے کتنا عرصہ ہو گیا تھا انہیں خوش نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ان کی خوشی کی وجہ کیا تھی۔

خیر جو بھی وجہ تھی امی کو خوش دیکھ کے وہ خود بھی سرشار ہو گئی تھی۔

پری تو گھر چلی گئی تھی۔ ہانی اور عینا کینٹین جارہی تھیں۔ کینٹین جاکے وہ دونوں ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ عینا کا وہ نظر کی طرف بڑھ گئی۔ ہانی میز پہ کہنی جمائے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر حمدان پہ پڑی۔ وہ بھاگتا ہوا اس کی طرف آرہا تھا۔ ہانی نے میز کے نیچے سے پیر نکالا۔ اور وہ جو اپنی دھن میں اس کے پاس سے گزرنے لگا تھا ایک دم اس کے پیر میں اٹک کے گرا۔

"آونچ۔۔۔" ہانی نے اس کو اپنے قدموں میں دیکھ کے شراری انداز میں کہا۔ جب کہ اس کو گردے دیکھ سب لڑکے اور لڑکیاں اس پہ ہنسی۔ حمدان نے ایک دفعہ سب کو ہستے دیکھا جو بھی ہستا اس کی نظر میں آیا اس نے ان کے نام یاد کر لیے اور اپنی شرط صحیح کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چوت تو نہیں لگی۔۔۔" ہانی نے آنکھیں پٹ پٹائیں۔ حمدان اس کی کرسی پہ جھکا۔ ایک ہاتھ میز پہ اور دوسرا ہاتھ ہانی کی کرسی کی بیک پہ تھا۔

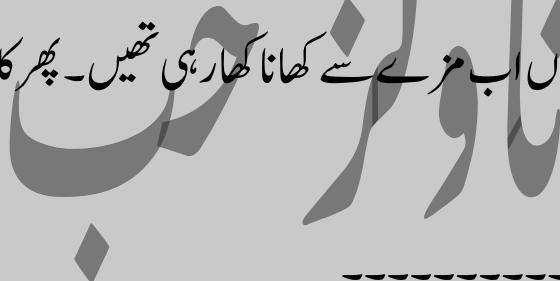
"بہت برا کیا تم نے حمدان درانی سے پنگالے کے۔۔۔" ہلاکسا اس کی طرف جھک کے حمدان نے سنجیدگی سے اسے دھمکی دی۔ سامنے کوئی عام لڑکی ہوتی تو ڈر جاتی لیکن وہ ہانی چوہدری تھی۔ ڈرتی نہیں تھی ڈراتی تھی۔ "ڈر رہے ہو۔۔۔؟" آنکھوں کو پھر سے جھپکا تھا ہانی نے۔ "نہیں آگاہ کر رہا تھا۔۔۔" حمدان اس کی کرسی کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ایک پاؤں دوسرے گھٹنے پر رکھ کے وہ اب مسلسل ہلارہاتھا۔ "بہت دیکھیں ہیں تم جیسے---" ہانی نے پانی کا گلاس اٹھا کے منہ کو لگاتے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔ "نوڈ اوٹ--- بہت دیکھیں ہونگے--- بٹ ٹرست می--- حمدان درانی اکلوتا ہے اس دنیا میں--- وہ گانسانا ہے ون ملین و چوں منڈاون اے--- آئی ایم ڈیٹ منڈا---" اس کے چہرے پر آئے بالوں پر پھونک مار کے حمدان نے اسے کہا اور چلتا بنا۔

ہانی جانتی تھی مقابل میں کوئی توبات تھی جو وہ اس سے ڈرتا نہیں تھا۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دھمکی دیتا تھا۔ لیکن دفعہ کرو۔ ہانی نے ہاتھ جھلا کے دفعہ کیا۔ جنگ کا آغاز تو ان دونوں میں شروع سے ہو چکا تھا۔ لیکن یہ جنگ انہیں کہاں لے کے جانے والی تھی دونوں بے خبر تھے۔

عینا کھانے کو کے آئی تھی تو وہ دونوں اب مزے سے کھانا کھا رہی تھیں۔ پھر کلاس بھی تھی۔



وہ ظہر کی نماز سے ابھی فارغ ہوئی تھی جب آلیار کمرے میں داخل ہوا۔ اور وہ جو ڈوپٹہ اتار رہی تھی ہاتھ روک کے وال کلاک کو دیکھا۔ وہ دن میں کبھی بھی گھر نہیں آیا۔ ابھی وہ گردن سیدھی آلیار نے اسے بازو سے پکڑ کے گھما�ا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آپ کو پتہ ہے میں کہاں سے آ رہا ہوں۔۔۔" وہ اسے گھماتے جوش سے بتارہا تھا۔ وشہ نے اسے کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا۔ "وہ اسے اب زور سے گول گول گھماتے خود بھی گھوم رہا تھا۔ وشہ کو لگا وہ کملائیا ہے۔" وشہ۔ وشہ۔۔۔ وشہ۔۔۔ "وہ خوش نہیں تھا انتہائی خوش تھا۔

"میں ان سے ملا پورے 18 سال بعد۔۔۔" وشہ کو چکر آیا اور آلیار کے ساتھ وہ بھی بیڈ پر دھڑام سے گری۔ وشہ تو بس گھوم کے رہ گئی جب آلیار کی سخت جان کو فرق بھی نہیں پڑا۔

"میں بہت تڑپا ہوں ان کے لمس کو۔۔۔ بہت۔۔۔ آج ملیں وہ مجھے۔۔۔ میں جلدی ہی انہیں اس گھر میں لے آؤں گا۔۔۔ پتہ ہے وہ اتنی ہی پیاری ہیں ابھی بھی۔۔۔" وہ وشہ کو بتارہا تھا۔ اور وشہ کو جیسے ہی ہوش آیا اس نے غور کیا وہ کسی لڑکی کی بات کر رہا تھا۔

"میری جان ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔" وہ وشہ کو جوش سے بتاتا تھکا۔ کیونکہ وشہ اسے عجیب نظر وں سے دیکھ رہی تھی۔ آلیار نے اسے دیکھا۔ "کون ہیں وہ۔۔۔" وشہ نے ڈوپٹہ اتارتے پوچھا۔

"میری بچپن کی محبت۔۔۔" آلیار نے اسے تنگ کرنا چاہا۔ وشہ نے اسے گھورا۔ "مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔۔۔ بچپن کی محبت۔۔۔" وشہ نے بچپن کی محبت پر اچھا خاصہ زور دیا۔

"وہ 18 سال بعد ملیں ہیں مجھے۔۔۔" آلیار نے ڈریسنگ کی طرف جاتی وشہ کو دیکھ کے کہا۔ "وہ بہت پیاری بھی ہیں۔۔۔" وشہ نے غور نہیں کیا وہ بہت ادب سے ذکر کر رہا تھا جس کا بھی کر رہا تھا۔

"مجھ سے بھی پیاری؟" وشہ نے مرٹ کے پوچھا۔

ناولز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آپ تو ان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔۔۔" آلیار نے لمبا سانس خارج کرتے جیسے اعتراف کیا۔ وشہ کا دل ایک دم کھٹا ہوا۔

"میں انہیں جلدی گھر لاوں گا۔۔۔" وشہ کو دیکھ کے آلیار نے کہا۔ وشہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "میں کھانا لگاتی ہوں آپ کے لیے۔۔۔" وہ دو پھر میں آج پہلی دفعہ وشہ کے ہوتے گھر آیا تھا۔ آیا بھی اپنی پہلی محبت کے مل جانے کی خوشی منانے۔ وشہ کارونے کو دل کیا تھا۔ لیکن وہ کمپوز کرتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ آلیار نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔ اس نے تو پوچھا بھی نہیں کہ کون ہے وہ۔ پوچھ لیتی تو وہ بتا دیتا کہ وہ اپنی فاطمہ امی کی بات کر رہا تھا۔ وہ کندھے اچکاتا واش روم چلا گیا۔ اس نے تھوڑی ناوشہ کو کہا تھا اس کے بارے میں ایسا سوچے۔

ناولز حب

وہ جیسے ہی گھر داخل ہونے لگا اس کے کانوں میں آواز آئی۔ "دیکھو جو بھی ہے مجھے پولیس والے بالکل نہیں پسند۔۔۔" عینا درانی ہمشیر کی طرح پولیس والوں کے خلاف محاذ کھولے بیٹھی تھی۔ اور اندر داخل ہوتے پولیس والے کو اس کی بات ہشہ کی طرح ناگوار گزری۔ اس نے جو ایک پاؤں اندر رکھا تھا وہ بھی باہر نکال لیا۔ شاید ہانی کی دوست آج گھر آئی ہوئی تھی۔ اور وہ ابھی اپنا موڈ خراب کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اسی لیے مژنے لگا جب ہانی کی آواز آئی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کیوں نہیں پسند تمہیں پولیس والے؟" وہ رک گیا تھا۔ دیکھیں تو سہی محترمہ کو کیوں نہیں پسند پولیس والے۔ "دیکھو یار۔۔۔ پہلی بات وہ بالکل بھی پیارے نہیں ہوتے۔۔۔" عینا بے خبر سامنے بلیٹھی ہانی سے کہہ رہی تھی۔ (اس نے ابھی بھائی کو وردی میں نہیں دیکھا۔۔۔) ہانی اس کی بات سنتے دل میں بولی۔

"دوسری اتنا بڑا پیٹ ہوتا ہے ان کا۔۔۔ تو ندھی تو ند۔۔۔" اس کی دوسری بات پہ ولی نے بے ساختہ جھک کے اپنا پیٹ دیکھا۔ جو کہ بالکل بھی باہر نہیں نکلا تھا۔

"شکر ہے۔۔۔" اس نے اپنے پیٹ کو دیکھتے شکر ادا کیا۔ "اور تو اور بولنے کی تمیز بھی نہیں ہوتی۔ حوالدار کو آواز دیں گے۔۔۔ اوئے۔۔۔ شیدیا۔۔۔ اوئے۔۔۔" عینا نے باقاعدہ پولیس والوں کی طرح آواز نکالی۔ تو ولی کو اپنا یاد آیا۔ جب بھی اسے کسی کو بلاانا ہوتا اس نے اپنے ٹیبل پہ گھنٹی رکھی تھی۔ اور کبھی تو وہ کسی کو بلانے کی بجائے زیادہ تر کام خود کرتا تھا۔ عینا کی بات سنتے ہانی کی نظر سامنے میں دروازے پہ کھڑے پولیس والے پہ پڑی۔ جس کے چہرے کے زاویے سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ عینا درانی کی گوہ افشا نیاں سن چکا ہے۔ ہانی فوراً اٹھی۔

"بھائی آپ۔۔۔" ولی کو مخاطب کرتے اس نے کہا تو عینا بھی کھڑی ہو کے مڑی اور سامنے ولی چوہدری کو پولیس والی وردی میں دیکھ کے اس نے فوراً ہانی کو دیکھا۔ جو کہ اب مسکراہٹ دبارہی تھی۔

چونکہ ولی کو اس نے دیکھ لیا تھا تو وہ آگے آگیا۔

"آپ کب آئے؟" ہانی کے پوچھنے پہ ولی نے عینا کو ایک نظر دیکھا جو کہ اسے ہی دیکھ رہی تھی بے یقین سے۔ "جب تم لوگ پولیس والوں پہ تبصرے کر رہے تھے۔۔۔" اس کی بات کا جواب اس نے عینا کو دیکھتے دیا۔ عینا کو شرم آئی۔ مطلب وہ سب سن چکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

چلوں بھی لیا تو کیا۔ عینا نے خود کو تسلی دی۔

"پانی لانا میرے لیے۔۔۔ میں ماما کو دیکھ لوں۔۔۔ ان کی میڈیسین لانی تھی اسی لیے آنا پڑا۔۔۔" ولی نے ہانی سے کہا اور اوپر کی طرف جانے لگا۔

"تمہارا بھائی پولیس میں ہے؟ تم نے بتایا نہیں۔۔۔" وہ ہانی سے پوچھ رہی تھی۔ ولی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ "حولدار ہے کیا؟" عینا کے پوچھنے پہ کچھن کی طرف مڑتی ہانی اور سیڑھیاں چڑھتا ولی دونوں کے قدموں کو بریک لگی۔ "حولدار؟" دونوں نے مڑ کے عینا کو دیکھتے کہا۔ ولی فوراً نیچے کو آیا۔ ہانی ولی کی طرف بڑھ کے اسے کچھ کہنے لگی۔ تب تک وہ عینا کے سر پہ پہنچ چکا تھا۔

"آپ کو اے بی سی تو آتی ہو گی؟" اس نے اپنی ٹوپی اتار لی تھی جس سے اب بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ عینا نے سرا ثابت میں ہلا کیا۔ ولی نے اپنی پاکٹ پہ اپنے نام کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ "پڑھیں۔۔۔" "ایس پی ولی چوہدری۔۔۔" عینا نے پڑھتے ولی کو دیکھا۔ "جی ایس پی۔۔۔ ناٹ حوالدار۔۔۔" اپنی ٹوپی دوبارہ سر پہ رکھ کے ولی نے کہا اور مڑتے سیڑھیاں چڑھ گیا۔ ہانی جو کہ اتنی دیر سے ہنسی ضبط کر رہی تھی اس کے اوپر جاتے ہی ہانی کا قہقہا بلند ہوا۔

"حولدار۔۔۔" عینا کی طرف دیکھ کے وہ اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔ عینا نے صوف سے کشن اٹھا کے اس کو مارا۔ "بد نیز۔۔۔" تم پہلے مجھے بتا دیتی۔۔۔ بے عزتی تو نا ہوتی۔۔۔" وہ ایک کے بعد ایک کشن اسے مار رہی تھی۔ اور ہانی ہنسنے ہوئے اپنا بچاؤ کر رہی تھی۔ ہانی کچھن کی طرف بڑھ گئی اور عینا پھر سے لیپ ٹاپ کھول کے بیٹھ کے اسائمنٹ دیکھنے لگی جس کے لیے وہ آج ہانی کی طرف آئی تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی ولی کو پانی دے آئی اب وہ دونوں ڈسکس کر رہی تھیں۔ جب ولی اوپر سے سیڑھیاں اترتا آیا اور سلام کہتا ان کے پاس سے گزر گیا۔ ہانی نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جبکہ عینا تو یہ سوچ رہی تھی کہ پولیس کی وردی اس پر چھتی ہے یا وہ پولیس کی وردی کی شان بڑھا رہا تھا۔ اس کے دروازہ پار کر جانے پر عینا نے سر جھٹکا۔ اور ہانی کی طرف متوجہ ہوئی۔

پری سامنے بیٹھی امی کو سن رہی تھی۔ "بڑا شاہ تو ماشاء اللہ اتنا پیارا ہو گیا ہے۔" پتہ نہیں میرا چھوٹا شاہ کیسا ہو گا۔ وہ بھی بہت پیارا ہو گا۔ بچپن میں بھی وہ چاند کا ٹکڑا اتھا۔ "امی کپڑوں کو تھہ لگاتے اسے بتا رہی تھیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے امی نے اسے بتایا کہ ان کا بڑا بھتیجا آیا تھا۔ اسی لیے وہ اتنا خوش تھیں۔ پری خالی خالی نظر وہ سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ غصہ تو بہت آیا لیکن وہ چپ کر گئی۔ ہربات کہہ دینے والی بھی تو نہیں ہوتی۔ وہ بالکل بھی امی کی خوشی گل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ امی تو ابھی بھی اسے بتا رہی تھیں کچھ لیکن اس کا چہرہ ایک دم سپاٹ تھا۔

"وہاب ہمیں لینے آئے گا۔" امی کے کہنے پر پری چونگی۔ "آپ نے منع نہیں کیا؟ ہم نہیں جائیں گے۔" اپنا گھر چھوڑ کے۔ "پری نے تنخی سے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"میں نے کہا تھا اسے۔۔ لیکن وہ بچپن سے ایسا ہی ہے اپنی سنانے اور منوانے والا۔۔" امی کپڑوں کو تہہ لگا کے الماری میں رکھ چکی تھیں۔

"آپ نے جانا ہوا تو ٹھیک۔۔ میں مر کے بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔" پری کہہ کے کچھ میں چلی گئی۔
رونا آرہا تھا اسے بھی۔ لیکن وہ جانتی تھی امی کی کوئی غلطی نہیں تھی۔

وہ روٹی بنانے لگی۔ امی اس کے پاس آ کے کھڑی ہو گئیں۔ "وہ گھر میرا بھی ہے پری۔۔۔" اس کو ایک طرف کر کے انہوں نے خود روٹی بنانا شروع کر دی۔

"بھا بھی نے مجھے بے دخل کرنے سے پہلے میرا حصہ بھی بھائی کے نام لکھوادیا تھا۔ مجھے اس بات کا بھی غم نہیں
۔۔۔" وہ گیس کی آنچ ہلکی کرتے اسے بتانے لگی۔

"میں 18 سال اس گھر سے دور رہی جہاں میرے بھائی اور امی ابو کی یادیں ہیں۔۔۔" وہ ایک روٹی بنانے کے ڈھک چکی تھیں۔ اب دوسرا پیڑا بنارہی تھیں۔ "میں اس گھر جانا چاہتی ہوں۔۔۔" دوسری روٹی توے پہ ڈال کے انہوں نے پری سے کیسے التجاکی۔

"ہم واپس آ جائیں گے پکا۔۔۔" ان کی منت بھری نظریں پری کیسے نظر انداز کر دیتی۔ وہ ان کے گلے لگ کے ان کو حصار میں لیتی بولی۔ "ہم ضرور جائیں گے۔۔۔" اس نے امی کامان رکھ لیا تھا۔ اپنوں کامان ہی تو رکھا جاتا تھا۔ دل کی بھلا کون سنتا ہے؟

"میر گھر ہی رہنا۔۔۔ ہم کچھ دیر تک آ جائیں گے۔۔۔" آلیار گھڑی باندھتا میر کے کمرے کے دروازے پہ کھڑا اسے کہہ رہا تھا۔ "کہاں جا رہے ہیں آپ؟" میر نے بلیک شرٹ پہ بلیک ہی ٹراوزر پہنا تھا۔ وہ شاید سوکے اٹھا تھا۔ عصر کا وقت ہو رہا تھا۔

آج توروز کے بر عکس آلیار گھر پہ بھی تھا خوش بھی تھا اور اب وہ وشه کو لے کے باہر کہیں جا رہا تھا۔ "تمہارے لیے تو سر پر انز ہے۔۔۔" آلیار نے میر کو نہیں بتایا۔ میر کندھے اچکا گیا۔ "بھائی صحیح کہتے ہیں لوگ شادی کے بعد اچھے اچھے بدلتے۔۔۔" وہ اسے چھیڑنے لگا۔ آلیار نے گھورا۔ "جائیں جی آپ کی بیگم انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔" میر نے دروازے سے لگ کے اسے چھیڑا۔

"تمہارا انتظار کرنے والی بھی جلدی لا جائیں گے۔۔۔" آلیار واپس مڑتے بولا۔ "ہم غریبوں کو کون پوچھتا ہے۔۔۔" میر اونچی آواز میں اسے تنگ کرنے لگا۔ آلیار نے نفی میں سر ہلا�ا۔ اور وشه کو دیکھنے کمرے کہ طرف آیا۔ جو کہ تیار کھڑی تھی۔ "چلیں؟" آلیار نے پوچھا۔ وشه کے سراشبات میں ہلانے پہ وہ مڑا وشه بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

مراد جو کہ کمرے کے باہر تھا وہ بھی ان کے پیچھے آنے لگا۔ وشه کو وہ سچی اپنی سوتن ہی لگتا تھا۔ وہ گیراج میں آئے۔ مراد نے چابی آلیار کی طرف بڑھائی۔ آلیار ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا وشه اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"هم کہاں جا رہے ہیں؟" وشه نے کارگھر سے نکلتے آلیار سے پوچھا۔ "آپ کو کسی خاص سے ملوانا ہے۔۔۔" آلیار نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر وہ خاص آپ کی پہلی محبت ہے تو مجھے نہیں ملنا۔۔۔" وشه نے نزوٹھے پن سے کہا۔ "کیوں؟" آلیار نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا مطلب کیوں؟ میرا شوہر مجھے اپنی پہلی محبت سے ملوانا چاہے اور میں خوشی خوشی اس سے ملوں۔۔۔ اوہیلو کیسی ہو آپ۔۔۔ آپ میرے شوہر کی پہلی محبت ہو۔۔۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کے۔۔۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں گی؟"۔۔۔ ہنہ۔۔۔ وشه کے منہ بنابنا کے کہنے پہ آلیار کا جاندار قہقاہ بلند ہوا۔

"اومائی ماہی۔۔۔ کوئی جیلیں ہو رہا ہے؟" آلیار اس کی طرف جھک کے پوچھنے لگا۔ "ہنہ۔۔۔ میں کیوں ہونے لگی جیلیں۔۔۔ جیسی بھی ہو گی کم سے کم وہ مسز آلیار شاہ نہیں ہو گی۔۔۔ وہ تو میں ہی ہوں۔۔۔" وشه نے ہاتھ جھلاتے کہا۔

"اگر وہ بھی مسز آلیار شاہ ہوئی؟ مطلب میرا کیا بھروسہ دوسری شادی بھی کر رکھی ہو میں نے۔۔۔" آلیار نے گاڑی پری کے محلے میں روکتے کہا۔ "اس کا قتل کروں گی کروں گی آپ کو بھی جہنم واصل کر کے آؤں گی۔۔۔ آخر کو ایس پی کی بہن ہوں۔۔۔" وشه نے اس کے کارروکنے پہ بیلٹ کھولتے کہا۔ آلیار پھر ہنسا تھا۔ اور نفی میں سر ہلاتے وہ دونوں کار سے نکلے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"امی دروازے پہ کوئی ہے دیکھ لیں پلیز۔۔۔" وہ جائے نماز پہ بیٹھی ہی امی کو آواز دے رہی تھی۔

اس کی آواز پہ امی باہر نکلی لیکن تب تک وہ خود اٹھ کے دروازے تک چلی گئی تھی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا آلیار اور وشهہ آپی کو دیکھ کے وہ ایک دم خوش ہوئی۔

"وشهہ آپی۔۔۔ آپ۔۔۔" پری بھاگ کے اس کے گلے لگی۔ "آئیں نا۔۔۔" وشهہ کا ہاتھ پکڑ کے اس نے اندر کی طرف کھینچا۔ اور وشهہ وہیں سن کھڑی تھی۔ کیا پریشے احسن آلیار شاہ کی پہلی محبت تھی؟ اسے تو لگا وہ مذاق کر رہا تھا۔ وشهہ کو اندر کی طرف لا کے اس سے پہلے کے پری اس کا تعارف امی سے کرواتی امی آلیار کی طرف بڑھی۔

"آپ کو آپ کی بہو سے ملوانے لایا ہوں۔۔۔" آلیار نے امی کو گلے لگا کے کہا۔ جب وہ دونوں ہو نقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"یہ۔۔۔" وشهہ کی طرف اشارہ کر کے امی نے پوچھا۔

آلیار نے وشهہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے سامنے کیا۔ "دیکھیں تو پیاری ہے نا۔۔۔" وہ بچوں کی طرح پوچھ رہا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کے وشهہ کو گلے لگایا۔ "میرے شاہ کی پسند عام ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔" انہوں نے دونوں کو ایک ساتھ کھڑے کر کے کہا۔ پری ابھی بھی ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین نا آیا ہو۔ کیا آلیار شاہ امی کا بڑا بھتیجا ہے؟ مطلب میر شاہ امی کا دوسرا بھتیجا تھا۔

(میرا بچوٹا شاہ۔۔۔ بہت نک چڑا تھا) امی کی ڈائری والی بات پری کے کانوں میں گونجی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اور یہ ہیں میری بچپن کی محبت۔۔۔ میری اکلوتی پھوپھو۔۔۔ میری فاطمہ امی۔۔۔" آلیار نے ان کو کندھوں سے تھام کے وشه کو بتایا۔ وشه نے اس کی بات پہ گردن اٹھا کے اسے دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ وشه کو شرمندگی ہوئی۔ وہ کیا سوچ رہی تھی۔

"یہ آپ کی۔۔۔ بیٹی ہے۔۔۔" پری کی طرف بڑھ کے آلیار نے امی سے پوچھا۔ انہوں نے سرا اثبات میں ہلا دیا۔ پری بے یقینی سے امی کو دیکھ رہی تھی۔

(میرے ساتھ ڈیٹ پہ چلوگی؟

میرا چھوٹا شاہ
یہ ہے وہ عظیم ہستی جس نے میر شاہ کو ہر ادیا
وہ بہت نک چڑا اور ضدی تھا۔
سوری اگین

پری بالکل چھوٹے شاہ جیسی تھی۔۔۔ (

باتیں مکس ہو رہی تھیں اور پری وہیں کھڑی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری ابھی بھی بے یقین تھی۔ وہ آلیار کے ساتھ جا رہے تھے۔ گاڑی سے باہر دیکھتے وہ میر شاہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ قسمت نے عجیب کھیل کھیلا تھا اس کے ساتھ۔ جس سے وہ بھاگ رہی تھی
ناجانے کیوں اللہ نے اسے سامنے لائے کھڑا کر دیا تھا۔ کچھ بھی ہو جاتا میر شاہ امی کا بھتیجانا ہوتا۔
وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی۔ خیر ضروری تو نہیں جو ہم سوچیں وہی ہو۔
وہ اور امی اور وشه پیچھے بیٹھے تھے۔ امی وشه اور آلیار کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں۔ پری کو شاید اس حقیقت کو
ماننے کو وقت چاہیئے تھا۔

نالزہب

وہ تھانے داخل ہوا تو اس کے کان میں آواز آئی۔

"اوے رشید۔ اوے ایتھے آ۔۔" کوئی پولیس والا کسی دوسرے پولیس والے کو بلا رہا تھا۔
(بولنے کی تمیز نہیں ہوتی پولیس والوں میں۔) عینا کا طعنہ یاد آیا تھا۔ "تمہیں بولنے کی تمیز ہے کہ نہیں؟" ولی
نے اس کے سر پہ جا کے اسے غصے سے کہا۔ سارا تھانہ ایک دم الرٹ ہوا۔

حمزہ اور زین جو کہ کچھ فاصلے پہ کھڑے تھے انہوں نے حیرت سے ولی کو دیکھا۔ "یہ کیا ہوتا ہے اوے رشید؟ کسی
ایک دو کی وجہ سے سارا ڈیپارٹمنٹ ذلیل کر کے رکھا ہوا۔۔۔" ولی نے ایک دفعہ سب کو دیکھتے کہا۔ پاس سے

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

گزر تاچائے والا چھوٹا لڑکا، اس سے کچھ دور لیڈی کا نسٹیبل، ولی کے سامنے کھڑے دو حوالدار اور اس سے دور کھڑے زین اور حمزہ منہ کھولے اسے سن رہے تھے۔

"اور تم۔۔" ولی نے دور جیل کے پاس کھڑے حوالدار کو مخاطب کیا۔ "جی سر۔۔" وہ فوراً سیدھا ہوا۔ "کوئی جم جوانن کر لو۔۔ یا سیر کیا کرو۔۔ کیسے تو نند نکلی ہوئی ہے تمہاری۔۔" ولی نے اسے ڈپٹا تھا۔ اس نے ولی کے اشارے پہ جھک کے اپنا باہر نکلا ہوا پیٹ دیکھا۔ "وہ سرجی یہ تو شروع سے نکلی ہے۔۔" وہ دانت دکھاتے گویا ہوا۔

"ہاں تو پیچھے کرو اس کو۔۔" ولی کو اس کا دانت نکالنا بالکل اچھا نہیں لگا۔ وہ ولی کے حکم پہ اپنا سانس روک کے کھڑا ہو گیا۔ پیٹ تھوڑا سا پیچھے کو گیا تھا۔ "ہائے سرجی۔۔" لمبا سانس خارج کرتے اس نے پھر سے پیٹ کو باہر نکالا۔ "تھوڑا تم اس کو استری کر کے پہن لیا کرو۔۔ تاکہ پیارے لگو۔۔" ایک اور حوالدار کو کہتا وہ اپنے کیپن کی طرف بڑھنے لگا۔ حمزہ اور زین اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ وہ ایسے تو کبھی نہیں کرتا تھا۔

"سرکنوارے ہیں ورنہ میں کہتا سرپا آج اپنی بیوی سے لڑکے آئیں ہیں۔۔" حمزہ نے تھوڑی پہ خارش کرتے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"کیا پتہ معمشوقہ سے لڑائی ہوئی ہو۔۔" زین نے بھی ولی کی پشت کو دیکھتے کہا۔ "نانا۔۔ سرا یسے نہیں ہیں۔۔" حمزہ فوراً حمایت میں بولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تم دونوں کا مجھ پہ تبصرہ ہو گیا تو فائل لاو کیس کی۔۔۔" ولی نے مڑ کے دونوں کو خوانخوار نظر وں سے گھورتے کہا۔

"یس سر۔۔۔" دونوں کا ہاتھ ماتھے تک گیا تھا۔ اور پھر وہ دونوں دم دبا کے بھاگے۔ آج واقعی ہی سرکسی سے لڑ کے آئے ہیں۔۔۔

عینا کمرے میں آ کے بیٹھی ہی تھی کہ حمد ان درانی ٹپک پڑا۔ "کہاں گئی تھی؟" اس نے آبر واچ کاتے پوچھا۔ "تم سے مطلب۔۔۔" عینا اٹھ کے الماری سے ڈر لیں نکال کے واش روم گھس گئی۔

"ہنہ۔۔۔" حمد ان درانی نے ہاتھ سے اسے دفعہ کیا تھا۔ اور باہر کی طرف بڑھنے لگا جب نظر عینا کے بیگ پہ پڑی۔ آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

اس نے بیگ کھولا اور عینا کی بنائی گئی اسائنسنٹ اس کے ہاتھ لگی۔

اسے بیگ میں واپس ڈال دیا حمد ان نے۔ لیکن بیگ بند کرتے ہانیہ چوہدری کی اسائنسنٹ بھی اس کو نظر آئی۔

لیکن آپ جانتے ہیں نا حمد ان درانی بیچارا کتنا شریف ہے؟ "حمد ان توبہ توبہ چوری کرنا کبیرہ گناہ ہوتا ہے۔۔۔"

دونوں ہاتھ کا نوں کو لگا کے اس نے واپس ہانی کی اسائنسنٹ عینا کے بیگ میں ڈال دی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"تیرے یار داتے وکھر اسو گیں نی۔۔۔"

وہ گنگنا تا باہر کی طرف بڑھ گیا۔
عینا واش روم سے نکلی اور بیگ اٹھا کے الماری میں رکھ دیا۔ تھک تو وہ چکی تھی لیکن اب چائے بھی پینی تھی۔ اسی
لیے وہ اب گنگنا تے بال بنارہی تھی۔

"میں کتنی سند رہوں میں کیا کروں۔۔۔"
میں کتنی سند رہوں میں کیا کروں۔۔۔

منہ بنانا کے گاتے وہ بال بھی بنارہی تھی۔

"میں کتنی سند رہوں میں کیا کروں۔۔۔"

"خود کشی کرلو۔۔۔" "حمدان درانی نے اس کے کمرے میں جھانک کے کہا اور سر غائب کر لیا۔ عینا نے اسے
گھورنا چاہا مگر وہ تھا ہی نہیں۔ تو وہ اسے دفعہ کر کے پھر سے گانے لگی۔

"میں کتنی سند رہوں میں کیا کروں۔۔۔"

(اپنی خوش فہمی دور کرو۔۔۔) اس بار پھر حمدان نے سرنگال کے اسے کہا۔ عینا نے گردن موڑ کے اسے گھورا۔ وہ پھر سے غائب تھا۔

"میں کتنی سند رہوں میں کیا کروں۔۔۔"

اس بار عینا نے دروازے کو دیکھتے ہی گایا تھا۔ حمدان درانی کا سر پھر سے دروازے پہ نظر آیا۔ (بہن ہوش کرو۔۔۔) اس بار وہ کہہ رہا تھا اور عینا درانی نے ہاتھ میں کپڑا بر ش اسے زور سے دے مارا جو کہ اس کے سر پہ لگا تھا۔

"ہائے مارڈا لا۔۔۔" وہ ان تین لفظوں کو خاصہ لمبا کر کے دکھ بھرے لجھ میں گویا ہوا۔ اسے کون کہتا ہے عینا درانی سے پنگالے۔ وہ اس کی ڈرامے بازی کو نظر انداز کرتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ یہ توروز کا تھا۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ جب وشهہ اور آلیار شاہ گھر میں داخل ہوئے۔ "آگئے آپ۔۔۔" وہ جوش سے ان کی طرف بڑھتے رکا۔ کیونکہ وہ اکیلے نہیں تھے۔ وہ دونوں دائیں اور بائیں جانب ہوئے اور فاطمہ شاہ آگے ہوئیں۔ وہ آنکھوں میں نمی لیے سامنے کھڑے اپنے خوب روچھوٹے شاہ کو دیکھ رہی تھیں اور میر ساکن کھڑا تھا۔ "فاطمہ امی۔۔۔؟" میر نے دو منٹ بعد آلیار کو دیکھ کر پوچھا۔ آواز اتنی ہلکی تھی کہ بمشکل آلیار کو سمجھ آئی۔ اس نے مسکراتے سرا ثبات میں ہلا دیا۔

فاطمہ شاہ نے حیرت سے آلیار کو دیکھا۔ انہیں لگا تھا کہ میر ان کو نہیں جانتا ہو گا۔ انہوں نے اپنے بازو و واکیے۔

اور میر کو اپنی طرف بلا دیا۔ میر نے لنفی میں سر ہلا دیا۔

"چھوٹے شاہ۔۔۔" وہ اس کی طرف بڑھنے لگی۔ ان کے ایک قدم پہ وہ بدک کے ان سے دو قدم دور ہوا۔

اور ساتھ ساتھ وہ لنفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"آپ کے لمس کو محسوس نہیں کرنا چاہتا میں۔۔۔" ایک قدم ان سے دور ہوتے اس نے کہا۔

"بچپن سے لیکے اب تک بھائی کی زبانی آپ کے بارے میں بہت کچھ سناء ہے۔۔۔" دوسرا قدم ان سے دور ہو کے میر بولا۔

"جب بھی وہ آپ کے بارے میں بات کرتے لجھ سے پیار ٹیکتا۔۔۔ آپ کا لمس۔۔۔ آپ کی گود میں سکون انہوں نے محسوس کیا۔۔۔" وہ دو قدم مزید پچھے ہوا۔ "میں تو بچپن سے محروم رہا ہوں۔۔۔" میر کے لجھ میں نمی گھل گئی۔ فاطمہ امی بھی رورہی تھیں۔ اور ان کے پچھے کھڑی پری ابھی بھی سن تھی۔ یہ کون تھا؟ وہ اس میر

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

شاہ کو نہیں جانتی تھی۔ وہ تو بد تیز میر شاہ کو جانتی تھی۔ وہ امی کی اور آلیار بھائی کی اوٹ میں چپھی کھڑی تھی اسی لیے میر نے اسے نہیں دیکھا تھا۔

"اگر آپ کے لمس کی مجھے عادت ہو گئی اور آپ پھر سے چھوڑ گئیں تو؟" وہ پکوں کی طرح ان سے پوچھ رہا تھا۔ "بھائی زندہ رہ گئے تھے۔۔۔ میں مر جاؤں گا فاطمہ امی۔۔۔" اس نے آنکھیں بند کر کے پہلی دفعہ کسی عورت کو امی کہا تھا۔ اس کے فاطمہ امی کہنے پر فاطمہ شاہ نے بھی اپنی آنکھیں بند کیں۔

"چھوٹے شاہ۔۔۔" وہ ابھی بھی بازو و اکیے کھڑی تھیں۔ میر نے ہمت کی۔ وہ آگے بڑھا اور ان کے گلے لگ گیا۔ "میر اشناہ۔۔۔" وہ اس کو لپٹائے رورہی تھیں۔ اور میر شاہ کو ان کے لمس میں ممتاز احساس ہوا۔ وہ تو اس لمس سے کبھی واقف ہی نہیں ہوا۔ کیا ماوں کی گود میں ایسا سکون ہوتا ہے؟ کیا ماوں کا لمس اتنا پیارا ہوتا ہے؟ میر کو پہلی دفعہ احساس ہوا۔ اس ایک احساس کی دنیا میں کوئی قیمت نہیں تھی۔ ہال یہی تو وہ سکون تھا جس کے لیے وہ بچپن سے تڑپا تھا۔ اور اسے یہ سکون آلیار کے لمس کے علاوہ کہیں نہیں ملا۔

فاطمہ شاہ اس کامنہ چوم رہی تھیں اور وہ آنکھیں بند کیے بس یہ لمس محسوس کر رہا تھا۔ امی اور آلیار شاہ دونوں ایک طرف ہوئے اور میر شاہ کی نظر پر یہ احسن پہ پڑی۔

"پر یہ احسن۔۔۔ فاطمہ امی کی بیٹی۔۔۔" آلیار نے اس کا تعارف کروایا۔ اور میر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

(میرے ساتھ ڈیٹ پہ چلوگی؟)

لعنت بھیجتی ہوں تمہاری آفرپ

کون تھا وہ

وہ تم جیسا تھا میر شاہ

اس لڑکی کو انوالومت کرنا

اپنی مرد انگلی جا کے چو لہے میں جھونک دینا میر شاہ---(

ایک دوسرے سے تین قدم کے فاصلے پہ دونوں کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اور قسمت دور کھڑی
ان دونوں کو۔

نالزہب

مسز شاہ فل میک اپ میں نیچے آرہی تھیں۔ ایک دم آخری سیڑھی پہ قدم رکا۔ میر اور آلیار نے مڑ کے انہیں
دیکھا۔ اور پھر دونوں نے فاطمہ شاہ کو دائیں اور بائیں کندھے سے تھام لیا۔

(اس گھر میں تمہاری اب کوئی جگہ نہیں۔۔۔ یہ اب میر اگھر ہے۔۔۔)

مسز شاہ کے کانوں میں 18 سال پہلے والا اپنا جملہ گونجا۔ (اٹھاؤ یہ سامان اور دفعہ ہو جاؤ۔۔۔) فاطمہ شاہ کی
آنکھوں کے پردے پہ مسز شاہ اس کا سامان باہر پھینک رہی تھیں۔
پریشے احسن نے جب انہیں دیکھا تو اسے وشہ کی برات یاد آئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

(وہ ہانی کی طرف بڑھ رہی تھی جب اچانک سے مسز شاہ سے ٹکرائی۔ "تم آندھی ہو لڑکی۔ نظر نہیں آ رہا کیا۔۔۔ مسز شاہ نے اپنے قیمتی سوت پہ آئی سلوٹ کو ہاتھ سے ٹھیک کرتے سامنے کھڑی پری کو کہا تھا۔ "سوری آنٹی۔۔۔ یہ غلطی سے۔۔۔" پری نے سوری کرنا چاہا انہوں نے درمیان میں روک دیا۔

"بس بس جانتی ہوں تم مڈل کلاس لوگوں کے چونچلے۔۔۔" وہ اس کی سنبھالیں گے بڑھ گئیں۔) پری ہوش میں آئی۔ اور سامنے کھڑی مسز شاہ کو دیکھا۔

"ارے فاطمہ۔۔۔ تم کہاں چلی گئی تھی۔۔۔" وہ فاطمہ شاہ کی طرف بڑھتے بولی۔ اور اسے آگے بڑھ کے گلے لگایا۔ "میں نے تمہیں کتنا یاد کیا۔۔۔" اپنی آنکھوں میں نا آئے آنسو صاف کرتی وہ آلیار اور میر کو دیکھ کے بولی۔

"چلیں فاطمہ امی۔۔۔" آلیار نے آگے بڑھ کے ان کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ میر اور آلیار اور وشهہ انہیں لے کے آگے بڑھ گئے۔ مسز شاہ نے آنکھوں میں نبی کو انگلی پہ رکھ کے پھونک ماری اور سامنے کھڑی پری کو زہر خند نظر وہ سے دیکھا۔

پری ان کو نظر انداز کرتی و شہہ لوگوں کے پیچھے چلی گئی۔ انہوں نے گردن موڑ کے پری کو جاتے دیکھا تھا۔ "یہ ایک نئی مصیبت ہے۔۔۔" وہ سوچتی سر جھکلتے باہر کی طرف بڑھ گئیں۔ اس کا حل وہ آکے سوچیں گیں ابھی پارٹی ضروری تھی۔

"کیا---؟ میر شاہ؟ تمہارا کزن ہے؟" عینا حیرت سے سامنے بیٹھی پری سے پوچھ رہی تھی۔ جبکہ ہانی کا تو منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"اس کو تو بند کرلو---" پری نے ہانی کا منہ خود بند کرتے کہا۔ "اب خبر ایسی سناؤ گی تو منہ کیسے بند ہو گا---" ہانی نے منہ بنایا۔ پری نے ان دونوں کو سب کچھ بتادیا تھا۔ وہ دونوں تب سے صدمے میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"چلو--- سر قریشی کی کلاس ہے---" پری نے دونوں کو یاد دلایا۔ اور تینوں گھاس سے بیگ اٹھانے لگیں۔" میری اس آئینٹ نکال---" عینا کا بیگ پکڑتے ہانی نے کہا۔ "میری بھی نکال دے ہانی---" پری نے بھی اسے کہا۔ ان تینوں کی اس آئینٹ ہانی اور عینا نے مل کے بنائی تھی۔

کیونکہ پری کی طبیعت خراب تھی۔ اور پری اور ہانی کی اس آئینٹ عینا کے بیگ میں ہی تھی۔ ہانی ایک دفعہ اپنی اس آئینٹ کھول کے دیکھنے لگی تو پری نے اس کا بازو پکڑ کے اسے کلاس کی جانب کھینچا۔ کیونکہ سر کلاس میں آپکے تھے۔

وہ کلاس میں داخل ہوئیں تو سرنے ہانی کو گھورا۔

سر قریشی سے اس کی نہیں بنتی تھی۔ "مس ہانیہ اپنی اس آئینٹ دکھائیں---" سرنے ہانی کو جگہ پہ بیٹھنے سے پہلے کہا۔ وہ عینا کو بیگ پکڑاتی منہ بناتی سر کی طرف بڑھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کمپلیٹ؟" سرنے پکڑتے پوچھا۔ "جی سر۔۔۔" ہانی نے کہا۔ اور مڑنے لگی۔ "میں نے آپ کو جانے کا نہیں کہا مس ہانیہ۔۔۔" ہانیہ پہ اچھا خاصہ زور دیا گیا تھا۔ "سوری سر۔۔۔" وہ منمناتی ہاتھ باندھے ادب سے کھڑی ہو گئی۔

(کتنا سر کھاتا ہے یہ قریشی۔۔۔) ہانی نے اسائنسنٹ دیکھتے سر کو دیکھ کے دل میں کہا۔ (اویسرا مطلب ہے کتنا بولتے ہیں سر قریشی) ضمیر کے ملامت کرنے پہ ہانی نے فوراً دل میں ہی جملے کو درست کیا۔

"What the hell is this ..."

"آپ کو سینس ہے کہ نہیں۔۔۔ کیا ہے یہ۔۔۔" اس کی اسائنسنٹ دیکھ کے سرنے اس کی طرف بڑھاتے غصے سے پوچھا۔

ہانی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ "سر اسائنسنٹ ہے یہ۔۔۔" سر سے پکڑ کے ہانی بولی۔ اور اسائنسنٹ دیکھنے لگی۔ جگہ جگہ کچھ جملے لکھے گئے تھے۔ "یار قریشی۔۔۔" کتنا بولتے ہو تم۔۔۔ تھوڑا کم بولا کرو اچھے لگو گے۔۔۔"

"قریشی بیوی کا غصہ ہم پہ مت نکالا کر۔۔۔"

"کبھی چھٹی بھی کر لیا کرو قریشی۔۔۔" مختلف جگہ پہ مختلف جملے لکھے گئے تھے۔ ہانی نے اوپنجی آواز میں پڑھے۔ اور ساتھ ہنستے وہ سر سے پوچھنے لگی۔ "ارے سر۔۔۔ یہ کس نے لکھے ہیں۔۔۔" وہ سر کی طرف دیکھ کے اتنی بے تکلفی سے پوچھ رہی تھی جیسے وہ اور سر تو بچپن میں ساتھ کینچے کھیلتے رہے ہیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
کلاس میں بھی سب دبی دبی ہنس رہے تھے۔

"شٹ اپ مس ہانیہ یہ آپ کا کام ہے۔۔۔" انہوں نے سرخ ہوتے کہا۔ "سر میں نے نہیں لکھا آپ کی
قسم۔۔۔" وہ فوراً ان کی قسم کھائی۔

"تو کیا میں نے لکھا ہے؟" انہوں نے طنز کیا۔

"کیا پتہ۔۔۔ میرا مطلب ہے سر آپ کیوں لکھیں گے آپ بھی نا۔۔۔ بڑے مزاخیہ ہیں۔۔۔" وہ ان کی بات کو
ہوا میں اڑاگئی۔ سرفرازی اسے گھور رہے تھے۔

"قسم ہے سر جی اللہ پاک کی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کس کا کام ہے۔۔۔" وہ فوراً آنکھوں میں نمی لاتے بولی۔

"پوری رات جاگ کے یہ بنائی تھی۔۔۔" وہ سوں سوں کرنے لگی۔ سر اسے ہر دفعہ کلاس سے باہر نہیں نکال
سکتے تھے۔ "اوکے آپ یہ اسائنسنٹ دس دفعہ لکھ کے لائیں گی۔ بحث بالکل بھی نہیں۔۔۔ ورنہ فیل کر دوں
گا۔۔۔" انہوں نے اسے منہ کھولتا دیکھ دھمکی دی۔ وہ آنکھوں میں نا آئے آنسو صاف کرتے مظلوم بنتے اپنی
جلگہ پہ آکے بیٹھ گئی۔

باقی کلاس اب سر کو اپنی اسائنسنٹ جمع کردار ہی تھی۔ "یہ کس کا کام ہے۔۔۔" ہانی نے وہ جملے عینا کو دکھائے۔ "حمدان۔۔۔" عینا نے دانت پسیتے کہا۔ کیونکہ وہ اس کی رائٹنگ سے اچھی طرح واقف تھی۔ یہ حمدان درانی اب
نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔۔ ہانی دل میں ارادہ کرنے لگی۔

وہ کلاس سے نکل رہے تھے۔ جب ہانی تن فن کرتی اس کی طرف بڑھی۔ "یہ تم نے کیا ہے نا۔۔۔" ہانی نے اسائنمنٹ اسے دکھاتے کہا۔ "جی یہ میں نے کیا ہے۔۔۔" وہ سر خم کرتے اپنا جرم تسلیم کر گیا۔ "تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی۔" ہانی نے غصے سے پوچھا۔ حمدان نے دائیں اور بائیں کھڑے علی اور ہارون کو دیکھا۔ ہاتھ آپس میں مسل کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر کے اس نے انگلیاں چڑکائیں۔ "عینا کا بیگ کھولا۔۔۔ اس میں سے تمہاری اسائنمنٹ نکالی۔ پین لے کے لکھ دیے۔۔۔" وہ سکون سے جواب دیتے ہانی کو تپا گیا۔

نالزہب

"سر نے اس کے بد لے میں مجھے دس دفعہ اسائنمنٹ بنانے کو کہا ہے۔ اور اب وہ تم بناؤ گے۔۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے اسے حکم دیا۔ "میں اور تمہاری اسائنمنٹ بناؤں؟" حمدان نے پوچھا۔

"بالکل۔۔۔" ہانی سکون سے بولی۔ "مجھے پکڑنا یا۔۔۔" اپنے دونوں بازو اس نے علی اور ہارون کی طرف کیے تھے۔ (دونوں نے فٹ سے پکڑ بھی لیے۔) مجھے کہیں ہنسی کا دورہ ہی ناپڑ جائے۔۔۔ میں اور تمہاری اسائنمنٹ بناؤں۔۔۔ واث آجوک ڈیئر۔۔۔"

وہ ہلاکا سا اس کی طرف جھک کے سنجیدگی سے بولا۔ "تمہارے تو اچھے بھی بنائیں گے۔۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"جا کے اچھوں سے ہی بنو والو پھر---" وہ شان بے نیازی سے بولا۔ ہانی کا میٹر شاٹ ہوا۔ اس نے حمدان کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کے گھما یا اور اپنی طرف اس کی پشت کرتے اپنا پیر اس کے پیر میں پھنساتے وہ اسے جکڑ چکی تھی۔ "مر جاؤ گے میرے ہاتھوں---" اس کے ہاتھوں پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ہانی نے کہا۔ "اتنے برے دن نہیں آئے میرے---" وہ گردن موڑ کے سہولت سے بولا۔ ہانی نے اسے جھٹکا دے کے چھوڑا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔ ایک سیر تھا تو دوسرا سو اسیر۔

"لڑکی خطرناک ہے---" علی نے تبصرہ کیا۔

"خاصی---" ہارون نے بھی حصہ لیا۔ جبکہ حمدان درانی نیچے بیٹھ کے اپنے جو گرز باندھ رہا تھا جو وہ کھول گئی تھی۔

نالزح

پورا ایک ہفتہ ہو گیا تھا اس سے شاہ ہاؤس۔ اس ایک ہفتے میں میرا سے نظر بھی نہیں آیا۔ یہ فکر تو چلو دور ہوئی۔ اور تو اور آلیار بھائی اور وشهہ آپی امی کا بہت خیال بھی رکھ رہے تھے۔ اسی لیے اسے اب امی کی طبیعت کی فکر بھی نہیں تھی۔ یہاں اس گھر میں آ کے ایک دم اس کی زندگی بدلتی تھی۔ ہاں بس مسز شاہ اسے اچھی نہیں لگتی تھیں۔ ان کا وہی حال تھا آلیار اور وشهہ آپی کے سامنے وہ شہد سے بھی میٹھی بن جاتی اور ان کے بعد وہ پری کو زہر سے بھی کڑوی لگتی تھیں۔ خیر پری نے ان کو ابھی تک نظر انداز ہی کیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنے اور امی کے مشترکہ کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑی سوچوں میں گم تھی۔ جب اسے نیچے گارڈن میں وشهہ آپی اکیلی بیٹھی نظر آئیں۔ امی سورہی تھیں تو وہ وشهہ آپی کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا ہورہا ہے۔۔۔" وہ آپی کے سامنے بیٹھتی پیار سے بولی۔ "کچھ بھی نہیں۔۔۔" وشهہ جلدی سے فون بند کرنے لگی۔ لیکن فون اس کے ہاتھ سے گرا اور اوپر آلیار کی تصویر جسے وہ بہت دیر سے دیکھنے میں مصروف تھی پری کو نظر آئی۔

وشهہ کو شرم آگئی۔ اس نے فوراً فون اٹھا کے بند کیا۔ پری نے مسکراہٹ دبائی۔ "آپی آپ کے ہی ہیں۔۔۔ دیکھو دیکھو۔۔۔" وہ انہیں تنگ کرنے لگی۔ وشهہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

ابھی وہ کچھ کہتی میر وہاں آیا تھا۔ "ہائے لیڈیز۔۔۔" وہ کہتا وشهہ کے ساتھ کر سی پہ بیٹھ گیا۔ پری تو سن ہی ہو گئی۔ "تمہیں ہم کہاں سے لیڈیز لگ رہی ہیں" وشهہ نے اسے گھورتے پوچھا۔ "او۔۔۔ بیوٹیفل گر لز۔۔۔ معافی چاہتا ہوں۔۔۔" وہ ہاتھ اٹھا کے سوری کرتا پری کو دیکھ کے بولا۔ پری فوراً اٹھی۔

"ارے کیا ہوا پری بیٹھ جاؤ۔۔۔" وشهہ آپی نے اسے روکنا چاہا۔ "نہیں آپی۔۔۔ وہ۔۔۔ امی اٹھ گئیں ہوں گی۔۔۔" میں دیکھ کے آتی ہوں۔۔۔" وہ انہیں بتاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا ہو گا میرا۔۔۔" میر نے نفی میں سر ہلاتے افسوس کیا۔ "ڈر اکے رکھا ہوا بیچاری کو تم نے۔۔۔" وشهہ صرف اتنا جانتی تھی کہ پری ہی وہ لڑکی ہے جس سے میر شاہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ اور آلیار کو فاطمہ شاہ کیسے ملی یہ وہ سب جانتی تھی لیکن میر نے شرط والی بات انہیں نہیں بتائی تھی۔ ایک وہی تو اسے اچھا سمجھتی تھی۔ میر بالکل نہیں چاہتا تھا کہ وہ بھی اسے باقی سب کی طرح غلط انسان سمجھیں۔

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اللہ سے دعا ہی کر سکتے ہیں تمہارے لیے تو۔۔۔" وشه نے سر ہلاتے کہا۔ "اپنے مجازی خدا سے کہیں کچھ کریں۔۔۔" میر نے ٹانگ ہلاتے کہا۔ انہوں نے کی ہے فاطمہ امی سے بات۔۔۔" وشه نے بہب پھوڑا۔
"کب۔۔۔" وہ سیدھا ہوتا چلا اٹھا۔

"آہستہ۔۔۔" وشه نے اسے گھورا۔ "کب کی۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ فاطمہ امی نے کیا کہا؟ کیا وہ راضی ہیں۔ کیا انہوں نے پری سے بات کر لی۔۔۔" وہ ایک ساتھ ہی اتنے سوال کر گیا۔

"حوالہ۔۔۔ میر۔۔۔ حوصلہ۔۔۔" وشه نے دونوں ہاتھوں سے اسے حوصلے کا اشارہ کیا۔ وہ سیدھا ہوتا کان پہ خارش کرنے لگا۔

نالز حب

وہ اندر کی طرف بڑھی۔ امی سو کے اٹھ چکی تھیں۔ "ادھر آؤ پری۔۔۔" انہوں نے اسے پاس بلا یا۔ وہ چلتی ان کے پاس بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ "تم سے اہم بات کرنی تھی۔" انہوں نے تمہید باندھی۔ "جی؟" پری نے حیرت سے پوچھا۔ وہ بات گھمانے کی عادی نہیں تھیں۔

"میری اللہ نے ہر خواہش پوری کر دی ہے۔۔۔ اب بس ایک اور خواہش ہے کہ تمہیں تمہارے گھر کا ہوتا دیکھوں۔۔۔" انہوں نے پری کامنہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے کہا۔

"آنکھیں بند کرنے سے پہلے تمہیں دلہن بنے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔" پری کا ماتھا چوم کے انہوں نے کہا۔ "اللہ ناکرے آپ کو کچھ ہو۔۔۔ کیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔۔۔" پری نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سب کو جانا ہے پری۔۔۔" انہوں نے مسکرا کے کہا۔ "امی۔۔۔ میں ناراض ہو جاؤں گی آپ سے۔۔۔" وہ منه بناتے انہیں دھمکی دینے لگی۔

"اوکے۔۔۔ اب نہیں کرتی مرنے کی باتیں۔۔۔ لیکن تمہاری شادی۔۔۔" وہ پھر سے اس کی شادی پہ آگئیں۔ "کل تک آپ کو اپنے بھتیجے نہیں ملے تھے۔ آج مل گئے تو مجھے خود سے دور کرنا چاہتی ہیں آپ۔۔۔" وہ اٹھ کے الماری کی طرف بڑھتے بولی۔

"خود سے دور نہیں کر رہی۔۔۔ اسی گھر میں رہو گی تم۔۔۔" انہوں نے گردن موڑ کے پری کو دیکھ کے خوش ہوتے کہا۔

نالزہب

"کیا مطلب؟" پری کو سمجھ نہیں آئی۔ "مطلب میرے چھوٹے شاہ کی دلہن بنانا چاہتا ہے بڑا شاہ تمہیں۔۔۔" پری کے سر پہ انہوں نے دھماکا کیا تھا۔ وہ ساکن کھڑی امی کو دیکھ رہی تھی۔ جو کہ اسے ہی پیار سے دیکھ رہی تھیں۔

"بہت پیاری لگے گی تم دونوں کی جوڑی۔۔۔" انہوں نے اٹھ کے پری کے سامنے آتے کہا۔ پری خالی خالی نظر وہ سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے ساتھ دفن ہو جاؤں گی پر میر شاہ سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔" پری نے انگلی اٹھا کے انہیں کہا اور کمرے سے نکلنے لگی جب دروازے میں مسز شاہ کو اس نے کھڑے پایا۔ فاطمہ شاہ تو پری کے انکار پہ وہیں کھڑی رہ گئیں تھیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

مسز شاہ کو دیکھ کے پری کے بڑھتے قدم رکے۔ جبکہ فاطمہ شاہ نے مڑکے پری کو دیکھا اور ایک نگاہ غلط مسز شاہ پہ ڈالتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

مسز شاہ نے پاس سے گزرتی فاطمہ شاہ کو دیکھ کے "ہنہ---" کیا۔ اور پری کی طرف بڑھی۔ "بہت اچھے--- اسی بات پہ قائم رہنا۔ دفن ہو جانا میرے بیٹے سے شادی کرنے کا سوچنا بھی مت---" وہ اس کے سامنے آ کے کھڑے ہوتے بولی۔ پری نے ہاتھ کی مٹھیاں بنائیں تھیں۔ "تم میرے بیٹے کے معیار کی ہو بھی نہیں---" انہوں نے اوپر سے نیچے تک پری کو طنزیہ دیکھتے کہا۔

"ایک مل کلاس لڑکی شاہ ولائی بھو نہیں بن سکتی---" وہ اس کے ارد گرد چکر لگاتے اسے کہہ رہی تھیں۔ "کہاں تم---" انہوں نے پری کی طرف انگلی کر کے اشارہ کیا۔ "کہاں میرا شاہ---" ہاتھ اوپر کر کے انہوں نے گھما یا تھا۔

"بالکل صحیح کہا آپ نے---" پری نے اپنا ڈوپٹہ سیٹ کیا تھا۔ "کہاں میں--- پاک دامن--- کہاں آپ کا شاہ کچھرے کا ڈھیر---" اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔

مسز شاہ کا ہاتھ اٹھا لیکن پری نے درمیان سے ہی ان کا ہاتھ اچک لیا۔ "آ--- ہاں--- مسز شاہ--- یہ غلطی مت کیجیے گا--- میں فاطمہ شاہ نہیں پریشے احسن ہوں۔ لحاظ صرف ان کا کرتی ہوں جو میرا کرتے ہیں---" ان کا ہاتھ جھٹک کے پری نے انگلی اٹھا کے انہیں وارن کیا۔

"وہ فاطمہ شاہ تھی جو چپ کر گئی تھی۔ میں پریشے احسن ہوں۔ چیخ چیخ کے دنیا کٹھی کر لوں گی---" پری ان کے پاس سے چلتی جا کے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اور ابھی کیا کہا تھا آپ نے؟ مڈل کلاس۔۔۔ آپ بھول رہی ہیں۔۔۔ میں پریشے احسن ہونے کے ساتھ ساتھ شاہ اینڈ سنز کمپنی کے اوونر کی اکلوتی بھانجی بھی ہوں۔۔۔ مڈل کلاس تو سنا ہے کہ آپ ہیں۔۔۔ ماموں کی سیکرٹری رہ چکی ہیں آپ۔۔۔" پری نے اپنی انگلیاں سیدھی کرتے ناخنوں پہ پھونک مارتے کہا تھا۔

"اے لڑکی۔۔۔" مسز شاہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔" آ۔۔۔ ہاں۔۔۔ مسز شاہ میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ آپ کو کسی نے سکھایا نہیں کہ کسی کی بات درمیان سے ٹوکتے نہیں۔ آپ کے ویسے بیٹے کو بھی یہ نہیں معلوم۔۔۔" پری نے سامنے میز پہ ٹانگیں پھیلائیں۔

"اور کیا کہا تھا شاہ والا کی بہو بننے کے لاکن نہیں میں میں؟" او کم آن ساسو مووم ٹوبی۔۔۔ اپنے بیٹے کو جا کے سمجھائیں جو میرے عشق میں گوڈے گوڈے غرق ہے۔۔۔" پری نے آنکھ و نک کی تھی۔

"مجھے ساسو مووم مت کہو۔۔۔ ابھی تم نے کہا کہ تمہارے لاکن نہیں میرا بیٹا۔۔۔ دیکھو تم اس سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔" مسز شاہ کو آگ لگ گئی تھی۔ پری مسکرائی۔

"میرا موڈ بدل گیا۔۔۔ ابھی ابھی۔۔۔ اور رررر رپھر۔۔۔ اور پہ زور دیتے پری نے اپنی ٹانگیں سیدھی کیں۔" مكافات عمل بھی تو ہونا ہے۔۔۔ فاطمہ شاہ کے ساتھ زیادتی کرتے آپ بھول کیوں گئیں کہ دنیا کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ گناہوں کی سزا پریشے احسن کی شکل میں بھی آپ کو مل سکتی ہے۔۔۔" وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتے بولی۔

"شادی تو ہو گی اب۔۔۔ میری۔۔۔ وہ بھی آپ کے شاہ سے۔۔۔ اسے تو میں دنوں میں سیدھا کر لوں گی۔۔۔ رہی بات آپ کی۔۔۔" پری ان کے سامنے ہلاکا سا جھکی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جیسے لو ہے کو لوہا کاٹتا ہے نا۔۔۔ آگ کو آگ۔۔۔ ایسے ہی آپ کے اندر بھرے زہر کو میرے اندر کا زہر کاٹے گا۔۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ واج۔۔۔" چٹکی بجا کے پری نے ان کو دھمکی دی تھی۔

"مجھے تم پسند آئی ہو۔۔۔" مسز شاہ اس بار مسکرا نہیں تھیں۔ "میں حیران ہوں احسن اور فاطمہ جیسے بزرگوں کی اولاد اتنی تیز؟۔۔۔ خیر مزا آئے گا۔۔۔" انہوں نے داد دی تھی۔

"تم میرے ساتھ کھیل کھیلو گی اور میں چوڑیاں پہن کے بیٹھ جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔ چلو میں بھی تو دیکھوں کتنا دام ہے تم میں۔۔۔" انہوں نے پری کے سامنے ہاتھ کیا۔ پری نے ہاتھ تھام لیا تھا۔ وہ چلی گئیں تو پری نے جلدی سے کھڑکی کھول کے گہر انسانس لیا تھا۔

"یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ اگر جوڑے آسمان پہ بنتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کا ہم سفر آپ کے ساتھ حوا کی دوسری پسلی سے پیدا ہوا ہے تو کیا اس کا ہم سفر میر شاہ تھا؟ وہ گہرے سانس لے رہی تھی۔

"کیا اس کے لیے دنیا میں کوئی نیک مرد نہیں تھا۔ اس نے تو اللہ سے دعا کی تھی۔ جو بھی اس کا ہم سفر ہو وہ چاہے جاہل ہو، ان پڑھ ہو وہ افعتک نہیں کرے گی لیکن وہ عورتوں کی عزت کرنا جانتا ہو۔ اور اس کے سامنے اللہ نے میر شاہ کو کھڑا کیا تھا۔ وہ جو لڑکیوں پہ شرطیں لگاتا تھا۔ وہ جو درمیان میں اس کا راستہ روک کے کھڑا ہو جاتا تھا۔ وہ جس کے سامنے آتے ہی اسے اپنی عزت کے لائے پڑ جاتے تھے۔

اس نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔ "اللہ مجھے آزمائش میں اکیلامت چھوڑنا۔۔۔ اللہ۔۔۔" دماغ کی رگیں تن گئیں تھیں سوچتے سوچتے۔ اس نے اللہ کو پکارا تھا۔

وہ پری کے کمرے سے نکل کے اپنے کمرے میں آئیں تھیں۔ انہیں ایک پل کو چین نہیں تھا۔ وہ کمرے میں چکر لگاتے سوچ رہی تھیں۔ کچھ ناسمجھ آنے پہ وہ میرے کمرے کی طرف بڑھی۔

وہ جو نہا کے فریش ہو کے نکلا تھا انہیں اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑا دیکھ ایک دم رکا۔ "خیریت ایسا کون سا کام پڑ گیا آپ کو۔۔۔ جو آپ میرے کمرے تک آگئیں۔" وہ بالوں کو ٹاؤں سے رگڑتا ڈریسٹک تک گیا تھا۔ "شاہ۔۔۔" انہوں نے اسے پیار سے پکارا۔ میرے کے ہاتھ ایک دم کا نپے تھے۔ "انتنے پیار سے مت بولیں۔۔۔ مسز شاہ۔۔۔ عادت خراب نا ہو جائے میری۔۔۔" وہ بیڈ تک آتا نظر یہ بولا تھا۔ اور جھک کے بیڈ سے اپنا موبائل اٹھایا۔

"تم اس لڑکی سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو۔۔۔ وہ تمہارے لاکن نہیں ہے۔۔۔" انہوں نے شیریں لہجہ اپنایا۔ میر کا دل ایک دم ٹوٹا تھا۔ وہ آج بھی صرف اپنے مفاد کے لیے اس تک آئیں تھیں۔ کاش وہ پوچھ لیتی اس لڑکی میں ایسا کیا ہے جو وہ میرے بیٹی کی پسند بن گئی۔

وہ خود کو کمپوز کر گیا۔ اور آرام سے پلٹا۔ لیکن منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ "کہاں تم اور کہاں وہ۔۔۔" ان کے لہجے میں پری کے لیے زہری زہر تھا۔

"صیح کہا آپ نے کہا وہ۔۔۔ پاک لڑکی۔۔۔ کہاں میں۔۔۔" اس نے سینے پہ انگلی رکھی تھی۔ "جسے کبھی آپ نے پاک ہونے ہی نہیں دیا۔۔۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"کھاں وہ۔۔۔ اپنی ماں کی محبت میں گندھی لڑکی۔۔۔

کھاں میں جس نے کبھی لفظ ماں کا ذائقہ بھی نہیں چکھا۔۔۔ "وہ سر جھٹک گیا۔

"کھاں وہ نمازوں کی عادی۔۔۔ کھاں میں نام کا مسلمان۔۔۔ "وہ خود کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"آپ کو کبھی دعا کا نہیں کہا۔۔۔ آج کہہ رہا ہوں دعا

کبھی گا مجھے وہ مل جائے کیوں کے ڈر بھی لگتا ہے مجھے۔ اس کے لاکن نہیں ہوں میں۔۔۔ "وہ موبائل اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سن کھڑی تھیں۔ دل نے کہا تھا آمین بول دیں لیکن دماغ نے فوراً منع کیا۔ اور مسز شاہ دماغ کی سننے والوں میں سے تھیں۔

نالزہب

وہ کمرے سے نکل کے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اور آلیار فاطمہ شاہ کے ساتھ اوپر کی طرف آنے لگا تھا۔
"کہیں جا رہے ہو؟" آلیار نے پوچھا۔ "جی بس ایسے ہی باہر۔۔۔ "وہ فاطمہ شاہ کو ایک طرف سے خود کو لگاتا ان کا بو سہ لے گیا۔

"جلدی آجانا میر۔۔۔ زیادہ لیٹ مت کرنا۔۔۔ "وہ باہر کی طرف بڑھنے لگا تو فاطمہ امی نے اسے پیچھے سے کہا۔
وہ اچانک مڑا تھا۔ پہلی دفعہ کسی نے اتنے پیار اور فکر سے کہا تھا کہ وہ جلدی گھر آجائے۔
وہ مسکراتا سرا ثبات میں ہلا گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اور آلیار انہیں لیے اوپر جانے لگا تو وہ بولی۔

"تم چلے جاؤ کمرے میں--- میں یہاں بیٹھوں گی۔" وہ صوفے پہ بیٹھ گئی۔ "اگر آپ شاہ کا کر کے بیٹھ رہی ہیں تو وہ جلدی نہیں لوٹنے والا--- چلیں آپ کو آپ کے کمرے میں چھوڑ دوں---" آلیار کے کہنے پہ وہ سر نفی میں ہلا گئیں۔

"میں یہاں بیٹھوں گی۔" وہ ضدی انداز لیے بولی۔ "میں فریش ہو کے آپ کے پاس آتا ہوں---" آلیار مسکرا تابولا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی بیوی کو وقت دو جا کے۔" انہوں نے خالص ساس والی بات کی تھی۔ وہ رکا اور مڑا۔ ان کے چہرے پہ مسکرا ہٹ دیکھ کے لمبی سانس لی۔ اور نفی میں سر ہلاتے کمرے کی طرف بڑھا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وہ ہمیشہ کی طرح اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ہاتھ میں کوئی میگزین تھی جس کی ورق گردانی ہو رہی تھی۔

"اسلام علیکم۔" وہ اسے دیکھ کے الماری کی طرف بڑھی۔ آلیار نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اور جھک کے اس نے اپنا بیگ اور موبائل سب بیٹھ پہ رکھ دیا۔ وہ شہ اس کے کپڑے نکال چکی تھی۔ وہ واش روم چلا گیا۔ باہر آیا تو وہ شہ حیران کھڑی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"کیا ہوا۔۔۔" آلیار نے اس سے پوچھا۔ "آج میری سوتن کدھر ہے؟" وہ جلد بازی میں ناجانے کیا بول گئی۔ جب بول چکی تو احساس ہوا فوراً زبان دانتوں تلے دباتی تھی۔ "کیا؟" آلیار صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "میرا مطلب ہے کہ مراد آج نہیں تھا آپ کے ساتھ۔۔۔" وشه نے مڑ کے بیڈ سے اس کا بیگ اٹھاتے اپنی نظریں جھکائیں۔ "سوتن؟ آپ کو مراد اپنی سوتن لگتا ہے؟" وہ اس کے سامنے آیا۔ وشه نے اسے نظر انداز کیا۔ وہ آگے جانے لگی وہ پھر اس کے سامنے آیا۔ "سوتن۔۔۔" آلیار نے پھر سے لفظ دہرا�ا تھا۔ "منہ سے نکل گیا۔۔۔" وشه نے معصومیت لیے اسے کہا۔ آلیار اسے ابھی بھی گھور رہا تھا۔

"ہاں تو۔۔۔ چوبیس گھنٹے تو آپ کے ساتھ بیوی کی طرح چپکار رہتا ہے۔۔۔ سوتن ہی لگے گا۔۔۔" وشه نے اپنی بات کو کوراپ کرنے کی کوشش کی۔

"آلیار۔۔۔ مجھے گھورنا بند کریں۔۔۔" وشه نے انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔ وشه پچھے کو بھاگنے لگی۔ "میں فاطمہ امی کو بتاتی ہوں آپ کا۔۔۔" وہ بھاگ کے دروازے کی طرف بڑھتی اسے دھمکی دے گئی۔ آلیار نے تیزی سے اس کا بازو پکڑا۔

"ایک منٹ۔۔۔ بات آپ نے غلط کی۔۔۔ اور کیا بتائیں گی آپ فاطمہ امی کو۔۔۔" اسے اپنی طرف کھینچ کے آلیار نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا۔

"میں انہیں بتاؤں گی کہ آپ۔۔۔" وشه ایک دم بولتے چپ ہوئی۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں کہ وہ کیا بتائے گی امی کو۔ "کہ میں؟" آلیار نے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ ہاں میں انہیں یہی بتاؤں گی۔" وشہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرنا چاہا کیونکہ وہ وشہ کو اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

"قسم سے پاگل ہیں آپ۔" وشہ کو آرام سے چھوڑتے آلیار نے لنگی میں سر ہلا�ا۔ "آپ نے مجھے پاگل کہا ہے...." وشہ کو صدمہ لگ گیا۔ "جی۔" آلیار ڈریسنگ کی طرف بڑھتا بولا۔

"میں ولی کو بتاؤں گی۔" آلیار کے پاس جاتے اس نے انگلی اٹھا کے اسے دھمکی دی۔ "کیوں وہ سالہ لگتا ہے۔" بال بناتے اس نے آرام سے کہا۔ فوراً احساس ہوا تھا وہ غلط بول گیا ہے۔ "لگتا تو سالہ ہی ہے۔" اس نے وشہ کو دیکھ کے کہا۔

وشہ اسے کچھ کہتی وہ مسکرا کے وشہ کو دیکھنے لگا۔ وشہ پیر پختگی جا کے دوبارہ صوفے پہ بیٹھ گئی۔ اور بازو سینے پہ باندھ لیے۔

آلیار اس کے قریب آ کے بیٹھا۔ وہ اس کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ آلیار کی نظر وشہ کی گود میں پڑے موبائل کے وال پیپر پہ پڑی۔

بلو پینٹ کوٹ میں وہ ایک قدم آگے اور پیچھے کو ایک ہاتھ پاکٹ میں تھا اور دوسرے میں گلاسز تھیں جسے شاید اس نے ابھی اتارا تھا یا شاید لگانے لگا تھا۔ ویسے والے دن رینڈ ملی لی گئی تصویر اس کی وشہ کے وال پیپر کی زینت بنی ہوئی تھی۔ وہ گنگ ہوا تھا۔ ناجانے تصویر اچھی تھی یا وشہ کے وال پیپر پہ ہونے کی وجہ سے وہ اتنی اچھی لگ رہی تھیں۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وشه نے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور پھر اس کی نظر وں کے زاویے کو دیکھا تو وشه نے اپنے موبائل کی سکرین آف کر دی۔

آلیار مسکرایا تھا۔ "یہ کون ہے۔۔۔" اس نے جان بوجھ کے اس سے پوچھا۔ "میرے شوہر ہیں۔۔۔" وشه اترائی تھی۔ "کافی پیارے ہیں آپ کے شوہر۔۔۔" وہ ہلاکسا اس کی طرف جھک کے اسے چھیڑنے لگا۔ وشه حیران اسے دیکھنے لگی۔

"آخر شوہر کس کے ہیں۔۔۔" وہ شخی بگھارنے لگی۔ آلیار قہقاہا گیا۔

"ایک بات بتاؤ۔۔۔" وشه اس کے ہنسنے پہ ہلاکسا اس کے قریب ہوئی۔ "بتائیں۔۔۔" آلیار بھی اس کی طرف جھک کے ایسے ہی رازدارانہ انداز میں بولتا۔

"میرے شوہر پیارے پیں لیکن جوان کی بیوی ہے نا وہ زیادہ پیاری ہے۔۔۔" وشه مسکراتے اسے کہہ کے پیچھے ہو گئی۔ آلیار کامنہ کھل گیا۔

"توبہ بندہ اتنا بھی خود پر ست نا ہو۔۔۔" آلیار کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔ "میں بھی آپ کو یہی کہنے والی تھی۔۔۔" وہ کہتی باہر کی طرف بھاگی۔ آلیار منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ "مطلوب کچھ بھی؟... آلیار نے دروازے کو دیکھ کے سر جھٹکا۔ اور اس کا موبائل جو کہ وہ یہی چھوڑ گئی تھی دوبارہ دیکھنے لگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا اس تصویر کی قیمت صرف وشه کے وال پیپر بن جانے نے بڑھا دی تھی۔

وہ کلاس لے رہے تھے۔ اور حمدان درانی منہ میں بال پوائنٹ ڈالے بور ہو رہا تھا۔ "ایک تو پتہ نہیں یہ پڑھائی کس نے ایجاد کی ہے۔۔۔" وہ سوچتا انگڑائی لے رہا تھا تبھی سر پلٹے۔ اور ان کی نظر حمدان درانی پہ پڑی۔ ساری کلاس ان کا دیا لیکھر نوٹ کر رہی تھی ایک حمدان درانی کے علاوہ۔

"ہے یو۔۔۔ سٹینڈ آپ۔۔۔" سرنئے تھے اسی لیے حمدان درانی سے ابھی واقف نہیں تھے۔ انہوں نے اسے پوائنٹ کیا۔ "سر میں؟" حمدان نے اس سے دوبارہ پوچھا۔ "جی آپ۔۔۔" سرنے آپ پہ خاصہ زور دیا تھا۔ "جی سر۔۔۔" وہ مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھڑا ہوا۔ پوری کلاس متوجہ ہوئی تھی۔

"آپ لیکھر نوٹ کیوں نہیں کر رہے۔۔۔" سرنے سوال کیا۔ حمدان نے جسٹر دیکھا۔ "سر دوست ہیں نا۔۔۔" اس نے پاس بیٹھے علی کومارتے جتایا۔ کلاس ہنسی تھی اس کی بات پر۔ آپ کو میرے یہاں لکھے گئے لفظوں کی اہمیت بھی پتہ ہے۔۔۔ آپ کو میرے دیئے گئے لیکھر کی اہمیت کا اندازہ ہے؟ سر تو فوراً ہی جز باتی ہوئے تھے۔

"آپ علم کی اہمیت سے واقف ہیں۔۔۔" سرنے اس سے پوچھا۔ "جی سر واقف ہوں نا۔۔۔" علم کی اہمیت میں شعر عرض ہے۔۔۔" حمدان درانی کے اندر کا شاعر فوراً جا گا تھا۔

"ارشاد ارشاد۔۔۔" سر کے نور سپانس پہ حمدان نے خود ہی ارشاد ارشاد کہہ لیا تھا۔ کلاس کے لڑکوں نے حمدان کے پچھے "ارشاد ارشاد" کہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"علم علم کرتے ہو۔۔۔

علم کی پرواہ نہیں۔۔۔

واہ واہ۔۔۔ "خود کو خود ہی اس نے درمیان میں داد دی تھی۔

اور یہ کیا؟ علم کی اہمیت پہ شعر پڑھنے والے ہمارے شاعر کو اگلی لائے بھول گئی تھی۔

نالزہب

علم علم کرتے ہو۔۔۔

) اس نے پھر سے وہی لائے دھرائی اور ہلاکا سا جھک کے علی کی طرف کہا۔ "ابے اگلی لائے بھول گئی۔ جلدی سے گوگل کر۔۔۔ ("

ہلاکا سا مسکرا کے سر کو دیکھتے اس نے پھر سے وہی لائے پڑھی۔

علم علم کرتے ہو

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

علم کی پرواہ نہیں۔۔۔" ایک لائن وہ تین دفعہ پڑھ چکا تھا۔ اور سر کو بھی شاید پتہ چل گیا کہ اسے شعر بھول گیا ہے۔ "جی جی۔۔۔ آگے ارشاد کریں۔۔۔" سرنے طنزیہ انداز لیے اسے کہا۔

(ابے ہو انہیں گوگل۔۔۔) ہلاکا سا علی کو کہا گیا تھا۔ (ہو گیا ہو گیا۔۔۔ یہ گوگل بھی عین وقت پہ محبوبہ ہی بن جاتا ہے۔۔۔) علی نے جلدی سے سرچ کیا۔
"علم سے دل لگا کے دیکھو علم بے وفا نہیں۔۔۔"

علی نے آہستہ آواز میں اسے شعر کی اگلی لائن بتائی۔

نالز حب

"ارم سے دل لگا کے دیکھو۔۔۔ ارم بے وفا نہیں۔۔۔"

حمدان درانی نے علم کی جگہ ارم لگادیا اور کلاس کی ارم نے گردن موڑ کے اسے خوانخوار نظر وں سے ایسے دیکھا جیسے وہ اسے سالم ہی نگل جائے گی۔

(ابے او۔۔۔ ارم نہیں علم۔۔۔ علم) ہارون نے اس کی آہستہ آواز میں تو صلح کی۔ جبکہ اس کے ارم کہنے پہ کلاس مسکرا کے اسے اور ارم کو دیکھنے لگی۔

"سوری سر۔۔۔ علم سے دل لگا کے دیکھو علم بے وفا نہیں۔۔۔" اس نے فوراً جملہ درست کیا۔

"سوری بہن جی۔۔۔" ارم کی طرف دیکھ کے اس نے ہاتھ جوڑے تھے۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ست ڈاؤن۔۔۔ میر اسارا لیکھر آپ نوٹ کر کے مجھے دکھایا کریں گے۔۔۔" سرنے اسے بٹھاتے کھانا تھا۔ وہ دھپ سے بیٹھا۔ "نچ گئے۔۔۔" وہ سانس خارج کرتے بولا۔ ورنہ آج ارم نے اسے نہیں چھوڑنا تھا۔

وہ کلاس سے نکل رہے تھے۔ جب ہانی مسکراتی ان کی طرف بڑھی۔ وہ سید حمدان کے سامنے مسکراتی کھڑی ہو گئی اور اس کے دائیں اور بائیں جانب علی اور ہارون کے سامنے ہانی نے ہاتھ کیے۔

نظریں ابھی بھی حمدان درانی پہ تھیں۔ حمدان نے حیرت سے اس کے ہاتھ دیکھے اور پھر علی اور ہارون کو دیکھا۔ دونوں نے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہانی کی اسائمنٹ اسے دی۔

"کمپلیٹ؟" ہانی نے اسائمنٹ کا سرسری سا جائزہ لیتے پوچھا۔ حمدان ہونق بنایا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "جی۔۔۔" ہارون اور علی دونوں یک دم بولے تھے۔ حمدان کو اب سمجھ آئی ہانی نے اسائمنٹ ان دونوں سے بنوائی تھی۔

ہانی مسکراتے پلٹ گئی۔ حمدان ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اب وہ گارڈن میں وہیں اپنی پناہ گاہ کے پاس چکر پہ چکر لگا رہا تھا۔ "تف ہے تف ہے تم دونوں پہ۔۔۔" حمدان کا پار اساتویں آسمان پہ تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اسے اتنا غصہ آرہا تھا کہ ہانی نے اس کے دوستوں کو بلیک میل کر کے اسائمنٹ بنوائی تھی۔ پانچ دفعہ ہارون سے اور پانچ دفعہ علی سے۔

"اس نے ڈرایا تھا ہمیں۔۔۔" علی منمنا یا۔۔۔ "لعنت ہے تم پہ۔۔۔" حمدان درانی کے دوست ہو کے ایک لڑکی سے ڈر گئے تم لوگ۔۔۔ "حمدان کا بس نہیں چلا وہ انہیں کچا چبا جاتا۔" ہاں تو۔۔۔ کیا کرتے۔۔۔ پہتہ بھی ہے کتنی خطرناک لڑکی ہے۔۔۔ "ہارون اس کے سامنے آتا بولا۔" لڑکی ناہو گئی کرونا کی چوتھی لہر ہی ہو گئی۔۔۔ "حمدان کو ابھی بھی چین نہیں آیا تھا۔

"او بھی اس کا بھائی ایس پی ہے ایس پی۔۔۔" علی نے عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے کہا۔
"تم دونوں کے مرد ہونے پہ۔۔۔" حمدان نے دونوں ہاتھوں سے لعنت ان دونوں کی طرف منتقل کی۔ اور بیگ ان کے پاس پھینکتا وہ ہانی کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھا۔

وہ کینیٹین کی طرف بڑھ رہی تھی جب وہ تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا۔ "تم نے میرے دوستوں کو بلیک میل کیا۔۔۔ ان سے اسائمنٹ بنوائی۔۔۔ ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بنائیں اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں ان کے پاس گئی۔۔۔ انہیں ڈرایا اور اسائمنٹ بنانے کو دے دی۔۔۔ سسپل۔۔۔" ہانی کو مزاد لا گیا اس کا غصہ۔ "شرم نہیں آئی تمہیں دو معصوم لوگوں کو بلیک میل کرتے۔۔۔" حمدان نے اس کی طرف قدم بڑھاتے کہا۔ "تم نے ہی تو کہا تھا جا کہ اچھوں سے ہی بنوالو پھر۔۔۔ مان لی تمہاری بات۔ بنوائی تمہارے اچھوں سے۔۔۔" ہانی نے آنکھیں گھماتے جواب دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تمہیں بخش دوں گا اس کے لیے۔۔۔" حمدان کے ماتھے پہ سلوٹیں واضح تھیں۔" کون کم بخت کہہ رہا بخشو۔۔۔" ہانی نے مسکراتے اسے چڑایا۔

"ویسے مجھے تم سے اتنی چیپ حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔" حمدان نے سر نفی میں ہلاتے افسوس کیا۔" کس نے کہا تھا مجھ سے امید لگاؤ؟" کندھے اچکاتے وہ اس کو چھوڑتی آگے بڑھ گئی۔ واقعی ہی وہ کرونا کی چوتھی لہر سے بھی زیادہ خطرناک تھی۔

نالزہب

وہ سارے کافرنس روم میں بیٹھے اہم مسئلہ زیر غور تھا۔ "سر میں بھی حیران ہوں۔۔۔ بھائی کو کم سے کوئی تو روی ایکشن دینا چاہیے تھا منگو کی پھانسی پہ۔۔۔ اور ابھی تک وہ خاموش ہے۔۔۔" حمزہ بولتا ولی کو دیکھنے لگا۔

"سمپل ہے اے ایس پی حمزہ۔۔۔ وہ جانتا ہے ہم اس کی تاک میں بیٹھے ہیں۔۔۔" ولی اپنی کرسی سے اٹھتا مار کر گھماتے بولا۔ "وہ ایک غلطی کرے گا اور پھر ہمارے چنگل میں پھنسے گا۔۔۔" ولی اب ان سب کے سامنے کھڑا تھا۔

"سر اگر اس نے کوئی غلطی ناکی۔۔۔" زین نے خدشہ ظاہر کیا۔ "کرے گا۔۔۔ ضرور کرے گا۔۔۔ اگر نہیں کی تو ہم کروائیں گے اس سے غلطی۔۔۔" ولی نے دونوں ہاتھ میز پہ لکائے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔۔۔" ولی نے مکامیز پہ مارا تھا۔ "ان شاء اللہ سر۔۔۔" سب نے مل کے کہا تھا۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ نکل گئے۔

ولی اکیلا تھا کمرے میں جب حمزہ اور زین آئے۔

"سر جی۔۔۔" حمزہ نے دانت نکالے۔ ولی نے آبرو اچکاتے اسے دیکھا۔ "ایس اتیج اوکی بیٹی آئیں ہیں آپ سے ملنے۔۔۔" وہ دانت دکھاتے بولا تھا۔

"اونو۔۔۔" ولی فوراً کھڑا ہوا۔ "اسے کہو سر نہیں ہیں تھانے میں۔۔۔" ولی نے زین سے کہا۔ "سر میں نے بتا دیا آپ اندر ہی ہیں۔۔۔" حمزہ کہتا باہر کو بجا گا۔ ولی نے بیچاری نظر وہ سے زین کو دیکھا۔ وہ کندھے اچکا گیا۔

ولی اس کے سامنے بیزار سا بیٹھا تھا۔ اور وہ اپنی ہی ہانگی جارہی تھی۔ "سر کی شکل دیکھو۔۔۔" کیسے سڑا ہوا کر لیلہ بنا بیٹھے۔۔۔" حمزہ نے جھاکنٹے زین کے کان میں سر گوشی کی۔

"سر کو ناکلاس لینی چاہیے ایک پیاری لڑکی سے کیسے بات کرتے ہیں۔۔۔" حمزہ نے اپنا کالر ٹھیک کرتے کہا۔ "ایسے تو یہ کنو ارے ہی وہ جائیں گے۔۔۔" جیسی ان کی حرکتیں ہیں۔۔۔" زین بھی پیچھے ہٹا بولا۔ دونوں کو افسوس ہوا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔؟ آپ نے کہا تھا میر شاہ سے میری شادی ہو گی۔۔۔" زینی ان کے سامنے آتے بولی۔ "میر کو وہ لڑکی پسند آگئی ہے۔۔۔" انہوں نے نخوت سے سر جھٹکا۔

"اور میر کو میں بچپن سے جانتی ہوں جو اسے پسند آجائے وہ اسے چاہیے، ہی ہوتا ہے۔۔۔" وہ کمرے میں چکر لگا رہی تھیں جب کہ زینی صوفے پہ بیٹھی تھی۔

"اور پتہ ہے وہ کیا کرتا ہے اپنی پسندیدہ چیزوں کے ساتھ؟" وہ شیطانی مسکراہٹ لیے مڑی تھیں۔
"کیا؟" زینی حیرت سے پوچھ بیٹھی۔

"حاصل کر کے تو ڈیتا ہے۔۔۔" وہ اس کے سامنے آتے بولیں۔ زینی کو ان سے ایک پل کے لیے ڈر لگا تھا۔

"ہونے دو شادی۔۔۔ لوگوں کی طلاق بھی تو ہوتی ہے" وہ مسکرا تے بیڈ پہ بیٹھی اب زینی کو دیکھ رہی تھیں۔

"ایسے تو وہ مجھے بھی بعد میں چھوڑ دے گا۔۔۔" زینی کو اپنی ہی فکر تھی۔ ایسا وہ صرف اپنی پسندیدہ چیزوں کے ساتھ کرتا ہے۔۔۔" وہ سر جھٹکتے زینی کو دیکھ کے بولی۔ زینی کو بے عزتی محسوس ہوئی۔

"میرا مطلب ہے کہ تم تو میری پسند ہونا۔۔۔" مسز شاہ نے فوراً بات کو کو راپ کیا تھا۔ زینی سر ہلا گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اس کے کمرے کے دروازے پہ کھڑی تھی۔ پری نے گہر اسانس لیا۔ اور دستک دیئے بغیر وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ لیکن سامنے اسے شرط لیس دیکھ کے وہ فوراً اپٹی تھی۔ میرا ایک دم اسے اپنے کمرے میں دیکھ کے سکتے میں آگیا۔

"شرط پہنواپنی۔۔۔" پری نے پشت کیے ہی اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ کے اسے کھا تھا۔

وہ مسکراتا فوراً بیڈ سے اٹھا کے اپنی شرط پہننے لگا۔ "سوری۔۔۔" اس کے پلٹنے پہ میر نے ہاتھ اوپر کیے تھے۔ پری سنجیدہ تھی۔ "میں تیار ہوں تم سے نکاح کے لیے۔۔۔" اس کی طرف ایک قدم بڑھاتے پری نے کھا۔ میر کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ ناجانے کیوں۔

"نکاح اسی ہفتے ہو گا۔۔۔" پری نے کچھ فاصلے پر رکتے اسے کھا۔ اور میر نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔ اپنا بازو اس کے سامنے کیا تھا۔

"چٹکی کاٹنا پلیز۔۔۔" اس نے منت کی تھی۔ پری نے اسے گھورا۔ "نہیں یقین آرہا قسم سے۔۔۔" وہ اس کی گھوری پہ بچوں کی طرح وضاحت دے رہا تھا۔

"حق مہر میری مرضی کا ہو گا۔۔۔" پری نے اس کی بات کو نظر انداز کیا۔

"افففف کوئی تو یقین کروادو مجھے۔۔۔ کوئی تو۔۔۔" وہ سر پہ ہاتھ پھیرتا جوش سے بولا تھا۔

پری سنجیدہ تھی ابھی بھی۔ لیکن میر کو قارون کا خزانہ مل گیا تھا۔

"سن لو۔۔۔ مکرمت جانا۔۔۔" پری چہرے پہ بیزاریت لیے گویا ہوئی۔ "منظور ہے۔۔۔" وہ اس کے پاس آیا تھا۔ پری بدک کے دور ہوئی۔ "سوری۔۔۔" وہ بھی اس سے دور ہوتے ہاتھ اٹھا گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"اتنے اچھے مت بنو جانتی ہوں تمہیں۔۔۔" پری نے طنز کیا تھا۔ میر کو برا نہیں لگا۔ پری اسے خوانخوار نظر وں
سے گھور رہی تھی۔

Wanna you kill me ?

نالزہب

میر نے مسکراتے پوچھا تھا۔

Wholeheartedly ...

پری فوراً بولی۔

"You already did.... "

وہ سرنگی میں ہلاتا دلکشی سے بولا تھا۔

"حق میری مرضی کا ہو گا۔۔۔" وہ انگلی اٹھا کے اسے کہتے مڑ گئی۔ اور میر شاہ مسکرا یا تھا۔

وہ دونوں منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھیں۔

دوسری طرف ہادی کو لگا میر کملہ گیا ہے۔

"کیا مطلب۔۔۔" ہادی نے اسے دوبارہ پوچھا۔

"تم اور میر شادی؟" عینا کو لگا کچھ غلط سن لیا ہے ان دونوں نے۔

ہادی کے سامنے بیٹھے میر اور عینا اور ہانی کے سامنے بیٹھی پری نے بیک وقت سرا ثابت میں ہلا�ا۔

"آج اپریل فول تو نہیں۔۔۔؟" ہانی نے جلدی سے موبائل سے تاریخ دیکھی تھی۔

"وہ کزن ہے میری۔۔۔" میر نے سکون سے ٹانگ ہلاتے سامنے کھڑے ہادی کو بتایا۔ "کزن؟" ہادی کو سمجھ

نہیں آئی۔ "ہاں فاطمہ امی کی بیٹی۔۔۔ وہ مل گئیں ہیں۔۔۔ اور پچھلے دو ہفتوں سے وہ شاہ ولاء میں ہی ہیں۔۔۔ پری

کے ساتھ۔۔۔" بیٹخ سے اٹھ کے میر ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھتا بولا۔

"اور تم مجھے آج بتا رہے ہو؟" ہادی بھاگ کے اس کے ساتھ ملتے بے یقینی سے پوچھنے لگا۔ میر نے رک کے

آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو "شکر کرو آج بھی بتا دیا۔۔۔"۔۔۔

"تم۔۔۔" ہادی کو غصہ آیا تھا۔ "میں تمہارے نکاح میں نہیں آؤں گا سن اتم نے۔۔۔" میر آگے بڑھا تو ہادی نے

اسے دھمکی دی۔ میر نے اس کی دھمکی نظر انداز کر دی۔ "میں نہیں آؤں گا۔۔۔" ہادی ضدی لہجے میں بولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میر نے نفی میں سر ہلاتے پھر سے اسے نظر انداز کیا۔ ہادی غصے سے اس کی طرف بڑھا۔ اور وہ جو کلاس کے پاس پہنچ گیا تھا اسے گریبان سے پکڑ کے موڑا۔

"میں نہیں آؤں گا سناتم نے۔۔۔" ہادی نے اس کو پکڑ کے اپنی طرف گھما�ا تھا۔

"تمہیں کس نے انوائیٹ کیا؟" میر نے سکون سے پوچھا۔ ہادی نے اس کے پیٹ میں مکارا تھا۔

"جاہل انسان اب تو پکا نہیں آؤں گا۔۔۔" اس کے منہ پہ ایک مکاراتے ہادی نے اپنا غصہ نکالا تھا۔

"تمہارے ہاتھ زیادہ کھل رہے ہیں اب۔۔۔" میر نے اپنے ہونٹ کو ہاتھ سے صاف کرتے ہادی کو گھورا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ پھر ہادی جوش سے اس کے گلے لگا۔

میر مسکرا یا تھا۔ مخلص رشتتوں کی کمی ہونے کے باوجود بھی میر شاہ کے پاس آلیار اور ہادی تھے۔

بے شک اسے بہت کم لوگ سمجھتے تھے لیکن ہادی اس کو ہمشیر سے عزیز رہا۔ کیونکہ وہ لوگوں کی طرح اسے نج نہیں کرتا تھا۔ اسے چھوڑ نہیں دیتا تھا۔

مخلص رشتے کم ہی کیوں ناہو آپ کے پاس۔ ایک دوست ضرور ہونا چاہیے۔ جو لوگوں کی طرح آپ کو نج نا کرے۔ جو آپ کو چھوڑ نادے۔

جو آپ کا تب یقین کرے جب کوئی ناکرے۔ جو آپ کے لیے خوش ہو جانے والا ہو۔ زندگی میں کچھ اور ہونا ہو مخلص دوست لازم و ملزم ہے۔

"میں بہت خوش ہوں۔۔۔" میر کو اس کے لمحے سے ہی پتہ چل رہا تھا وہ کتنا خوش ہے اس کے لیے۔ میر مسکرا یا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ہٹ بھی---۔۔۔ اب" اسے خود سے دور کیا تھا میر نے۔

"اتنی دفعہ کہا ہے میرے قریب مت آیا کر۔۔۔ پیار کا لمس مجھے راس نہیں آتا۔۔۔" میر کے لجھ کی کاٹ ہادی کو بری لگی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا مقابل اس کی سنے بغیر کلاس میں چلا گیا۔ میر کی پشت کو دیکھتے ہادی کے دل سے دعا نکلی تھی۔ "اللہ کرے تجھے پریشے احسن راس آجائے۔۔۔ ان شاء اللہ۔۔۔" وہ مسکرا تا اپنے دوست کی خوشیاں مانگ رہا تھا۔

نالزہب

وہ فاطمہ شاہ کے پاس بیٹھا تھا۔ "سمجھ نہیں آرہی آپ کو شکر یہ کیسے کہوں۔۔۔" میر نے ان کا ہاتھ پکڑ کے آنکھوں پہ لگایا۔ اور پھر ان کی گود میں سر رکھ لیا۔ وہ مسکرا تی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔ "آپ نے مجھے میری زندگی کی سب سے قیمتی خوشی دی ہے۔۔۔ آپ نے مجھے پریشے احسن دی ہے۔۔۔" وہ خوش تھا۔ بہت خوش۔ فاطمہ امی کو بیٹھے چکر آنے لگے۔ وہ اس کی بات سنتے بمشکل آنکھیں کھول رہی تھیں۔ لیکن آنکھوں کے آگے اندر ہیرا آرہا تھا۔ میر کی آواز بہت بھاری اور رک رک کے انہیں سنائی دے رہی تھی۔ "چھوٹے صاحب آپ کو وشهہ میم بلارہی ہیں۔۔۔" ملازمہ دروازے پہ پیغام دے گئی۔ میر مسکرا تا اٹھا۔ فاطمہ امی اسے دیکھ کے مسکرا ہیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ ان کے سر پہ بوسہ دیتا باہر چلا گیا۔ "یا اللہ کچھ سانسوں کی مہلت دے دے ۔۔۔" فاطمہ شاہ نے آنکھیں بند کیں تھیں۔

وہ کمرے میں وشهہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ آئی۔

"آلیار ۔۔۔ یہ چو تھی دفعہ ہے ۔۔۔" وہ اس کے پاس آتے غصے سے بولی۔ جبکہ مقابل مسکر ار رہا تھا۔

"میرے کپڑے نہیں نکالے آپ نے ۔۔۔" اس نے وشهہ کا ہاتھ کپڑے کے اسے گھما�ا۔ "آلیار ۔۔۔" وہ چیخنی تھی۔ "آپ کو پتہ بھی ہے مجھے نیچے کام ہیں ۔۔۔" وہ اس سے ہاتھ چھڑاتے الماری کی طرف بڑھی۔

نیچے کاموں کے لیے ملازم ہیں ۔۔۔"آلیار اس کے پیچھے آکے کھڑا ہو گیا۔" پھر بھی بہت سے کام ایسے ہیں جو مجھے اس گھر کی بڑی بہو کی خیت سے کرنے ہیں ۔۔۔ وہ بھی ملازمہ سے کروالوں؟" وشهہ نے طرز کیا۔" اسی لیے کہا تھا ایک اور مسز آلیار لے آتے ہیں ۔۔۔" وشهہ کو اس نے چھیڑا تھا۔

وشهہ نے اسے گھورا۔"وش" وہ کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی جب وہ پیچھے سے بولا۔

"یار بھوک لگی ہے ناشتہ بھی نہیں کیا ابھی ۔۔۔" وہ منہ بناتے بولا۔"کیا ۔۔۔ آپ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا؟" وشهہ نے وال کلاں دیکھا جہاں ایک نج رہا تھا۔ وشهہ نے سر پہ ہاتھ مارا۔"آلیار میں نے نوری کو کہا تھا۔ آپ کو ناشتہ دے ۔۔۔" وہ انٹر کام کی طرف بڑھتے بولی۔"میری بیوی کو خیال ہی نہیں میرا ۔۔۔ مانا کہ دیور کا نکاح

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ہے آج۔۔ لیکن اتنی بھی کیا مصروفیت۔۔ شوہر صحیح سے بھوکا ہے۔۔ "آلیار کے چہرے پہ وشه نے مسکراہٹ تو دیکھی ہی نہیں۔۔

"میں نے سچ میں نوری کو کہا تھا۔۔ آپ کو ناشستہ دے۔۔ میرے ذہن سے کیسے نکل گیا۔۔" وشه جو صحیح سے گھن چکر بنی تھی روہانی ہوتے آلیار کو صفائی دینے لگی۔ اور آنسو آنکھ سے ٹوٹ کے گال پہ بہہ گئے۔" ارے ارے۔۔ وشه۔۔ میں مذاق کر رہا تھا۔۔ بس۔۔ یار۔۔ مجھے خود بھوک نہیں تھی۔۔ تم نے بھی تو نہیں کیا نا۔۔ ناشستہ۔۔" وہ آپ سے تم پہ آگیا تھا۔

"میری خیر ہے لیکن آپ۔۔" وہ سوں سوں کرنے لگی۔" تمہاری کیوں خیر ہے۔۔ بیٹھو۔۔" وہ اسے بیڈ پہ بٹھانے لگا۔ تب تک ملازمہ کھانا دروازے تک لے آئی تھی۔ وشه اٹھنے لگی آلیار نے اسے دوبارہ بٹھا دیا۔ پھر آلیار نے چھوٹا چھوٹا نوالہ اسے بھی کھایا اور خود بھی کھایا۔" مجھے یہاں بٹھا لیا آپ نے۔۔ پتہ بھی ہے کتنے کام ہیں نیچے۔۔" وہ کھانا کھا کے بر تن اٹھاتے بولی تھی۔" میرا یہاں کاسارا کام کر کے جائیں۔۔" آلیار پیچھے سے بولا۔

"سارا کچھ تیار ہے آپ کا۔۔" وشه نے اسے گھورا۔

"میں جب تیار ہونے لگوں گا آپ کمرے میں ہو گئی۔" وہ ضدی لبھے میں بولا۔" نیچے نہیں ہیں آپ۔۔" وشه نے اسے گھورا۔" آپ کو کس نے کہا تھا میری عادتیں بگاڑیں۔۔" وہ سکون سے بولا۔

"میں نہیں آؤں گی۔۔" وشه بولتے جانے لگی۔" ٹھیک۔۔ میں بھی تیار ہو کے نیچے نہیں آؤں گا۔۔" وہ بیڈ پہ لیٹ گیا۔" آلیار۔۔" وہ منہ بناتے بولی۔

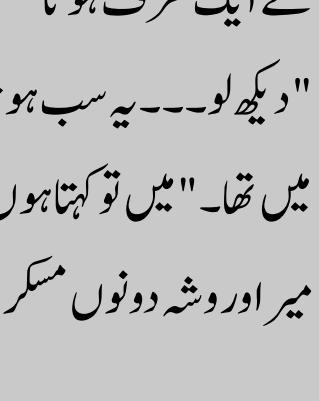
نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"جی؟" وہ پر سکون تھا۔ "اوکے آئمیں نچے پہلے میری مدد کریں۔۔۔ چلیں۔۔۔" وہ ایک ہاتھ میں برتن پکڑے دوسرے سے آلیار کا ہاتھ تھامے اسے ساتھ لے جانے لگی۔ "اب آلیار شاہ۔۔۔" گھر کے کاموں میں بیوی کی مدد کرے گا؟" وہ اس کے ساتھ چلتا پوچھ رہا تھا۔

"جی۔۔۔" وشہ نے سرزور و شور سے ہلا دیا۔

"صحیح ہے بھائی۔۔۔" وہ بیچارگی سے بولا۔ وشہ نے مسکراہٹ دبائی۔ میر جو کہ اوپر آ رہا تھا و شہ اور آلیار کو دیکھ کے ایک طرف ہوتا مسکرانے لگا۔

"دیکھ لو۔۔۔" یہ سب ہوتا ہے شادی کے بعد۔ "آلیار نے اپنے اس ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو وشہ کے ہاتھ میں تھا۔" میں تو کہتا ہوں سوچ لو۔۔۔ بندہ کنوارہ ہی اچھا۔۔۔" وہ گردن موڑ کے میر کو تنبیہ کر رہا تھا۔ جب کہ میر اور وشہ دونوں مسکرائے تھے اس کی بات پہ۔۔۔



وہ پری کے کمرے کے دروازے ہی کھڑا تھا۔ پری نے دروازہ کھولا۔ اس نے فائل اس کے سامنے کر دی۔ "یہ لو۔۔۔" وہ مسکرا یا تھا۔ پری کو یقین نہیں آیا۔ وہ صرف ایک دفعہ میں ہی مان گیا تھا۔ پری کو لگا تھا وہ اسے غلط سمجھے گا۔ لیکن اس نے چوں چڑاں کیے بغیر اس کی بات مانی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اصلی پیپر زہب ہیں؟" پری کو جیسے اب بھی یقین نہیں تھا۔ میر مسکرا گیا۔ "مالک کو اصلی پیپر ہی دیتے جاتے ہیں مادام۔۔۔" وہ جھک کے مسکرا تابولا تھا۔ "ارے۔۔۔ میر۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔ شام کو نکاح ہے۔۔۔ تم دونوں کا پردہ تھا۔۔۔" وشہ میر اور پری کے درمیان آتے میر کو آنکھیں دکھار ہی تھی۔ "ظالم سماج۔۔۔" وہ وشہ کو کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وشہ نے اسے گھورا تھا۔

نالزہب

عینا تیار ہونے کے لیے کپڑے ڈھونڈ رہی تھی۔ پری کا نکاح اچانک آیا جس کی وجہ سے وہ کوئی جوڑا نہیں بنایا۔ منه بناتے وہ تین چار جوڑے لیے نیچے آئی تھی۔ "موم بتائیں کونسا پہنلو؟" وہ مسز زاہد درانی سے پوچھنے لگی۔ مسز زاہد درانی اور حمدان درانی لاونج میں ہی صوفے پہ بیٹھے تھے۔ حمدان تو تقریباً لیٹا ہوا تھا۔ "یہ۔۔۔؟" عینا نے ایک جوڑا نہیں دکھایا۔ "نہیں۔ یہ والا نہیں سوت کرے گا۔۔۔" ہائے لڑکیوں کے دکھ۔ حمدان نے لنگی میں سر ہلا کیا۔ "یہ۔۔۔؟" اس نے دوسرا جوڑا دکھایا۔ "نہیں۔۔۔ یہ کلر۔۔۔ اتنا اچھا نہیں۔۔۔" وہ مسز زاہد درانی کو دکھاتے خود ہی ریجیکٹ کر رہی تھی۔ "ایک تو اس بار آپ نے مجھے کوئی نیا سوت نہیں لے کے دیا۔۔۔" وہ منه بناتی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ موم نے گردن موڑ کے حمدان کو دیکھا اور اس کے ہاتھ میں جوڑے۔ سارے کے سارے نئے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"یہ نئے ہی توہیں۔۔" مومن نے میگزین بند کر کے سامنے میز پر رکھتے اس کے جوڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ سب تو پری اور ہانی نے دیکھیں ہیں۔۔" لڑکیوں کا کوئی ایک دکھ ہوتا ہے۔

"دیکھا تو تمہیں بھی ہے ان دونوں نے۔۔" ہمیشہ کی طرح مومن کی طرف سے لطیف ساطنز آیا تھا۔

حمدان درانی اٹھ کے جوش سے بیٹھ گیا۔ "ارے واہ مومن۔ آپ کی حاضر جوابی۔۔" وہ اٹھ کے جوش سے ان کے ہاتھ پہ ہاتھ مارنے لگا۔ مومن نے گھورتے نظر انداز کر دیا۔ حمدان دوبارہ اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

عینا منہ بناتے اوپر چلی گئی۔ "پوچھنے کا فائدہ۔۔ کرنی تو اپنی ہی مرضی ہے۔۔"

نالزہب

سب تیار ہو کے ہال میں ہی پہنچے تھے۔ چونکہ صرف نکاح کا، ہی انتظام تھا تو آلیار نے اس میں بھی کوئی کمی نہیں رکھی تھی۔ آلیار اور وشهہ ہال کے دروازے پہ سب کو رسیو کر رہے تھے۔ باہر پار کنگ لاث میں دیکھیں تو وہ کار سے نکلتا چادر کا سراپچھے کو سچینک رہا تھا۔ اور وہی چادر کا سراپچھے سے آتی عینا درانی کو لگا۔

"اوہیلو۔۔ مسٹر۔۔ اندھے ہو تم۔۔" عینا غصے سے اس کے آگے آئی تھی۔ لیکن زبان تو گنگ ہی ہو گئی۔ وہ بلیک شلوار قمیض پہ بلیک ہی چادر گلے میں ڈالے بازوؤں کو کہنی تک فولڈ کیے آنکھوں میں وہی سرد مہری اور ماتھے پہ تیوری لیے عینا کو گھور رہا تھا۔

"آنکھیں آگے ہیں میری۔۔ پچھے سے آتی آپ کیسے نظر آئیں گی مجھے؟" ولی سینے پہ بازو باندھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سنا ہے پولیس والوں کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔۔ دو آگے اور دو پیچھے۔۔ آپ کی کہاں گئیں پیچھے والی؟" عینا نے بھی بھر پور طنز کیا تھا۔ ولی نے اس کا جائزہ لیا۔ وہ بھی بلیک پیروں تک آتی فرائک میں ملبوس تھی۔

"ایسا صرف چور کے معاملے میں ہوتا ہے۔۔ آپ چور ہیں کیا؟" وہ جھک کے اس سے پوچھنے لگا۔

"ہنہ۔۔" وہ سر جھٹکتے مرڑی۔ "آیا وڈا۔۔" عینا کو وہ سرے سے ہی پسند نہیں تھا۔

"کیسے سج کے آیا ہے۔۔ جیسے اپنی شادی میں آیا ہو۔۔ پہنا بھی بلیک ہے۔۔ پولیس والا ہے تو میں کیا کروں۔۔ کسی دن مرے گا میرے ہاتھوں۔۔ ہائے میرے سوت کی بھی شو خراب کر دی۔۔" عینا مسلسل بڑ بڑا ہال کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یہ جانے بغیر کہ جس کی شان میں وہ گستاخی کر رہی ہے وہ بھی اس کے بالکل پیچھے آ رہا تھا۔

"ایک منٹ آپ کو کس نے کہا تھا آپ بھی بلیک پہن لیں۔۔ اور میں سج کے آؤں یاد ہجھ کے آپ سے مطلب۔۔" ولی بالکل اسکے ساتھ قدم ملاتے بولا تھا۔

"دیکھیں مسٹر۔۔" عینا نے رک کے اسے انگلی دکھائی۔ "دیکھیں ہی تور ہا ہوں۔۔" وہ مسکراتے طنز کر گیا۔"

آپ ہونگے ایس پی۔۔ اپنے گھر اور اپنے

تھانے میں۔۔ مجھ پہ یہ تھانے دار والا رعب مت جھاڑیں۔۔" عینا کو اس پہ صرف اس لیے غصہ آ رہا تھا کیونکہ وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔ ولی کامنہ کھل گیا۔" میں نے آپ پہ کب رعب جھاڑا؟" وہ صدمے سے بولا۔" مجھے نہیں پتہ۔۔" وہ اس کو چھوڑتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"پاگل لڑکی۔۔" ولی نے سر جھٹکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
"اچھا خاصہ موڈ خراب کر دیا۔۔۔" دونوں اندر کی طرف بڑھتے ایک ہی جملہ بولے تھے۔

وہ ہال میں ایک طرف رکھے ٹیبل پہ بیٹھی ہانی کا انتظار کر رہی تھی۔ پری تو پار گئی تھی۔ لیکن ابھی تک ہانی بھی نہیں آئی تھی۔ اسے رہ رہ کے سامنے ٹیبل پہ بیٹھے ولی پہ غصہ آرہا تھا۔ جو خود تو آگیا تھا ہانی کو نہیں لایا تھا۔ وہ مسلسل چبٹی نظر وں سے ولی کو دیکھ رہی تھی جو کہ موبائل یوز کر رہا تھا۔ ولی کو جب خود پہ نظر وں کی تپش محسوس ہوئی تو سر خود بے خود سامنے کی جانب اٹھا۔ جہاں وہ ابھی بھی ڈھٹائی سے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

ولی نے اس کے گھورنے پہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ "ہنہ۔۔۔" دونوں نے سر جھٹکا اور پھر دونوں ہی دوسری طرف دیکھنے لگے۔

"یار۔۔۔ وہ دیکھ ایس پی ولی چوہدری۔۔۔ ہائے بلیک میں کیا غصب ڈھارہا ہے۔۔۔" عینا کے کان پہ آواز پڑی تھی۔ اس نے پچھے مڑ کے دیکھا کچھ لڑ کیاں پچھلے ٹیبل پہ بیٹھی ولی کو دیکھ کے تبصرے میں مصروف تھیں۔ عینا نے ان کے تعاقب میں دیکھا۔ وہ واقعی ہی کمال لگ رہا تھا بلیک سوت میں۔ "سنا ہے بہت کھڑوںس ہے۔۔۔" دوسری لڑکی بولی۔

"ساتھ بد تمیز بھی بہت ہے۔۔۔" عینا دل میں بولی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"پتہ ہے یہ کھڑوس ہونا اس پہ بچتا بھی ہے۔۔۔" کسی اور لڑکی نے تبصرہ کیا۔

عینا کو ناجانے کیوں اتنا غصہ آیا۔ "اتنا پسند ہے تو جا کے اس ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ جاؤ۔۔۔" عینا نے مڑ کے ان لڑکیوں سے کہا۔ لیکن وہ حیران ہوئی وہ لڑکیاں کافی کم عمر لگ رہی تھیں۔

عینا کی بات پہ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور سر جھکا لیے۔ عینا کی نظر ہانی پہ پڑی تو اسے سکون آیا تھا۔

پری اور میر سٹھج پہ کھڑے تھے۔ ان کے درمیان لال چزری سے ایک دیوار بنائی گئی تھی۔ میر ایک طرف تھا اور پری اس چزری کے دوسری طرف۔ لڑکیاں سب پری کی طرف کھڑی تھیں۔ جب لڑکے میر کی طرف۔ پری کے سر پہ بڑا سا گھو نگھٹ تھا۔ سٹھج سے نیچے ایک طرف مسز شاہ کے ساتھ کھڑی زینی چلتی نظر وں سے سٹھج کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"سر۔۔۔ حق مہر؟" قاری نے نکاح سے پہلے پوچھا تھا۔ آلیار نے میر کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا ایا تھا۔ "حق مہر دلہن خود لکھے گی۔۔۔" آلیار مسکراتے بولا۔ اور پھر اتنے لوگوں کی موجودگی میں پریشے احسن پریشے میر شاہ بن چکی تھی۔

نکاح نامے پہ سائن کرتے اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہوا۔ لیکن مہر دن کلر کی شیر وانی میں مبوس میر شاہ کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

عینا اور ہانی پری کے پاس ہی رہیں لیکن وہ تو بے حسی بنی کھڑی تھی۔ میر مسکراتے اپنے تمام دوستوں سے مل رہا تھا۔

"پری تم خوش ہو؟" ہانی نے پوچھا تھا۔ پری کی نظر مسز شاہ پہ تھی۔ "ہاں بہت۔۔۔" وہ پراسرار سما مسکراتے انہیں دیکھتے بولی۔ عینا اور ہانی کی سمجھ سے باہر ہی تھا اس کا رویہ۔

اور پھر میر کے ساتھ وہ سب بڑوں سے پیار لینے آگے بڑھی۔ آلیار نے پری کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا اور پری اس کے گلے لگ گئی۔ فاطمہ شاہ نے بھی دونوں کا صدقہ اتنا رکھا۔

پری مسز شاہ کی طرف بڑھنے لگی تو میر آلیار کے پاس ہی رک گیا۔ پری نے مڑ کے اسے دیکھا۔ اور نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑتی وہ مسز شاہ کی طرف بڑھی۔ میر جیرت سے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔ وہ ان کے سامنے جا کے کھڑی ہو گئی۔

اور اپنا سران کے سامنے کر دیا۔ ہال میں اتنے لوگ ان کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔ اسی لیے انہوں نے چہرے پہ جبری مسکراہٹ لیے دونوں کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

میر نے پری کی طرف دیکھا۔ وہ ہلاکا سما مسکرائی تھی۔ اور میر۔۔۔ اسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ پریشے احسن سے مسز میر شاہ کے سفر نے اسے تھکا دیا تھا۔ ابھی بھی وشه آپی اسے بٹھا کے گئیں تھیں۔ آہٹ پہ اس نے سراٹھا کے دیکھا مسز شاہ اس کے کمرے میں آئیں تھیں۔ پری مسکراتی۔

اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "اسلام علیکم ساسو موم۔۔۔" وہ لہنگا اوپر کو پکڑے مسکراتے بولی تھی۔ مسز شاہ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

"منالو اپنی یہ عارضی خوشی۔۔۔" وہ اس کے سامنے صوف پہ بیٹھ کے اسے پہ ظذر کرنے لگیں۔

"میر کچھ دنوں میں تمہیں چھوڑ دے گا۔۔۔ یا شاید تم اسے چھوڑ دو۔۔۔" پری ان کی بات کو نظر انداز کرتی الماری کی طرف بڑھی۔ اور وہاں نے فال نکال کے وہ چلتی ان تک آئی۔ مسز شاہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا مجھے فاطمہ شاہ مت سمجھیے گا لیکن آپ کا دماغ شاید تھوڑا چھوٹا ہے بات ملکتی نہیں اس میں۔" پری بیڈ سے اتری تھی۔

"فاطمہ شاہ اپنا حق چھوڑ سکتی ہے۔ پریشے احسن اور آئی میں پریشے میر شاہ نہیں۔۔۔" وہ مصنوعی ساشر مانی۔

"میر اور اس سے جڑی ہر چیز اب میری ہے اور میں اپنے حق سے دستبردار ہو جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔۔" پری ان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتیں پری نے سر پہ ہاتھ مارا۔

"میرا حق مہر تو دیکھا ہی نہیں آپ نے۔۔۔" پری نے ان کی طرف فال بڑھاتے کہا۔ "یہ کیا ہے؟" وہ فال کو الٹ پلٹ کے دیکھتی بولیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میر شاہ کے شیر زمیرے نام ہو چکے ہیں۔۔۔" پری نے بیڈ پہ دوبارہ دلہن بنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا۔۔۔" وہ چھپتی کھڑی ہو گئی۔

"آہستہ ساسو موم۔۔۔" پری نے اپنا کان کھجایا۔

انہوں نے جلدی سے فائل کھول کے دیکھی۔ "اب سے شاہ اینڈ سنز کمپنی کی آدھی مالکن میں ہوں۔۔۔" وہ اپنا ڈوپٹہ پکڑتی سکون سے ان کا سکون بر باد کرتے بولی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میری یہ بے وقوفی نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ کاغذوں کو بار بار دیکھ رہی تھیں۔ "فاطمہ شاہ کا حق مارتے آپ کو خیال نہیں آیا تھا۔۔۔ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا مجھ سے پنگامت لیں۔۔۔ آپ تو ہو گئیں ہیں بوڑھی اب۔ جائیں میرے شوہر آنے والے ہونگے۔۔۔" پری نے ان سے فائل لے کے الماری میں منتقل کرتی پھر اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔

وہ غصے سے اس کی طرف بڑھنے لگیں جب وشه نے کمرے میں دستک دی۔ وہ وہیں رک گئیں۔ وشه مسز شاہ کی طرف دیکھ کے مسکرائی۔ وہ بھی جبری مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے لگیں۔

"مجھے اب یاد آیا تم نے ہال میں کچھ کھایا ہی نہیں تھا۔۔۔ سوچا پوچھ لوں۔۔۔" وشه پری کی طرف بڑھتی بولی۔ "نہیں آپی میں نے ہانی اور عینا کے ساتھ کھالیا تھا کھانا۔۔۔" پری مسکراتے اسے بتانے لگی۔ مسز شاہ کمرے سے نکل گئیں تھیں۔ اور وشه بھی اسے بائے بولتی چلی گئی۔ پری نے بیڈ سے ٹیک لگائی تھی۔

"او بھائی میں جا رہا ہوں۔۔۔" ہادی نے جمائی روکتے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔ "اس کمرے سے نکل کے بھی دکھا۔۔۔" میر نے واش روم سے نکلتے دھمکی دی۔ ہادی مڑا تھا۔

"تیری شادی مجھ سے نہیں ہوئی۔۔۔ جس سے ہوئی ہے اس کے پاس جانا۔۔۔" ہادی بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹا۔

میر نے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ اس وقت شاہ ولاء کے گیست روم میں تھے۔

"جان بوجھ کے نہیں جا رہا تھا۔۔۔" ہادی اس کے سامنے آیا۔ میر نے پھر بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"میر زیادتی ناکر۔۔۔" اس نے میر کو شاہ کی بجائے میر کہا تھا۔ "نہیں جانا چاہتا اس کے پاس۔۔۔" میر نے صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند لیں۔

"اللہ نے میر شاہ کا سکون پریشے احسن میں رکھا ہے۔۔۔" ہادی نے ڈھکے چھپے لفظوں میں سے سمجھایا۔ "وہ بہت پاک ہے ہادی۔۔۔" میر نے آنکھیں کھول کے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اسے ناپاک نہیں کرنا چاہتا۔۔۔" میر نے بات ختم کر دی تھی۔

"وہ ناپاک ہونا ہو۔۔۔ تجھے ضرور پاک کر دے گی۔۔۔" ہادی کے لبھے میں یقین بول رہا تھا۔ میر اس کی بات پر استہزا یہ ہنسا۔ اور نفی میں سر ہلاتے وہ پھر سے صوفے سے ٹیک لگا گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"وہ تجھے اچھا بنارہی ہے۔۔" ہادی نے دو منٹ کی خاموشی کے بعد کہا تھا۔ "وہ نہیں۔۔ اس کی طلب مجھے اچھا بنارہی ہے۔۔" میر نے آنکھیں بند کیے ہی جواب دیا۔

"کیا واقعی، ہی محبت انسان کو اتنا بدل دیتی ہے؟" ہادی نے تجسس لیے پوچھا۔

میر کے پاس اس بات کا جواب نہیں تھا۔ اس نے صوفے پر سر رکھے آنکھیں موند لیں اور دوسری طرف اپنے کمرے میں اس کا انتظار کرتی پری بھی بیڈ سے ٹیک لگا کے آنکھیں موند چکی تھی۔

نالزہب

وہ تہجد کے وقت اٹھی تھیں۔ غنوڈگی اور تلخی تو انہیں رات سے ہو رہی تھی اور سکون وہ جانتی تھیں جائے نماز پڑھی ہے۔ اٹھ کے خود کو سہارا دیتی وہ بمشکل وضو کر کے آئیں تھیں۔

دونفل ادا کر کے انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

ہاتھوں میں جیسے جان نہیں تھی۔ وہ سجدے میں سر رکھ گئیں۔

پری کی آنکھ کھلی تو وہ لہنگے میں ہی بیڈ سے ٹیک لگائے سو گئی تھی۔ اس نے وال کلاک دیکھا۔ میر کمرے میں نہیں آیا تھا۔ وہ لمبا سانس خارج کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ نہا کے فریش ہو کے تہجد پڑھی۔ اور اپنے سر سے ڈوپٹہ اتارتی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ امی کے کمرے کی طرف بڑھی۔ جانتی تھی اس گھر کے لوگ اتنی صبح نہیں اٹھتے تھے لیکن اسے اور امی کو
عادت تھی اس وقت اٹھ جانے کی۔

وہ امی کے کمرے میں داخل ہوتی۔ امی کو جائے نماز پہ دیکھ کے وہ ہلاکسا مسکرا آئی۔ اور بیڈ پہ ان کے سامنے بیٹھ
کے وہ امی کا سجدے سے اٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد تک بھی جب امی ناہلی تو پری کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔ وہ ان کی طرف بڑھی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس
نے امی کو ہلاکے متوجہ کرنا۔

"امی----" پری نے انہیں ہلاکے اپنی طرف کیا اور وہ اس کے ہاتھوں میں ڈھلک گئیں۔

"امی----" پری کی چیخ بلند ہوئی۔ "امی----" امی اٹھیں۔ "وہ روتے انہیں اٹھا رہی تھی لیکن وہ بے
جان پری کے ہاتھوں میں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

پری نے ان کا سر دوبارہ جائے نماز پہ رکھا اور وہ کمرے سے بھاگتی ہوئی نکلی۔ اس کا ڈوپٹہ سر سے ڈھلک کے ایک
کندھے پہ لٹک رہا تھا اور دوسرا سر اپنے زمین پہ۔ لیکن اسے پروادا نہیں تھی۔ وہ بھاگتی آلیار کے کمرے کی طرف
بڑھی۔

"بھائی---- بھائی---- دروازہ کھولیں۔ امی آنکھیں نہیں کھول رہیں۔ بھائی----" پری نے آلیار کا
دروازہ پیٹ ڈالا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

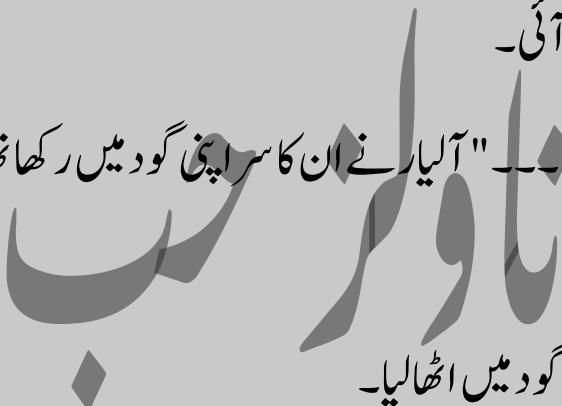
اندرو شہ نے آلیار کو جگایا۔ "آلیار۔۔۔ اٹھیں۔۔۔" وشہ کے کہنے پہ سرا اٹھا کے حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جب روتی ہوئی پری کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ وہ ہٹر بڑا کے اٹھا۔ جلدی سے دونوں نے دروازہ کھولا۔

"بھائی۔۔۔ امی۔۔۔ امی آنکھیں نہیں کھول رہیں۔۔۔ وہ۔۔۔" پری روتے آلیار کو بتا رہی تھی اور آلیار نے سہارے کے لیے دروازے کو تھاماتھا۔ وہ پری کو وہیں چھوڑتا فاطمہ امی کے کمرے کی طرف بھاگا۔ جو تا پہنچنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی اس نے۔

وشہ پری کو سنبھالتی اس کے پیچھے آئی۔

"فاطمہ امی۔۔۔ امی آنکھیں کھولیں۔۔۔" آلیار نے ان کا سراپنی گود میں رکھا تھا۔ ان کے سر پہ بوسہ دیتے وہ انہیں پکار رہا تھا۔



جب وہ نہیں ہلی تو آلیار نے انہیں گود میں اٹھالیا۔

"وشہ ڈرائیور سے کہہ کے گاڑی نکلوائیں۔۔۔" وہ انہیں اٹھاتا باہر بھاگا۔ وشہ ان سے آگے ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا بول چکی تھی۔

پری بھی باہر بھاگی۔ اور شاہ ولاء کے گیست روم میں سکون سے سویا میر شاہ۔۔۔ جب پہلی دفعہ فاطمہ امی اسے چھوڑ کے گئیں تب وہ دو سال کا اپنے کمرے میں بے خبر سویارہ گیا تھا اور آج جب وہ اسے چھوڑ کے جا رہی تھیں 21 سال کا میر شاہ آج بھی بے خبر سویارہ گیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

آلیار نے گاڑی ہسپتال روکی تھی۔ جلدی سے کار سے نکل کے اس نے پچھے سے فاطمہ امی کو اٹھایا۔ دل نے دھڑک دھڑک کے آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔ دماغ تھا کہ کچھ انہوں کا احساس دلارہا تھا۔ لیکن آلیار کو وہ زندہ چاہیے تھیں۔ اپنے لیے نہیں میر شاہ کے لیے۔

وہ گیست روم میں سویا پڑا تھا۔ جب ہادی نے اسے جھنجھوڑا۔ "اوئے شاہ۔۔۔ اٹھ جایا۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔" ہادی بے بس ہوا پڑا تھا۔ رات سے وہ اسے ہلنے بھی نہیں دے رہا تھا۔

"چپ چاپ سو جا۔۔۔" ہادی کا ہاتھ جھٹک کے میر نے پھر سے اپنا سر تکیہ پہ پٹخا۔

"مجھے بھوک لگی ہے یار۔۔۔" ہادی نے منہ بنایا۔

"اتنی صبح کون کھاتا ہے" میر منہ بناتے اٹھ گیا جانتا تھا اب وہ اسے سونے نہیں دے گا۔

واش روم سے فریش ہو کے نکلا تو ہادی بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ میر باہر کی طرف بڑھا۔ گھر میں کچھ غیر معمولی سامنے محسوس ہوا۔ ہوا میں جیسے آکسیجن کی کمی تھی۔ میر نے سینا مسلہ تھا۔

اور پاس سے بھاگتی ملازمہ کو مخاطب کیا۔ جو حواس باختہ اوپر کو جاری تھیں۔

"اوہیلو۔۔۔ کہاں بھاگ رہی ہو۔۔۔ بھاگھی کو جا کے اٹھا کے لاو۔۔۔ ناشتا بنادیں وہ ہادی کے لیے۔۔۔" اس نے ملازمہ کو حکم دیا۔ ہادی بھی مسکرا تا اس کے پچھے آیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"صاب جی۔۔۔ بھا بھی جی تو صاب کے ساتھ گئیں ہیں ہسپتال۔۔۔" ملازمہ کو حکم دے کے وہ مرٹ نے لگاتو ملازمہ بولی تھی۔

"ہسپتال؟ خیریت۔۔۔" میر نے سر سری سا پوچھا تھا۔ "جی وہ۔۔۔ چھوٹی میم کی امی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔" ملازمہ نے فاطمہ کا نام لینے کی بجائے پری کے حوالے سے کہا تھا۔ میر کو اس کے بتائی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ وہ منہ بناتا مرٹ ا۔

"چھوٹی میم۔۔۔ مطلب پری۔۔۔ امی۔۔۔ فاطمہ امی۔۔۔" وہ مرٹ اتواس کے دماغ نے اسے جیسے کچھ سمجھایا تھا۔ وہ ملازمہ کو دیکھنے لگا لیکن وہ جا چکی تھیں۔ ایک دم اس کے چہرے کارنگ اڑا۔ اس نے خالی نظروں سے سامنے کھڑے ہادی کو دیکھا۔ ہادی کو بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اور پھر میر حواس باختہ بھاگتا فاطمہ امی کے کمرے کی طرف بڑھا۔ ہادی بھی اس کے پیچھے تھا۔

فاطمہ امی کے کمرے میں جائے نمازویسے ہی پڑا تھا۔ لیکن وہ نہیں تھیں۔

"امی۔۔۔" جائے نماز کو ہاتھ لگا کے میر نے آنکھیں بند کیں۔ اور پھر وہ اٹھ کے بھاگا تھا پیچھے کو۔ دروازے میں سر لگا تھا اس کا۔ ہادی نے اسے سنبھالا۔ اور آلیار بھائی کو کال کر کے ہسپتال کا پوچھا۔ میر تو جیسے پھر کا ہی ہو گیا تھا۔

"میر ہسپتال آگیا۔۔۔" ہادی نے ضبط سے کہا تھا۔ اور میر۔۔۔ اس نے مڑکے ہادی کو دیکھا اور مسکرا یا۔۔۔
کیا کچھ نہیں تھا اس کی مسکراہٹ میں۔۔۔

"میں نہیں جاؤں گا اندر۔۔۔" میر نے نفی میں سر ہلایا۔ "کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔۔۔"
ہادی نے اسے تسلی دی۔۔۔

"چج میں؟" وہ جیسے تسلی کے دو بول سننے بیٹھا تھا۔ "ان شاء اللہ۔۔۔" ہادی نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دبایا۔ اور پھر
وہ کار سے نکل کے اندر بجا گا۔۔۔

ہسپتال کے اندر داخل ہو کے وہ آئی سی یو کی طرف بھاگا تھا۔
آئی سی یو سے ڈاکٹر نکلے تھے۔ ایک ڈاکٹر نے دوسرے ڈاکٹر کو دیکھا اور ماسک اتارتے وہ آ لیار کو دیکھ کے
بولے۔۔۔

“ Sorry but ... She is no more... ”

بھاگتے ہوئے آلیار کی طرف بڑھتے میر کے قدموں کو بریک لگی۔ اور پری و شہ کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

آج ان کی تدفین کو تیسرا دن تھا۔ پری نے رو رو کے براحال کر لیا تھا۔ آلیار اور و شہ اسے سنبھال رہے تھے۔ وہ ہوش میں ہی کہاں تھی۔ بار بار بے ہوش ہو رہی تھی۔ و شہ کی گود میں سر رکھے ابھی بھی وہ رورہی تھی۔ جب آلیار اس کے کمرے میں آیا۔

آلیار نے دروازے میں کھڑے ہو کے ہی پری کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔ پری نے اٹھ کے و شہ کو دیکھا اور و شہ۔۔۔ اس کی جان نکلی تھی آلیار کو ایسے دیکھ کے۔

"بھائی۔۔۔" پری اٹھ کے اس کے سینے سے لگی تھی۔ ہچکیاں تھیں کہ تھم نہیں رہی تھیں۔ "پری۔۔۔ میر کو سنبھال لو۔۔۔" پری کو سینے سے لگائے آلیار نے انتباہ کی تھی۔

پری نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کے آلیار کو دیکھا اور پیچھے ہٹی۔ آلیار نے ہاتھ جوڑے تھے اس کے سامنے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری نے تڑپ کے اس کے ہاتھ پکڑے۔ اور سرا ثبات میں ہلا دیا۔ وشه پری اور وہ آلیار میر کے کمرے کی طرف بڑھے۔

وہ اپنے بیڈ کے پاس نیچے قالین پہ بیٹھا تھا۔ چہرہ سپاٹ تھا۔ کمرے میں اندھیرا کیسے وہ زمین پہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔ جب آلیار اس کے کمرے کے دروازے پہ آیا۔

"شاہ---" آلیار نے اسے پکارا تھا۔ میر نے گردن اٹھا کے آنے والے کو دیکھا۔ مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

"بھائی---" میں نے ان سے کہا تھا ان کا لمس محسوس نہیں کرنا چاہتا میں--- وہ چھوڑ گئیں تو مر جاؤں گا---" اس نے نفی میں سر ہلاتے جھٹکا دیا سر کو۔

"دیکھیں--- آج ان کی تد فین کو تیسرادن ہے اور میں---" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ "دیکھیں بالکل ٹھیک آپ کے سامنے کھڑا ہوں---" بازو کھول کے اس نے اپنے ٹھیک ہونے کا آلیار کو بتایا۔ جب کہ آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ وہ ٹھیک نہیں تھا۔

"ہو گا کوئی مجھ سے بھی زیادہ بے وفا اس دنیا میں؟" وہ اپنا مذاق اڑا رہا تھا۔

"انہوں نے کہا تھا وہ نہیں چھوڑیں گی مجھے--- اور وہ چھوڑ گئیں۔ سب کہتے ہیں نہیں چھوڑیں گے اور سب چھوڑ جاتے ہیں---" وہ اپنے بالوں کو منٹھی میں پکڑ چکا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"شاہ---"آلیار اس کی طرف بڑھنے لگا۔"میرے قریب مت آئیں---"وہ بدک کے دور ہوا۔

"مجھے راس نہیں آتے یہ محبت کے لمس---"اس نے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔

"کیسا لگتا ہے جب صدیوں کے پیاسے کو کنوں نظر آئے۔ اور وہ اس میں سے صرف ایک چلو بھر پانی پی سکے۔ مجھ سے پوچھیں--- میں بتاتا ہوں آپ کو---"وہ اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے آلیار کو بتارہا تھا۔ آلیار کیسے کھڑا تھا صرف وہ جانتا تھا۔

درد دل کا ہو یا جسم کا--- انسان کو خود ہی برداشت کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے صرف تسلی دے سکتے ہیں۔ فقط تسلی۔

آلیار مڑا تھا۔ "ہاں ہاں--- جائیں--- مجھ سے دور ہی رہیں---"میرے قریب مت آئیں---"میر رو تا ہوا نیچے بیٹھ گیا تھا۔ وشدہ نے پری کو میر کے کمرے کی طرف دھکیلا اور خود آلیار کے پیچے بھاگی تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آلیار---" وشه نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کے وشه کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی وشه کی جان نکال گئی۔ "پلیز حوصلہ کریں---پلیز---" وشه اس کے ساتھ بیٹھتی رونے لگ گئی۔

"بچپن سے ہم دونوں بھائی عورت کی محبت کے معاملے میں بد نصیب رہے ہیں--- اور میر شاید مجھ سے زیادہ بد قسمت۔" آلیار بولتا وشه کو دیکھنے لگا۔

"وشه ہماری زندگی کبھی نارمل نہیں رہی۔ ہمارے کبھی کسی عورت نے لاڈ نہیں اٹھائے۔" میرے توفاطمہ امی نے اٹھا لیے تھے اور میر--- اس کو میں نے دنیا کی ہر چیز دی۔ ہر خوشی۔ اس کے منہ سے لفظ بعد میں نکلتے تھے میں اس کی خواہش پہلے پوری کرتا تھا۔" اس نے وشه کی گود میں سر رکھ لیا۔

"لیکن جو عورت کی محبت کی تشقیقی رہ گئی اس میں۔ میں وہ پوری نہیں کر پایا۔" آلیار کی آواز میں نمی گھل گئی تھی۔

"کتنے بے بس ہیں ناہم مرد اس معاملے میں۔ ہم مردوں کا سکون اللہ نے عورتوں میں رکھ دیا۔" وہ بے بسی سے مسکرا یا۔

"اور ہم دونوں بھائی۔" نام کا پیار، ناہیں کے لاڈ۔" وہ اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔" آپ نے غور کیا ہو گا۔ آپ کے سامنے بہت نخرے کرتا ہوں میں۔ بہت تنگ کرتا ہوں آپ کو۔" اس کا ایک ہاتھ آلیار نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"پتہ ہے کیوں؟" وہ وشه سے پوچھنے لگا۔ وشه نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "کیونکہ جانتا ہوں کوئی ہے جو میرے اب لاڈاٹھا لیتا ہے۔۔۔ جو میرے خزرے برداشت کرتا ہے۔۔۔ مجھ میں جو محبت کی کمی تھی آپ نے پوری کر دی۔۔۔" وہ اس کو حصار میں لیتے بولا۔ وشه ہچکیوں سے رورہی تھی۔

اس نے آلیار شاہ کا طنطہ دیکھا۔ اسے تو وہ مغروف آلیار شاہ ہی پسند تھا۔

"میر کو پری سنبحاں لے۔۔۔ ورنہ وہ مر جائے گا وشه۔۔۔" وہ 23 سال کا مرد وشه کی گود میں رورہا تھا۔ 23 سال کا غبار تھا جو وہ آج نکال باہر کرنا چاہتا تھا۔ وشه نے اسے سمیٹ لیا تھا۔ وشه نے اس کی پیشانی چومی۔

"وہ سنبحاں لے گی آلیار اسے۔۔۔ اللہ کی رحمت کا اندازہ بھی تو کریں۔۔۔ اس نے فاطمہ امی کو میر سے چھیننے سے پہلے اسے پریشے بھی تو دی ہے۔۔۔" وہ اس کے سر پہ ہلا کسا ہاتھ پھیرنے لگی۔ اور وہ تین دن کا جا گا اس کی گود میں سونے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ اس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔ اس کے سامنے دنیا کا امیر ترین شخص جس کے پاس ہر آسائش تھی۔ پری کو وہ امیر تو کہیں سے بھی نہیں لگا۔ وہ آج تک خود کو غریب سمجھتی آئی تھی۔ لیکن اصلی غریب تو وہ اب ہوئی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میر قدم پچھے لے رہا تھا۔ "میرے قریب مت آؤ۔۔ جاؤ۔۔ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو۔۔ جو لمس کی عادت ڈال کے چھوڑ جائیں گے۔۔" میر نے جب دیکھا وہ مسلسل اس کی طرف بڑھ رہی ہے اس نے ڈریسنگ کی چیزیں اپنے اور اس کے درمیان پھینکی تھیں۔

"صرف تم نے ہی انہیں کھویا۔۔ مجھے دیکھو۔۔ میں نے بھی کھویا ہے انہیں۔۔" پری نے اس کی توجہ اپنی طرف کی۔

میر استہزا یہ ہنسا تھا۔ "18 سال۔۔ پورے 18 سال ان کے پاس رہی ہو تم۔۔ اور میں۔۔ صرف دو ماہ۔۔ 20 سال کی تڑپ اور صرف دو ماہ کا مرہم؟" میر نے اس کی طرف دیکھ کے پوچھا۔

"پریشہ احسن میرے قریب مت آؤ۔۔" وہ اسے ابھی بھی اپنی طرف بڑھتے دیکھ انگلی اٹھا کے بولا تھا۔ "نفرت ہے مجھے اس سکون سے جو عورت کے لمس میں ہے۔۔ سناتم نے۔۔ نفرت کرتا ہوں میں۔۔ اب جاؤ۔۔" میر نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"میں نے بھی بچپن سے کسی مرد کی محبت نہیں دیکھی میر شاہ۔۔" اس باروہ چیخنی تھی۔

"بد قسمت صرف تم ہی نہیں۔۔ میں بھی رہی ہوں اس معاملے میں۔۔" وہ اسکے بالکل پاس آ کے کھڑی ہو چکی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"میرے بھی کسی مرد نے نخترے نہیں اٹھائے۔ مجھے بھی بابا کا پیار نہیں ملا۔۔۔ میں نے بھی کبھی کسی بھائی سے اپنے لاد نہیں اٹھوائے۔۔۔ میں بھی ناواقف ہوں کسی مرد کی محبت سے۔۔۔" وہ میر کے پاس آکے کھڑی تھی۔ اور میر شاہ ساکن کھڑا اسے سن رہا تھا۔

"تم نے چلو دوماہ ہی امی کا لمس محسوس کر لیا۔۔۔ میں نے تو وہ بھی نہیں کیا۔۔۔" وہ اس کے بازو پہ سر ٹکا گئی۔ میر نے اس کے کندھے پہ سر رکھا۔ میر کے آنسو پری کے کندھے سے اس کی گردان میں جذب ہو رہے تھے جبکہ پری کے آنسو میر کا بازو بھگور ہے تھے۔

پری مسلسل اللہ سے ہر نماز میں پوچھ رہی تھی اللہ میر شاہ ہی کیوں؟ اور میر خود سے سوال کرتا تھا پری شے احسن ہی کیوں؟ دونوں کو جواب مل گیا تھا۔

میں نے کبھی کسی عورت کی محبت بچپن سے دیکھی، ہی نہیں۔۔۔" میر اس کے سامنے زمین پہ بیٹھا تھا۔ دیوار سے ٹیک لگائے دونوں بازو گھسنوں پہ تھے۔

"اور میں نے بچپن سے کسی مرد کی محبت نہیں دیکھی۔۔۔" پری اس کے سامنے دوزانو بیٹھی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے تھے۔

"میرے پاس بس آلیار بھائی تھے۔" میر بولا۔

"اوہ میرے پاس بس امی۔۔۔" پری نے آنسو صاف کیے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
"وہ فاطمہ امی فاطمہ امی کرتے رہتے تھے۔۔"

"وہ بڑا شاہ اور چھوٹا شاہ کرتی رہتی تھیں۔۔"

"مجھے عورت سے نفرت ہو گئی۔۔"

اور مجھے اپنی امی کے بھتیجوں سے۔۔"

"میں برابر تھا۔۔"

"مجھے امی نے بننے نہیں دیا۔۔"

میں نے سناتھا عورت محبت کا دوسرا نام ہے۔"

"اور میں نے سناتھا مرد محافظ ہوتے ہیں۔۔"

"مجھے کبھی کسی عورت نے محبت نہیں دی۔۔"

(میر نے آنکھیں بند کر کے دیوار سے ٹیک لگائی۔)

اور میری کسی مرد نے حفاظت نہیں کی۔۔ "پری نے اس کے گھٹنے پہ سر رکھا تھا۔

"فاطمہ امی چھوڑ گئیں مجھے۔۔" وہ پری کے آنسو دیکھ کے بھی آج نہیں پگلا تھا۔ "تم بھی سب کی طرح چھوڑ جاؤ گی۔۔" 20 سال کا ڈر تھا جو میر شاہ میں بولارہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"نہیں چھوڑوں گی۔۔۔" پری نے نفی میں سر ہلا�ا۔

"فاطمہ شاہ اپنا حق چھوڑ سکتی ہیں۔۔۔ پریشے حسن نہیں۔۔۔" وہ اسے یقین دلارہی تھی۔

"سب کہتے ہیں۔۔۔ لیکن مان کوئی نہیں رکھتا۔۔۔" وہ پری سے دور ہوا۔ "سو جاؤ۔۔۔" پری نے اس کو حیرت سے دیکھا جو ایک دم اس سے دور ہوا تھا۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔" وہ واش روم چلا گیا۔

پری بیڈ پہ بیٹھ کے اس کا انتظار کرتے سو گئی۔ اور میر باہر آیا۔ اس سے فاصلے پہ بیٹھ کے اسے دیکھا۔ جو آج مر جھایا پھول لگ رہی تھی۔

میر کمرے سے نکل گیا تھا۔

نالزہب

وہ صحیح اٹھا تو وشه کی گود میں ہی سویا ہوا تھا۔ "شٹ۔۔۔" وہ جلدی سے اٹھا۔ کیونکہ وشه اس کے ساتھ بیٹھی ایسے ہی سو گئی تھی۔ اس نے وشه کو بیڈ پہ صحیح سے لٹایا اور خود فریش ہو کے وہ جم کی طرف بڑھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ آج فاطمہ امی کی وفات کے چوتھے دن یونی آیا تھا۔ ہمیشہ کی طرح خوشبوؤں میں نہایا، آنکھوں میں وہی سرد تاثر، بد تمیزی جھلک رہی تھی جو پچھلے کچھ دنوں غائب تھی۔ یونی کی زمین کو باپ کی زمین سمجھ کے وہ چل رہا تھا۔ ہر کوئی پچھے مڑ کے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ بہت دنوں کے بعد وہ آج پہلے والا میر شاہ لگ رہا تھا۔ ہادی بھاگتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"شاہ۔" اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا میر نے ہاتھ اٹھا کے اسے ایک بھی لفظ نکالنے نہیں دیا۔ اور پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ شان بے نیازی سے کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

ہادی نے ضبط کیا تھا۔ کوئی اسے اچھا بننے ہی نہیں دیتا تھا۔ اسے لوگ بد تمیز کہتے اور وہ بن کے دکھاتا۔ کوئی اسے اچھا کیوں نہیں کہتا؟ کوئی اسے اچھا بننے بھی نہیں دیتا۔ ہادی لب کچلتا اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔ جو پھر سے وہیں آگیا تھا۔

مراد کچھ فاصلے پہ موبد بنا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جو ٹریڈ مل پہ پسینے سے شرابور بھاگ رہا تھا۔

پسینے کی بوندیں اس کی پیشانی سے پسینے کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ وہ آج دنیا کو روند دینے والا آلیار شاہ لگ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

(فاطمہ امی۔۔۔ چلیں چلیں پکڑے مجھے۔۔۔) پانچ سال کا خوب رو بچہ ایک لڑکی کے آگے بھاگتے کہہ رہا تھا۔ (چھوڑ گئیں ہیں تمہاری فاطمہ امی۔۔۔۔) ایک اور آواز پس منظر میں گونجی۔ آلیار نے اپنے بھاگنے کی سپید تیز کر دی۔

(دور رہیں مجھ سے۔۔۔ قریب مت آئیں۔۔۔ مجھے راس نہیں آتے یہ محبت کے لمس۔۔۔ "میر کی بے بسی میں ڈوبی آواز سنائی دی تو آلیار شاہ کی رگیں تن گئیں۔

اس نے سپید اور تیز کر دی۔ بھاگتے اس کی سانس پھول رہی تھی۔ لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔

نالزہب

(Sorry ... She is no more ...)

آلیار کے لبوں کو تلخ مسکراہٹ نے چھوا۔ وہ مشین بند کرتا مراد کی طرف بڑھا۔ جس نے اسے ٹاول پکڑا۔ اور پھر جوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ کمرے سے نک سک تیار نکلا تھا۔ مراد کو بیگ پکڑاتے وہ سن گلا سزا گائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ آج پھر شاہ برادر ان بغیر ناشتے کے گھر سے نکلے تھے۔ آج پھر وہ دونوں اپنے ازی روب میں تھے۔ وہی دنیا روند کے چلنے والا آلیار شاہ اور کسی کو کسی کھاتے میں نالینے والا میر شاہ۔

اپنے کمرے میں بیڈ پہ سوئی وشه کی آنکھ کھلی تھی۔ کمر کو پکڑتے وہ اٹھی۔ جو اکڑگئی تھی۔ اسے یاد آیا رات وہ آلیار کا سر گود میں رکھے ہی بیٹھی بیٹھی سوگئی تھی اسی لیے کمر میں درد تھا۔ آلیار کا خیال آتے وہ جلدی سے اٹھی۔ فریش ہو کے باہر کی طرف بڑھی جہاں پری بھی فریش ملازمہ سے دونوں بھائیوں کا ہی پوچھ رہی تھی۔ وشه کو دیکھ کے پری ہلاکا سا مسکرائی۔ جواب میں وشه بھی مسکراتے اس کی طرف بڑھی۔

"بی بی جی دونوں صاب جی تو صحیح ہی نکل گئے تھے۔ ناشتے کا ہم نے پوچھا ہی نہیں۔۔۔" ملازمہ کے کہنے پر پری نے وشه کو دیکھا۔

"اوکے جاؤ تم۔۔۔" وشه نے اسے اجازے کا اشارہ کیا۔ اور پری اور وہ دونوں مڑ گئیں۔

وشه نے کمرے میں آکے آلیار کو کال کی تھی۔ سامنے والے نے کال پک کرنے کی بھی زحمت نہیں کی۔ وشه کو سچ میں ٹینشن ہوئی تھی۔

"یا اللہ۔۔۔" دل آلیار شاہ کا سوچ سوچ کے پاگل ہو رہا تھا۔ اور دماغ اسے کہہ رہا تھا کہ اگر اس نے کال نہیں اٹھائی تو تمہیں بھی کوئی ضرورت نہیں پریشان ہونے کی۔ لیکن دل۔۔۔ وشه نے چادر نکالی اور کچھ میں ملازمہ کو کھانے پیک کرنے کو کہا۔

کم سے کم وہ آلیار شاہ کے معاملے میں دماغ کی نہیں سن سکتی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

پری کمرے میں آئی۔ رات والے میر شاہ پر ترس آیا تھا اسے۔ اس نے موبائل نکال کے دیکھا۔ اس کے پاس تو میر کا نمبر سیو ہی نہیں تھا۔ پری نے بے بسی سے لب کچلے۔ "امی۔۔۔" اس نے آنکھیں بند کر کے بے بسی سے امی کو پکارا۔

وہ سب آج پھر کا نفرنس میٹنگ روم میں موجود تھے۔ "سری یہ بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔۔۔" حمزہ سنجیدگی سے بولا۔ ولی آج بھی ملٹی میڈیا کے سامنے پولیس کی وردی میں مار کر گھما رہا تھا۔

ایس اتیج او صاحب تو اس کی بات سن کے خاموش ہو گئے تھے۔ کیونکہ انہیں اس پر پورا یقین تھا۔

"جانتا ہوں یہ بہت خطرناک ہے۔۔۔" ولی میز پر جھکا۔

But we have to do this We have..."

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی سنجیدگی سے بولا۔ "سرہانیہ اور ارفعہ کو انوالو کرنا ضروری نہیں ہے۔۔۔ ہم خود کچھ کر لیتے ہیں۔" زین کو ابھی بھی اس کا آئیڈیا پسند نہیں آیا تھا۔

"ہم پروپر پلانگ کر کے جائیں گے۔۔۔ غلطی کی گنجائش ہے بھی نہیں۔۔۔ اور رہی بات لڑکیوں کی تو ہم آج بھی نہیں آنے دیں گے۔۔۔" ولی پر سکون تھا۔

"لیکن سر۔۔۔" حمزہ کچھ کہتا ولی بولا۔

"پلان ڈسکس کر لیں اے ایس پی؟" وہ بہت سنجیدہ تھا۔ اور حمزہ نے غور کیا تھا وہ حد سے زیادہ چڑھا تھا۔ ناجانے ولی کو کیا ہوا تھا۔

نالزہب

"سوری سر۔۔۔" حمزہ فوراً بولا۔

"ہانی اور ارفعہ جائیں گی شاپنگ۔۔۔ یہ رہاشاپنگ مال۔۔۔" ولی نے سامنے وائیٹ بورڈ پہ بنی کچھ لائنسوں سے کسی ایک کو سرکل کیا۔

"اور ہم سب بھیں بدل کے پورے شاپنگ مال کو گھیرے میں لیں گے۔۔۔" ولی نے شاپنگ مال کے سارے ایریے کو مار کر سے نشان لگائے۔

"اسی شاپنگ مال میں ہو گا بھائی۔۔۔" ولی کی اگلی بات پہ زین نے ہاتھ کھڑا کیا۔ "سر بھائی وہاں کیا کرنے گیا ہو گا؟" زین نے سیر لیں سوال کیا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اپنی بیوی کی شانگ کرنے۔۔۔ سمپل۔۔۔" حمزہ نے اس کی کنفیوژن دور کی۔ ولی نے اسے گھورا۔ وہ اپنے منہ پر انگلی رکھی تھی۔

"ہمارے خبری کے مطابق بھائی کی اگلی ڈیل وہیں ہو گی۔۔۔" ولی نے زین کی بات کا جواب دیا۔

"سر بھائی کو کیا پڑی ہے پرانے پھٹے میں اپنی ٹانگ اڑائے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ وہ کیوں ارفعہ اور ہانی کو پکڑنے لگے۔ تمیز کے ساتھ آئے اور اپنی ڈیل ڈن کر کے چلتا بنے۔" حمزہ کو سکون نہیں تھا۔

"ارفعہ اور ہانی اس کی ڈیل کو خراب کریں گی اے ایس پی۔۔۔ اور پھر وہ کیا کرے گا۔۔۔؟" ولی نے دانت پیستے پوچھا۔

"گولی سے اڑادے گا۔۔۔" حمزہ نے آنکھیں بڑی کر کے کہا۔ زین نے اپنا ہاتھ سر پہ مارا۔ "وہ اگر حمزہ ہوتا تو یہی کرتا۔ لیکن اب وہ یہ نہیں کرے گا۔۔۔" ولی نے وائیٹ بورڈ کی طرف مڑتے حمزہ پر نظر کیا تھا۔

حمزہ مسکرا یا تھا اس کی پشت دیکھ کے۔ "وہ گولی نہیں مارے گا۔۔۔ وہ ان دونوں کو اٹھوائے گا۔۔۔ اور اپنے اڈے پر لے جائے گا۔۔۔" ولی نے مار کر گھما تے کمرے میں چکر لگاتے کہا۔

"اور پھر ہم اس کے اڈے تک اس کا پیچھا کریں گے۔۔۔" زین نے اگلا قدم بتایا۔ "اور وہ ہمارے شکنچے میں۔۔۔" ایک اور آفیسر بولا۔

"لیکن یہ سب اتنا آسان نہیں ہے ولی۔۔۔" ایس ایچ او کو کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا اس کا پلان۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہم اس کو پکڑنے کے لیے اپنی دو بیٹیوں کی عزت کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے۔۔۔" سرنے کھڑے ہوتے اعتراض کیا تھا۔

"سر کیا آپ جانتے ہیں وہاں کس قسم کی ڈیل ہو گی؟" ولی نے ان کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا۔ "ہم اپنی دو بیٹیوں کی عزت کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے۔۔۔ بیٹیاں بھی وہ جو دونوں اپنی حفاظت کے قابل ہیں۔ جبکہ وہاں کئی اور بے بس لڑکیوں کی بولی لگنے والی ہے۔۔۔" ولی کی رگیں تن گئیں تھیں بتاتے۔ سرنے اسے دیکھا۔ تبھی وہ اتنا سنجیدہ تھا۔

"سر ہم یہ کریں گے۔۔۔ بیٹیوں کی عزت کا سوال ہے۔۔۔" ولی نے فیصلہ سنایا تھا۔ سب خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"سر۔۔۔" ولی کی بات کو جواب دیئے بغیر ہی ایس اتھ او صاحب باہر نکل گئے۔ ولی نے انہیں بے بسی سے پکارا تھا۔ لیکن وہ باہر جا چکے تھے۔ یہ فیصلہ ولی چوہدری کے لیے بھی آسان نہیں تھا۔ لیکن اسے رسک لینا تھا۔ "ہم یہ کریں گے۔۔۔" ولی نے طے کر لیا تھا۔ ولی چوہدری سوچتا تھا اور کر گزرتا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ اس کے آفس آئی تھی۔ کار سے نگل کے آفس میں داخل ہوتے اس کو یاد آیا وہ اس آفس پہلی بار جب آلیار کو ملنے آئی تھی۔ وشه کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

"مسٹر آلیار شاہ؟" اس نے ریسپننسٹ سے پوچھا۔

"سر میٹنگ میں ہیں۔ ویٹ کریں میم۔" لڑکی نے سر اور اٹھا کے آنے والی کو دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

"انہیں کال کریں اور بتائیں مسٹر آلیار شاہ آئیں ہیں۔" وشه کے لہجے میں غرور بول رہا تھا۔ اس بار لڑکی نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ "سوری میم۔" وہ بوکھلا کے فون اٹھا چکی تھی۔

وہ میٹنگ روم میں کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ اس نے جھک کے میز پر رکھے تھے۔ "مسٹر حمدانی آپ کا مطلب ہے کہ اس ڈیل سے ہمیں نقصان ہو گا؟" آلیار نے کڑے تیور لیے سامنے بیٹھے امپلانی سے پوچھا۔ تبھی میز پر پڑے پیٹی سی ایل پے کال آئی۔ آلیار نے جھکے ہی غصے سے کال اٹھائی۔

"Don't you know I'm in meeting

Miss"

اس نے کال اٹھا کے ریسپننسٹ کو سنادی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سر مسز آلیار شاہ آئیں ہیں۔۔۔" سامنے سے اس نے جلدی سے اسے بتایا مبادا وہ فون رکھ ہی نادے۔

آلیار فوراً سیدھا ہوا۔ "کون آئیں ہیں؟" اس نے دوبارہ پوچھا تھا۔ جیسے یقین نا آیا ہو۔

"میم آئیں ہیں سر۔۔۔" لڑکی نے شاید اس کی آواز میں بے یقینی بھانپ لی تھی۔

"کھڑے رکھا ہے اسے؟" وہ فوراً تپ گیا۔ "میرے آفس میں بٹھاؤ۔ آرہا ہوں میں۔۔۔" وہ کال رکھ چکا تھا۔ وہ اس کے پیچے آفس تک آگئی تھی۔

ناجانے کیسا احساس ہوا تھا آلیار کو۔

"میم آئیں پلیز۔۔۔" سر کہہ رہے ہیں آپ کو آفس میں بٹھا دوں۔۔۔" لڑکی اس کے آگے چلنے لگی۔ "نہیں مجھے یہ بتاؤ تمہارے سر ہیں کہاں؟" وشہ نے پوچھا۔ "سر تو میٹنگ روم میں ہیں۔۔۔" لڑکی نے ایک طرف اشارہ کیا۔ وہ اس کی سنے بغیر آگے بڑھ گئی۔ "بٹ میم۔۔۔" سر نے تو۔۔۔" وہ لڑکی اسے روک نہیں پائی۔

وہ جلدی جلدی پوائنٹ سسیٹ رہا تھا۔ تاکہ وشہ کو دیکھ پائے وہ کیوں آج اس کے پیچے آگئی تھی۔ لیکن وہ پوائنٹ بتاتے بتاتے ایک دم رکا کیونکہ مسز آلیار شاہ میٹنگ روم میں داخل ہو چکی تھیں۔

"آپ صحیح مجھے اٹھائے بغیر آگئے؟" وشہ اس کی طرف بڑھتے پوچھ رہی تھی۔ آلیار نے امپلائز کی طرف دیکھا جو کہ وشہ کو دیکھ رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ناشتب کے بغیر آئیں ہیں نا آپ۔۔۔" وشه انگلی اٹھائے اس سے پوچھتی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جبکہ اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔ امپلانس سیدھا منہ کر کے اپنی ہنسی دبار ہے تھے۔

"وشه آپ میرے آفس جائیں۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ وہاں بات کرتے ہیں۔۔۔" آلیار نے ایک دفعہ ان سب کو دیکھا اور دوسری طرف وشه کو۔ ساتھ ساتھ وہ اسے اشارہ بھی کر رہا تھا کہ دیکھ لو آگے پیچھے بھی۔ وشه نے اس کے سارے اشارے اگنور کیے تھے۔

وہ اس کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔ "کیا آپ کی بیوی آپ کو بغیر ناشتب کے آنے دیں گیں؟ وشه نے ایک امپلانس کو برائی راست مخاطب کیا جو کہ ہنس رہا تھا۔ "نو میم۔۔۔ سوری۔۔۔" وہ فوراً اپنے دانت چھپا گیا۔ جبکہ آلیار اس کے پہلو میں منہ بنائے کھڑا تھا۔

"چلیں جائیں آپ سب۔۔۔ میرے شوہر صحیح سے بھوکے ہیں۔۔۔ انہیں کھانا کھانا ہے آپ سب میٹنگ ختم کریں۔۔۔ انھیں شباباں جا کے خود بھی کچھ کھاپی لیں۔۔۔ تھوڑا سانس لیں۔۔۔" وشه نے چکلی بجا کے سب کو وہاں سے کھسکنے کو کہا۔ سب نے آلیار کو دیکھا۔

اور آلیار نے اپنے پہلو میں کھڑی وشه کو دیکھا۔ کم سے کم وہ اس کامان نہیں توڑ سکتا تھا۔ "جائیں جی۔۔۔ آپ کی نیم کا حکم ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔" آلیار نے کندھے اچکا کے بیچارے لبھ میں کہا تو سب ورکر ز مسکراہٹ دباتے انھیں کمرے سے نکل گئے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اور آپ---" وشه اب اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ "جی میڈم--- اس گستاخی کی وجہ؟" وہ ایک پیر

دوسرے پیر میں مقید کیے میز پر ایک ہاتھ ٹکائے اس سے پوچھنے لگا۔ وشه کو اس کا یہ انداز بھایا تھا۔ لیکن وہ فوراً سنبھلی۔ "گستاخی آپ نے کی--- مجھے اٹھایا نہیں۔" بغیر ناشتے کے آفس آگئے۔ میری کال بھی نظر انداز کی

--" وشه منہ بنابنا کے اس سے اسی کی شکایت کر رہی تھی۔ آلیار جو صبح سے سڑے منہ کے ساتھ کام میں مصروف تھا اس کا موڑ ایک دم خوش گوار ہوا تھا۔

"آپ کو اس لیے نہیں اٹھایا کیونکہ رات آپ تھک گئیں تھیں۔" بات رہی فون نا اٹھانے کی تو سوری میرا موبائل آفس میں پڑا رہ گیا۔ اور ناشتہ تو وشه پہلے بھی کئی بار میں بغیر ناشتے کے۔ "وہ اسے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بھی کر سی کھچ کے بیٹھتا وضاحت دے رہا تھا۔

"آئے ہونگے آپ پہلے--- کیونکہ پہلے آپ کے پاس پرو شہ آلیار شاہ نہیں تھی نا۔" وشه نے درمیان سے ہی اس کی بات ٹوک کے جواب دیا۔

آلیار مسکرا یا۔ وہ صبح کہہ رہی تھی۔ اس کے پاس پہلے وشه نہیں تھی۔

"ارے یار--- کھانا تو کار میں ہی رہ گیا۔" وشه نے ہاتھ سر پہ مارا۔ اور فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ "رکیں۔" باہر چل کے کھاتے ہیں کہیں۔" آلیار کے کہنے پہ وہ رکی اور مسکرا آئی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ دونوں ساتھ چلتے میٹنگ روم سے نکلے۔ مراد باہر کھڑا تھا۔ "مراد میرافون لے آؤ۔" وشہ کے ساتھ چلتے آلیار نے مراد کو حکم دیا۔ وہ فوراً اس کے آفس کی طرف گیا۔ جبکہ پورے سٹاف نے گرد نیں اوپنچی کر کے آلیار کے ساتھ چلتی وشہ کو دیکھ کے سراہا تھا۔

"آپ کا سٹاف مجھے گھور رہا ہے۔" آلیار کے ساتھ چلتی وشہ نے ہلاکاس اس کی طرف جھک کے کہا۔

"وہ دیکھ رہے ہیں کہاں ہمارے سراتنے پیارے اور کہاں ان کی بیوی۔" آلیار نے اس کے ساتھ چلتے ہی اسے تنگ کیا تھا۔ وشہ کمرپہ ہاتھ رکھے کھڑی ہو گئی۔ آلیار پچھتا یا تھابات کر کے۔ "ان سے تو میں پوچھتی ہوں۔" وشہ اس کی بات کو کچھ زیادہ ہی سنجیدہ لے گئی۔ ابھی بھی سب ان دونوں کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔ آلیار اس کا بازو پکڑ کے باہر کی طرف جانے لگا۔

ولز

"آپ اپنا کام کریں۔" ایک لڑکی ان دونوں کو راستے میں کھڑی گھور رہی تھی تو وشہ نے اسے ڈپٹ دیا۔ وہ فوراً گھسک گئی۔ آلیار نے نفی میں سر ہلا کیا تھا۔

"کتنی پیاری ہے سر کی وائٹ۔" ریسپنسر نے پیچھے سے تبصرہ کیا تھا۔ جو کہ آلیار کے ساتھ وشہ نے بھی بخوبی سنا۔ وشہ نے اس کی طرف دیکھ کے بال جھٹکے۔ آلیار مسکرا یا تھا۔

صحح سے رات ہو گئی۔ میر شاہ ناگھر آیا، ہی اس کا کچھ اتا پتہ تھا۔ پری خود کو تسلی دے رہی تھی کہ اسے فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اسے فرق پڑ رہا تھا۔

(پری میر اچھوٹا شاہ برا نہیں ہے۔ اس کے اندر کا اچھا میر صرف سورہ ہے۔ تم اسے جگاؤ گی نا۔ وعدہ کرو۔۔۔) وہ میر کے کمرے میں بیڈ پہ دلہن بنی بیٹھی تھی جب فاطمہ امی نے اس سے وعدہ لیا تھا۔ اس نے امی کی آنکھوں میں جو آس دیکھی وہ اسے بجھا نہیں پائی تھی اسی لیے اس نے وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن وہ اس وعدے پہ عمل پیرا ہونا نہیں چاہتی تھی لیکن امی کے وہ آخری الفاظ تھے۔ اسی لیے اب وہ بے چین تھی۔

رات کے نونج رہے تھے۔ جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اور ٹھنڈک کے رکا۔ پریشے اس کا انتظار کرتی چکر لگاتے کسی اور ہی جہاں میں پہنچی ہوئی تھی۔ میر نے اسے نظر انداز کیا۔ کتنا مشکل تھا اس سے نظر انداز کرنا جبکہ اب وہ اس کی دسترس میں تھی۔

میر الماری کی طرف بڑھا اور وہاں سے کرتا شلوار لیے واش روم گھس گیا۔ پری ایک جگہ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ پہلے تو مرا جارہا تھا مجھ سے شادی کرنے کو۔ پری کو ایک دم غصہ آیا۔ اگر ان کی شادی کے پہلے دن ہی فاطمہ امی کو کچھ ناہوتا تو میر اسے بتاتا وہ کس قدر خوش تھا اس سے نکاح پہ۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

لیکن اب-- وہ پری کا ساتھ نہیں چاہتا تھا۔ اسے کسی کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ لوگ اس کے قریب آ کے اس سے دور ہو جاتے تھے پل پل اسے مارنے کو۔ میر یہی سب سوچتے واش رومن سے نکلا جب پری ایک دم اس کے سامنے آئی تھی۔

"پورا دن کدھر تھے؟" پری نے حق سے پوچھا تھا۔

میر نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسے نظر انداز کرتے وہ ڈریسنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ جب پری نے آگے بڑھ کے اسے کالر سے پکڑ کے جھنجھوڑا تھا۔ "سوچنا بھی مت۔۔۔ سوچنا بھی مت مجھے نظر انداز کرنے کا ---" پری نے انگلی اٹھا کے اسے دارن کیا تھا۔ اور میر اس کی جرت پہ حیران تھا۔

اس نے پہلے پری کی انگلی کو دیکھا پھر اس کا ہاتھ جو کہ میر کے گریبان پہ تھا۔ اور اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ الگ کیا تھا۔ پری جو کہ بھری بیٹھی تھی صبح سے ایک دم پھٹ پڑی۔

"پتہ ہے تم نا اس لاکھ ہی نہیں ہو کہ کوئی تمہاری پرواہ کرے۔۔۔" میر اسے بولتا چھوڑ ڈریسنگ کی طرف بڑھ گیا اور وہ روتے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

"میں ہی پاگل ہوں جو صبح سے بیٹھی ہوں۔۔۔ کچھ کھایا بھی نہیں۔۔۔" پری نے سوں سوں کرتے ہم کلامی کی۔ بالوں کو برش کرتے میر کا ہاتھ ایک دم رکا۔ وہ اس کے لیے صبح سے بھوکی بیٹھی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
"امی آپ کو مرنا تھا تو مجھے بھی ساتھ لے کے مرجاتیں۔۔۔" وہ بیڈ سے نیچے کو بیٹھی روئی تھی۔ میربے حس تھا یا
بن رہا تھا۔ کیونکہ اسے فرق نہیں پڑا۔

“ I don't care... ”

میر دل میں بولا۔ اور باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ (جب کسی کو میری نہیں پرواہ میں کیوں کروں۔۔۔) وہ ناجانے
کس کی تسلی کر رہا تھا۔

کمرے سے نکلتے اس نے پری کی ہچکی سنی۔ میر کے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔
اس نے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔ "تمہاری میم نے صح سے کچھ کھایا کیا؟" اس نے سرسری انداز میں ایک
ملاز مہ سے پوچھا۔ ملاز مہ ہو نقوں کی طرح اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ وہ کوئی نسی میم کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"چھوٹی میم۔۔۔" میر نے دوبارہ اسے بتایا۔ "سر میم صح سے کمرے سے باہر نہیں آئیں۔۔۔ میں سرآلیار کے
کہنے پر گئی تھی انہیں بلا نے تو میم نے کہا ان کی طبیعت نہیں ٹھیک۔ سر خود بھی گئے تھے پر میم باہر نہیں آئیں
۔۔۔ ناہی انہوں نے صح سے کچھ کھایا۔۔۔" گک نے اسے ساری تفصیل بتائی تھی۔ میر کا ہاتھ بالوں تک گیا تھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اوکے کھانا گرم کر کے میرے کمرے میں لاو۔۔۔" میر نے اسے حکم دیا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ مسز شاہ نے باہر کھڑے ہو کے ساری بات سنی تھی۔ حرمت تھی کہ میر شاہ کیچن میں کھڑا اپنی بیوی کے لیے کھانا گرم کرنے کو کہہ رہا تھا۔ انہیں ایک دم غصہ آیا تھا۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر پائیں تھیں۔

وہ نیچے قالین پہ گھٹنوں میں سرد یئے رونے کا شغل پورا کر رہی تھی جب وہ دوبارہ کمرے میں آیا۔ آہٹ پہ پری نے سراٹھا یا۔ "اٹھو۔۔۔" اس نے ہاتھ آگے کر کے پری کو یک لفظی حکم دیا۔

پری نے اسے اگنور کیا۔ "سوچنا بھی مت۔۔۔" سوچنا بھی مت مجھے نظر انداز کرنے کا۔۔۔" میر نے اسے بازو سے اٹھا کے اپنے برابر کھڑا کرتے تھوڑی دیر پہلے اس کا بولا گیا جملہ اسے لوٹایا تھا۔ پری نے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اسے گھورا۔

"منہ دھو کے آو۔" لہجہ نرم تھا۔ پری چپ چاپ اس کی بات مانتی منہ دھو آئی۔ ملازمہ کھانار کھ کے چلی گئی تھی۔ دونوں نے بیڈ پہ آمنے سامنے بیٹھ کے خاموشی سے کھانا کھایا۔

میر نے برتن اٹھا کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیئے۔

"سو جاؤ۔۔۔" اسے لینے کا کہتے وہ اٹھنے لگا۔

"مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔۔۔" پری نے اسے اپنی پریشانی بتائی تھی۔ میر نے لمبا سانس خارج کیا۔

بیڈ پہ اس کے برابر بیٹھ کے اس نے پری کو لینے کا اشارہ کیا۔ پری اس کے پاس سر کیے لیٹ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اور میر بغیر کسی تاثر کے اس کے پاس لیٹ گیا۔ اس کو دیکھتے لمبا سانس خارج کرتے میر نے اس کی طرف پشت کی تھی۔

"حمدان-----" عینا سے دیکھتی چیخنی تھی۔ ایک تو اس بندے کو چین آجائے۔ قیامت نا آجائے۔ وہ آگے آگے بھاگتا اس کو منہ چڑا رہا تھا۔ عینا نے راستے میں پڑا پائپ کر سی۔ اور جو جو اس کے ہتھے آیا وہ اسے مارنے کو بھاگ رہی تھی۔

"دیکھو بہن۔۔۔ میں نے بس مzac کیا تھا۔۔۔" وہ آگے بڑھتا اپنی صفائی دے رہا تھا۔ اب ایسے مzac کوں کرتا ہے۔ "میں تمہارا ڈیڈ کو بتاؤں گی۔۔۔" عینا ہانپتی جا کے گارڈ میں رکھی کر سی پہ بیٹھ گئی اور اسے ہمیشہ والی دھمکی دی جس کا اثر فوراً ہوا تھا۔ تو حمدان درانی نے گھر کے سارے ملازم کو چھٹی دے دی۔ اب عینا کو کھانا بنانا پڑنا تھا۔

"یہ تم لڑکیوں کا آخری حربہ۔۔۔ میں ڈیڈ کو بتاؤں گی۔۔۔" حمدان نے اس کے سامنے آتے اسے چڑایا۔

"خود آؤ کرو مجھ سے مقابلہ۔۔۔" حمدان نے ایک ہاتھ سے کراٹے کھیلتے اسے کہا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔ تمہیں تو ڈیڈ بتائیں گے۔۔۔ "عینا انگلی اٹھا کے اسے دھمکا رہی تھی۔۔۔ "ہنس۔۔۔ کمزور لوگ کچھ خود کر نہیں سکتے۔۔۔ اور پھر ابو کی سعدیہ بن جاتے۔۔۔ ہائے ابو تھاڑی سعدیہ گئی ہائے ابو بچالو۔۔۔ "حمدان نے بھر پور ایکٹنگ کرتے اسے چھیڑا۔

"دفعہ ہو جاؤ تم۔۔۔" وہ اس کے پیچھے ہی کچھن تک آیا تو عینا نے اس چمچہ دکھایا۔ "او۔۔۔ ابو کی پری میں ہمت بھی آگئی۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید اسے کچھ کہتا عینا نے چمچہ ہی اس دے مارا تھا۔ حمدان درانی گدھ کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوا تھا۔ اور ابو کی سعدیہ او آئی میں ڈیڈ کی عینا اب کھانا بنا رہی تھی۔

نالزح

وہ کار سے نکلا تھا۔ سامنے ہی شاپنگ مال کی بڑی سی بلڈنگ پورے قد سے کھڑی تھی۔ اس کی کار کے پاس ایک پٹھان مسواک نیچ رہا تھا۔ "مسواک مسواک۔۔۔ صاب لے لو۔۔۔ پورا دس کی ایک ہے۔۔۔ ایسے چمکتے دانت کے بیوی بھی ہنسنے دیکھ کے لٹو ہو جائے۔۔۔" ایک دم پٹھان اس کے سامنے آ کے اپنی مسواک بیچنے لگا۔ "نہیں چاہیے۔۔۔" بھائی نے ہاتھ جھلاتے اسے دفعہ کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اے ایس پی حمزہ جو کہ پٹھان بن کے شاپنگ مال باہر کی ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا اس نے اپنے کان میں لگے آلے سے ولی کو مخاطب کیا۔ "سر---" اس کی آواز پہ دوسری طرف سے ہنکار بھرا گیا۔

"سر جی میری ایک بھی مسوائک ابھی نہیں کی۔" ہائے مارابیوی بچہ کیا کھائے گا۔ "حمزہ کو اتنی سنجیدہ صورت حال میں بھی مذاق سوجھ رہا تھا۔

"اے ایس پی--- فوکس---" ولی کی سنجیدگی سے بھری آواز بھری۔ وہ کوئی کوتاہی بالکل نہیں چاہتا تھا۔ "سر--- ایک آدمی ابھی گیا ہے اندر۔ ٹھاٹ بھاٹ تو بزنس میں والے تھے۔" حمزہ نے فوراً اپتے کی بات کی۔ بھائی جیسے ہی شاپنگ مال میں داخل ہوا۔ پاس سے زین گزرا۔ جو کہ آج سیل بوائے بنائھڑا تھا۔

"ویکم سر---" اس نے بھائی کو دیکھ کے کہا۔ بھائی نے اگنور کیا تھا۔ "سر--- ایک بندہ ابھی یہاں سے گزرا۔ ہمارے خبری کے مطابق بھائی کے کان کے پیچھے ایک نشان ہے۔" بٹ سراس بندے نے خود کے دائیں کان کو کور کر کھا ہے۔ مطلب کچھ گر بڑ ہے۔ "زین اس آدمی سے دس قدم کے فاصلے پہ چلتا آہستہ سے اپنے کان میں لگے آلے میں ولی کو بتا رہا تھا۔

"پیچھا کرو اس کا---" ولی جو کہ خود ایک شریف آدمی داڑھی رکھے لمبا تمیض پہنے بظاہر شاپنگ کر رہا تھا اس نے الگی ہدایت زین کو دی۔ "سر کر رہا ہوں۔" زین تیز تیز چلتا بولا۔ بھائی ایک لفت میں داخل ہو گیا۔ زین اس لفت میں نہیں جا پایا تھا۔

ناولز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سر۔۔۔ وہ لفت میں چلا گیا۔۔۔" زین نے اطلاع دی۔ جیسے ہی بھائی لفت سے نکلا ایک اور آفیسر کی اس پہ نظر پڑی۔ "سر وہ تھرڈ فلور پہ ہے اب۔۔۔" اس آفیسر نے فوراً بتایا تھا۔ وہ آفیسر ایک لیڈی کا نشیبل کے ساتھ میاں بیوی کا روپ دھارے شاپنگ کر رہے تھے۔

"سر ایک بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔ یہ بھائی اکیلا کیوں ہے؟ ناکوئی گارڈ ساتھ حفاظت کے لیے۔۔۔ ناچھ اور۔۔۔" زین نے اچھنے سے پوچھا۔ "سر اور تو اور اس نے ڈیل کے لیے شاپنگ مال کیوں چنا۔" "حمزہ کو اتنا ہم سوال اب یاد آیا تھا۔

"شاپنگ مال اس لیے کیوں کہ کسی کا اس پہ شک ناجائے۔ اور بھائی اپنی ساری ڈیلز ایسے ہی کرتا ہے۔۔۔ اکیلے کیونکہ منگو کے بعد اسے کسی پہ بھروسہ نہیں۔۔۔" ولی نے کتاب الٹ پلٹ کر کے دیکھتے آہستہ آواز میں کہا۔ ولی سے کچھ فاصلے پہ ارفعہ اور ہانی کھڑی تھیں۔ دونوں نے نقاب کر رکھا تھا۔

خود کو مکمل طور پہ بدلی وہ دونوں ارفعہ اور ہانی نہیں لگ رہی تھیں۔ دونوں کے کانوں میں آ لے تھے۔ "کیا تم دونوں تیار ہو؟" ولی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ارفعہ اور ہانی کا دل دھڑکا۔ ڈر دونوں کو لوگ رہا تھا۔ لیکن انہیں یہ کرنا تھا۔" جی۔۔۔ دونوں کی مرمر کے آواز نکلی۔ وہ کتنی بھی بہادر کیوں نا ہو تیں پھر بھی صنف نازک تھیں۔

"ا بھی بتا دو۔۔۔ کیا تم دونوں کر پاؤ گی۔۔۔" ولی نے دوبارہ پوچھا۔ "یہ۔۔۔ ان شاء اللہ۔۔۔" دونوں کی آواز اس بار زرا بھی نہیں لڑ کھڑ رہی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اوکے --- ٹیک یور پوز یشنز ---" ولی کے حکم پر جہاں وہ دونوں ایک کمرے کے باہر کھڑی تھیں۔ وہیں وہ بھاگ کے اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ واش روم کا دروازہ کھول کے وہ دونوں ایک جگہ ٹک گئیں۔

بھائی چلتا اس کمرے تک آیا۔ جیسے ہی دروازے کی چرچراہٹ سنی دونوں نے ایک دوسرے کو تھاما تھا۔ اور پھر بھائی کمرے میں آتے ہی سارا کمرہ چیک کر رہا تھا۔ وہ واش روم چیک کرنے لگا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔ "سر سروں۔" زین جلدی سے بولا۔ مبادا وہ واش روم ہی چیک ناکر لے۔ "نہیں چاہیے۔" بھائی مژتا غصے سے بولا۔ اور پھر پانچ منٹ کے انتظار کے بعد وہ بھی آگیا جس کے ساتھ ڈیل ہونی تھی۔ ان دونوں نے کئی باتیں کیں جو کہ ولی سمیت ہر آفیسر نے سنی۔ سب کا دل کیا جا کے اس کا بھیجا اڑا دیں۔ وہ ہوتا کون ہے اس ملک کی بیٹیوں کی بولی لگانے والا۔ لیکن انہیں تحمل سے کام لینا تھا۔ وہ مرسکتے تھے لیکن غلطی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر ڈیل ڈن کرنے کی باری آئی تو واش روم کے دروازے پر دو لڑکیاں کھڑی کانپ رہی تھیں۔ جس کا مطلب تھا وہ سب سن چکی تھیں۔

بھائی نے سامنے کھڑے ڈیلر کو دیکھا وہ بھی ایسے ہی لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا۔ بھائی نے جیب سے کلو رو فارم نکالا اور لڑکیوں کی طرف بڑھا۔

لڑکیاں ڈر کے اس سے بھاگتی بھائی نے ان دونوں کے منہ پر رومال رکھ دیا۔ موبائل نکال کے بھائی نے شانپنگ مال میں پھرتے اپنے کارکنوں کو بلا یا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ان کو کیسے بھی کر کے اڈے تک پہنچاؤ۔۔۔ ان کی بھی ڈیل اب ساتھ ہی ہو گی۔۔۔" ولی کو یہ جملہ سنائی دیا تھا۔۔۔ ولی کا دل ایک دم ڈھڑکا۔ ان کا پلان کامیاب ہو رہا تھا۔ بس کچھ دیر اور۔ اور پھر وہ سب لڑکیوں کو بچا لیتے۔

"حمزہ۔۔۔" ولی نے آئے سے اسے پکارا۔ "سر کام ہو گیا۔۔۔" حمزہ نے اپنے حصے کا کام کر دیا تھا۔ بھائی چلتا جیسے آیا تھا ویسے ہی شاپنگ مال سے نکل گیا۔ سب آفیسر زنے اب اگلے مرحلے پر کام کرنا تھا۔

وہ لوگ پولیس اسٹیشن تھے۔ بھاری نفری اس مشن کے لیے روانہ ہونے لگی تھی۔ جب ایک دم باہر میڈیا کا شورو غل اٹھا۔

"ناظرین ہم کھڑے ہیں پولیس اسٹیشن کے باہر۔۔۔ آپ کو انفارم کر رہے ہیں۔۔۔ ایس اتھج او زمان چوہدری کی بیٹی اور ولی چوہدری کی بہن انغوہو چکی ہیں۔۔۔ پولیس کا اکلا لائچہ عمل کیا ہو گا۔۔۔" ولی کا سر گھوما تھا۔ یہ ان کے پلان کا حصہ نہیں تھا۔ مطب بازی الٹ چکی تھی۔ "سر۔۔۔" حمزہ بھاگتا ہانپتا اس کی طرف بڑھا۔

"کچھ تھا کچھ تھا جو چھوٹ رہا تھا۔۔۔ میڈیا کو کس نے انفارم کیا۔۔۔" ولی نے سر پکڑ لیا۔

"مطلوب سر۔۔۔ ہم اس کی مخبری کر رہے تھے وہ بھی ہماری کروار رہا تھا۔۔۔" زین نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میڈیا کو چپ کرواؤ۔۔۔ کسی بھی چینل پر یہ نیوز آئی تو چینل کو آگ لگوادوں گا۔۔۔" حمزہ اور زین کی طرف دیکھ کے ولی نے انہیں حکم دیا۔ وہ دونوں باہر کی طرف بڑھے میڈیا کو کنٹرول کیا جا رہا تھا۔

"سر جگہ کا پتہ چل گیا۔۔۔" ایک آفیسر نے آکے اطلاع دی تھی۔ "اوکے۔۔۔ چلو فوراً۔۔۔" ولی لوگ نکلنے لگے تو ایس ایچ او صاحب اندر داخل ہوئے۔

"ولی نہیں جائے گا۔۔۔" انہوں نے حکم دیا۔ ولی نے انہیں عجیب نظر وں سے دیکھا۔ "بٹ سر۔۔۔" ولی کچھ کہتا انہوں نے ہاتھ اٹھا کے اسے روک دیا۔ پلان صرف ہمارا نہیں تھا ولی چوہدری۔۔۔ پلان ان کا بھی تھا۔ اور پتہ ہے ان سب میں بھائی کو کون چاہیئے۔۔۔ تم۔۔۔ اس لیے تم نہیں جاؤ گے۔۔۔ انہوں نے بات ختم کر دی۔ "لیکن سر۔۔۔ ہم ڈر کے ہاتھ پہ ہاتھ نہیں دھر سکتے۔۔۔" ولی نے انہیں سمجھانا چاہا۔

"زین اور حمزہ ٹیم تیار ہے نکلو تم لوگ۔۔۔" سرنے حکم دیا۔ ولی نے آنکھیں کھولے انہیں دیکھا۔

"نو آر گیو آفیسر۔۔۔" اس کو کچھ بھی کہنے سے منع کرتے وہ اس کے آفس سے باہر نکلے تھے۔ ولی نے پچھے غصے سے دیوار پہ مکامرا تھا۔ پاس پڑی میز کو اس نے پیر مار کے گردیا۔ اب اسے انتظار کرنا تھا۔ ہاتھ میں چوڑیاں پہن کے وہ اپنے آفس بیٹھ جاتا۔۔۔ ولی کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

تین گھنٹے بعد ان کی ریڈ کامیاب رہی تھی۔ وہ بھائی کے اڑے تک تور سائی حاصل کر چکے تھے۔ لیکن وہاں نا بھائی تھا اور ناہی کوئی اس کا کارکن۔ صرف لڑکیاں تھیں۔ اور ارفعہ کی طرف بھاگ کے زین بڑھا۔ "ارفعہ ہانی کدھر ہے؟" زین کو بھی ہانی چھوٹی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔

"وہ اسے ساتھ لے گیا آفیسر۔۔۔ میں بچا نہیں پائی۔۔۔" ارفعہ نڈھال تھی۔ اسے ایک لیڈی کا نسٹیبل نے پکڑا۔ جبکہ حمزہ اور زین نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور ولی کو کال ملائی۔

وہ بھی بھی اپنے آفس میں چکر لگا رہا تھا۔ حمزہ اور زین کی کئی کالن آئیں جو کہ اس نے غصے میں اٹھائی ہی نہیں۔ ایس اتیج او صاحب اس کی طرف دیکھ رہے تھے جسے ایک پل بھی چین نہیں تھا۔ وہ نہیں بہت عزیز تھا اسی لیے انہوں نے آج اسے جانے نہیں دیا۔

حمزہ اور زین جیسے ہی آئے دونوں نے ولی کو سلیوٹ کیا۔ "سر۔۔۔ ریڈ کامیاب رہی ہے۔۔۔ لڑکیاں سیف ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔" حمزہ کے لیکن پہ ولی نے بے ساختہ زمان صاحب کو دیکھا۔ "ہانی وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔" ہم نے ہر جگہ تلاش کیا۔ "ولی اگلی بات پہ دھک سے صوف پہ گرا۔

تبھی اس کا موبائل نج اٹھا۔ ایس پی۔۔۔ کیا حال ہے۔۔۔ سنا ہے بہن نہیں مل رہی۔۔۔" دوسری طرف کسی انجان کی آواز ولی کو سنائی دی۔

“ Who the hell are you ”

ولی کی رگیں تن گئیں تھیں۔ "ارے ارے ایس پی۔۔۔ دشمن کو تو بندہ مر کے نا بھولے۔۔۔ تم زندہ ہی بھول گئے۔۔۔ بھائی بات کر رہا ہوں۔" ولی نے اس کی بات پہ مٹھیاں بھینچی۔ "ہانیہ کدھر ہے۔۔۔" ولی نے اس سے پوچھا۔ "ایس پی صاحب۔۔۔ تی میرے مامے دے پترتے ہونئیں۔۔۔ کہ ایداں ہی دس دواں۔۔۔ کوئی خاطر تو ازہد اموقع دو۔۔۔ "سامنے والے کا قہقاہ بلند ہوا تھا۔" غلام دیدار کرنا چاہ رہا ہے آپ کا۔۔۔ اپنا بھی کروادوں آپ کو۔۔۔ مرنا تو ہے ہی کیوں نا۔۔۔ اس شان سے مردیں۔۔۔ وہ کیا شعر ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جاں کی تو کوئی بات نہیں۔۔۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

بھائی نے اسے بے بس کیا تھا۔ "ٹھیک۔۔۔ ملنا ہے مجھ سے چلو ایڈریس کرو سینڈ۔۔۔" ولی نے کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر ہاں کی تھی۔

حمزہ اور زین نے سر زمان کی طرف دیکھا۔ "ایس پی اکیلے آنا۔۔۔ بہن تو عزیز ہے نا۔۔۔" وہ پھر سے اسے دھمکاتا فون رکھ گیا۔

"ولی تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔۔۔" سرفور اس کی طرف آئے۔ "سر میں اکیلا جاؤں گا۔۔۔" ولی نے اپنی پسل چیک کی۔

اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ "پیچھا کرو پوری ٹیم اس کا۔۔۔" سر کے اگلے حکم پر حمزہ اور زین باہر بھاگے تھے۔

نالزہب

آج دودماغ والے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ ولی نے بھائی کو دیکھا۔ "وجدان نقوی۔۔۔" ولی کو یقین نہیں آیا۔ وہ کالے دھندرے کے پیچھے شہر کے ایک مشہور بزنس ٹائیکون کا بیٹا تھا۔ دائیں طرف ولی چوہدری تھا اور اس کے پیچھے ولی کی کار۔ اور دائیں جانب وجدان نقوی عرف بھائی تھا اور اس کی کار اس کے پیچھے تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہائے ایس پی۔۔۔ بہت سناء ہے تمہارے بارے میں۔۔۔ ملنے کا اشتیاق ہوا تھا۔۔۔" وجدان کار کے بونٹ پر چڑ کے بیٹھ گیا۔ "پتہ ہے ایس پی۔۔۔ پہلے بھی بہت آئے۔۔۔ لیکن تو انوکھا آیا ہے۔۔۔ پہلے والے صرف ایماندار تھے اور تو۔۔۔ ایماندار ہونے کے ساتھ تیرے پاس یہ بھی ہے۔۔۔" بھائی نے دماغ پر انگلی مارتے کہا تھا۔۔۔ ولی اس کی بکواس سننے نہیں آیا تھا۔

"ہانیہ کھاں ہے۔۔۔" ولی سید حامد ع پہ آیا۔

"ارے یار ایس پی۔۔۔ چل ایک گیم ہے میرے پاس تیرے لیے۔۔۔" وجدان نقوی نے کار پر بیٹھے ہی ایک پیروپر دوسرا پیروکھا۔

"تیری زندگی سے جڑے دو، ہم لوگ ہیں میرے پاس۔۔۔" بھائی کی اگلی بات پر ولی ایک دم الرٹ ہوا۔ و شہ۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو آلیار سے بات ہوئی وہ اس کے ساتھ تھی۔ اور آلیار کے ہوتے تو و شہ کو مخالف سمت سے آئی ہوا بھی ناچھو سکے۔

"دوسراؤں۔۔۔؟" ولی نے ہمت کر کے پوچھا۔ "ایک تیری بہن۔۔۔ دوسری تیری محبوبہ۔۔۔" بھائی نے محبوبہ پر خاصہ زور دیا تھا۔

ولی چوہدری مسکرا یا۔ "محبوبہ جیسی خرافات ولی چوہدری نے کبھی پالی، ہی نہیں وجدان نقوی۔۔۔" ولی تھوڑا سا ریلیکس ہوا تھا۔ بھائی نے اس کی بات پر جیب سے کچھ تصویریں اس کی طرف پھینکیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی نے جھک کے اٹھائیں۔ اور وہ دنگ رہ گیا۔ وہ دونوں تصویروں میں ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔ ایک وہ تصویر جہاں وہ اس کے گھر پہلی دفعہ وشه کی بارات پہ آئی تھی۔ اور ایک تصویر میں وہ ہال کے باہر ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔ تیسرا تصویر میں وہ شانپنگ مال میں لفت کے باہر کھڑے تھے۔ ہر تصویر میں ولی اس کے اتنا قریب تھا کہ کسی کو بھی غلط فہمی ہو سکتی تھی۔ جیسے وجдан نقوی کو ہو گئی تھی۔ ولی کا سر چکرایا۔

"ہاں ولی چوہدری۔۔۔ تمہارے پاس صرف بیس منٹ ہیں۔۔۔ محبوبہ کو بچانا ہے تو دائیں طرف چلے جاؤ۔۔۔
بیس منٹ کے فاصلے پہ تمہیں وہ ملے گی۔۔۔ اور اگر بہن کو بچانا ہے تو بائیں طرف بیس منٹ کے فاصلے پہ تمہیں وہ
ملے گی۔۔۔ لیکن یاد رکھنا ولی چوہدری۔۔۔ صرف ایک کو بچا سکتے ہو تم۔۔۔

بہن یا محبوبہ۔۔۔

ہانیہ چوہدری یا پھر عینا درانی۔۔۔۔۔۔"

بہن یا محبوبہ۔۔۔۔

ہانیہ چوہدری یا پھر عینا درانی۔۔۔۔"

وہ ولی کے سامنے کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں کیسے مان لوں کہ دونوں تمہارے پاس ہیں؟ تمہاری کوئی چال بھی ہو سکتی ہے۔۔۔" ولی نے سکون سے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا سکون سامنے والے کو ہضم نہیں ہوا تھا۔

بھائی کا قہقہا بلند ہوا۔ "ایسے ہی میں تمہیں دماغ والا نہیں کہتا ایس پی۔۔۔۔ کچھ تو ہے تم میں جو سب میں نہیں ہوتا۔۔۔" بھائی اس کے سامنے آتا موبائل نکال رہا تھا۔

"ہاں دکھاؤ۔۔۔ ولی صاحب کو ان کی محبوبہ۔۔۔" کال ملا کے اس نے ولی کی طرف موبائل کیا۔ بظاہر ولی سکون سے کھڑا تھا۔ لیکن عینا کو تین چار لڑکوں کے گروہ نے گھیرے میں لے رکھا تھا اور وہ بری طرح رورہی تھی۔ ولی کا بس چلتا تو وہ سامنے والے کو گولی سے اڑا دیتا لیکن اسے جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

عینا درانی کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ وہ تو کبھی ولی کی احباب لست میں آئی ہی نہیں لیکن ایک غلط فہمی کی بھینٹ اسے ولی چوہدری چڑھنے نہیں دے سکتا تھا۔

"اب بہن کو دیکھو۔۔۔" کال ملا کے ولی کے سامنے موبائل کیا گیا تھا۔ ہانی بالکل سیو کھڑی تین چار غنڈے تھے اس کے ارد گرد۔ اور وہ ان کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے شکاری اپنے شکار کو۔ ولی چوہدری مسکرا یا تھا۔ پل بھر میں ولی نے فیصلہ کیا تھا اسے کسے بچانا ہے۔

ہانی کی نظر بھی سکرین پر نظر آتے ولی پہ پڑی۔ تبھی ہلکا سا بالکل ہلکا سا وہ بھی مسکرا آئی۔ "اڑادو۔۔۔" ولی کے لب ہلے تھے اور ہانی چوہدری نے آنکھیں گھمائیں۔ "جو حکم ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں کے اشارے پہ ولی چوہدری پر سکون ہوا تھا۔

بھائی نے اسے اشارہ کرتے دیکھا، ہی نہیں کیونکہ اس کے سامنے موبائل تھا اور ہانی کے پاس کھڑے غنڈے اتنے عقلمند تھے بھی نہیں۔

"ہاں تو چوہدری۔۔۔ کس کو بچانا ہے۔۔۔" اپنا موبائل جیب میں ڈالتے بھائی نے ولی سے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی نے جیب سے پسل نکلا۔ "محبوبہ کو۔۔۔" طنزیہ مسکراتے اس نے بھائی کی ٹانگ کا نشانہ لیا تھا۔ یہ اس نے اتنی اچانک کیا کہ اپنی جیت میں مست بھائی کو اندازہ بھی نہیں ہوا۔ تبھی زین اور حمزہ جو کہ سر کے حکم سے ولی کا پیچھا کر رہے تھے وہاں آئے۔ پولیس الہکاروں نے بھائی کو گھیرے میں لیا تھا۔

"یہ مجھے زندہ چاہیے۔۔۔" ولی نے پسل دوبارہ اپنی پاکٹ میں ڈالتے زین کو حکم دیا اور پھر وہ اپنی محبوبہ کو او آئی میں عینا کو بچانے دائیں طرف مڑا تھا۔

نالزہب

ولی پندرہ منٹ میں وہاں پہنچا تھا۔ وہ کوئی ویران بلڈنگ تھی۔ ولی نے ویدیو میں ہی دیکھا تھا کہ وہ بلڈنگ کی چھت تھی۔ اسی لیے وہ وقت ضائع کیے بغیر، ہی اوپر کی طرف بڑھا تھا۔ وہ غنڈے عینا کو بری طرح جھٹک رہے تھے۔

"اے لڑکی چپ کر۔۔۔ بس پانچ منٹ اور۔۔۔ بھائی کی کال نا آئی تو تیرا قیمه بنادوں گا۔۔۔" ایک غنڈے عینا کی طرف اپنی بندوق کی نال کرتے اسے بول رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہاتھ بھی لگا کے دکھا۔۔۔" ولی نے پچھے سے ہاتھ پاکٹ میں ڈالے سکون سے کہا۔ وہ لڑکے فوراً مڑے تھے۔ ایس پی کو دیکھ کے چاروں کے چاروں لڑکوں کا طراز انکلا تھا۔ ایک تو اس ایس پی کے بارے میں اتنا کچھ سناتھا کہ وہ لڑکے کا نپنے لگ گئے۔ حمزہ جو کہ اس کے پچھے ہی آدھی ٹیم لے آیا تھا پولیس کو اوپر لے آیا۔ پولیس الہکاروں نے ان چاروں لڑکوں کو گرفتار کیا۔ وہ لڑکا جس نے عینا کو دھمکی دی تھی ولی کے پاس سے گزرنے لگا تو ولی اچانک اس کے سامنے آیا۔ عینا کے منہ پہ پٹی بندھی تھی وہ سو جھی ہوئی آنکھوں سے ولی کو دیکھ رہی تھی۔ ولی کا ہاتھ اٹھا اور وہ لڑکا گھوم کے نیچے گرا تھا۔

"لے کے جاؤ ان کو۔۔۔" ولی کی گردبار آواز بلند ہوئی۔ عینا دیوار سے لگی دیوار سے ٹیک لگا چکی تھی۔ ولی نے آگے بڑھ کے اس کے ہاتھ کھولے۔۔۔ اس کا منہ کھولا، ہی تھا عینا جو کہ بری طرح ڈر گئی تھی اس نے ولی کے بازو پہ سرٹکا کے رونا شروع کر دیا۔ ولی نے اس کی کمرپہ تھکلی دی۔

“You’re safe ...”

ولی نے اسے یقین دلا�ا۔ اور سہارا دے کے کھڑا کیا تھا۔ حمزہ نے آگے بڑھ کے اسے پانی کی بوتل دی۔ ولی نے اپنے ہاتھ سے ہی اسے پانی پلا یا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
اور پھر لیڈی کا نسلیں عینا کو لیے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ ولی نے اچھی طرح اس جگہ کا جائزہ لیا۔
حمزہ اسے ایک آبر و اچکائے گھور رہا تھا۔

"یہ محبوبہ کب بنی۔۔۔" حمزہ ولی کے سامنے آتے بولا۔ ولی نے اسے غصے سے دیکھا۔ "دیکھیں سر۔" حمزہ انگلی اٹھا کے اسے کچھ کہتا وہ باہر کی طرف بڑھا۔ "میں پتہ لگا کے رہوں گا یہ محبوبہ کب بنی۔۔۔" حمزہ کو صبر آہی نا جائے۔

ولی باہر کی طرف بڑھتا رہا اور اس کی طرف مڑا۔

"وہ محبوبہ تھی تو نہیں تمہارے اصرار پہ بناں والوں۔۔۔" ولی نے سینے پہ ہاتھ باندھتے طرز کیا۔
"لیکن وہ بھائی تو کہہ رہا تھا ایس پی اپنی محبوبہ کو بچانے لگا ہے۔۔۔" حمزہ بھاگتے اس کے ساتھ مل کے پوچھ رہا تھا۔
"ایک اور دفعہ تو نے اسے میری محبوبہ کہا تو۔۔۔" ولی کا دماغ پہلے ہی گھوما ہوا تھا۔

"تو آپ اسے محبوبہ بنالیں گے؟ ہے نا۔۔۔ ہے نا۔۔۔" حمزہ نے اس کی بات پوری کی۔ ولی جانتا تھا وہ اس سے باتوں میں نہیں جیت سکتا۔ اسی لیے باہر کی طرف بڑھا۔ اسے ہانی کو بھی دیکھنا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 ولی کی کال بند ہی ہوئی تھی۔ ہانی کو اب یقین تھا اسے خود ہی کچھ کرنا ہے۔ ایسی ہی کسی سچویشن کے لیے ولی نے
 اسے تیار کیا تھا۔

"دیکھو۔۔۔ تم لوگ ڈیسا نیڈ کر لو کہ پہلے کون مار کھائے گا۔۔۔ کیونکہ اب تم چار ایک ساتھ لڑو گے تو میں
 بیچاری کیا کروں گی۔۔۔" ہانی نے معصومیت سے کہا۔ لڑکے حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ انہیں بھائی کی طرف
 ایسا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ اسی لیے وہ بھائی کی کال کے منتظر تھے۔ انہوں نے ہانی کی بات پہ دھیان نادیا۔
 ہانی کا دماغ گھوما تھا۔ اس نے پاس کھڑے لڑکے کو گھما کے نیچے پھینکا۔ اور اس سے گن چھین لی۔ باقی تین لڑکے
 گنگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"اے۔۔۔ سوری سوری۔۔۔ بھائی یہ غلطی سے ہوا۔ یقین کریں میں نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔" ہانی نے
 رونے کی ایکٹنگ کرتے سامنے لڑکوں کو اپنی صفائی دی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ ہانی کی بات سمجھتے ہانی نے بندوق
 کی نال سے سامنے کھڑے دو لڑکوں کو اچھا خاصہ پیٹ ڈالا۔ اور چوتھے لڑکے پہ اس نے گن تان لی۔ پہلے والے
 تین اٹھے لیکن ہانی نے اس لڑکے کو پکڑا تھا جس کا وہ تباہ سے کہنا مان رہے تھے۔

"بولوان سے۔۔۔ اپنی گنز نیچے رکھیں۔۔۔ ورنہ بھیجا اڑا دوں گی۔۔۔" ہانی کا ہجہ ایک دم سخت ہوا تھا۔

"اے نیچے رکھو۔۔۔" لڑکے نے فوراً حکم دیا۔ باقی تینوں لڑکوں نے جلدی سے گنز نیچے رکھی تھیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"چلو پچھے ہو۔۔۔" ہانی نے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ لڑکے پچھے ہو گئے۔ ہانی نے اسے گھما�ا اور باہر لے جاتے اس نے لڑکے سے کار کی چابی لی۔ گھما کے لڑکے کو مارا۔ ایک، دو، تین۔۔۔ اچھی طرح اسے دھوکے ہانی کا رائے کے وہاں سے نکلی۔ راستے میں ہی ولی اسے مل گیا۔ وہ بھی اپنی کار میں اس کی طرف ہی آ رہا تھا۔ ولی جلدی سے نکلا اور ہانی بھی۔ ہانی کا رسے نکل کے ولی کے گلے لگی۔ ولی نے اسے تھکنی سے تسلی دی۔

“I'm proud of you Meri Jan ”

نالزہب

ولی جانتا تھا وہ نجح آئے گی اور وہ نجح گئی تھی۔ ولی کا انکا سانس بحال ہوا۔

وہ اپنے کمین میں کرسی پہ خاموش بیٹھا اسے سوں سوں کرتے دیکھ رہا تھا۔ حمزہ اور زین ایک طرف موبد بنے کھڑے تھے۔ جبکہ ہانی بھی عینا کے ساتھ ولی کے سامنے بیٹھی تھی۔ عینا کا بر احوال تھا۔ وہ حد سے زیادہ ڈر چکی تھی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آپ رونا بند کریں گی مس۔۔۔" ولی جھنجھلاتے عینا سے بولا۔ "دیکھو۔۔۔ اپنی محبوبہ سے بھی ایسے بات کر رہے ہیں۔۔۔ کیا ہو گا ان کا۔۔۔" حمزہ نے ہاتھ سر پہ مارا تھا۔ زین نے اسے چپ رہنے کو کہا۔ عینا نے سراٹھا کے اسے دیکھا جو اس کے رونے پہ عاجز آیا بیٹھا تھا۔

"آپ وہاں کیسے پہنچیں؟" ولی کے اندر کا ایسی پی جا گا تھا۔ "میں خود نہیں گئی۔۔۔ وہ گھر سے۔۔۔ اٹھا کے لے گئے تھے۔۔۔" عینا نے ہانی کا ہاتھ پکڑ لے ہی جواب دیا۔

"گھر میں کوئی تھا نہیں کیا؟ آپ غائب ہیں کسی کو نہیں پتہ؟" ولی نے اگلا سوال کیا۔ "موم اور ڈیڈ گھر نہیں تھے۔۔۔" حمدان نے سب ملازمین کو چھٹی دے دی تھی۔ اور خود وہ جا کے کمرے میں سو گیا۔۔۔ میں دن میں نہیں سوتی تو گارڈن میں پو دوں کو پانی دینے لگ گئی تبھی کوئی اچانک دیوار پھلانگ کے آیا اور مجھے۔۔۔" عینا نے اس بار تفصیل بتائی تھی۔

"اور آپ کو سر کی محبوبہ سمجھ کے لے گیا۔۔۔" حمزہ نے آہستہ آواز میں بات پوری کی۔

"لیکن وہ مجھے کیوں لے کے گئے تھے۔۔۔" عینا نے سراٹھا کے معصومیت سے سوال کیا۔

"میری محبوبہ سمجھ کے۔۔۔" ولی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ عینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میرا مطلب غلط فہمی کی وجہ سے۔۔۔" ولی اٹھ کھڑا ہوا۔ "چلیں آپ کو چھوڑ دوں گھر۔۔۔" عینا کو حکم دیتا وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ہانی اور عینا دونوں باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

ہانی سے مل کے وہ ولی کی جیپ میں بیٹھ گئی۔ ولی نے سن گلاس ز لگائیں تھیں۔ وہ سنبھال گئی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ "گھر میں کوئی آپ سے پوچھے آپ کہاں تھیں تو آپ ہانی کی طرف گئیں تھیں۔۔۔" ولی نے موڑ کاٹتے اسے سمجھایا۔ عینا نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ اتنی بڑی بات سب سے کیوں چھپائے وہ۔ اس کی کیا غلطی۔

"سب کچھ سب کو بتانے والا نہیں ہوتا۔" اس کی آنکھوں میں لکھی تحریر پڑھ کے ولی نے جواب دیا۔

"وہ سب میرے گھروالے ہیں۔۔۔" میرے پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا عینا نے۔ مطلب وہ کیوں اس کی بات مانے؟ "آپ سے جو کہا ہے وہ کریں۔۔۔" ولی نے جیپ سٹرک کے کنارے روک کے کہا۔

"آپ گھر جا کے کہیں گی آپ اپنی دوست کی طرف گئیں تھیں۔۔۔ بس۔۔۔ نو آر گیو۔۔۔" اسے منہ کھولتا دیکھ کے ولی نے ہاتھ اٹھا کے بات ختم کی۔

"میں۔۔۔" عینا اس سے پہلے کے کچھ کہتی۔۔۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"مس عینا درانی آپ چپ نہیں کریں گی تو جہاں سے بچا کے لایا ہوں وہیں پھینک آؤں گا۔۔۔" اشتغال سے اس نے عینا کو دھمکی دی۔

"دیکھا۔۔۔ دیکھا اسی لیے یہ بندہ مجھے پسند ہی نہیں ہے۔۔۔" عینا سید ہی ہوتی بڑ بڑاتی سینے پہ ہاتھ باندھ کے منہ بنائی۔ ولی نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ بھائی کو کہاں سے لگا کہ وہ اس کی محبوبہ تھیں۔ ولی ایک دم ہنسا تھا۔

عینا نے اسے مڑ کے گھورا۔ اس کی گھوری پہ ولی نے نچلا لب دانتوں تلنے دبا کے اسے دیکھا۔ "اب بلا وجہ آپ کے دانت کیوں نکل رہے ہیں۔۔۔" عینا کو زہر لگا تھا وہ ہنستا۔

"نہیں تو۔۔۔" وہ بول کے پھر ہنسنے لگ گیا۔ "محبوبہ۔۔۔ او گاڈیاں۔۔۔" ولی نے اب کی بار خود کو بمشکل کنٹرول کیا۔ اور نفی میں سر ہلاتے وہ ڈرائیونگ کرنے لگا۔

وہ اترنے لگی تو ولی نے پھر سے اسے یاد کروایا تھا۔

"ہانی کی طرف گئیں تھیں آپ۔۔۔" ولی کے یاد کروانے پہ عینا نے اسے گھورا۔ "یاد ہو گیا ہے سبق مجھے۔۔۔" ایسے لگ رہا جیسے کوئی اے فوراً اپل پڑھا رہا مجھے۔۔۔" وہ منہ بناتی اتری۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ٹیک کئیر مس عینا۔۔۔" ولی نے نرم لہجے میں کہا تھا۔ وہ آگے بڑھتی رکی اور مرٹی۔ اتنا زم لہجہ اور ایس پی کا؟

عینا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ ولی نے بھی اس کے جیسا ہی عمل دھرا یا۔

اور پھر دونوں نے ہمیشہ کی طرح "ہنہ۔۔۔" کر کے سر جھٹکا۔ ولی اپنی جیپ لیے آگے بڑھ گیا اور وہ گھر داخل ہوئی۔ گھر کی خاموشی ابھی بھی بتارہی تھی کہ حمدان درانی ابھی تک اٹھا ہی نہیں۔ مومن ڈیڈ گھر نہیں تھے اور ملازمہ کوئی تھی نہیں۔

اسی لیے وہ سکون سے کمرے میں چلی گئی۔ ایک بھونچال آکے گزر گیا تھا۔ اور وہ محفوظ رہی تھی۔ ولی چوہدری کے محفوظ ہاتھ اسے گھر تک پہنچا گئے تھے۔ جب وہاں وہ آیا۔ اسے دیکھ کے عینا کو کس قدر سکون ملا تھا۔

"ہائے ایس پی۔۔۔ اتنے برے بھی نہیں ہو۔۔۔" عینا نے بیڈ پہ لیٹتے کہا تھا۔

"اتنی بھی بری نہیں ہو محبوبہ۔۔۔" ولی نے جیپ سڑک پہ دوڑاتے ہی کہا اور لفظ محبوبہ پہ وہ پھر سے ایک بار دل کھول کے ہنسا تھا۔

وہ اس کے سامنے پیپر لیے کھڑی تھی۔ میر نے نظر انداز کیا۔ اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"یہ پکڑو۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے۔۔۔" میر کو اپنی طرف کھینچ کے کرتے اس نے وہ پیپر زاس کو دے دیئے۔ وہ پری کا حق مہر تھا۔

"یہ تمہارا ہی ہے۔۔۔" میر نے اسے واپس کیا تھا۔

"ہو تو تم بھی میرے ہی۔۔۔" پری نے سینے پہ ہاتھ باندھے اسے کہا۔ میر نے اس کی بات پہ اسے دیکھا۔ وہ طنزیہ مسکرا آئی۔

"ہونا۔۔۔؟ وہ جھک کے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"دور رہو مجھ سے۔۔۔" میر نے انگلی اٹھا کے اسے دارن کیا تھا۔ "دور ہی ہوں۔۔۔ اور کتنا دور جاؤں؟" پری نے اس کے اپنے درمیان فاصلہ دیکھتے کہا۔ میر جانتا تھا وہ اس فاصلے نہیں بلکہ ان کے درمیان خلش کا کہہ رہی تھی۔

میر اس سے پہلے کے اسے کچھ کہتا اس کافون نج اٹھا۔ سامنے ہی شائستہ لکھا آرہا تھا۔ میر نے پری کو دیکھ کے مسکراتے اس کے سامنے ہی فون اٹھایا۔

"ایم کمنگ۔۔۔" اس نے صرف دولفاظ بولے۔ "جلدی آؤنا۔۔۔ میں کب سے انتظار کر رہی ہوں۔۔۔" فون سے لڑکی کی بے تاب آواز پری کو بھی سنائی دی۔

پری کا خون کھولا تھا۔ "کہاں جا رہے ہو۔۔۔" پری نے باہر نکلتے میر سے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"ڈیٹ پہ---" وہ مڑتے بولا۔ "پری اس کو دیکھتی رہ گئی اور وہ اس سے دور ہوتا گیا۔

پری کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔ رونا بھی آرہا تھا اور ہنسی بھی آرہی تھی۔ پری نے کچھ دیر سوچا اور اس کی نظر میر کے فون پہ پڑی۔ میر جاتے ہوئے اپنا فون وہیں چھوڑ گیا تھا۔ جاتے ہوئے وہ واش روم گیا تھا اور وہاں سے نکل کے پری کو انور کرنے کے چکر میں اس کا موبائل وہیں کمرے میں بیٹد پہ پڑا رہ گیا۔

میر کا فون اٹھا کے اب وہ کشمکش میں تھی۔ پاسورڈ۔ پری نے ناخن منہ میں چباتے سوچا۔ اس نے سوچ سوچ کے "آلیار" کا نام لگایا۔ رو نگ پاسورڈ۔ "اممم۔" پری شے۔ "پھر سے رو نگ پاسورڈ۔ پھر تیسری دفعہ پری نے کافی دیر سوچنے کے بعد پری لکھا تھا اور موبائل کھل گیا تھا۔

پری دو منٹ سا کن ہوئی۔ پھر اس نے جلدی سے کال لو گز چیک کیں۔ پھر اس کی نظر ہادی کے نمبر پہ پڑی۔
اس نے اللہ کا نام پڑھ کے ملا می تھی کال۔

وہ شائنة کے سامنے ایک ٹانگ پہ دوسرا اپیر رکھے مسلسل ہلا رہا تھا۔ منه میں چیو نگم تھی جسے چبایا جا رہا تھا۔ میر یہاں آت گیا لیکن اس کا دل ایک دم اچاٹ ہوا تھا۔ وہ خود کو اور پری کو دل دل میں دھکیل رہا تھا۔ لیکن وہ بھی کیا کرتا۔ بیس سال کی بے یقینی تھی وہ ایک دم یقین نہیں کر پا رہا تھا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ غلط کر رہا ہے۔ پری کو وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ پری کو وہ اپنا بھی نہیں پا رہا تھا۔ کشمکش تھی اور بہت بڑی تھی۔

اچانک اس کی ٹانگ ہلتے ہلتے رکی۔ وہ پری تھی۔ لیکن ساتھ کون تھا۔ کس کی ہمت ہوئی میر شاہ کی بیوی کو کیفے میں لانے کی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یہاں بیٹھ کے بھی وہ مسلسل پری کو ہی سوچ رہا تھا۔ شائنة نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔ میر نے ایک دم مڑ کے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"حد میں رہو۔۔۔" میر نے اسے جھٹک دیا تھا۔ اور پھر وہ پری کی طرف بڑھا۔ کیونکہ وہ اکیلی نہیں تھی ساتھ کوئی لڑکا تھا۔ اور جو کوئی بھی تھامیر سے نہیں بچ سکتا۔

پری اور وہ لڑکا ابھی بیٹھے ہی تھے جب میر بھی ان کے ساتھ آ کے بیٹھا۔ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ سامنے والے کو گھور رہا تھا۔ ہادی نے تھوک نگلا تھا اسے دیکھ کے۔

"یہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔" میر نے ببل گم چباتے سر سری انداز میں اس سے سوال کیا تھا۔ پری کو مکمل طور پہ اس نے نظر انداز کیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اور ہادی جسے پری ایمو شنل بلیک میل کر کے لائی تھی اس کا سانس پہلے ہی انکا ہوا تھا اور انک گیا۔

"وہ بھا بھی کی طبیعت خراب تھی کھلی فضا میں گھمانے لایا تھا۔۔۔" ہادی نے دانت دکھانے کی کوشش کی۔ میر اس کی طرف جھکا۔

"بھا بھی کے چکروں میں تیری طبیعت ناخراب ہو جائے۔۔۔" میر نے اسے صاف صاف دھمکی دی تھی۔

"مجھے لگ رہا ہے مجھے چکر آرہے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔۔" ہادی فوراً کھڑا ہو تباہا گا تھا۔

"بھا بھی کو تو ساتھ لے جا۔۔۔" ہادی اس سے پہلے کے جاتا میر اٹھ کے اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ "قسم لے لے جگر۔۔۔ بھا بھی کے ساتھ میں کبھی نا آتا انہوں نے ایمو شنل بلیک میل کیا۔۔۔" ہادی ایک ایک قدم پیچھے لے رہا تھا اور میر ایک ایک قدم آگئے۔ میر کے تیور ہی ہادی کی جان نکال رہے تھے۔

"اور تو بھا بھی کا سگا۔۔۔ بلیک میل ہو بھی گیا۔۔۔" میر نے ایک آبر و اچکاتے اس سے پوچھا۔ ہادی پیچھے ایک ٹیبل سے ٹکر کے گرا۔ میر ابھی بھی اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پری نے نفی میں سر ہلاتے اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔ کیونکہ سب کیفے میں ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"دفعہ ہو جا۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ دور دور تک تیرا کوئی نشان نظر نا آئے۔۔۔" میر نے اسے کیفے سے باہر لا کے چھوڑا اور دھمکی دی۔ ہادی دم دبا کے بھا گا تھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میر اندر کی طرف بڑھا۔ تو پری کے ٹیبل پہ دو لڑکے اس کے پاس کھڑے اسے چھیڑ رہے تھے۔ "کوئی چاہتا ہی نہیں کہ میں اچھا بنوں۔۔۔" میر نے مٹھیاں بھینچتے دانت کچائے تھے۔

"مس اکیلی ہو۔۔۔ ہم جوان کریں۔۔۔" ایک لڑکا تو باقاعدہ پری کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا تھا۔

"شیور۔۔۔ میرے ہبی بھی ہیں۔۔۔" پری نے میر کو اپنی طرف آتے دیکھ مسکراتے اس کم عمر لڑکے کو کہا۔ لڑکوں نے مرٹ کے آنے والے کو دیکھا۔

اور دونوں گھبرا کے کھڑے ہوئے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے لڑکی اکیلی ہے۔

"ارے بیٹھو نا۔۔۔ بہن کے ساتھ چائے پی کے جانا۔۔۔" وہ لڑکا جب ڈر کے مارے اٹھ کھڑا ہوا تو میر نے اس کے کندھے پہ دباؤ ڈال کے اسے دوبارہ بٹھایا۔

♦ وہ میر شاہ تھا۔ سامنے والا بد تمیز تھا تو وہ بد تمیزی میں اس کا باپ تھا۔

"س۔۔۔ سوری بہن جی۔۔۔" وہ لڑکا بولا۔ اس سے پہلے کہ میر کا ہاتھ اٹھتا پری نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ میر نے مرٹ کے اسے گھورا۔ لڑکے موقع دیکھتے فرار ہوئے تھے۔

"چلو۔۔۔" وہ اٹھتا حکم دیتے بولا۔ "لو۔۔۔" میں تو چائے پینے آئی ہوں۔۔۔" پری سکون سے بیٹھی چائے پینے لگی۔ میر نے اسے گھورا۔ اور پھر وہ بھی بیٹھ گیا۔

"چائے۔۔۔؟" پری نے دو منٹ بعد اس کی صلح ماری۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"نو تھینکس۔۔" وہ رکھائی سے بولا۔

پری نے کندھے اچکا دیئے۔ وہ چائے سکون سکون سے پی رہی تھی اور میرٹانگ ہلاتے مسلسل اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو جان بوجھ کے اسے زچ کر رہی تھی۔

"جانا ہوا آجانا۔۔" میر کی برداشت جواب دے گئی۔ وہ اسے دھمکاتا کیفیت سے نکل گیا۔ پری نے جلدی سے اپنا والٹ اٹھایا اور اس کے پیچھے بھاگی۔

نالزہب

پری صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "میں نہیں بیٹھوں گی اس پہ۔۔" پری نے ایک قدم پیچھے لیا۔ ہیوی باٹیک۔۔۔ اور وہ بھی میر شاہ کے ساتھ۔۔۔ مرکے بھی نہیں۔

"میں تو اسی پہ جاؤں گا۔۔۔ تمہارے پاس دو منٹ ہیں بیٹھ جاؤ۔۔۔ ورنہ جس کے ساتھ آئی ہو اس کے ساتھ جانا۔۔۔" میر نے ہیلمٹ پہننے سکون سے کہا۔ جانتا تھا ہادی یہاں تھا نہیں تو وہ اسی کے ساتھ ہی جائے گی۔

"دیکھو۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے باٹیک سے۔۔۔" پری نے اس کے قریب آ کے پیار سے کہا۔ اس کا کیا پتہ اسے چھوڑ جاتا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تو--- میں کیا کروں؟" میر نے سکون سے پوچھا۔ جب کے وہ سٹارٹ بھی کر چکا تھا۔ پری کی شکل دیکھ کے میر کو ہنسی بھی آرہی تھی اور مزہ بھی۔

پری جانتی تھی وہ جان بوجھ کے اسے زچ کر کے اپنا بد لہ لے رہا تھا۔

پری نے لمبا سانس خارج کیا اور اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے اور میر کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہنے دیا۔ اور میر کے کندھے پہاتھ بھی نہیں رکھا۔ دونوں ہاتھ پری کے اپنی گود میں تھے۔ میر مسکرا یا تھا اس کے

گریز پہ۔

اور پھر جیسے ہی اس نے باسیک سٹارٹ کی وہ بد کے اس ساتھ ہوتی اپنا سر میر کی کمر سے لگا گئی۔ میر نے اس کی حرکت پہ مسکرا ہٹ دبائی تھی۔ اور پھر ہمیشہ کی طرح میر کی باسیک ہوا سے باقیں کر رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ سپیڈ بڑھا رہا تھا پری نے اس کی جیکٹ کو پیچھے سے سختی سے پکڑ رکھا تھا۔ جتنی سپیڈ بڑھتی اتنی پری کی گرفت میر کی کمر پہ بڑھی۔ پہلی دفعہ کوئی لڑکی میر شاہ کے ساتھ اس کی ہیوی باسیک پہ بیٹھی تھی۔ اور وہ بھی اس کی محروم۔۔۔ اس کے اتنا قریب۔ میر شاہ نے سپیڈ نارمل کر دی۔ کیونکہ پری کو توڈر کے مارے کچھ محسوس ہوتا نا ہوتا وہ میر شاہ کے جذبات ابھار رہی تھی۔ نقصان میر کا اپنا ہی ہوا تھا اسے اپنے ساتھ بٹھا کے۔

جیسے ہی میر نے گیراج میں باسیک روکی۔ دو منٹ تک تو پری اس کو پکڑے اپنے حواس ہی قابو میں کرتی رہی۔ میر اتر کے اس کے سامنے ہیلمٹ اتار کے کھڑا اسے مسکراتے دیکھ رہا تھا۔ جو کہ جتنا تیار ہو کے گئی تھی اب بالکل چڑیل لگ رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"مزہ آیا۔۔۔" ہلاکا سا اس کی طرف جھک کے میر نے پوچھا۔ وہ رونے والی ہو چکی تھی اور میر اس کی شکل دیکھ کے بے ساختہ ہستا ہی چلا گیا۔ پری اس کی ہنسی میں کھوسی گئی۔ وہ ابھی بھی با نیک پہ ہی بیٹھی تھی اور میر اس کے سامنے اس کی شکل دیکھ کے دل کھول کے ہنس رہا تھا۔

ہائے کتنا پیار الگتا ہے ہنستے ہوئے بے شرم انسان۔۔۔ شکر ہے زیادہ نہیں ہستا۔۔۔ ورنہ میں تو گئی تھی۔۔۔ پری با نیک سے اتر کے اندر بڑھتی بڑھتا رہی تھی۔ اور میر شاہ۔۔۔ وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی ہستا کمرے کی طرف بڑھا۔

نالزہب

وشہ نے اسے دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔ "آپ کا ایڈ میشن کروانے آئیں ہیں۔۔۔" اس نے سیٹ بیلٹ اتار کے اسے مسکراتے بتایا تھا۔ "ایڈ میشن۔۔۔" وشہ کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی۔ وہ صبح اسے تیار کروائے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور اب وہ وشہ کی یونی کے باہر کار کھڑی کر چکا تھا۔

"پر میرا گر بجو بیشن ہو چکا۔۔۔" وشہ کو لگا وہ نہیں جانتا۔ "ہم ایم فل میں ایڈ میشن کے لیے آئیں ہیں" وہ کار کا دروازہ کھولتا بولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 "میں جانتا ہوں آپ کا خواب ہے پی اتیج ڈی کر کے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لگانا۔"

"Am I right Dr. Parwasha Alyar Shah "

وشہ اور وہ کار سے باہر نکل چکے تھے جب آلیار نے جھک کے اس کی طرف پوچھا۔ وشه مسکرائی۔
 اور سر اثبات میں ہلا دیا۔ "تو چلیں۔۔۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کے کھڑا تھا۔

وہ اس کے سنگ اپنی منزل کی طرف قدم بڑھانے لگی۔ یونی میں جیسے ہی وہ داخل ہوئے وشه کو لاگا ہر لڑکی مڑ مڑ کے آلیار کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ چلتاشان دار مرد ہر کسی کی توجہ کا مرکز تھا۔

"آلیار۔۔۔" وشه رک گئی۔ "کیا ہوا؟" آلیار نے سن گلاس زراتار کے حیرت سے اس سے پوچھا۔
 "واپس چلیں۔۔۔" پاس سے گزرتی لڑکی جو کہ آلیار کو دیکھ کے مسکرا رہی تھی وشه نے اسے گھورتے آلیار سے کہا۔

"کیوں" وہ اس کے قریب آتے حیران ہوا۔ "آپ ایسا کریں کل مراد سے کہیں وہ میرا ایڈ میشن کروادے گا
 اور پھر میں کلاسز جوانئ کر لوں گی۔۔۔ ابھی چلیں۔۔۔" وشه نے آگے بڑھ کے اس کے بازو پہ اپنا ہاتھ لپیٹ کے بات ختم کی اور اسے لیے وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھنے لگی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"وشن آپ کیا کر رہی ہیں۔ ابھی کچھ منٹ لگتے آپ کا ایڈ میشن ہو جاتا۔۔۔" آلیار کو وہ تقریباً اپنی طرف کھینچ کے چل رہی تھی اور وہ حیران تھا اس کے رویے پر۔

"بس نہیں آج نہیں۔ واپس چلیں۔۔۔" وہ اسے کارتک لا کے بولی۔ "وشه۔۔۔" آلیار اسے کچھ کہتا وہ بولی۔ "وہنا مجھے آپ ماما کی طرف چھوڑ دیں۔۔۔" اس نے بروقت بہانہ بنایا۔ "اما کی طرف جانے کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔" آلیار نے چھوٹی آنکھیں کر کے اسے کہا۔

"مجھے یاد آرہی ہے ان کی۔۔۔ آپ آج جاتے ہوئے چھوڑ دیں اور پھر کل واپسی پہ لیں لے۔۔۔ ایک دن کی بات ہے۔۔۔" وشه کار کا دروازہ کھول کے بیٹھتی بولی۔ "اوکے۔۔۔" آلیار نے کندھے اچکا دیئے۔ اور کار کا دروازہ کھول کے اس نے سن گلا سزا لگائیں۔ اور پھر ان کی کار چوہدری ہاؤس کی طرف جانے لگی۔

وہ اسے اترتے دیکھ رہا تھا۔ "آپ نہیں آئیں گے؟" وشه نے کھڑکی پہ جھک کے پوچھا۔ "امم۔۔۔" نوبجے میٹنگ کے ہے۔۔۔" آلیار نے گھٹری دیکھتے منہ بنائے کے اسے بتایا۔ "اما کو برالگے گا۔۔۔" وشه نے جواز پیش کیا۔ "کل ان شاء اللہ آپ کو لینے آؤں گا تب ڈنر بھی کروں گا۔۔۔" آلیار نے مسکرا کے حل پیش کیا۔

"پکا؟" وشه نے کنفرم کرنا چاہا۔

"نہیں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔" آلیار نے منہ بنائے بچوں کی طرح کہا تو وشه مسکرائی۔ پھر وہ کار لیے تب تک وہیں کھڑا رہا جب تک وہ اندر نہیں چلی گئی۔ گیٹ سے اندر جانے سے پہلے وشه نے مرٹ کے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وشه نے مسکرا کے ہاتھ ہلاتے اسے بائے بولا تھا۔ آلیار نے بھی ہاتھ ہلا کے اسے بائے کہا اور کار لیے چلا گیا۔

نالزہب

وہ دونوں کلاس لے کے نکلی تھیں۔ اب وہ کینٹین کی طرف جا رہی تھیں۔ پری عینا کو ناجانے کو نسے قصے سنانے میں مگن تھی جب ایک دم ان کے سامنے ان کا فیلو عادل آیا۔ "ہائے پری کیسی ہو؟" وہ مسکراتے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ دونوں پتہ نہیں کتنا اچھے دوست ہو۔ پری نے اچھنبے سے عینا کو دیکھا۔ وہ کینٹین میں داخل ہو چکی تھی۔ اور عادل کا ہاتھ پری کے سامنے سلام لینے کے لیے جو بڑھایا گیا تھا میر شاہ کی نظریں اس ہاتھ پ پ تھیں۔

میر سامنے میز پہ اپنے پورے گروپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہی اپنی مخصوص جگہ پ۔ (ہاتھ تھامنے کی غلطی مت کرنا مسز میر شاہ۔۔۔) ٹانگیں ہلاتے میر نے پری کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھ کے دل میں کہا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری نے عادل کا ہاتھ نہیں تھا ماتھا۔ "سوری میں لڑکوں سے ہاتھ نہیں ملاتی۔۔۔" پری نے مسکرا کے اسے ٹالا تھا۔ تاکہ اسے برانالگے۔ اسے برالگا ہو یانا لگا ہو۔۔۔ پری کا مسکرا کے عادل سے بات کرنا میر شاہ کو بہت برالگا تھا۔

"وہ تم اتنے دن آئی کیوں نہیں۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" عادل کو ناجانے کیا ہوا تھا آج۔

"وہ عادل بھائی۔۔۔ پری کی شادی تھی۔۔۔" ہانی پچھے سے آتے پری کو ساتھ لگاتے بولی تھی۔ کیونکہ عینا اور پری تو ویسے ہی پاگلوں کی طرح اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

"شادی۔۔۔" عادل نے پری کو ایسے دیکھا جیسے پتہ نہیں اس نے عادل سے کتنے وعدے کر رکھے ہو۔

"جی جی۔۔۔ شادی۔۔۔ وہ بھی پسند کی۔۔۔" ہانی نے ہوا میں تیر چلا�ا۔

"اواچھا۔۔۔" عادل بیچارا مسکرا کے رہ گیا۔ "ارے آپ مبارک نہیں دیں گے؟" ہانی نے معصومیت سے پوچھا۔ "اوہاں۔۔۔ سچ مبارک ہو پری۔۔۔" وہ کہتا فوراً اوہاں سے کھسکا۔ "بیچارے کا دل ٹوٹ گیا۔" ہانی نے اس کی پشت دیکھتے نفی میں سر ہلا کے افسوس کیا۔ جبکہ عینا اور پری اسے گھور رہی تھیں۔ "شادی؟ پسند کی؟" پری نے اس کی طرف قدم بڑھاتے کہا۔ ہانی نے پچھے کی طرف قدم لیا۔

عینا نے پری کو پکڑا۔ "اسے دفعہ کرو۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔" عینا نے پری کو کھینچ کے ٹیبل کی طرف لے جاتے کہا۔ جبکہ پری کی نظر سامنے میر شاہ پر ڈی۔ جو سلگتی نظروں سے ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اسے کیا ہوا۔۔۔ پری نے دل میں سوچا۔۔۔ کمرے میں دیکھتا بھی نہیں۔۔۔ اور اب کیسے آنکھیں پھاڑ کے دیکھ رہا۔۔۔" پری نے عینا کے ساتھ بیٹھتے ایک دفعہ پھر میر کو دیکھا۔ جو کہ اب کسی اور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پری نے تجسس کے مارے میر کی نگاہ کامرا کر کر دیکھا۔ وہ عادل تھا جواب میر کی نظر وں کے حصار میں تھا۔ پری نے سر جھٹک دیا۔

نالزہب

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ کمرے میں اندر ہیرا، ہی اندر ہیرا تھا۔۔۔ بس دونوں کے ہونے کا گمان ہو رہا تھا۔۔۔
دودماغ والے آمنے سامنے تھے۔۔۔

"تمہیں کیوں لگا وہ میری محبوبہ ہے؟" ولی نے ٹانگ ہلاتے پوچھا۔ کرسی سے ٹیک لگا کے ولی نے ایک ہاتھ گھنٹے پہ رکھا تھا۔

"چوہدری محبوبہ نہیں تھی تو اسے کیوں بچایا۔۔۔ بہن کو کیوں نہیں۔۔۔" سامنے والے کے لبھ میں تجسس تھا۔ "وہ ولی چوہدری کی بہن ہے وجد ان نقوی۔۔۔ اپنی طرف بڑھتے برے ہاتھوں کو توڑ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

-- اور ہی بات محبوبہ کی تو تجھے پہلے کہا تھا محبوبہ جیسی خرافات ولی چوہدری کبھی پالتا نہیں۔ جو بھی دل کو لگی وہ ڈائریکٹ بیوی بن کے آئے گی۔-- "اپنی ٹانگ ہلاتے وہ سامنے والے کو کہہ رہا تھا۔

"امپریسو۔۔۔" سامنے والا شوخ ہوا۔ "چل یار مرنے کی تیاری کر۔۔۔" ولی اٹھ کھڑا ہوا۔ "یہ ڈرامہ پہلے بھی بہت دفعہ ہوا ہے چوہدری۔۔۔ اس بار بھی کچھ دنوں کے بعد رہائی۔۔۔" سامنے والا پر سکون تھا۔

"تجھے لگ رہا توعدالت تک جائے گا؟ اوہیلو چار سال اس لیے نہیں مارے میں نے۔۔۔" ولی اس کی طرف جھکا۔ "کل نیوز میں آئے گا کہ وجدان نقوی پاکستان چھوڑ کے انگلینڈ شفت کر گئے اور یہاں تو دوسرے جہاں۔۔۔" ولی نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ "تیرا باب بھی ختم ہو۔۔۔" ولی باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ "تم یہ نہیں کر سکتے چوہدری۔۔۔" قانون کوہا تھے میں مت لو۔۔۔" ولی نے باہر نکل کے اس کمرے کو تالا گایا۔

"جب تم جیسے پیسے کی ریل پیل پہ لڑکیوں کا سودا کر کے ہر بڑا جرم کرنے کے کچھ دن جیل میں رہ کے باہر آسکتے ہو۔۔۔ تو پھر میرے جیسے بیٹے ماں کی کوک میں پلتے ہیں وجدان نقوی۔۔۔ یہاں سے تیرا قصہ تمام۔۔۔"

Have a safe journey to hell ... “

نالز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ولی نے سرد لبجے میں کہہ کے چاپی کو انگلی میں گھما کے کچرے کے ڈھیر میں پھینک دی۔ وہ جانتا تھا یہ قانون کے خلاف تھا۔ لیکن اسے یہ کرنا تھا۔ اپنے وطن کی بیٹیوں کے لیے۔۔۔ بہنوں کے لیے۔ اور ولی نے کار میں بیٹھ کر ریموٹ کا بٹن دبادیا۔

دھماکے سے وجدان نقوی کا باب بھی ختم شد ہوا تھا۔

نالز حب

"سنا ہے بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔۔۔" ہانی کے کمرے میں داخل ہوتے وہ شوخی سے بولا تھا۔ اشارہ و شہ کی طرف تھا۔ "ہاں بھائی اب ایس پی کا کہاں وقت ہم چھوٹے لوگوں سے ملے۔۔۔" و شہ اس کے گلے لگ کے شکوہ کر گئی۔ وہ ہنس پڑا۔

"بھائی آلیار شاہ کی بیوی کہاں سے چھوٹے لوگوں میں آگئی۔۔۔" اس کے ساتھ بیڈ پ پیٹھتے ولی نے اسے چھیڑا۔

"سنا ہے لوگ بھی شادی کر رہے ہیں۔۔۔" و شہ نے اسکی طرف جھک کے کہا۔ "اویار۔۔۔ سچ تම آگئی ہو ما کو سمیحہ اؤ۔۔۔ ایک ہی رٹ۔۔۔ میری شادی کی۔۔۔" ولی اس کو ساتھ لگاتے اپنی طرف کرنے لگا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں تو خود آپ کی شادی کے حق میں ہوں۔۔۔" وشه نے اس کا ہاتھ پرے کرتے کہا۔ "تم بدله لوگی اب مجھ سے۔۔۔" ولی نے آنکھیں چھوٹی کرتے پوچھا۔ "پورا پورا۔۔۔" وشه نے ایک ہاتھ سے کلامی پکڑ کے گھما کے اپنا ارادہ بتایا۔

"او۔۔۔ میں تے ڈر گیا۔۔۔" ولی نے پچھے ہوتے ایکٹنگ کی۔ وشه کا تھہقا بلند ہوا۔

"چلو میں فریش ہو کے آیا۔۔۔" وہ اٹھتا بولا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

باہر کی طرف بڑھتے اسے ہانی ملی جو کہ کچن سے وشه کے لیے جو سلا رہی تھی۔ ہانی مسکراتے آگے گزر گئی جب وہ مڑتے بولا۔ "اوہانی سچ۔۔۔ تمہاری دوست ٹھیک ہے؟" ہانی نے مڑ کے اسے گھورا۔ "کیا؟" وہ اس کے گھورنے پہ بولا۔

"اپنی محبوبہ کا پوچھ رہے ہیں؟" ہانی نے اسے چھیڑا۔ "کم آن۔۔۔" ولی کے منہ کے زاویے بتا رہے تھے اسے بات پسند نہیں آئی۔ "خیریت ہے ایسی پی صاحب۔۔۔ وہ بھی آج آپ کا پوچھ رہی تھی۔۔۔" ہانی نے فوراً بات بدلتی۔ "ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔" وہ کندھے اچکا گیا۔ "کوئی برائی بھی نہیں ویسے۔۔۔" ہانی نے وضاحت کی۔ کیونکہ اپنے بھائی اور اپنی دوست کو وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔

"محبت ہو، ہی جائے آپ کو۔۔۔ پھر شادی بھی کرنی ہے۔۔۔" ہانی نے اپنی بات پوری کر کے اسے دیکھا۔ جس کا چہرہ ابھی بھی ویسے ہی تھا۔ کوئی تاثر چھو کے بھی نہیں گزرا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہر رشتہ محبت سے شروع نہیں ہوتا ہانی۔۔۔ کچھ رشتے احساس کے بھی ہوتے ہیں۔۔۔ (ایسا ہی ان دیکھار شستہ بنا ہے اس کا اور میرا۔۔۔) پہلا جملہ ہانی سے بول کے وہ مرٹتے دوسرا جملہ خود سے بولا تھا۔

ہانی مسکراتی پلت گئی۔ "پتہ نہیں کب۔۔۔ کوئی ایس پی کے دل کو بھائے گی۔۔۔" ہانی سر جھکتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ اپنے سامنے صوف پہ بر اجمان میر کو دیکھ رہی تھی۔ جو موبائل میں مگن ایک ٹانگ ہلا رہا تھا۔

پری اس کے سامنے بیڈ پہ دونوں ہاتھ گود میں رکھے گھٹنہ ہلا رہی تھی۔ دونفوس کمرے میں موجود تھے اور بالکل خاموشی تھی۔

"تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے میر۔۔۔؟" پری کو ناجانے کیا سو جھا۔ وہ ایک دم اپنی بوریت دور کرنے کو سوال کر گئی۔ میر نے پل کی پل نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ جو منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔ جیسے اس سے زیادہ اب وہ چپ نہیں رہ سکتی ہو۔

"ہا۔۔۔" دو منٹ اس کا جائزہ لینے کے بعد نظر وں کا زاویہ بدلتے میر نے کہا تھا۔

"کس سے۔۔۔" پری کا لہجہ تجسس لیے ہوئے تھا۔ میر نے پھر سے اسے نگاہ اٹھا کے دیکھا۔ جس کا گھٹنہ ابھی ہل رہا تھا۔ اور وہ میر کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اب صبر نہیں ہو رہا۔ جلدی بتاؤ۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"تم سے ----" میر کے منہ سے پھسلاتھا یا شاید اس نے جان بوجھ کے کہا۔ پری کا ہلتا گھٹٹنا ایک دم ساکت ہوا
- میر پھر سے موبائل میں مگن ہو گیا۔

"You love me ?"

پری کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔ جیسے وہ ابھی کہہ دے گا۔
نالزہب
"Are you crazy ?"
پرسا منے والا سے دیکھنے لگ گیا۔ جیسے جان پچنا چاہ رہا ہو کیا وہ واقعی ہی لا علم ہے۔

" Yes ... I love you ...

More than anything

... More than everything “

آنچ دیتے لبھ سے سامنے والے نے ڈنکے کی چوٹ پہ اظہار کیا تھا۔ پری کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی۔ چہرے پہ سرخی گھلی تھی۔ وہ محرم تھا اس کا۔ اور سامنے بیٹھ کے اس سے اظہار کر رہا تھا۔ سامنے والے کو محبت کرنا نہیں آتی تھی۔ پری نے دل میں سوچا۔ اور تو اور اظہار کرنا بھی نہیں آتا۔ ایسے ڈنکے کی چوٹ پہ کون اظہار کرتا ہے۔

نالزہب

وہ پچھتائی تھی اس سے سوال پوچھ کے۔ میراٹھ کے الماری کی طرف بڑھاتو وہ بولی۔

"محبت دسترس میں ہو تو اس کی ناقدری کون کرتا ہے میر شاہ۔۔۔" پری کے لبھ میں شکوہ تھا۔

وہ مسکرا یا۔ "میں۔۔۔" سینے پہ انگلی رکھ کے اس نے ایسے کہا جیسے اس بات پہ اسے نوبل پرائز ملے گا۔

"یہ دیکھو۔۔۔" میر نے الماری کے تینوں پٹ کھول کے آخری ڈبے کھولے۔ وہاں موجود کھلو نے، کپڑے، کرکٹ کا سامان اور بھی بہت کچھ تھا۔ پری نے ناسمجھی سے میر کو دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"یہ میری پسندیدہ چیزیں ہیں۔۔۔" میر نے الماری بند کر دی۔ "جو مجھے پسند آ جاتا تھا۔۔۔ وہ اگلے دن میرے کمرے میں ہوتا تھا۔۔۔ لیکن میں انہیں کمرے میں رکھ کے بھول جاتا ہوں۔۔۔ بس ایک اطمینان ہے کہ وہ میری ملکیت ہیں۔۔۔ جیسے تم۔۔۔" میر نے کندھے اچکائے۔ کتنا آسان تھا اس کے لیے یہ سب کہنا۔ پری کو اپنی تزلیل محسوس ہوئی۔

"لوگ کرتے ہو نگے محبت پا کے اس کی قدر۔۔۔ میں نہیں کرتا۔۔۔" وہ پھر سے صوفے پہ آ کے بیٹھ گیا۔ میر شاہ کو سمجھنے کی ضرورت تھی پسندیدہ چیزوں اور پسندیدہ لوگوں میں فرق ہوتا ہے۔ پسند کی چیز لाकے وہ انہیں کمرے کے کسی بھی کونے میں رکھے۔ کیا فرق پڑتا ہے؟

لیکن پریشے احسن جیتا جا گتا انسان تھی۔ جسے فرق پڑتا تھا۔ اب بھی پڑ رہا تھا۔

“ You’re totally impossible

Meer Shah ”

پری نے بے لبی سے کہا۔ لہجہ چاہ کے بھی سخت نہیں ہو پایا تھا۔ اس کے معاملے میں وہ نرم ہو رہی تھی۔

“That's what makes me Meer Shah”

وہی دلکش انداز لیے اس نے غرور سے کہا۔ یہ غرور اس پر سوت کرتا تھا۔

پری اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ پھر سے موبائل میں مگن ہو گیا۔

نالزہب

وہ بھاگتی ہوئی ولی کی جیپ میں بیٹھ گئی۔

"کیا؟" ولی نے منہ بنائے اسے دیکھا۔ "مجھے عینا کی طرف چھوڑ دیں پلیز۔۔۔" ہانی نے معصومیت سے منت کی۔ "بالکل نہیں اترو۔۔۔" مجھے جلدی جانا ہے۔۔۔" اس کی معصومیت میں ولی چوہدری نہیں آیا تھا۔

وشہ کل سے آئی ہوئی تھی تو ولی دوپھر کا کھانا گھر کھانے آیا تھا۔ کیونکہ رات اسے دیر ہو جاتی۔ اور وشہ کو آلیار نے لینے آنا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"پلیز۔۔۔ بہت اہم کام ہے بھائی۔۔۔ واپس میں عینا کے ساتھ آؤں گی کیونکہ ہمیں مارکٹ تک جانا ہے آپ پلیزان کے گھر تک چھوڑ دیں۔۔۔" ولی کی گھوری کو نظر انداز کرتے اس نے جلدی جلدی کہا۔

"مارکٹ تک کیوں جانا ہے؟" ولی نے جیپ سٹارٹ کرتے پوچھا۔ "وہ ناعینا کے کسی کزن کی شادی ہے اسے صرف سوٹ پسند کروانا ہے اور واپسی۔۔۔ آپی کے جانے سے پہلے ہی گھر آنا ہے مجھے۔۔۔ بھائی آلیار آئیں گے نا شام کو۔۔۔ تو ان کے لیے کچھ گفت بھی لینا چاہ رہی تھی" ولی کے پوچھنے پہانی نے وضاحت کر دی کیونکہ جانتی تھی وہ پریشان ہو جائے گا۔ ولی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور ڈرائیونگ کرنے لگا۔

نالزہب

مسٹر زاہد درانی اور مسٹر زاہد درانی کہیں جانے کو کار میں سوار ہو رہے تھے۔ اور عینا، حمدان، رضیہ (کام والی)، مالی بابا اور گارڈ سب کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ جیسے ہی ان کی کار گھر سے نکلی۔ "یا ہو۔۔۔" حمدان نے گیٹ بند کر کے چیختنے نکر لگایا۔

"محفل کا انعقاد کیا جائے۔۔۔" ایک دم حمدان نے رک کے بادشاہوں کی طرح گردن اکٹرا کے حکم دیا۔ سب اندر کی طرف بھاگے تھے۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

تحوڑی دیر بعد حمدان کو دیکھیں تو وہ سر پہ بلیک ٹوپی لیے بلیک شرٹ اور پینٹ میں بلیک، ہی سن گلاسز لگائے ایک اسٹائل سے نیچے اتر رہا تھا۔

اس کے پیچھے ہی عینا درانی کو دیکھا جائے تو وہ بھی بلیک قمیض شلوار ساتھ آج اس نے رضیہ کی طرح پراندہ باندھ کے سامنے کی طرف چلیا پھینکی تھی۔ وہ بھی پراندہ گھماتے سن گلاسز کوناک پہ دھرے شان سے نیچے آئی۔

مالی بابا نے تو قمیض پہ دھوتی پہن رکھی تھی اور ان کے ساتھ کھڑا گارڈ اپنی وردی میں ہی تھا جبکہ رضیہ بھی جا کے بھاگ کے میک اپ منہ پہ تھوپ آئی تھی۔

"ہے یوپریٹی۔۔۔" عینا نے گلاسز کوناک سے نیچے کرتے اس کے اوپر سے آنکھیں نکال کے رضیہ کو کنیڈین اسٹائل میں مخاطب کیا۔ رضیہ کو سمجھ تو نہیں آئی لیکن وہ خوش ضرور ہو گئی تھی۔

"لیٹس پارٹی۔۔۔" حمدان نے پیچھے سے آکے درمیان میں سلمان والی انٹری مارتے کہا۔ اور میوزک شروع ہو گیا تھا۔

اس نے کار درانی ہاؤس کے قریب روکی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
"تھینکس برو۔۔۔" ہانی نے اسے چونا لگایا اور تیزی سے اتری۔ وہ مسکرا یا تھا اس کے بچپنے پہ۔

ہانی گیٹ کر اس کر گئی اور ولی نے جیپ سٹارٹ کی۔ نظر اس سیٹ پہ گئی جہاں ہانی بیٹھی تھی اور وہ اپنا پرس تیزی میں وہیں چھوڑ گئی تھی۔

"افف ہانی بھی نا۔۔۔" اس نے جیپ کو بند کیا اور پرس اٹھاتا وہ ہانی کے پیچھے ہی آیا تھا۔

وہ جیسے ہی گیٹ کے اندر آئی۔ آج گارڈ نہیں تھا۔ اور مالی بابا بھی موجود نہیں تھے۔ ورنہ تو جتنی دفعہ بھی وہ آئی۔ وہ دونوں بیہیں ہوتے تھے۔ ہانی سوچتے اندر کی طرف بڑھی۔ اور جیسے ہی وہ گیراج سے گزر کے میں دروازے پہ آئی۔ اسے لگا وہ غلط جگہ آچکی ہے۔

ولی بھی اس کے پیچھے ہی آیا۔ "ہانی پہ تمہے۔۔۔" اگلی بات منہ میں دم توڑ گئی۔ ہانی نے مڑ کے اپنے ساتھ کھڑے ولی کو دیکھا جو کہ اندر ہوتے سر کس کو دیکھ رہا تھا۔

سامنے ہی وہ پراندہ گھماتی آنکھوں پہ سن گلا سزر گائے حمدان اور رضیہ کے نرغے میں فل مستی میں ڈانس کر رہی تھی۔

Hai wo handsome sona sabse

Mere dil ko gaya le kar

Meri neend chura li usne

نالز حب

Aur khwab gaya dekar

Ab ye naina bole yaar

Bole yehi lagataar

Koi chaahe kitna roke karungi pyar.

(عینا نے رضیہ کو گھما کے اپنا پراندہ گھما کے پیچھے چھوڑا۔۔۔ صوفیہ پر چڑھ کے اس نے اگلی لائن پر رضیہ کے
کندھوں کا سہارا لیا تھا۔)



(فین والی لائن پر عینا نے ہاتھ سے پنکھا جھلاتے مٹک مٹک کے آگے کو بڑھتے ڈانس کیا)

جبکہ مین دروازے پر کھڑے سپر اسٹار اور اس کی بہن آنکھیں پھاڑے، منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

Main fan hui unki

ولی نے ایک دفعہ مڑ کے ہانی کو دیکھا اور ہانی نے ولی کو۔ دونوں حیران تھا یہ اندر رہو کیا رہا تھا۔
لیکن اندر والوں کو بھنک بھی نہیں پڑی تھی کہ کوئی میں دروازے پر کھڑا ان کے کرتوت ملاحظہ کر رہا ہے۔

نالز جب

“ Change Music “

حمدان نے کھڑے ہو کے حکم دیا اور گارڈ بھاگ کے لگائے گئے سپیکر پر سونگ چنج کر آیا۔

Sab Jidhar Who Hai Udhara Dekh

Nazar Dekh Rahe Main Samajh Hi

Gaya Tha Ki Baat Kuch Badi Hai Agar

نالز جب

Baat Kuch Badi Nahi Toh Kuch Toh

Gadbadi Hai

(اب صرف حمد ان اس لیر کیس پہ ڈانس میں مگن تھا۔ عینا، رضیہ اور گارڈ اور مالی بابا بھی بھاگ کے اپنا اپنا ڈوپٹہ
۔۔۔ مطلب عینا کا ڈوپٹہ لائے اور اب وہ سب ایک ہی سٹیپ کر رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ڈوپٹے کو ایک ٹانگ سے گزار کے دوسرا سے نکال کے سروں سے پکڑ کے وہ آگے پچھے والا اسٹیپ کرتے فل
موجِ مستی میں تھی۔)

Hatt Ja Samne Se

Teri Bhabhi Khadi Hai

نالزہب

(حمدان کو دیکھنے کی ضرورت تھی کیونکہ بھا بھی کے ساتھ اس کا بھائی بھی دروازے میں ہی کھڑا تھا۔)

ولی اور ہانی نے آنکھیں پیپٹاتے انہیں دیکھا۔ کہاں چوہدری اور اس کی بہن جو کہ اپنے فارغ وقت میں ٹریننگ کرتے تھے اور کہاں درانی اور اس کی بہن جو کہ ڈنس کر کے فل انجوائے کر رہے تھے۔

Hatt Ja Samne Se

Meri Ankhiyan Ladi Hai

Abey Hatt Ja Samne Se

Teri Bhabhi Khadi Hai

نالزہب

اور پھر جب وہ تھک ہار کے ابھی صوفے پہ بیٹھے بھی نہیں تھے جب رضیہ کی نظر سامنے پڑی۔

"ہائے میں مر جاؤں۔۔۔ صاب جی پولس پولس۔۔۔" وہ بھاگ کے صوفے کے پیچھے ہوتے چلائی تھی۔ جبکہ ولی اور ہانی نے اس کے چینخے پہ پیچھے دیکھا۔ کہاں ہے پولیس؟ (ولی ایک دم بھول چکا تھا کہ وہ خود اس وقت پولیس کی وردی میں تھا اور رضیہ اسے ہی کہہ رہی تھی)

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کیا کیا۔۔۔ پولیس کدھر ہے۔۔۔" حمدان نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔ "سر جی ہم نے کوئی قتل نہیں کیا۔۔۔ ہم کچھ بھی نہیں کر رہے تھے۔۔۔ ہم بس۔۔۔" حمدان آنکھیں بند کیے دونوں ہاتھ اوپر کیے سرینڈر کرتا اپنی صفائی دینے لگ گیا۔ جب عینا نے غصے سے اس کے پیر پہ پیر مارا۔ حمدان نے ایک آنکھ کھول کے اسے دیکھا۔

شر مندگی سے ڈوب مرنے کے قریب عینا نے حمدان کی توجہ میں دروازے پہ کھڑے ایس پی اور اس کی بہن کی طرف دلائی۔ حمدان نے آہستہ آہستہ دوسری آنکھ بھی کھول لی۔

ولی اور ہانی ابھی بھی وہیں کھڑے تھے جبکہ حمدان، گارڈ، مالی بابا (جہنوں نے ڈانس تو کیا ہی نہیں۔ وہ تو بس انجوانے کر رہے تھے ایک طرف کھڑے ہو کے) رضیہ سب شرمندہ سے کھڑے تھے۔

عینا نے اپنی گلاس زاتار کے صوفے پہ رکھی اور آگے بڑھ کے ہانی کو گلے لگایا۔

ولی ابھی بھی عجیب نظر وں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

حمدان تو دم دبا کے کمرے میں گھس گیا۔ رضیہ کچھ کی طرف بھاگ گئی تھی۔ گارڈ اور مالی بابا بھی ولی کے پاس سے گزر کے اپنے کام پہ لگ گئے۔ عینا پھنسی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جاہل عورت آنے سے پہلے کاں کر دیتی۔۔۔ ارے تم کب آئی۔۔۔ پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔" عینا نے اسے گلے لگا کے پہلی لائے اس کے کان میں بولی اور پھر ولی کے سامنے اس کو سامنے کرتے وہ پیار سے اپنی شرم مٹانے کو بولی۔

"پتہ کیسے چلتا مس عینا۔۔۔ آپ تو اپنے سپر اسٹار کو یاد کر رہی تھیں۔۔۔" ولی نے اسے شرمندہ کیا اور وہ خاصی شرمندہ ہوئی۔

"ہانی یہ لو۔۔۔" ولی نے ہانی کی طرف اس کا پرس بڑھایا جو وہ اسے دینے آیا تھا۔ "مجھے لیٹ ہو رہا۔۔۔ ٹیک کیسر۔۔۔" عینا اور ہانی کو دیکھ کہتا وہ مرڑا۔

"بٹ سر۔۔۔ آئیں نا۔۔۔ چائے پی کے جائیں۔۔۔" عینا نے تکلف کیا تھا۔ جو بھی تھا وہ پہلی دفعہ اس کے گھر آیا تھا اور ابھی تک عینا نے پچھلی دفعہ کا اسے شکر یہ بھی کہنا تھا۔

"پہلے والا تو ہضم کر لوں مس عینا۔۔۔" ولی نے مرڑ کے طرز کیا۔ "سوری مجھے لیٹ ہو رہا۔۔۔ آپ کنٹیو کریں اپنے سیاں کو۔۔۔" وہ طرز کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔

عینا نے روہانی ہو کے ہانی کو دیکھا۔ وہ چلا گیا تھا۔ "یار۔۔۔" وہ رو نے کی ایکٹنگ کرتے ہانی کے گلے لگ گئی۔ ہانی قہقاہاتے اسے گلے لگا گئی۔

وہ عینا کی طرف سے واپس آئی تو وشه آپی تیار کیچن میں کھڑی ڈنر کی تیاری کروار ہی تھیں۔

وہ خوش تھی آلیار اسے لینے آنے والا تھا۔

"اوہو---- اتنی خوشی--" ہانی نے اس کو پیچھے سے گکرتے چھیڑا۔ "کیا؟" وشه نے مسکراہٹ دباتے اس کے ہاتھ جو کہ وشه کے کندھوں پر تھے تھامے۔

"بھی کوئی تھا جو شادی سے پہلے شادی کرنا نہیں چاہتا تھا۔" ہانی نے شیلف سے ٹیک لگا کے سبزی والی ٹوکری سے گاجر اٹھا کے منہ میں ڈالتے وشه کو چھیڑا۔

"ہانی----" وشه نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"آپ کو بھائی سے محبت ہو گئی ہے نا--" ہانی نے سنجیدگی سے جھک کے وشه کے کان میں کہا۔ وشه نے بکشکل مسکراہٹ لبوں میں دبائی۔ "تم چھوٹی ہوا بھی--- ایسی باتیں نہیں بناتے چھوٹوں کو۔" وشه نے بہت اچھے طریقے سے بات بدلتی تھی۔

ہانی نے اسے گھورا۔ " بتائیں نا--" وہ بضند تھی۔ وشه نے کچھ چوہے پر رکھا ہوا تھا اور وہ مسلسل اس میں چمچہ ہلا رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آلیار شاہ اس قابل ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔۔۔" وشه نے گردن موڑ کے ہانی کو دیکھتے کہا۔ اور وہ بlesh کرنے لگی۔

"اوئے ہوئے۔۔۔" ہانی نے فوراً موبائل نکال کے اس کے بlesh ہونے کی تصویری۔ تصویر میں اس نے ہلکی سی گردن جھکائی ہوئی تھی اور مسکراتے وہ چوہہ کی طرف کھڑی چمچہ ہلا رہی تھی۔ تصویر میں صرف ایک پوز آیا تھا۔ لیکن صاف پتہ چل رہا تھا وہ کسی بات پہ ہنس رہی ہے شرمابھی رہی ہے۔

"ہائے کتنی پیاری تصویر آئی۔۔۔" تصویر کا مکمل جائزہ لیتے ہانی نے کمنٹ کیا۔ اور کچن سے بھاگی۔ "میں آلیار بھائی کو سینڈ کر رہی ہوں یہ۔۔۔" ہانی نے کچن سے جھانک کے کہا۔

"ہانی نہیں۔۔۔" وشه اس کی طرف بڑھنے لگی لیکن اپھر یاد آیا کہ اگر وہ گئی توجور کھا تھا وہ جل ناجائے۔ وہ جھنجھلاتے پھر چوہہ کی طرف بڑھ گئی۔

اور ہانی نے باہر کھڑے ہو کے ناخن منہ میں دبائے مسکراتے آلیار کو اس کی تصویر سینڈ کر دی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ میٹنگ روم میں کھڑا تھا۔ ایک فائل اس کے ہاتھ میں تھی۔ جس کے کچھ پوا ننس وہ سامنے بیٹھے اپنے ورکر
کو سمجھا رہا تھا۔

اس کے موبائل پر کوئی میج آیا۔ اس نے بولتے ہوئے ہی ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالتے سکون سے موبائل نکالا۔
جیسے ہی اس نے وُس ایپ کھول کے بھیجی گئی تصویر دیکھی۔

وہ ساکن ہو گیا۔ ہانی نے بہت غلط وقت پر اس کو وہ تصویر سینڈ کر دی تھی۔ بہت اہم بتاتے وہ بھول گیا کہ وہ کہاں
کھڑا تھا اور کیا کر رہا تھا۔

سامنے وشہ کی تصویر وہ یک ٹک دیکھ رہا تھا۔
اور پھر دو منٹ بعد ایک امپلائی کی کھانسی کی آواز آئی۔ آلیار نے نامسنجھی سے ان سب کو دیکھا۔
ایک دم بھول گیا تھا وہ کیا بتا رہا تھا۔

اس نے موبائل بند کر کے پاکٹ میں دوبارہ ڈالا۔

لباس انس خارج کرتے اس نے پوچھا۔ "تو میں کہاں تھا؟" پہلی دفعہ اس کی توجہ بھٹکی تھی۔ اور بھٹکی بھی ایسی کہ
وہ دوبارہ اپنا دماغ واپس وہاں لا بھی نہیں پا رہا تھا۔

"افف۔۔۔ ہانی کو بھی وہ تصویر ابھی سینڈ کرنی تھی۔۔۔" اس نے میز پر ہاتھ ٹکا کے گردن نیچے کو پھینکی۔ سب
اسے عجیب طرح سے دیکھ رہے تھے۔ ابھی دو منٹ تک وہ بالکل ٹھیک کھڑا پوا ننس سمجھا رہا تھا۔

“ Ok ... You guys can leave ... ”

اس نے کرسی پہ بیٹھ کے ان سب کو حکم دیا۔ سب اس کے حکم پہ فوراً نکلے تھے۔ اور پھر اس نے مراد کو بھی جانے کا اشارہ کیا۔ وہ بھی اس کا اشارہ سمجھتا باہر چلا گیا۔

آلیار نے موبائل دوبارہ نکالا۔ اور اس تصویر کو دیکھا۔ کتنی کشش تھی اس ایک تصویر میں۔

اس نے فوراً وہ کو کال ملائی۔

نالزہب

دوسری طرف و شہ کچن سے نکل کے کمرے میں ابھی آئی ہی تھی۔ جب اس کا فون نجاح اٹھا۔ اس نے مسکراتے کال اٹھائی۔

"آپ مجھے ڈسٹر ب کر رہی ہے نا۔۔۔" جز بول سے چور لبھے میں آلیار نے کرسی سے ٹیک لگا کے و شہ سے کہا۔

اس کی دلکش آواز نے و شہ کا دل دھڑکا دیا۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آئی وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

"جی؟" اس نے نام بھی سے جی کو لمبا کر کے پوچھا۔ آلیار نے لمبا سانس خارج کر کے خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔ ورنہ دل کر رہا تھا اسے بتا دے۔ وہ اسے نکما کر رہی ہے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"کیا کر رہی تھیں۔۔۔" آلیار نے جلد ہی خود ہی قابو پالیا اور سوال کیا۔ "میں کھانا تیار کر کے آئی ہوں۔۔۔ آپ آئیں گے مجھے لینے؟" وشه نے اس سے تیسری دفعہ یہ سوال پوچھا۔ ایک دفعہ جب وہ اسے چھوڑنے آیا تھا۔ اور رات کو جب اس سے بات ہوئی اور اب۔

"آپ کو یقین نہیں ہے مجھ پہ۔۔۔" آلیار نے خفگی سے اسے کہا۔ "نہیں۔۔۔ میرا مطلب وہ نہیں تھا۔۔۔" وشه جلدی سے صفائی دینے لگی۔

"اور کیا مطلب تھا آپ کا۔۔۔" آلیار میٹنگ روم سے نکلتا بولا۔ مراد بھی اسے دیکھ کے اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ مسکرا تافون پہ بات کرتا آگے بڑھ رہا تھا اور اس کا شفاف اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ وہ آج جلدی جارہا تھا۔

اس نے کار میں بیٹھتے مراد کو اشارہ کیا۔ اور مراد نے ڈرائیور کو کار چوہدری ہاؤس کی طرف موڑنے کو کہا۔

"میرا مطلب۔۔۔ آپ مصروف ناہو۔۔۔" وشه نے بیڈ پہ بیٹھ کے ایک گھٹنے پہ دوسرا گھٹنہ رکھ لیا۔

"میں مصروف ہوں۔۔۔" آلیار نے کار سے باہر نظارے دیکھتے اسے کہا۔ فون کی دوسری طرف خاموشی چھاگئی

"صرف دوسروں کے لیے۔۔۔ آپ کے لیے نہیں۔۔۔" اس کے اگلے جملے پہ وشه مسکرائی۔ "مطلوب آپ لینے آئیں گے مجھے۔۔۔" وشه نے پھر سے وہی سوال دھرا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آپ کتنی دفعہ یہ سوال پوچھیں گی؟" آلیار نے اسے چھیڑا۔ وشہ نے دانتوں تلے لب دبائے۔

"وشہونٹ چھوڑیں اپنا۔۔۔" آلیار نے اسے کہا۔

وشہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ آلیار کا قہقاہ بند ہوا۔

"میں آپ کے کمرے میں نہیں ہوں۔۔۔ ڈونٹ وری۔" اس کے اگلے تنکے پہ وہ روہانی ہوتی۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا میں ہونٹ۔۔۔" وشہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا کہے۔

آلیار اس کے بچپنے پہ مسکرا یا۔ "آپ کنفیوژن میں یہی کرتی ہیں۔۔۔" نفی میں سر ہلاتے آلیار نے اپنا تجربہ بیان کیا۔

وشہ مسکراتے دوبارہ بیٹھ گئی۔ "میرا استقبال کرنے کو کوئی بھی نہیں ہے بھئی۔۔۔" وہ کار سے نکلا۔

"مطلوب؟" وشہ نے نامسحی سے پوچھا۔

اور کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھی۔ باہر دیکھا جہاں وہ کار سے نکل کے کھڑا تھا۔ اور وشہ کی طرف دیکھ کے اس نے ہاتھ ہلا یا۔ وشہ مسکراتی کال بند کرتی باہر کی طرف بھاگی۔

"ارے ارے۔۔۔ آہستہ۔۔۔" مسز چوہدری نے اسے تیزی سے سیڑھیاں اترتے دیکھ کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
"وہ باہر آ لیا ر آ گئے۔۔۔" وہ انہیں آواز دیتی بھاگ کے باہر نکلی۔ تب تک وہ گیراج میں آچکا تھا۔ اس نے قریب آ کے گھمبیر آواز میں سلام کیا۔ وشه نے مسکراتے سلام کا جواب دیا۔
ماما اور بہنی بھی باہر آ پکے تھے۔ اور پھر وہ وشه کے ساتھ قدم ملا تا اندر کی طرف بڑھا۔

وہ میر کے ساتھ یونی ورستی آئی تھی۔ پرسوں سے ان کے درمیان عجیب سما کھچا و آگیا تھا۔ جب میر نے اس سے اظہار کیا۔ وہ چپ ہو گئی تھی۔ اور میر نے اسے پھر مخاطب بھی نہیں کیا۔

وہ گاڑی سے اتر کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔ میر عموماً اپنی بائیک پہ آتا تھا لیکن اس نے غور کیا پری کو بائیک سے بہت ڈر لگتا ہے اس لیے اب وہ کار لاتا تھا۔

"ہائے پری۔۔۔" ڈیپارٹمنٹ کے باہر ہی اسے عادل مل گیا۔ پری نے اسے بہت دفعہ منع کیا کہ وہ اسے پریشے بلائے لیکن سامنے والا ڈھیٹ تھا شاید۔

"ہائے۔۔۔" پری نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔ میر ان سے تین قدم پیچھے چل رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" عادل نے رک کے اس کو پیشانی سے ہاتھ لگا کے چیک کرنا چاہا۔ ایک ہی جست میں تین قدم کا فاصلہ طے کرتے میر نے اس کا پری کے ماتھے کی طرف جاتا ہاتھ روکا تھا۔

"Hy ... She is totally fine.... "

میر نے تنیہ لجھے میں عادل کو بتایا۔ اس کا ہاتھ پرے کرتے میر نے لا شعوری طور پر پری کو خود سے لگایا تھا۔ میر کا ہاتھ پری کی کمر کے گرد تھا۔ اور پری خفت سے لال ہوئی تھی۔

"وہ شادی شدہ ہے۔۔۔ چھوڑیں اسے۔۔۔" عادل نے جب میر کا ہاتھ پری کی کمر کے گرد لپٹا دیکھا تو وہ ضبط کرتے بولا۔

"میں بھی یہی کہنے لگتا وہ شادی شدہ ہے۔۔۔ دور رہواں سے۔۔۔" میر نے دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھا کے اسے دارن کیا۔

"کیوں تم سے شادی ہوئی ہے کیا؟" عادل نے سینے پہ ہاتھ باندھ کے طرزیہ پوچھا۔ کیونکہ میر شاہ کو وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اور ہانی کے مطابق پری کی لو میر ج تھی تو وہ کم سے کم میر شاہ کی بیوی نہیں ہو سکتی۔ عادل کے خود ساختہ پیمانے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
میر ظریہ مسکرایا۔ شیطانی مسکر اہٹ۔ مڑ کے ایک دفعہ پری کو دیکھا۔ اس نے بھی میر کو دیکھا۔

"اگر میری بیوی شر میلی نا ہوتی تو تمہیں عمل کر کے بتاتا کہ وہ میری بیوی ہے۔۔۔" پری کو اپنے ساتھ لگا کے ہو نؤں پہ فوکس کرتے میر نے بے شرمی سے کہا تھا۔ اور عادل اس کی نگاہ کامرا کزدیکھ کے پری کو دیکھنے لگا۔ جس کی ہلکی سی ٹانگیں کانپنے لگ گئی تھیں۔

"دیکھوا بھی کچھ کیا بھی نہیں میں نے۔۔۔ اور یہ کانپ رہی ہے کمرے میں بھی یہ۔۔۔" اس سے پہلے کے میر کچھ اور بکواس کرتا پری اس سے اپنا آپ چھڑراتے پیچھے کو بھاگی اور یونی سے نکل گئی۔ پہلے تین دن کم اذیت دی تھی میر نے اسے۔ جو آج اس کو پھر سے اذیت سے دوچار کر دیا۔

میر نے سکون سے دور بھاگتی پری کو دیکھا۔ اور عادل کے سامنے آیا۔

“ She is totally mine....

So stay away ... ”

انگلی اٹھا کے سرد لبجے میں اس نے سامنے والے کو کہا تھا۔ عادل نے بے ساختہ بالوں پہ ہاتھ پھیرا۔

میر بھی پیچھے کو بھاگا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ پری کو ہرٹ کر چکا تھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ یونی سے باہر کھڑی لمبا سانس خارج کرتے خود کو ریلیکس کر رہی تھی۔ میرا س کے پاس آ کے کھڑا ہوا۔ وہ جا کے کار میں بیٹھ گئی۔ مطلب اسے ابھی گھر جانا تھا۔ میر نے کچھ نہیں کہا۔ دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ کے بیٹھا اور کار چلانے لگا۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔ جب زین اس کے آفس آیا۔ زین کے اجازت مانگنے پر ولی نے سر اثبات میں ہلا کے اسے اندر بلا یا۔ اس کے دو منٹ بعد ہی حمزہ بھی داخل ہوا تھا۔

"سر---" دونوں نے سلیوٹ کیا۔ تو زین نے اسے مخاطب کیا۔ ولی نے اسے دیکھا۔ پہلی دفعہ وہ ولی کے سامنے جھجک رہا تھا۔ "سر اس کو چھٹی چاہیے--" حمزہ نے اس کی سفارش کی۔ ◆

ولی نے کرسی سے ٹیک لگائی۔ جانتا تھا وہ دونوں اسے تنگ کرنے آئے تھے۔ "اچھا---" ولی نے اچھا پہ اچھا خاصہ زور دیا۔

"مبارک---" حمزہ نے فوراً سے زین کو گلے لگایا۔

"اے ایس پی حمزہ---" میں نے چھٹی کا نہیں کہا" حمزہ کو سرد لبجے میں ولی نے کہا۔ اور وہ ہمیشہ اس کے سرد لبجے سے ڈر جاتا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"سرجی--- انگلی اٹھا کے اس نے کچھ کہنا چاہا۔ ولی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ اس نے فوراً اپنی انگلی نیچے کی۔

"سرجی جانے دیں اسے بہت گھمبیر صورت حال ہے۔" حمزہ نے ہلاکا سا جھک کے ولی کو بتایا۔

ولی نے ایک آبر واچ کا کے اسے دیکھا۔ وہ بولتا نہیں تھا۔ سامنے والا اس کے اشاروں پر چلتا تھا۔

"سرجی اس کے والی کے رشتے آرہے ہیں۔ اگر یہ آج ناگیا اور اسے منا پایا تو ایک اور محبت کی ادھوری داستان لکھی جائے گی۔" حمزہ نے ایک ہاتھ آنکھ پر رکھ کے رونے کا ڈرامہ کیا۔

"سرجی یہ بکواس کر رہا ہے۔ ایسا کچھ۔" زین اپنی صفائی دیتا حمزہ نے اس کے پیر پہ پیر مارا تھا۔

ولی نے حمزہ کو دیکھا۔ "اے ایس پی ذرا اس کیس کو ریڈ آؤٹ کریں اور اس کے متعلق ہر معلومات میرے ٹیبل تک پہنچائے۔ شام سے پہلے۔ آپ جاسکتے ہیں زین۔" حمزہ کو حکم دیتا وہ آخر میں زین کو اجازت دے گیا۔ حمزہ نے منہ کھولے اسے دیکھا۔

اسے کس نے کہا تھا شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالے۔

حمزہ اس سے پہلے کے کچھ کہتا اس کا موبائل نج اٹھا۔

“ Mere saiyan superstar

----Main fan hui unki

اس کی رنگ ٹون سن کے ولی کی انھوں کے پچھے عینا کا عکس لہرا یا۔ سن گلاسز لگائے پراندہ گھماتی وہ۔۔۔ ولی سر جھٹک کے مسکرا یا۔ حمزہ نے اس کو آنکھیں سیکڑ کے دیکھا۔ زین جا چکا تھا۔

"آپ ہنس رہے ہیں یا میری آنکھیں بھی نج رہی۔۔۔" لوگوں کے کان بجتے ہیں۔ ایک اے ایس پی حمزہ ہے جس کی آنکھیں بھی نج رہی۔۔۔

ولی نے اسے گھوری سے نواز۔ وہ فوراً بھاگا۔

"سر جی۔۔۔" دو منٹ بعد اس کے سر نکال کے ولی کو پھر سے بلا یا۔ "میرے سیاں سپر اسٹار پہ نہیں تھے نا آپ۔۔۔" وہ دروازے میں کھڑا انگلی اٹھا کے پوچھ رہا تھا۔

ولی نے بمشکل مسکرا ہٹ روکے اسے غصے سے گھورنا چاہا۔ وہ دم دبا کے غائب ہوا۔ اور پھر اس نے سر کر سی سے ٹکالیا۔

“ Main fan hui unki ... ”

ولی نے فوراً آنکھیں کھولیں تھیں۔ "ولی۔۔۔ فوکس۔۔۔" سامنے پڑی فال پہ اپنا دھیان کرتے اس نے خود کو سرزنش کی۔

شہزادے ہی اس نے کارروکی۔ پری تیزی سے کار سے نکلی تھی۔ میر بھی کار سے نکلتا اندر کی طرف بڑھا۔ مسز شاہ جو کہ لاڈنچ میں صوفے پہ بیٹھی تھیں انہوں نے پری کو روتے ہوئے دیکھا۔ پری اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ پیچھے ہی میر بھی آیا تھا۔ مسز شاہ طنزیہ مسکرائیں۔

وہ کمرے میں آ کے واش روم گئی تھی۔ واش بیسن پہ جھک کے اس نے منہ پہ چھینٹے مارے۔

(لوگ کرتے ہو نگے محبت کی قدر۔۔۔ میں نہیں کرتا۔۔۔)

مجھے بس ایک اطمینان ہوتا ہے کہ وہ میری ملکیت ہے جیسے تم۔۔۔)

پری نے چھینٹے اور زور سے مارنا شروع کیے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "میری بیوی شر میلی ناہوتی تو تمہیں عمل کر کے بتاتا۔۔۔)

پری اس جملے پر رکی۔ آنکھیں لال ہورہی تھیں۔ وہ باہر آئی جہاں وہ کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔
 میراں کی طرف بڑھا۔ پری نے ہاتھ سے روک دیا۔

"تمہارا یہ ڈرامہ باہر تک کا تھا۔۔۔ اب کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔" پری نے سرد لمحہ میں اسے دھمکی دی۔ وہ پھر بھی اس کے قریب آ رہا تھا۔

"میرے قریب مت آؤ۔۔۔" اس کے قریب خود ہوتے پری نے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا۔

"تم میری تزلیل کر رہے ہو۔۔۔" اس کے سینے پر مکے مارتے پری نے روتے کہا۔ "تم مجھے قریب نہیں آنے دیتے۔۔۔ تمہیں ڈر رہے کہ دوسروں کی طرح میں بھی تمہیں چھوڑ دوں گی تو مسٹر میر شاہ تم بھی میرے قریب مت آنا۔۔۔" اس کو انگلی اٹھا کے پری نے دھمکی دی۔

میراں کے قریب ہوا تھا۔ نہایت ڈھیٹ تھا وہ۔

وہ دیوار سے لگی کھڑی تھی اور میر کی گرم سانسیں اس کا چہرہ جھلسارہی تھیں۔

"ان سکیورٹی صرف تمہیں نہیں ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے وہ کہہ رہی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"مجھے بھی ہیں۔۔" اس نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ "پتہ ہے تمہیں فرق ہی نہیں پڑتا میں اس کمرے میں ہوں یا نہیں۔۔ تمہیں بس اتنا فرق پڑتا ہے کہ میں تمہاری ملکیت میں ہوں یا نہیں۔۔ تو بس پھر۔۔" پری نے آنسو صاف کیے۔ اس کے حصار سے نکلتے وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔

"مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔۔" پری نے اپنا فیصلہ سنایا۔ "اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟" میر نے مسکراتے پوچھا۔

"میں تمہیں چھوڑ رہی ہوں۔۔" پری نے مرٹ کے اسے دیکھا۔ کتنے سکون سے کھڑا تھا وہ۔

"تم نے کہا تھا تم مجھے نہیں چھوڑو گی۔۔" میر نے اسے یاد دلا یا۔ "تمہیں کھونے کی آخری پھانس ہے میرے دل میں۔۔ ایک آخری ڈر۔۔ یہ نکلا تو اصلی میر شاہ سے ملوگی تم۔ جو رومند دینے والا ہے۔۔" میر اسے کہتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ پری روتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ اور پھر کچھ یاد آنے پہ اس نے الماری کھوی۔ امی کی ڈائری نکال کے وہ بیڈ کے پاس بیٹھ گئی۔

(احسن نے پورے چار سال۔۔ پورے چار سال مجھے منہ نہیں لگایا تھا۔ تب میں بہت روئی تھی۔ مجھے اپنی تزلیل بھی محسوس ہوتی۔ وہ میرا محروم تھا اور میری قدر نہیں کر رہا تھا۔ لیکن کچھ تھا جس نے مجھے اس سے باندھ رکھا تھا۔ اس کے ساتھ رہتے مجھے احساس ہو گیا تھا وہ جو بھی تھا حواس کا پچاری نہیں تھا۔ چار سال کا صبر۔۔۔

پہلے مجھے لگتا تھا میں نے غلطی کر دی۔۔ احسن سے محبت کر کے اس سے شادی کر کے۔ لیکن بعد میں احساس ہوا کہ وہ غلط نہیں تھا۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا اور میں اپنی جگہ۔ بس صحیح وقت کا انتظار کرنا تھا مجھے اور ایک صحیح قدم۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 میں اس کے پاس تھی تو وہ میری قدر نہیں کر رہا تھا۔ اسے میری قدر تب ہوئی جب اسے لگا وہ مجھے کھونا دے۔۔
 ()

پری نے ڈائری بند کر دی۔ اسے لگا امی کے نہیں وہ تو اس کے حالات تھے۔ وہ کچھ سوچتی سر بیڈ سے ٹکا گئی۔
 اسے اب آلیار سے بات کرنی تھی۔

نالزہب

وشہ اپنے کمرے میں تیار ہو کے آلیار کا انتظار کر رہی تھی۔ دن میں آج پورا دن وہ سوتی ہی رہی تھی۔ کل رات
 وہ واپس آئے تھے۔

آلیار کمرے میں داخل ہوا اور بو جھل لجھے میں اس نے وشہ کو سلام کیا۔ صوفے پہ لیپ ٹاپ بیگ رکھ کے وہ
 بھی ساتھ ہی وہاں بیٹھ گیا۔ اور ما تھا مسلنے رگا۔

"کیا ہوا۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟" وشہ کو پریشانی ہوئی۔

"ہمجم۔۔ بس سر درد کر رہا۔۔" آلیار نے سر صوفے کی بیک سے ٹکا کے آنکھیں موند لیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وشہ نے آگے بڑھ کے اس کاماتھا چیک کیا۔ اسے ہلاکا سا ٹمر پھر تھا۔ "اونو۔۔ آپ کو تو بخار ہے۔۔" وہ ایک دم پریشانی سے بولی۔

اور باہر کی طرف بڑھی۔ آلیار نے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا وہ کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔
دو منٹ بعد وہ کمرے میں آئی تو اس کے پاس ہری مر چیں اور چینی تھی۔ اور ساتھ ملازمہ بھی۔

آلیار نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ کھڑا ہوا تو وہ شہ نے مر چیں اور چینی ہاتھ کی مٹھی میں لیتے آلیار کے سر سے
واری۔ آلیار حیرت زدہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔؟" آلیار کو اس کے عمل کی سمجھ نہیں آئی۔ اس نے ملازمہ کو وہ چیزیں پکڑائی اور مڑتے اسے
حکم دیا۔ سر کے نام کا صدقہ دے دینا۔۔" اپنے پرس سے پسیے نکال کے اس نے ملازمہ سے کہا۔

"وش" اس کا ہاتھ پکڑ کے آلیار نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ "یہ کیا تھا؟" وہ ابھی بھی حیران تھا۔

"آپ کو نظر لگی ہے۔۔" وہ شہ نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ ہنسا تھا اس کے لا جک پہ۔ "وات۔۔ نظر۔۔ مجھے
تھکاؤٹ ہوئی ہے وہ شہ۔۔ بس۔۔ آرام کروں گا تو صحیح ہو جاؤں گا۔۔" اس نے لنفی میں سر ہلاتے اسے بتایا۔

"اوکے۔۔ آپ آرام کریں۔۔" خود کو اس کے حصار سے نکالتے وہ شہ نے پریشان ہوتے کہا۔ "اب تو آپ
نے نظر اتار دی ہے۔۔" وہ شہ نے غور کیا اس نے آج اپنی ٹائی اور کوٹ نہیں اتارا تھا۔ تو وہ شہ نے خود اس کی
ٹائی نکالی اور کوٹ بھی۔ شرط کا ایک بُن کھلا تھا وہ شہ نے وہ فوراً بند کر دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ڈونٹ ٹیل می۔۔ آپ کو لوگ رہا ہے کہ مجھے لڑکیوں کی نظر لگی ہے۔۔" بُلن بند کرتے اس کا ہاتھ روک کے آلیار نے گہری نظر وہ سے اس کا جائزہ لیتے پوچھا۔ وشهہ اس کے بالکل صحیح تکے پہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔
یار۔۔۔ بہت معصوم ہیں آپ۔۔۔" اسے اپنے ساتھ لگاتے آلیار مسکرا یا تھا۔

تھکاؤٹ، بو جھل پن ایک دم وشهہ کی معصوم سی حرکت نے ختم کیا تھا۔

"آپ کچھ کھائیں۔۔۔ پھر میڈیں لیں اور آرام کریں۔۔۔" وشهہ نے اسے بیڈ پہ بٹھادیا۔

کچھ دیر بعد کھانا کھلا کے اسے میڈیں لیں دی۔ اور پھر وہ لیٹ گیا تو وشهہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ وشهہ کو اس کے گھنے گھرے براؤن بال بہت پسند تھے۔ لیکن اس نے کبھی آلیار کو نہیں بتایا۔

"ولی بتا رہا تھا آپ لکھاری بھی ہیں۔۔۔" اسے بالکل اپنے ساتھ لٹا کے اس کا سر آلیار نے اپنے بازو پہ رکھا۔
دونوں میں غیر محسوس سافاصلہ تھا۔

"ہاں۔۔۔ شادی سے پہلے میں شاعری کرتی تھی۔۔۔ اور افسانے بھی لکھتی تھی۔۔۔" وشهہ نے چھت کو دیکھتے ہی کہا۔

"چلیں آج مجھے کچھ سنائیں۔۔۔" وہ ایک دم اٹھ کے بیٹھ کے بولا۔

"آپ سو جائیں۔۔۔" وشهہ نے اسے لینٹنے کو کہا۔

"نہیں۔۔۔ آپ مجھے کچھ سنائیں گی۔۔۔" وہ بضد ہوا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وشه لمبا سانس خارج کرتی اٹھ کے بیٹھ گئی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھا اشتیاق سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بانکے رکھا ہے اس نے اپنا الگ معیار

(وشه نے آلیار کو دیکھتے پہلا جملہ بولا)

نالزہب

(وشه نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔ ہلکی سی مسکراہٹ نے آلیار کے لبوں کا احاطہ کیا۔)

اک پاگل پیاری لڑکی بھی ہے اس کے پاس

(آلیار نے وشه کی ناک دباتے اسے چھیڑتے اگلی لائن پڑھی۔ وشه جیران تھی اسے بھی شاعری آتی تھی؟")

جس کے بنا اس کا دل دھڑکتا نہیں ہے--

(ہکا سا اس کی طرف جھک کے آ لیار نے کہا۔)

وشہ کھکھلا کے ہنسی۔ "آپ کو بھی آتی ہے شاعری؟" وہ آ لیار کے دونوں ہاتھ تھام کے جوش سے بولی۔ "آتی تو نہیں۔ آپ کو دیکھ کے آگئی۔" آ لیار نے کندھے اچکائے۔ "کیا مجھے کہنا چاہیے میری محبت نے آپ کو شاعر بنادیا۔" "وشہ مسکراتے بول گئی۔

"میں نے آپ سے کب کہا مجھے آپ سے محبت ہے۔" آ لیار نے اس کی بات پکڑی۔ وشہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

وہ غلط بول گئی تھی۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اتری۔ آ لیار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دوبارہ بٹھایا۔ "آپ میری زندگی کی پہلی عورت ہیں وشہ۔ آپ کی قدر نہیں کروں گا تو ناشکرا کھلاوں گا۔" اس نے وشہ کو دیکھتے کہا۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"محبت کا نہیں پتا۔۔ آپ کی قدر بہت کرتا ہوں۔۔" اس کا ہاتھ ہلاکا ساتھ پک کے آلیار نے اس سے کہا۔

وشہ نے مسکراتے اس کے سینے پہ سرٹکایا۔

محبت تو سب کرتے ہیں۔ قدر سب نہیں کرتے۔ آپ کا ہم سفر محبت کرے ناکرے آپ کی قدر ضرور کرے۔

نالزح

وہ تھکا ہاراگھر آیا تھا۔ ٹوپی ہاتھ میں پکڑے ماتھے پہ بال بکھرے وہ ڈرائیگ روم سے گزر کے آگے جانے لگا جب اسے کوئی مانوس سی آواز سنائی دی۔ وہ حیرت زده ساڈر ایگ روم کی طرف بڑھا۔

ڈرائیگ روم میں سر زمان اور ارفہ بیٹھے تھے۔ ماما بھی سنگل صوفے پہ اور ہانی ماما کے ساتھ صوفے کے بازو پہ۔

“ Sir ... What a pleasant surprise .. ”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اس نے آگے بڑھ کے سر کو گلے لگایا۔ "آپ کب آئے۔" وہ ان سے پوچھ رہا تھا۔ "کچھ دیر پہلے۔" کیسے ہو یںگ میں۔۔۔ انہوں نے اسے جواب دیتے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "سر بس پانچ منٹ۔" میں فریش ہو کے آپ کو جوائیں کرتا ہوں۔"

وہ لجاجت بھرے لمحے میں بولا اور ارفعہ پہ ایک غلط نگاہ ڈالتا باہر چلا گیا۔ زمان صاحب پھر سے مومن اور ہانی سے بالتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

دس منٹ بعد وہ نک سک تیار ڈرائیور میں داخل ہوا۔ وائیٹ شرٹ پہ بلیک پینٹ وہ آتے سر زمان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ سرنے مسکراتے اس پہ نظر ڈال کے ارفعہ کو دیکھا جو کہ ہلاکا سامسکرائی۔ اور نظریں جھکا گئی۔ ولی کو عجیب لگا تھا اس کاری ایکشن۔

پھر پانچ منٹ تک وہ اٹھ کے چلے گئے۔ ولی، مومن اور ہانی انہیں دروازے تک چھوڑ کے آئے۔

"ہانی یار کھانا لگاؤ۔۔۔ بہت بھوک لگ رہی۔۔۔" مومن کو ایک طرف سے اپنے ساتھ لگا کے ہانی کو ولی نے کہا جو خود اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ مومن کو لیے ڈنر ٹیبل تک آیا۔ "کیا تمہیں پتہ ہے ارفعہ تمہیں پسند کرتی ہے؟" مومن نے رغبت سے کھانا کھاتے ولی سے اچانک پوچھا تھا۔ ولی کامنہ تک جاتا نوالہ رک گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 اس نے ہانی کو دیکھا۔ ہانی کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ بظاہر۔ "جی۔۔" ولی نے نظریں چرانیں تھیں۔ موم
 نے شکایتی نظر وں سے اسے دیکھا۔ "یہ پسندیدگی صرف اس کی طرف سے ہے۔۔۔"

" Honestly speaking... I'm not Interested "

ولی صاف گوئی سے بولا۔ "کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟" موم کے اگلے سوال پہ پانی پتی ہانی نے منه کو گلاس لگائے ہی ولی کو دیکھا جو خود بھی ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ (ہنہ۔۔ آیا وڈا۔۔۔) آنکھوں کے پردے پہ ایک عکس لہرایا

" نہیں۔۔۔" ولی نے جونوالہ ہاتھ میں تھامنہ میں ڈالتے جواب دیا۔ دماغ والے ایس پی نے دل کی نہیں سنی تھی۔ ہربات دماغ کی ماننے والے ولی چوہدری کو سوچنے کی ضرورت تھی کہ رشتتوں کے معاملے میں دل کی چلتی ہے۔

" تو ٹھیک ہے پھر۔۔ کوئی اور تمہیں پسند نہیں تو ارفہ کیوں نہیں؟" موم نے سوال داغا۔ " آپ کیا چاہتی ہیں؟" ایک دم ولی کا مودع عجیب سا ہوا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بھو۔۔" مومنے مسکراتے اسے چھیڑا۔ ہانی کے منہ سے پانی پھوار کی طرح نکلا۔ "سوری" ولی کے گھورنے پر
وہ ہاتھ اٹھا کے بولی۔

“ I'm serious ”

ولی نے مومن کی مسکراتی آنکھوں کے جواب میں کہا۔

“ No ... You're not... ”

نالزہب

مومن اسی کے انداز میں بولی تھیں۔ "اگر تم سنجیدہ ہوتے تو کوئی پسند کر لیتے۔۔" مومن نے وضاحت کی۔ "اب ارفعہ بہوبنے گی میری" انہوں نے کھڑے ہوتے کہا۔ "کوئی اعتراض بیٹا جی؟" انہوں نے پیار سے پوچھا۔ "آپ بلیک میل کر رہی ہیں مجھے۔۔" ولی کھڑا ہوتا ان کو تھام کے بولا۔ اور ساتھ چلنے لگا۔ "تم جیسے اڑیل گھوڑے کو لگا میں ڈالنے والی لانا چاہتی ہوں۔۔" انہوں نے رک کے اسے کہا۔ "آپ کو ایک بات بتا دوں۔۔" ارفعہ مجھے لگا میں نہیں ڈال سکتی۔۔" اس نے اشارہ سے کچھ بتانا چاہا۔ "تو اور کون ہے جو ولی چوہدری کو لگا میں ڈالے۔۔" ہانی ایک دم اس کے سامنے آتی اسے تنگ کرنے لگی۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

(کیسے سچ دھج کے آیا جیسے اپنی شادی میں آیا ہو۔۔۔ پولیس والا ہے تو میں کیا کروں۔۔۔) ولی کے ذہن میں جملہ پھر گونجا تھا۔

"آپ چلیں۔۔۔ میڈیسین بھی لینی ہے۔۔۔" اس نے ہانی اور دل کی آواز کو پھر سے نظر انداز کیا۔

"اب تمہاری نہیں سنوں گی۔۔۔" مومن نے ساتھ چلتے اسے دھمکی دی۔ جب کہ ہانی ولی کی پشت کو دیکھ کے کچھ سوچنے لگی۔ کیونکہ دماغ والا ایس پی دل کے معاملے میں پھوڑتھا۔

نالزح

پریشہ ہاتھ باندھے آلیار کے سامنے بیٹھی تھی۔ آلیار نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور اپنا ماتھا مسلسل۔ وشه کو دیکھا جو اسے تسلی بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ "اب تم کیا چاہتی ہو؟" آلیار نے پری سے پوچھا۔ پری نے نظری اٹھا کے اسے دیکھا۔

"علیحدگی" اس نے ایک لفظ میں اپنا مدعایاں کیا۔ آلیار نے وشه کو دیکھا۔ "کوئی اور حل؟" آلیار نے اسے گنجائش نکالنے کو کہا تھا۔

پری نے وشه کو دیکھا اور وشه نے آلیار کو۔

وہ اپنے کمرے میں کپڑے پیک کر رہی تھی۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے رک کے پری کو دیکھا۔ "کہاں جا رہی ہو؟" میر نے سکون سے صوفے پہ بیٹھ کے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے پوچھا۔ لبھ کا سکون پریشے کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔

"ہانی کی طرف۔۔۔" پری نے ناچاہتے ہوئے بھی بتا دیا۔ ایک دفعہ تو میر کے دل نے قیامت اٹھادی۔ کہ روک لے اسے ناجانے دے۔ لیکن بظاہر وہ سکون سے بیٹھا رہا۔

"کتنے دن کے لیے؟" میر نے اگلا سوال پوچھا۔

"ہمیشہ کے لیے۔۔۔" پری نے بیگ اٹھاتے اسے بتایا۔

میر شاہ مسکرا یا تھا۔ "گڈ۔۔۔ جہاں بھی رہو۔۔۔ یاد رکھنا میر شاہ سے منسلک ہو تم۔۔۔" اس کے قریب آتے میر نے اسے یاد کروایا۔

اور پری جسے لگا تھا وہ اسے روک لے گا اس کی خوش فہمی ایک پل میں ہوا ہوئی۔ وہ زخمی سا مسکرائی۔ "جلدی اس غلط فہمی سے نکل جاؤ گے" پری نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دھمکی دی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جو میری ملکیت میں ایک دفعہ آجائے وہ صرف میرا ہوتا ہے مسز میر شاہ۔۔۔ خود کو آزاد کروانا ہے تو اپنے بیوہ ہونے کا انتظار کرنا۔۔۔ کیونکہ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔" ایک ایک لفظ چبا کے میر نے اسے کہا تھا۔ وہ بھی اسے چھوڑ کے جا رہی تھی جیسے سب جاتے تھے۔

پری باہر کی طرف بڑھی۔ "پلیز مت جاؤ۔۔۔" میر کے دل سے جیسے آواز آئی لیکن میر شاہ کے غرور اور اనانے وہ لفظ زبان تک آنے نہیں دیئے۔

"روک لو۔۔۔" کمرے سے باہر نکلتے پری کے قدم بھی بھی بول رہے تھے۔ لیکن نامیر شاہ نے اسے روکا اور نا پریشہ رکی۔ اس کے جانے کے بعد میر نے کھڑکی کھول کے لمبا سانس خارج کیا۔ (میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔) میر نے کھڑکی پہ گرفت مضبوط کی۔ (میں تمہیں چھوڑ رہی ہوں۔۔۔) میر نے آنکھیں بند کیں تھیں۔ تبھی کمرے میں وشه آئی۔ "میر۔۔۔" وشه نے اسے بلایا۔ وہ ضبط کرتا مڑا۔ ضریبہ مسکرا کیا۔

"وہ چلی گئی بھا بھی مجھے چھوڑ کے۔۔۔" وشه کو اس پہ بے ساختہ پیار آیا۔ وہ اسے ولی کی طرح عزیز تھا۔

"جن نعمتوں کی قدر ناکی جائے وہ چھین لی جاتی ہیں میر شاہ۔۔۔" وشه کے جملے نے اسے ساکن کر دیا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ "کیا تم نے اس کے ہونے پہ کبھی شکر کیا؟" وشه نے پوچھا۔

میر نے نفی میں سر ہلا کیا۔ "جس نعمت کے مل جانے پہ اللہ کا شکر ادا نا کیا جائے۔ اس کے کھو جانے پہ شکوہ کیسا؟ میر شاہ!" وشه اسے آئینہ دکھانے آئی تھی۔ وہ وشه سے کچھ کہتا وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی۔ (جن نعمتوں

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کی قدر ناکی جائے۔ وہ چھین لی جاتی ہیں۔۔۔) و شہ کا جملہ پھر سے گونجاتھا۔ میر خالی نظروں سے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

پری بیگ لیے باہر کی طرف بڑھ رہی تھی جب مسز شاہ اس کے سامنے آئیں۔ "کہا تھا تمہیں میں نے۔۔۔ میر شاہ کو صرف چیز توڑنی آتی ہیں۔ وہ قدر کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔۔۔" وہ مسکراتے اس پر طنز کر رہی تھیں۔ پری نظر انداز کرتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ کبھی کبھی جواب دینے کا حق وقت کو دے دینا چاہیے۔

پری گیراج تک آئی۔ آلیار نے آس بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ "نہیں روکا۔۔۔" پری نے ناجانے کتنی مشکل سے یہ دلفاظ بولے تھے۔ "بیٹھو۔۔۔" آلیار نے اس کے لیے کار کا دروازہ کھوالا۔ اور وہ بیٹھ گئی۔ پھر وہ اسے لیے شاہ والا سے نکلا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پوری رات اس نے اذیت میں گزاری تھی۔ وہ ابھی بھی بیڈ سے ٹیک لگائے نیچے قالین پہ بیٹھا تھا۔ جب مسز شاہ اس کے کمرے میں آئیں۔ میر نے نظر اٹھا کے انہیں دیکھا۔ جو چہرے پہ دکھ لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ میر نے نظر پھیری۔

"شاہ۔۔۔ وہ رات کو آلیار پری کو کہاں چھوڑ آیا؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" وہ میر کے زخموں پہ نمک چھڑ کنے آئیں تھیں۔ میر نے آلیار نے نام پہ چونک کے انہیں دیکھا۔

"بھائی اسے چھوڑ کے نہیں آئے۔۔۔ وہ خود گئی ہے۔" میر کو آلیار کے خلاف لفظ بھی سننا پسند نہیں تھا۔

"اوسری۔۔۔ مجھے لگتا ہے تم جانتے نہیں ہو۔۔۔ پری آلیار کے ساتھ گئی تھی۔" وہ بتا کے میر کے چہرے کے رنگ دیکھنے لگیں۔ وہ پھر بھی بے تاثر سما بیٹھا رہا۔ وہ کمرے سے باہر چلی گئیں تو میر تیزی سے اٹھا۔ اپنی کار کی چابی لیے وہ باہر کو بھاگا۔ اسے بھاگتے دیکھ مسز شاہ مسکر آئیں تھیں۔

وہ آلیار کے آفس آیا تھا۔ بغیر دستک دیئے اس نے دروازہ دھکیلا۔ آلیار جو کہ کھڑا اپنی سیکرٹری کو کوئی حکم دے رہا تھا اس نے میر کو مڑ کے دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اور پھر سیکر ٹری کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ میر کو نظر انداز کرتا وہ اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

"آپ پری کو چھوڑ کے آئیں ہیں؟" میر کے لمحے میں بے یقینی تھی۔ اس کی پسند کی ہر چیز دلا دینے والا آلیار شاہ آج اس سے اس کی سب سے قیمتی چیز چھین چکا تھا۔ لیکن میر شاہ کو سمجھنے کی ضرورت تھی پریشے احسن کوئی چیز نہیں تھی۔

"ہاں---" کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے آلیار نے سکون سے جواب دیا۔

"بھائی---" میر نے بے بسی سے پکارا۔ میر شاہ کی پشت پناہی کرنے والا اس بار پریشے احسن کی پست پہ کھڑا تھا۔

"اس کی قدر کرو۔۔۔ ورنہ چھوڑ دو۔۔۔ کسی اور کے ساتھ وہ تم سے زیادہ خوش رہے گی" آلیار نے پیرویٹ گھماتے میر سے کہا۔ میر نے اپنی دونوں ہتھیلیاں جھک کے آلیار کے ٹیبل پر رکھیں۔

"وہ جہاں بھی رہے میری بلا سے۔ میری زات اور میرے نام سے منسوب رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے مجھ سے الگ نہیں کر سکتی۔۔۔" وہ آلیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہہ رہا تھا۔

"اپنا لوپھر اسے۔۔۔ قدر کرو میر شاہ۔۔۔ ورنہ دنیا کی کوئی طاقت آلیار شاہ کو بھی نہیں روک پائے گی۔۔۔" آلیار نے بتایا تھا وہ بھی اسی کا بھائی تھا۔

میر طنزیہ مسکرا کر ایک اکلو تار شستہ تھا اس کے پاس۔ وہ بھی آج اس کے خلاف کھڑا تھا۔
وہ مر گیا۔ اذیت کی انتہا پہ کھڑا تھا وہ۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"طلاق کا حق پریشے کے پاس محفوظ ہے میر شاہ" آفس سے باہر نکلتے میر کے قدم آلیار کے اگلے جملے نے سلب کیے تھے۔

وہ دانستہ مڑا۔ "کیا۔۔۔ کیا کہا آپ نے؟" میر کو گاؤہ سانس بھی نہیں لے پائے گا۔ "طلاق کا حق پریشے کے پاس محفوظ ہے۔۔۔" اس کے سامنے آتے آلیار نے لفظ لفظ چباتے کہا تھا۔ اور میری ملکیت میری ملکیت کی مالا جپنے والے میر شاہ کا غرور ساتویں آسمان سے اوندھے منہ زمین پہ گرا تھا۔

"وہ چاہے تمہارے ساتھ رہے۔۔۔ چاہے تمہیں چھوڑ دے۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے آلیار نے اسے بتایا کہ اس بار اس کی نہیں چلے گی۔ اس بار انتخاب کا حق پریشے کے پاس تھا۔

"آپ یہ نہیں کر سکتے۔۔۔" میر نفی میں سر ہلاتے پیچھے کو جا رہا تھا۔ "میں کچھ بھی نہیں کر رہا۔۔۔" آلیار نے ہاتھ اٹھا کے اسے دکھائے۔ اس بار جو کرنا ہے وہ پری کرے گی۔ اس کی زندگی ہے "آلیار کے کہنے پہ پیچھے کو جاتا میر ایک دم اس کے قریب آیا۔

"پری کی زندگی۔۔۔؟ میری زندگی کا کیا بھائی۔۔۔" وہ استہزا یہ ہنسا تھا۔ آلیار خاموش رہا تھا۔ اور میر پیچھے کو جاتا اس کے آفس سے نکل گیا۔

آلیار نے موبائل نکالا۔ "ہا۔۔۔ پری کو لے آنا شام تک۔۔۔" دوسری طرف حکم دے کے اگلے بندے کی بات سن رہا تھا وہ۔ "نہیں۔۔۔ میں نہیں آؤں گا لینے۔۔۔ تم لاوے گے اسے۔۔۔" آلیار نے دوسری طرف موجود شخص کو حکم دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"اور ہاں پری کو اچھے سے سمجھانا---" ایک آخری بار اسے نصیحت کر کے آلیار نے فون رکھ دیا۔ میر شاہ کی زندگی کا فیصلہ ہونا تھا آج شام۔

ولی خاموش نظر وں سے سامنے بیٹھی ارفعہ کو دیکھ رہا تھا۔ کتنا مشکل تھا ولی کے لیے اس کا دل توڑنا۔ اسے یہ بتانا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔ وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ گھنٹے سے زیادہ ہو گیا۔ وہ صرف سوچ رہا تھا کیسے مناسب الفاظ سے وہ اسے منع کرے۔ جس سے اس کا دل بھی ناٹوٹے۔ جبکہ وہ جانتا تھا وہ جو بھی کہے گا اس کا دل ٹوٹے گا ہی۔ آہ بہت مشکل ہے کسی کا دل توڑنا۔

"کیسی ہیں آپ---" اس نے نرم لہجہ اپنایا۔ اور اپنی گود میں ہاتھ رکھ کے انہیں گھورتی ارفعہ نے چونک کے اسے دیکھا۔ زندگی میں پہلی دفعہ اس کا لہجہ ارفعہ کے لیے نرم ہوا تھا۔ ارفعہ مسکرائی کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھی وہ اتنے پیار سے کیوں پوچھ رہا ہے۔

دونوں اس وقت ولی کے آفس میں بیٹھے تھے۔

"ابھی تک تو ٹھیک ہوں ایس پی۔ آگے کا نہیں

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
پتہ۔۔۔ "arfue نے ہلکا سامسکرائے اسے کہا تھا۔

"arfue۔۔۔ "mizpہ اپنی دونوں کہنیاں ٹکا کے ولی نے ہاتھ آپس میں جوڑ لیے۔

"سوری۔۔۔ "ایک لفظ کہا تھا اور arfue زمان چوہدری کا دل کرچی ہو گیا۔

"میں نے کبھی آپ کو امید نہیں دلائی arfue۔۔۔

میں۔۔۔ "ولی رک گیا تھا۔ arfue اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ "میں سن رہی ہوں۔۔۔ "اس نے ولی کی مشکل آسان کی تھی۔

"میں جانتا ہوں آپ مجھے پسند کرتی ہیں لیکن آپ کو کبھی میں نے اس نظر سے نہیں دیکھا۔ لائف پارٹنر کے لیے جو سکچ میرے ذہن میں ہے وہ آپ کا نہیں ہے۔۔۔ "ولی نے نظریں چردائیں تھیں۔

arfue کھڑی ہو گئی۔ "arfue۔۔۔ "ولی بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ "اللہ کرے آپ کو کوئی بہترین ملے۔۔۔ "ولی کے کہنے پر arfue نے مسکراتے اسے دیکھا۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسے بہترین نہیں ولی چوہدری چاہیے تھا۔

"میں ڈیڈ کو منع کر دوں گی۔۔۔ "ایک لائن بول کے arfue تیزی سے اس کے آفس سے نکلی تھی۔ آفس کی طرف آتے حمزہ اور زین نے اسے دیکھا جو آنکھوں کی نمی کو چھپائے بھاگ رہی تھی۔ اور وہ دونوں جانتے تھے ایک نا ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا۔

اندر آفس میں ولی کر سی پر ڈھ گیا تھا۔

آج موسم خطرناک تھا۔ یاشاید اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑے میر شاہ کو لگ رہا تھا۔ موسم کے تیور بھی میر شاہ کی طرح بگڑے ہوئے تھے۔ ہوا میں بغافت کی خوشبو محسوس کر کے بھی میر شاہ جھٹلارہا تھا۔ کھڑکی چھوڑ کے وہ کمرے سے نکلا اور گارڈن میں آگیا۔ تبھی گیر اج میں کار آکے رکی۔

ایک طرف سے پری کار میں سے نکلی۔ بلو فر اک وائیٹ پا جامہ وائیٹ ڈوپٹہ کھلے بال میک اپ لک ہاتھ میں چوڑیاں، مہندی کھنکتی ہنسی۔ وہ تو سراپا بد لی ہوئی لگ رہی تھی۔ اور دوسری طرف سے ولی چوہدری نکلا۔ بلیک شلوار قمیض پہ کہنیوں کو فولڈ کیے بال بنائے وہ پری کے ساتھ کسی بات پہ مسکرا رہا تھا۔ اور میر شاہ کو وہ تب بھی پسند نہیں تھا جب وہ آلیار کے قریب تھا اور آج تو اسے وہ زہر سے بھی برالا گجب وہ پری کے ساتھ کار سے نکلا۔ میر کے دل نے دھڑک دھڑک کے آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔ ہاتھ کی مٹھیاں غصے سے بھینچتے وہ چبتی نظر وں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی اندر سے آلیار آیا۔

اور اس نے ولی کو گلے لگایا۔ اور پری نے اپنے چہرے پہ کسی کی نظریں محسوس کر کے گارڈن کی طرف دیکھا۔ جہاں میر کی نظر وں سے شعلے لپک رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

دل ضد کر رہا تھا کہ وہ آگئی ہے اب واپس گئی تو وہ بھی اس کے ساتھ جائے گا۔ پری میر کو دیکھ کے نظریں پھیر گئی اور میر شاہ مسکرا یا تھا۔

وہ بھی دیکھتا ہے کیسے وہ آج اس گھر سے دوبارہ واپس جاتی ہے۔ وہ اندر کی طرف بڑھ گئے تھے تو میر بھی ان کے پیچھے بڑھا۔

نالزہب

ولی صوفہ پہ بیٹھا تھا اس کے ساتھ آلیار۔ آلیار کے ساتھ سنگل صوفہ پہ وشه اور پری وشه کے صوفے کے بازو پہ بیٹھی تھی۔ میر کو سمجھ نہیں آیا وہ اتنی پر سکون کیوں تھی۔ پری نے بات کرتے مرڑ کے میر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پری نے مسکراتے پپر بیگ سے نکالے اور ولی کی طرف بڑھا۔ ولی نے آلیار کو دیکھا اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ولی وہ پپر زمیر کی طرف لے کے بڑھا۔ کیا میر کا خدشہ درست تھا؟ وہ اسے چھوڑ رہی تھی۔

ولی اس سے کچھ نابولا۔ بس اس نے پپر زمیر کے ہاتھ میں تھادیئے۔ آلیار اپنے کوت کا بٹن کھولتے کھڑا ہوا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ایک دفعہ پپر ز پڑھ لو۔۔۔" آلیار نے میر سے وہیں کھڑے ہو کے کہا تھا۔ میر مسکرا یا۔ وہ پپر ز اس نے چلتے ہوئے پری کے عین سامنے میز پر رکھ دیئے۔ پڑھے بغیر۔ اور پپر ز رکھتے جب وہ جھکا اس نے گردن موڑ کے پری کو دیکھا تھا۔

پری بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ سیدھا ہوا۔

سینے پہ ہاتھ باندھے وہ آلیار کو دیکھنے لگا۔

"کیا ارادہ ہے آپ کا؟" اس نے ولی کو دیکھتے پوچھا۔ "پری تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی" آلیار نے اسے کہا۔ اس نے مرٹ کے پری کو دیکھا۔

"نو پروبلم۔۔۔ میں اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور میری چاہت ہی بہت ہے" میر نے کندھے اچکا کے جواب دیا۔ مسز شاہ بھی سیڑھیاں اتر کے آخری سیڑھی کے پاس تماشائی بن کے کھڑی ہو چکی تھیں۔

"آہا۔۔۔ میر شاہ۔۔۔ اس بار انتخاب کا حق تمہارے پاس نہیں ہے۔۔۔" دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے آلیار اس کے سامنے آتے بولا۔

"میر شاہ کو مات دینے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔" میر نے سرفی میں ہلاتے جیسے مذاق اڑایا تھا۔

"میر شاہ کو مات دینے والا اس سے تین سال پہلے ہی پیدا ہو گیا تھا۔۔۔" آلیار کا اشارہ اپنی جانب تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"آپ یہ نہیں کر سکتے۔۔۔ نا آپ کریں گے۔۔۔ مذاق بند کریں یار بھائی۔۔۔ بہت ہوا۔۔۔ چلو پری اٹھو کمرے میں آؤ۔۔۔" میر نے آلیار کو جواب دیتے اچانک سے پری کو مخاطب کیا۔

"پری سامن کر دو۔۔۔" آلیار میر کو گھورتا حکمیہ لجھے میں بولا۔ میر نے دانستہ مڑ کے آلیار کو دیکھا۔ ولی بھی کھڑا ہو چکا تھا۔ انہیں صرف میر کو ڈرانا تھا۔ لیکن اب ایک دم سچویشن بدلتی تھی۔

پری نے آلیار کو دیکھا۔

نالزہب

"I said sign the papers ... "

آلیار خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ میر نے نفی میں سر ہلاکے پری کو دیکھا جو کہ کانپتے ہاتھوں سے اب پیپر ز کو کپڑہ رہی تھی۔

" Don't you dare to sign the papers Mrs Meer Shah ... "

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آج بھی وہ بس دھمکی دے رہا تھا۔ (اس ایڈیٹ کو محبت کرنا آتی ہی نہیں۔ آج بھی منہ سے نہیں پھوٹ رہا کہ میری قدر کرے گا۔ بس حکم دینا آتا ہے اب تو میں سائنس کروں گی۔۔۔) پری نے میر کو دیکھتے دل میں اسے کوسا اور پپر پکڑ کے سائنس کرنے لگی۔

"تم سے جان چھڑوا کے اس کی شادی ولی سے کرواوں گا۔۔۔ مارک مائی ورڈز۔۔۔" انگلی اٹھا کے جب آلیار نے اسے دھمکی دی۔ میر کی جان نکلی تھی۔ ایک منٹ کے لیے اس نے سوچا کہ پری اور ولی کا نکاح ہو رہا ہے۔ میر کے لب اور جسم ہلاکا سا کپکپانے لگے۔

اس سے پہلے کے پری پپر ز سائنس کرتی کسی نے اس سے بال پوائنٹ اور پپر ز پکڑ کے دور پھینکنے تھے۔ پری نے گردن اٹھا کے دیکھا اور میر نے مسز شاہ، آلیار، وشه، ولی کسی کی بھی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر پری کو گلے لگایا تھا۔

پری کی صدمے سے آنکھیں کھل گئیں۔ جبکہ آلیار شاہ کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

“I'm sorry ... ”

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اسے اپنے حصار میں لیے ہی میر نے ہلکی سی آواز میں سوری کیا۔ پری تو شرمندہ ہی ہو گئی۔ اس نے میر کو خود سے الگ کیا۔

"بھائی۔۔۔ پلیز نہیں۔۔۔" میر نے مڑ کے آلیار کو دیکھا جس کے تیورا بھی بھی اتنے ہی خطرناک تھے۔ وہ آگے بڑھا اور آلیار کے گلے لگ گیا۔

"جو میر شاہ کا ہے وہ صرف میر شاہ کا ہے۔۔۔" اس نے آلیار کو جتایا تھا۔ وہ ڈر گیا تھا آلیار کو اس کے جسم میں کپکپا ہٹ محسوس ہوتی۔ آلیار نے اسے ساتھ لگایا۔ "جو اپنی چیزیں اور اپنے لوگ ہوتے ان کی قدر بھی کی جاتی ہے۔ لا کے کونے میں بے جان چیزوں کو رکھا جاتا ہے شاہ۔ اور پری ناتوبے جان ہے نالا وارث کہ تم اس سے جیسا چاہو ویسا سلوک کرو اور تمہیں کوئی پوچھنے نا۔۔۔" اس کو اپنے ساتھ لگاتے لہجہ نرم لیکن سخت الفاظ آلیار کے میر کو بہت کچھ باور کرو اچکے تھے۔

وہ اس سے الگ ہوتا سرا اثبات میں ہلا گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ گیراج میں کھڑا آلیار کو گھور رہا تھا۔ "گھورنا بند کر۔۔۔ جیجا ہوں تیرا۔۔۔" ولی کی گھوری پہ آلیار کو کچھ اور نا سوچھا۔ "ولی سے نکاح کرواؤں گا۔۔۔ مارک مائی ورڈز۔۔۔" ولی نے اس کا کچھ دیر پہلے بولا گیا جملہ دہرا دیا۔ "وہ تو بس دھمکی تھی تو ہی ہمیشہ کہتا ہے گھی سیدھی انگلی سے نائلکے تو انگلی ٹیڑھی کی جاتی ہے۔۔۔" آلیار کے ہاتھ پاکٹس میں تھے اس نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔

"اوہیلو لسن۔۔۔" ولی اسے کچھ کہتا آلیار بولا۔

"جانا۔۔۔ اب جا کیوں نہیں رہا۔۔۔" ولی نے اسے گھورا۔ "صحیح ہے بوس۔۔۔ مطلب کے وقت دوست۔۔۔ اور اب جا کیوں نہیں رہا۔۔۔" ولی نفی میں سر ہلانے لگا۔" میں وشه سے تو مل لوں۔۔۔" ولی اندر کی طرف بڑھنے لگا آلیار نے اسے پیچھے سے شرط سے پکڑ کے کار کی طرف کیا۔

"چلتا پھرتا نظر آ۔۔۔" آلیار نے اسے اندر جانے نہیں دیا۔ "وات؟ اب میں اپنی بہن سے بھی ناملوں؟" ولی کو صدمہ لگ گیا۔

"نہیں چل اب۔۔۔" اس کو کالر سے پکڑ کے اس سے پہلے کہ آلیار اسے کار میں بٹھاتا وشه اندر سے باہر آئی۔ "آلیار۔۔۔" وشه نے صدمے سے اسے پکارا۔ ولی کا کالر آلیار کے ہاتھ میں تھا۔ "چھوڑیں۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔" لاڈ لے بھائی کو ایسے دیکھ کے وشه تو گنگ تھی۔ آلیار نے فوراً اسے چھوڑا تھا۔

"وہ میں تم سے ملنا چاہ رہا تھا تو آلیار کہتا نہیں ملنا نکل یہاں سے۔۔۔" ولی نے کالر ٹھیک کرتے آلیار کی گھوری کو مکمل نظر انداز کرتے وشه کو بتایا۔ وشه نے منہ کھولے آلیار کو دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"نہیں۔۔۔ وش میں تو اسے کہہ رہا تھا کہ وشہ سے مل کے جانا۔۔۔ اور ابھی اس نے کچھ کھایا پیا بھی نہیں۔۔۔ یہ منع کر رہا تھا اسی لیے گھسیٹ کے اندر رانے لگا تھا۔۔۔" وشہ کے پیچھے ولی کانوں کو رہا تھا لگا کے توبہ توبہ کر رہا تھا اور آلیار شاہ اپنی صفائی دے رہا تھا۔ وشہ ولی کو لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ آلیار بھی منہ بناتا اس کے پیچھے گیا۔

دو منٹ بعد وہ دونوں ڈائنس ٹیبل پہ ایک ساتھ رکھی کر سیوں پہ بیٹھے تھے۔ ولی رغبت سے کھانا کھا رہا تھا جبکہ وشہ تو آلیار کو بھلا کے ولی کو کبھی کچھ کبھی کچھ سرو کر رہی تھی۔ اسی لیے آلیار اسے اندر نہیں جانے دے رہا تھا کہ وہ ولی کو دیکھ کے اسے بھول جاتی۔ اسی لیے اب وہ منہ بنائے ولی کو آنکھیں دکھار رہا تھا۔

اور ولی بھی اس سے پورا پورا بد لہ لیتا اپنے لاڈاٹھوار رہا تھا۔ "بس۔۔۔" کچھ منٹ بعد ہی ولی کو احساس ہوا کہ وہ آلیار کو چڑھانے کے چکروں میں کچھ زیادہ ہی کھا چکا ہے۔

"ارے۔۔۔ تم نے یہ تو کھایا ہی نہیں۔۔۔ چیک کرو۔۔۔" آلیار نے ایک پلیٹ میں میٹھا نکال کے ولی سے کہا۔ ولی نے اسے گھورا۔ "دیکھو یار۔۔۔ تمہارا بھائی شرما رہا ہے۔۔۔" وشہ کو مخاطب کرتے آلیار نے ولی کو ٹنگ کیا اور وشہ اب اسے زبردستی کھلا رہی تھی۔ آلیار اب مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

پری الماری کی طرف بڑھنے لگی تو وہ ایک دم اس کے سامنے آیا۔ "مجھے بات کرنی ہے بیٹھو۔۔۔" نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کے میرنے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔

پری اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔ "میں نے کبھی کسی کو اہمیت نہیں دی۔۔۔" میرنے اپنا مدعا بیان کیا۔ "نا کبھی کسی کی قدر کی۔۔۔ تو مجھے پتہ ہی نہیں عورت کو ٹریٹ کیسے کرتے ہیں۔۔۔" وہ کندھے اچکا کے اسے بتاتا بالکل بچپہ لگ رہا تھا۔

پری اس کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن وہ پری کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ غیر مرئی نقطے کو زمین پہ گھورتا نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

"تم نے کہا تھا تمہارے کبھی کسی عورت نے لاڑ نہیں اٹھائے۔۔۔" پری اب قالین کو دیکھ کے بول رہی تھی اور میر پری کو دیکھ رہا تھا۔ "تو مجھے موقع دو۔۔۔ میں تمہارے لاڑ اٹھاؤں۔۔۔" پری نے اب کی بارگردان موڑ کے میر کی آنکھوں میں دیکھا۔ میر کا دل ڈھڑکا تھا۔

"تم نے کہا کبھی تم نے کسی عورت کی محبت نہیں دیکھی۔۔۔" پری اب اس کی نظروں میں دیکھتی بول رہی تھی۔ "پری شے میر شاہ کی محبت کا ذائقہ چکھنا اب۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"اوہ بد لے میں تمہیں مجھے وقت، عزت، مان، فکر، محبت سب دینا ہے۔۔۔ میرے بھی لاڑ اٹھانے ہیں۔۔۔" میر کو آج وہ الگ لگ رہی تھی۔ وشه کے سمجھانے کے اثر تھا اس پہ۔ وہ نہیں جانتا تھا وشه نے اس پہ ایک پورا دن لگایا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "یہ تو قید اور غلامی ہوئی نا۔ اور کچھ دو پھر لو والی لا جک ۔۔۔" میر نے ایک اور الجھن بیان کی۔

"اگر تم میرے لاد اٹھا بھی لو تو یہ غلامی نہیں ہے میر۔ میں بیوی ہوں تمہاری اور یہ حق ہے میرا۔" میر کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کے اس نے گتھی سلب جھائی۔ "اور رشتہ بننے ہی کچھ دو اور کچھ لو کے نام پہ ہیں۔ تم مجھے عزت دو میں تمہیں محبت ۔۔۔" پری اٹھ کے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ میر شاہ نے لمبا سانس خارج کیا۔ آہستہ آہستہ ہی صح وی بھی نارمل ہو جائے گا۔ اس کی بھی زندگی پیاری ہو گی۔ اس کو بھی اہمیت اور محبت دینے والا کوئی ہو گا۔ وہ واش روم کے دروازے کو تکتا ہا کاسا مسکرا کیا۔ لتنے دنوں کے بعد وہ آج پر سکون ہوا تھا۔

نالزہب

وہ اپنی پناہ گاہ پہ بیٹھا تھا۔ وہی درخت۔ ہارون اور علی اس سے کچھ فاصلے پہ بیچ پہ بیٹھے تھے۔ اور اس کا کلاس گروپ بھی۔ ساتھ ایک طرف سی آرکتاب لیے بیٹھا تھا۔

"یار مو گلی ایک بات تو بتا ۔۔۔" گھاس اکھاڑ کے پھینکتے ایک دم حمدان نے سی آر کو مخاطب کیا۔ سب اس کی طرف دیکھنے لگ گئے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"یار تیری منگیتر کو تجھ میں کیا نظر آیا۔ مجھے بھی بتا۔" ایک دم اٹھ کے اس کے پاس دھپ سے بیٹھ کے ہمیشہ کی طرح اس نے اپنے جیسا سوال کیا۔ موگلی نے عینک ناک پہ کر کے اسے گھورا۔ جبکہ کلاس کا گروپ بھی اب اس طرف متوجہ تھا۔

"دیکھو۔۔۔ وہ محبت کرتی ہے مجھ سے۔۔۔" سی آرنے انگلی اٹھا کے اسے کہا۔ اور ساتھ ہی ایسے دیکھا جیسے اسے یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

"واہ بھئی" "ارے واہ موگلی پسند کی شادی۔"

ہر کوئی سی آر کو اب تنگ کر رہا تھا۔

جبکہ حمدان اسے شوخ نظروں سے دیکھتا تنگ کر رہا تھا کیونکہ سی آر باش کر رہا تھا۔ اس کے شرمانے پہ حمدان کا قہقاہ بلند ہوا تھا۔

"اللہ کرے تمہیں بھی محبت ہو پھر میں بھی تمہارا ایسے ہی مذاق بناؤں۔۔۔" سی آرنے منہ بنائے حمدان کو دعا دی۔ "محبت اور حمدان درانی؟ موگلی محبت ایک کیڑا ہے اور حمدان درانی اس سے بڑا کیڑا" حمدان جملہ بول کے سیدھا گھاس پہ لیٹ گیا۔ کیڑے کو کیڑا کاٹے گا تو جنگ ہو گی جنگ۔۔۔ حمدان نے گردن موڑ کے سی آر کو دیکھتے جملہ پورا کیا۔ "ایک دنیا دیکھے گی جب درانی کو محبت ہوئی۔۔۔" حمدان نے اسماں کو تکنے گھاس پہ لیئے ہی مسکرا کے کہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"حمدان۔۔۔ سر قریشی کلاس میں آگئے۔۔۔ وہ بہت غصے میں لگ رہے ہیں۔۔۔" ایک لڑکا ہانپتا ہوا آکے بولا اور فوراً بھاگ گیا۔ سارے لڑکیاں لڑکے کلاس کی طرف بھاگے اور ان سب سے آگے حمدان درانی۔۔۔ "یار اس قریشی کو مشورہ کس نے دیا شادی کا۔۔۔ زندگی عذاب بنادی ہماری۔۔۔ بیوی سے لڑکے آجاتا ہے اور ہم پہ غصہ نکالتا ہے۔۔۔" تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے وہ بھاگتے کلاس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ بڑھا بھی رہا تھا۔

نالزہب

وہ کمرے میں آیا تو وہ سامنے ہی بیٹڈ پہ بغیر ڈوپٹے کے چہرے پہ کچھ لٹیں لٹک رہی تھیں۔ بال پاؤ اسٹ منہ میں دیئے پسپر کو کبھی چھوٹی اور کبھی بڑی آنکھیں کر کے دیکھ رہی تھی۔ اس کے کیوٹ کیوٹ فیں ایکسپریشن دیکھ کے میر نے بکشکل اس سے نظریں ہٹائیں۔ اس کے قریب جا کے دیکھا جہاں وہ کوئی پرولبم سالو کر رہی تھی۔

"میں مدد کروں؟" اس کی کاپی پہ سر جھکا کے دیکھ کے وہ پیچھے ہٹا بولا۔ "ہنہ۔۔۔ بس ہونے لگا ہے۔۔۔" پری نے سر نفی میں ہلا کے بغیر سراٹھائے میر شاہ کی مدد کو رد کیا تھا۔ میر نے اسے گھورا۔ وہ میر شاہ کی مدد کو رد کر رہی تھی؟ حد نہیں کر رہی تھی؟

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ابھی میں قدر نہیں کرتا۔۔۔" میر دانت پسیتے سوچتا دوسرا ی طرف آکے بیٹھا اور اسے گھورتا بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ پھر لیٹ گیا۔

"میر۔۔۔" جب بہت دیر کوشش کے بعد بھی پری سے وہ سالو نہیں ہوا تو وہ اسے پکار بیٹھی۔ وہ دل میں خوش ہوا لیکن کچھ نابولا۔

"یہ دیکھنا۔۔۔ پلیز آنس نہیں آ رہا۔۔۔" وہ جسٹر اس کی طرف کرتے بولی۔ "اب نہیں دیکھ رہا۔۔۔" وہ شان بے نیازی سے بولا۔

پری نے نامجھی سے اسے دیکھا۔ اس دن عینا کو توبڑے شوق سے سمجھایا تھا۔۔۔ "پری پچھے کو ہوتے اس پہ طنز کر گئی۔ میر نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ ایک منٹ۔۔۔ اس نے کب عینا کو سمجھایا۔ بہت دیر یاد کرنے کے بعد اسے یاد آیا۔ اوہاں۔۔۔ میر نے اس کی طرف دیکھ کے کہا۔ پری نے ہنہ کر کے سر جھٹکا۔ میر نے اسے نہیں بتایا کہ وہ اسے اپریس کرنے کے چکر میں اتنی عجیب حرکتیں کرتا رہا ہے۔

"دکھاؤ۔۔۔" بیڈ پہ بالکل اس کے قریب بیٹھ کے میر نے اس سے رجسٹر لیا۔ دو منٹ تک وہ پروبلم سالو کر کے اس کے سامنے کر چکا تھا۔

"غلط جواب۔۔۔" پری کے کہنے پہ میر نے اسے حیرت سے دیکھا۔ "ہاں یہ دیکھوں۔۔۔ 100 ہے جواب۔۔۔" پری نے اس کے دیکھنے پہ جلدی سے جواب دکھایا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ دوبارہ سالو کرنے لگا۔ پھر بھی پہلے والا آنس آیا تھا۔

“What the hell .. “

میر کو بہت غصہ آیا۔ جواب کیوں نہیں نکل رہا۔

”دکھاو۔۔۔ میں خود کر لیتی ہوں۔۔۔ تمہیں نہیں آتا تو بتا دیتے۔۔۔“ پری نے اس سے رجسٹر پکٹر کے اس پہ طنز کیا۔ پری اسے نالائق سمجھ رہی تھی؟ میر نے دوبارہ اس سے رجسٹر چھینا۔ ایک دفعہ۔۔۔ دو دفعہ۔۔۔ تین دفعہ۔۔۔ پھر وہی جواب۔

میر منہ جھنجھلاتے بار بار کر رہا تھا اور پری نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ”یہ۔۔۔“ میر نے گردن سیدھی کر کے اسے کچھ کہنا چاہا جب پری کی آنکھوں میں شرارت صاف نظر آئی۔
میر نے آنکھیں گھما نئیں۔ اس کی کتاب سے قیمت دیکھی۔ پری کا قہقاہ بلند ہوا۔ وہ غلط سوال اس سے کروار، ہی تھی۔۔۔ ”تم۔۔۔“ میر کا پار اساتویں آسمان کو چھونے لگا۔

”تم نے میر ادماغ خراب کر دیا۔۔۔“ کتاب پر رجسٹر بند کر کے زور سے رکھتے میر نے انگلی اٹھا کے اس سے کہا۔
”دیکھو۔۔۔“ پری نے بھی انگلی اٹھا کے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جو چیز تمہاری پہلے سے ہی خراب ہے اس کے لیے مجھے الزام مت دو۔۔۔" بھرپور سنجیدگی سے پریشے کی طرف سے طنز آیا تھا۔

میر کو دو منٹ تک سمجھ ہی نہیں آیا۔ جب سمجھ آیا تب تک پری بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم۔۔۔" دوسری طرف سے اٹھ کے اس کے سامنے آتے میرا بھی بھی غصے میں تھا۔ پری ایک قدم پیچھے کو جا رہی تھی اور میر ایک قدم اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"دیکھو میرے قریب مت آؤ۔۔۔" بھولومت طلاق کا حق میرے پاس محفوظ ہے "میر کے خونخوار تیور دیکھ کے وہ پیچھے کو جاتی اسے دھمکی دے رہی تھی۔" تم اگر میرے پاس آئے تو میں آلیار بھائی کو بتاؤں گی۔۔۔" وہ بالکل بالکل اس کے پاس آچکا تھا اور ابھی بھی وہ اسے دھمکی دے رہی تھی۔ اور وہ سمجھ رہی تھی کہ دھمکی سے میر شاہ کو ڈرالے گی۔ "میں بھائی کو۔۔۔" انگلی اٹھا کے پری اس سے کچھ کہتی وہ اس کی پیشانی پہ جھکا۔

پری کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ وہ پیچھے ہوا۔ " بتادینا جو بھی بتانا ہے اپنے آلیار بھائی کو۔" اس کے کان کے قریب جھک کے سر گوشی میں اس پہ طنز کرتا وہ کمرے سے چلا گیا۔ اور پری کی انگلی ابھی بھی وہیں ساکن تھیں۔" بد تیز۔۔۔" دو منٹ تک ہوش آنے کے بعد پری نے اسے کوسا اور اپنے رجسٹر کوبیگ میں ڈالتی وہ چیزیں سمیٹنے لگی۔ جب کہ میر کی حرکت پہ دل کی دھڑکن سوانیزے پہ تھی۔

میر سیڑھیاں اترتا باہر کی طرف بڑھ رہا تھا جب گارڈن میں اسے وشه نظر آئی۔ جو کہ اپنا سر پکڑے کر سی پڑھ گئی تھی۔ میر تیزی سے اس کی طرف آیا۔ "بھا بھی آپ ٹھیک ہیں؟" میر نے فوراً اس کی طرف جھک کے اس سے پوچھا۔ وشه نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ آنکھوں کے آگے اندر ہیرا ساتھا جس کی وجہ سے وہ میر کو صحیح سے دیکھ نہیں پائی۔ اس نے نفی میں سر ہلا�ا۔

"ہیے یو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ پری کو بلا کے لاو۔۔۔" مالی پاس کھڑا پودوں کو پانی دے رہا تھا جب میر نے اسے حکم دیا۔ اور گارڈن میں پڑے ٹیبل سے پانی جگ سے گلاس میں ڈال کے اس نے بھا بھی کو پلا یا تھا۔ اسے وہ آلیار کی طرح عزیز تھیں۔

پری تیزی سے ان کی طرف آئی۔ "بھا بھی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔" پری نے انہیں بازو پکڑ کے کھڑا کیا۔ "تم انہیں لاو۔۔۔ میں کارنکالتا ہوں۔۔۔" میر پری سے کہتا گیر اج کی طرف بڑھ گیا۔ وشه پری کو روک رہی تھی کیونکہ بس چکر ہی آرہے تھے اسے۔ اور یہ تو پچھلے دو تین دن سے ہو رہا تھا۔

لیکن پری اسے ساتھ لیے گیر اج کی طرف بڑھ گئی۔

میر نے راستے میں ہی آلیار کو کاں کی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
وہ اپنے آفس میں بیٹھا سامنے فارن ڈیلیگیشن کی گفتگو سن رہا تھا۔ جب ٹیبل پر اس کا موبائل نجٹ اٹھا۔ چونکہ
وہ اس وقت اہم کام میں مصروف تھا تو اس کا موبائل سامنے پہنچا۔ جس کی وجہ سے اسے میر کی آتی کال کا پتہ
نہیں چلا۔

میر نے کار ہسپتال کے باہر روکی۔ پری کو اشارہ کیا۔ وہ بھا بھی کو اندر لے گئی اور میر خود اب مراد کو کال ملارہا
تھا۔

مراد جو کہ آلیار کے آفس کے باہر کھڑا تھا اس نے جلدی سے کال پک کی۔ "بھائی سے بات کرواؤ۔"
چھوٹے شاہ کی طرف سے حکم آیا تھا۔

"بڑے شاہ میٹنگ میں ہیں۔" "مراد نے بتانا ضروری سمجھا۔" "میری بات کرواؤ۔" میر نے تینوں لفظوں
کو چبایا تھا۔

مراد اندر داخل ہوا۔ اور آلیار کے پاس جا کے اس کی طرف فون بڑھایا۔ آلیار نے نام صحیح سے اسے دیکھا اور
موبائل پکڑ لیا کیونکہ مراد اگر فون اندر لا لایا ہے تو ضرور کوئی بہت اہم بات ہو گی۔

دوسری طرف میر کی بات سن کے وہ ایک دم کھڑا ہوا۔ "واٹ۔۔۔ کیا ہوا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ٹھیک ہے وہ؟" وہ جلدی سے آفس سے باہر نکلتا بولا۔ مراد بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ سیکرٹری جیران تھی وہ اندر اتنی اہم میٹنگ چھوڑ کے کہاں جا رہا تھا۔ کال سننے کے بعد اپنے پیچھے بھاگتے مراد کو اس نے فون پکڑا یا اور خود بھی تیزی سے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

"سر--- آپ کہاں جا رہے ہیں۔ سر بہت امپورٹنٹ میٹنگ---" تیز رفتار سے چلتے آلیار نے بریک لگا کے اپنے پیچھے بھاگی سیکرٹری کو صرف ایک نظر دیکھا۔ وہ وہیں رک گئی۔ "سوری سر---" جیسے ہی آلیار کی نظریں اس پر پڑی وہ منمناتی رک گئی۔ وہ تیزی سے لفت کی طرف بڑھا۔

ہسپتال کے باہر کار رکی تو آج اس نے مراد کے دروازہ کھولنے کا بھی ویٹ نہیں کیا۔ بھاگتا ہوا وہ ہسپتال کے اندر داخل ہوا۔ سیدھا چلتے اسے میر نظر آیا۔ اس سے پہلے کہ وہ میر تک پہنچتا میر ڈاکٹر کے کیبن میں چلا گیا تھا۔ مراد باہر رک گیا جبکہ آلیار پہلی دفعہ حواس باخنگی سے کسی کے کمرے میں بغیر دستک دیئے داخل ہوا۔ سامنے ہی میر کھڑا تھا۔

Where is she ? Is she fine ... ? "

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

زیادہ تو طبیعت خراب نہیں ہے۔" تین قدم کے فاصلے پر میر کے پاس پہنچتے ایک ہی سانس وہ اتنا کچھ بول چکا تھا۔ جبکہ میر اسے دیکھ کے مسکرا گیا۔ اور ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی وشه نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ کمرے میں اس کی پریشانی سے بھر پور آواز اور اس کے کلوں کی خوشبویہ بتار ہی تھی کہ وہ آگیا تھا۔ ڈاکٹر وشه کو دیکھ کے مسکرا گئی۔

“Your husband?”

نالزہب

ڈاکٹر کے پوچھنے پر وشه نے سرا ثابت میں ہلا دیا۔ جبکہ میر آلیار کے آگے سے ہٹا تو اس کی نظر سامنے بیٹھی ڈاکٹر پہ پڑی۔ ڈاکٹر کے سامنے ہی وشه بیٹھی تھی لیکن اس کی پشت تھی آلیار کی طرف۔

"وش---" آلیار جلدی سے اس کی طرف بڑھا۔ وہ کھڑی ہو کے اس کی طرف گھومی۔ "آپ ٹھیک ہیں---" وہ قریب آتے اس سے پوچھ رہا تھا۔ وشه نے ابھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ زمین کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے پوچھنے پر سرا ثابت میں ہلا کے اس نے پری کو دیکھا جو کہ ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے اسے مسکرا کے دیکھ رہی تھی۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سب خاموش نظرؤں سے مسکرا کے آلیار کو دیکھ رہے تھے ڈاکٹر سمیت۔ اور آلیار و شہ کو جو کہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ وہ ٹھیک لگ رہی تھی لیکن آلیار کی ابھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟" آلیار نے میر سے پوچھا۔

"بھا بھی سے پوچھ لیں۔۔۔" میر نے کندھے اچکا دیئے۔ آلیار نے و شہ کو دیکھا جو میر کو گھور رہی تھی۔ "کوئی بتائے گا پلیز۔۔۔"

نالزح

I'm getting worried "

و شہ کے جھکے سر اور میر کی مسکراتی نظرؤں کو دیکھ کے وہ جھنجھلا کے بولا تھا۔ "مسٹر شاہ۔۔۔ آپ کی بیوی کنسیو کر رہی ہیں۔۔۔" ڈاکٹر نے کھڑے ہوتے مسکرا کے آلیار سے کہا۔ جو ایک دم ساکن و شہ کو دیکھ رہا تھا۔

Congratulations future dad"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ڈاکٹر نے مسکرا کے اسے مبارک باد دی اور ڈاکٹر باہر کی طرف بڑھ گئیں۔ جب کہ آلیار جوش سے وشهہ کی طرف بڑھ کے اسے گلے لگا گیا۔

پری کامنہ کھل گیا۔ میر نے مسکراتے پری کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے اسے اپنے حصار میں لیا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ پری نے اس کے حصار سے نکل کے اس کے بازو پہ مکامار۔ وہ دونوں بھائی اس معاملے میں بے شرم تھے۔ تھوڑے سے۔

نالزہب

وہ تھانے سے واپس جا رہا تھا۔ یہی کوئی آٹھ بجے کا وقت ہو گا۔ جب اسے سٹرک کنارے ایک گاڑی کھڑی ملی۔ سنسان سٹرک تھی۔ اور ہر طرف اندر ہیرا پھیل رہا تھا۔ جبکہ کار کا ڈرائیور کار دیکھ رہا تھا اور پاس ہی کوئی انکل آنٹی کھڑے تھے۔ ولی نے ارد گرد دیکھا۔ اور اپنی پسٹل نکال لی۔ وہ الٹ ہوا تھا۔ کیونکہ یہ کوئی ٹریپ بھی ہو سکتا تھا۔

اس نے جیپ ایک طرف روکی اور باہر نکلا۔

“Hi sir .. May I help you? ”

ولی نے اس آدمی کے پیچھے کھڑے ہو کے کہا۔ آدمی اور آٹھی دونوں پلٹے۔ مسز زاہد درانی نے ذاہد صاحب کو دیکھا۔ اس سے پہلے کے وہ جواب دیتے ڈرائیور بولا۔ "صاب جی۔۔۔ کسی مکینیک کو بلانا پڑے گا۔۔۔" ڈرائیور نے کار کا بونٹ بیچ کرتے کہا۔

مسز زاہد درانی نے پریشانی سے ذاہد صاحب کو دیکھا۔

"سر۔۔۔ میں دیکھوں؟" سامنے پولیس کی وردی میں نوجوان نے ان کو مدد کی آفر کی۔ "شیور بیٹا جی۔" ذاہد صاحب نے کار کی طرف اشارہ کیا۔

پانچ منٹ تک وہ دیکھتا رہا۔ اور پھر ڈرائیور کو کار سٹارٹ کرنے کا کہا۔ کار نہیں چلی تھی۔

"ذاہد۔۔۔" مسز زاہد درانی نے پریشانی سے انہیں پکارا۔ "اگر آپ برانامانے تو میں آپ کو ڈرائپ کر دوں۔۔۔" ولی نے گھٹری پہ وقت دیکھتے انہیں مدد کی آفر کی۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ولی کو۔

دونوں مسکراتے اور اس کے ساتھ جیپ میں بیٹھ گئے۔

وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ مسٹر زاہد درانی اس کے ساتھ بیٹھے تھے اور ان کی بیوی پیچھلی سیٹ پر۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بیٹا جی شادی شدہ ہیں آپ؟" مسز زاہد درانی نے ایسے ہی بوریت ختم کرنے کو پوچھا۔ وہ مدھم سما مسکرا ایا۔ "نہیں۔۔۔" نفی میں سر ہلا کے اس نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

"زاہد مجھے تو عین کی فکر ہو رہی۔۔۔ حمدان نے اسے تنگ کر رکھا ہو گا۔۔۔" وہ عینا کو اکثر پیار سے عینی بولتی تھیں۔ "آپ کے لاڈ لے کو اور آتا کیا ہے؟" انہوں نے گردن موڑ کے مسز زاہد درانی پہ طنز کیا۔

"آپ کا بھی کچھ لگتا ہے۔۔۔" انہوں نے منه بنائے کے کہا۔ ولی ان دونوں کو لڑتے دیکھ رہا تھا۔ "میری تو بیٹی ہے۔۔۔ سکھڑ۔۔۔" انہوں نے سر سیدھا کر کے فخر سے بیٹی کا زکر کیا اور پھر ولی سے کہا۔

"بیٹا جی اس طرف۔۔۔" ولی اس گلی مڑتے ٹھٹکا۔ اسی گلی میں محبوبہ کا گھر بھی تھا۔ اور اس کے گھر سے پاس سے وہ جیپ آگے لے کے جانے لگا جب وہ بولے۔

Novel Hub

"بیٹا جی۔۔۔ بس۔۔۔" ولی نے ایک دم بریک لگائی۔

"انکل یہ۔۔۔" اس نے روک کے حیرت سے پوچھا۔ انکل نے اثبات میں ہلا دیا۔ مطلب وہ عینا درانی کے والدین تھے۔ ولی نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور ان دونوں کو دیکھ کے مسکرا ایا۔

"بیٹا جی آئیں نا۔۔۔" آنٹی نے پیار سے اسے مخاطب کیا۔ کتنی میٹھی زبان تھی ان کی۔ جب کہ بیٹی تو جتنی دفعہ بھی ملی ولی سے زہر ہی اگلتی تھی۔ "نہیں۔۔۔ میم ما مویٹ کر رہی ہو گئی۔۔۔ سوری۔۔۔" دل چاہ بھی رہا تھا کہ وہ اندر چلا جائے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"بیٹا جی میں بھی ماما جیسی ہوں اچھا لگے گا مجھے بس ایک کپ چائے۔۔۔" انہوں نے اصرار کیا تھا۔ ولی اتر آیا۔ اتر کے اس نے ہانی کو میسح کر دیا کہ وہ کچھ لیٹ ہو جائے گا۔ اور ان کے ساتھ مسکراتا اندر کی طرف بڑھا۔

"میں کہیں چلی جاؤں مجھے بس اپنے بچوں کی فکر رہتی ۔۔۔" وہ ولی کو بتاتی اندر بڑھ رہی تھیں۔

"جیسے آپ کے بچے ہیں فکر بنتی بھی ہے۔" ان کی بات پہ مسکراتے ولی نے دل میں سوچا۔ جیسے ہی وہ میں دروازے سے اندر داخل ہوئے ایک اڑتا ہوا انڈہ چوہدری کے سواگت میں آیا اور اس سے پہلے کہ وہ سنھلتا انڈہ اس کی شرط کو سلامی پیش کر گیا۔ ولی نے جھک کے اپنی شرط دیکھی اور سامنے دیکھا جہاں پاپا کی سکھڑ بیٹی اور ماما کا لاڈلہ ایک دوسرے سے لٹڑ رہے تھے اور عیناً حمدان کے پیچھے بھاگتی اسے انڈے مار رہی تھی۔ اور انہی میں سے ایک انڈہ اڑتا ہوا اور دی والے کی وردی خراب کر گیا تھا۔ اپنی وردی کو دو منٹ تک دیکھتا وہ سوچ رہا تھا کیا ضرورت تھی اندر آنے کی۔ جب کہ میں دروازے میں کھڑے ڈیڈ اور موم کی طرف حمدان اور عینا بھی دیکھ رہے تھے۔ موم اور ڈیڈ کی آنکھیں صدمے سے کھلی تھیں۔ اور عینا کا ہاتھ فضامیں بلند ایک انڈہ جو کہ وہ حمدان کو مارنے جا رہی تھی اسی پوزیشن میں معلق تھا۔ حمدان اپنا بچاؤ کرنے جھک کے کھڑا تھا۔ رضیہ صوفیہ پر چڑھی ان کی لڑائی کو شاید شو سمجھ رہی تھی۔

موم اور ڈیڈ نے شرمندگی سے ولی کو دیکھا۔

عینا کا بس ناچلا وہ غائب ہو جاتی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"سوری بیٹا جی۔۔۔" ولی کی طرف دیکھ کے ماماثر مندگی سے بولیں۔ "حمدان ادھر آؤ۔۔۔ انہیں اپنی کوئی شرط دو۔۔۔ اور تم" مومن نے عینا کی طرف انگلی کر کے تم کو اچھا خاصہ چبایا۔

"ان کی شرط دھو کے دو۔۔۔" مومن نے ان دونوں کو حکم دیا۔ "نمیم۔۔۔ سوری لیکن بہت زیادہ دیر ہو جائے گی۔" ولی ان کی بات پہ ان کی شرمندگی کم کرنا چاہ رہا تھا۔

"پلیز بیٹا جی۔۔۔" حمدان اس کے قریب آگیا تھا۔ ان کے اتنے پیار سے کہنے پہ وہ دونوں ولی کو لیے حمدان کے کمرے کی طرف بڑھے۔ جبکہ حمدان نے کمرے میں جا کے اسے اپنی فیورٹ شرط نکال کے دی۔ عینا نے ایک دفعہ بھی ولی کو نہیں دیکھا۔ ولی نے واش روم جا کے شرط بدی اور اپنی شرط واپس آکے عینا کی طرف بڑھائی۔

عینا نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ چلتی نظریں۔ ولی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ایک ارفعہ زمان چوہدری تھی جو مرتبی تھی اس وردی والے پہ۔ ایک عینا درانی تھی جسے یہ وردی والا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اور ایک وہ تھا وردی والا۔ جسے ناتوارفعہ کی توجہ پسند تھی اور ناہی اب عینا درانی کا اسے نظر انداز کرنا بھایا تھا۔ وہ شرط چھین کے واش روم دھونے چلی گئی اور حمدان اسے لیے نیچے ڈرائیگ رومن میں آیا۔

وہ شرط کو بالٹی میں ڈال کے سرف ڈال رہی تھی۔ اور پھر اس نے شرط کو خاصہ دھویا۔ شرط کو اس نے ولی ہی سمجھ لیا تھا جو کہ اسے وہ رگڑ رگڑ کے دھور رہی تھی۔ "یہ ایس پی تو جان کا عذاب ہی بن گیا ہے۔۔۔" دو ہاتھوں کے درمیان شرط کو رگڑتی وہ منہ بناتے بول رہی تھی۔

"باجی۔۔۔" رضیہ پراندہ گھماتی واش روم کے دروازے پہ کھڑی اسے بلا رہی تھی۔ "کیا ہے۔۔۔" وہ ترٹخ کے بولی تھی۔ "آئے ہائے باجی۔۔۔ ایس پی کا غصہ مجھ پہ کیوں نکال رہی ہیں۔۔۔" وہ قریب آتی بالٹی میں جھانکتے بولی

"تم۔۔۔ اٹھاؤ یہ۔۔۔ اور سپن کرو اس کو" شرط کی طرف اشارہ کرتے وہ بولی۔ "باجی۔۔۔" رضیہ نے منہ بنایا۔ اور اٹھا کے شرط کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔ "صحیح سے پکڑو۔۔۔" عینا نے اسے گھورا۔ "سپن کرو۔۔۔" اور ہاں جلدی لاو۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ واش روم سے نکلتے وہ دوبارہ مڑی۔ "استری بھی کر کے لاو۔۔۔" رضیہ کو پنگا بھاری پڑ گیا تھا۔

"باجی۔۔۔" رضیہ نے باہر جاتی عینا کو پھر سے پکارا۔ لیکن وہ باہر جا چکی تھی۔

وہ سیڑھیاں اتر کے آر رہی تھی نظر سامنے ولی پہ پڑی جو کہ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہاتھ میں شاید کافی تھی۔ عینا کو اس کا اتنے رعب سے بیٹھنا بالکل پسند نہیں آیا۔ بھلا داما د تھوڑی ہے اس گھر کے۔ کیسے چڑھ کے بیٹھا ہے۔ اور جب عینا کو یاد آیا کہ وہ اکلوتی بیٹی ہے اس گھر کی۔ تو اپنی داما د والی سوچ پہ اس نے دو دفعہ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

لعنت بھجی تھی۔ آخری سیرٹ ہمی پہ پاؤں رکھتے اس کامنہ کھل گیا۔ کیونکہ ولی نے جو شرٹ پہنی تھی وہ عینا نے حمدان کو دلائی تھی اپنے پیسوں سے۔

"ہائے۔۔۔" خواب میں ہی اس کا دل پہ ہاتھ پڑا۔ کیونکہ اس کے بالکل سامنے وہ بیٹھا ہے تو اس کے سامنے تو نہیں کر سکتی نا۔ سمجھا کرو یار۔

"میم۔۔۔ پلیز میری شرٹ منگوادیں۔۔۔ ماما پریشان ہو رہی ہو گئی۔۔۔" ولی اٹھتا بولا۔ تب تک رضیہ اس کی شرٹ لے آئی تھی۔ اس نے ولی کی طرف شرٹ بڑھائی۔ ولی نے ایک نظر خود کو دیکھتی عینا کو دیکھا اور پھر حمدان سے ہاتھ ملا یا۔ انکل اور آنٹی سے پیار لیتا وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

حمدان اسے باہر تک چھوڑنے آیا تھا۔ عینا بھی گیٹ میں کھڑی ہو گئی۔

"حمدان۔۔۔ یہ شرٹ میں نے تمہیں دلائی تھی اپنے پیسوں سے" گیٹ کے پاس کھڑی عینا نے اوپھی آواز میں کہا۔ اپنے پیسوں پہ خاصہ زور دیا تھا اس نے۔ ولی نے ایک دفعہ پہنی ہوئی شرٹ دیکھی اور دوسرا دفعہ مڑ کے عینا کو دیکھا۔ "شرٹ واپس آنی چاہیے۔۔۔ دھو کے استری کر کے۔۔۔" گیٹ سے باہر سرنکالے وہ ولی کو سنا رہی تھی۔ جبکہ حمدان اسے گھور رہا تھا لیکن وہ ناولی کو دیکھ رہی تھی نا حمدان کو۔

ولی مسکرا یا تھا۔ اب تو وہ یہ شرٹ کسی صورت واپس نہیں کرے گا۔ جیپ میں جمپ لگا کے وہ بیٹھا اور حمدان کو دیکھتا ٹارٹ کر کے چلا گیا۔ حمدان عینا کی طرف بڑھا۔ "تم نے شرٹ کا کیوں کہا۔ کتنا بر الگتا ہے۔۔۔" حمدان نے آگے چلتی عینا سے کہا۔ "میری بلا سے وہ تمہاری ساری شرٹس لے جاتا۔

عینا نے کندھے اچکائے۔ "لیکن وہ شرت۔۔۔" وہ مڑی۔ "میرے پسیوں سے آئی تھی۔ حق حلال کے پسیوں سے۔۔۔" عینا نے حق حلال پہ اتنا زور دیا جیسے اس نے مزدوری کر کے وہ شرت حمدان کو لے کے دی ہو۔ حمدان نے اسے گھورا لیکن وہ اندر کی طرف بڑھ چکی تھی۔

نالزہب

وہ کمرے میں آیا۔ اور جاندار مسکر اہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا۔ اسے سو فیصد یقین تھا آج وہ کمرے میں نہیں ہو گی۔ اور ہوا بھی وہی۔ وہ کمرے میں نہیں تھی۔ ہسپتال میں بھی ایک دفعہ بھی اس نے سر اٹھا کے آلیار کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے گھر تک چھوڑ کے دوبارہ آفس چلا گیا تھا۔ اب واپس آیا تو وہ کمرے میں نہیں تھی۔ آلیار فریش ہو کے کمرے سے باہر آیا۔ اسے لاڈنخ اور کچن میں دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

پھر وہ باہر لان کی طرف بڑھا۔ وہ وہاں شال لیے آہستہ آہستہ چلتی چکر لگا رہی تھی۔ وہ اس کے پیچھے جا کے سینے پہ ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو گیا۔ وہ آگے جا کے واپس مڑی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کے مسکرا یا۔ بلکہ سی مسکرا ہٹ۔

"آپ کب آئے" وہ اپنے گرد شال لپیٹنے لیے بولی۔ اور وہیں رک گئی۔

"مجھ سے شرمانا بند کریں وشه پلیز۔۔۔" اس نے ہاتھ کھڑا کر کے وشه سے منت کی تھی۔ وشه نے نظر جھکا کے مسکرا ہٹ روکی۔ "آپ کا شرمانا مجھے بہت اپیل کرتا ہے۔۔۔" وہ اس کے قریب آکے اسے شال سے پیٹتا بولا اور اس کے گرد اپنا حصار باندھتا کمرے کی طرف چلنے لگا۔
 "کیا کیا سارا دن۔۔۔" اسے ساتھ لیے کمرے کی طرف بڑھتے وہ پوچھ رہا تھا۔ "ام۔۔۔ کچھ خاص نہیں۔" وشه نے سوچ کے بتایا تھا۔

"کبھی میں آپ سے پوچھوں اور آپ کہیں کہ آپ کا پورا دن میری یاد میں گزر۔۔۔ کبھی۔۔۔" وہ کمرے میں داخل ہو چکے تھے اور وشه کو پتہ چل گیا آج وہ اسے تنگ کرنے کے موڑ میں تھا۔

"کم سے کم یہ ٹھر کیوں والے ڈائیلاگ میں نہیں بول سکتی۔۔۔" وہ شال اتار کے الماری میں رکھ رہی تھی۔ "ٹھر ک؟" آپ کو میری محبت ٹھر ک لگ رہی؟" آلیار کامنہ صدمے سے کھلا۔ "ہاں جی۔۔۔" وشه نے مسکرا ہٹ دباتے اسے چھیڑا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

آلیار نے اسے چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھا۔ "میں کیا سوچ رہا تھا۔۔۔" بیڈ پہ بیٹھ کے اوپر کوٹا نگیں کر کے اس نے وشه کو کہا۔

"کیا؟" وشه اس کا لیپ ٹاپ اٹھا رہی تھی۔

"آلیار۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وشه نے سنجیدگی سے اسے پکارا۔ آلیار رک کے اسے دیکھنے لگا۔ "آپ کو کبھی مجھ میں سے اور ہمارے بچے سے کسی ایک کو چننا پڑا آپ کسے چنیں گے؟" وشه اس کے پاس آتی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

آلیار کے چہرے پہ ایک دم سخت تاثرا بھرا تھا۔
"مجھے یہ سوال پسند نہیں آیا۔۔۔" اس نے وشه کا ہاتھ پکڑ کے سنجیدگی سے جواب دیا۔

" بتائیں ناپلیز۔۔۔" وشه نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ "وشه۔۔۔" لبج کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں بھی سختی آئی تھی۔ "میں بس جزل نالج کے لیے پوچھ رہی تھی۔۔۔" بیڈ پہ اس کے ساتھ لگ کے بیٹھ کے وشه نے کہا۔

"لیٹ جائیں۔۔۔" اسے خود سے دور کر کے آلیار نے سنجیدگی سے کہا۔ اور اپنی جگہ پہ لیٹ گیا۔ وشه کو رونا آیا تھا۔ "آلیار۔۔۔" اس نے دو منٹ بعد اسے پکارا۔ "وشه پلیز۔ سو جائیں۔۔۔" وہ بے رخی سے بولا۔ دو منٹ بعد ہی وشه کی ایک ہچکی اسے سنی۔ وہ ہٹر بڑا کے اٹھا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اس نے رونا شروع کر دیا تھا۔ آلیار نے خود کو کمپوز کیا۔ "سوری۔۔۔ میں بس پوچھ رہی تھی۔۔۔" وہ سوں سوں کرتی بولی۔ ناجانے کیوں وہ اتنی معصوم تھی۔ "چپ کریں یار۔۔۔" آلیار نے اس کے گرد حصہ بنا دیا۔ "آپ نے بتایا نہیں۔۔۔" اس کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی تھی۔

"میں خود کو چنوں گا۔۔۔" آلیار نے وشه کی توقع کے بر عکس جواب دیا تھا۔ وشه نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "آپ کا آپشن نہیں ہے۔۔۔ میں اور ہمارا بچہ۔۔۔" وشه کے بات دھرائی۔

"آپ کو لگتا ہے آپ کے بغیر میں کچھ ہوں؟" اس نے اٹھا سوال کیا۔ وشه اسے دیکھنے لگ گئی۔

"میں خود کو چنوں گا۔۔۔ اور میں آپ سے ہی ہوں وشه۔۔۔" اس کے اظہار پہ وہ پھر شرمائی تھی۔ ایک تو وہ شرمائی بہت تھی۔ آلیار نے دل میں سوچا۔ "سو جائیں۔۔۔ زیادہ سوچیں مت۔۔۔ ہمارا بے بی بھی پریشان ہو گیا ہو گا۔۔۔" آلیار نے اس کا دھیان بتایا۔ وہ مسکراتی لیٹ گئی۔

وہ مند ہمی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اٹھو یار۔۔۔" اس نے پھر سے پری کو جھنجھوڑا۔ "کیا ہے میر۔۔۔" پری نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ اور اپنا سر دوبارہ سرہانے پہ ٹੁخ دیا۔

"پری۔۔۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ یار اٹھو۔۔۔" اس کو بازو سے اٹھا کے میر نے بیڈ پہ بٹھا دیا تھا۔ پری نے گردن موڑ کے وال کلاک پہ وقت دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
رات کے دونج رہے تھے۔ اس نے مڑ کے میر کو دیکھا جو معصوم سی شکل بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔
”مجھے نیند آرہی۔۔۔“ وہ اس کی معصومیت کو نظر انداز کرتی پھر لیٹ گئی۔

”اٹھو۔۔۔ یار۔۔۔“ میر نے پھر سے اسے اٹھایا۔ ”کیا مسئلہ ہے آپ کا۔۔۔“ میر سے اپنا بازو چھڑواتے وہ غصے سے بولی۔ ”تم نے کہا تھا تم میرے سارے لاذ اٹھاؤ گی۔۔۔“ اسے بیڈ سے کھڑا کرتے میر نے اسے یاد کروایا۔ پری نے اسے دیکھا۔ منہ بناتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور بالوں کا جوڑا بناتی وہ باہر کی طرف جانے لگی۔ جب میر نے اسے دوبارہ روکا۔ ”منہ دھو کے جاؤ۔۔۔“ ایک اور نئی فرمائش۔ پری نے اسے غصے سے گھورنا چاہا۔

میر نے اس کا دوپٹہ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ لیتی واش روم چلی گئی۔ پھر باہر آئی تو وہ بھی دروازے میں کھڑا تھا۔ پری کچھ کی طرف بڑھ گئی۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی چل پڑا۔

س

پری نے کھانا گرم کیا۔ ”کافی بھی۔۔۔“ وہ اس سے کھانا پکڑ کے وہیں کچھ میں بیٹھ کے کھانے لگا اور ایک اور نئی فرمائش کر دی۔

پری نے لمبا سانس خارج کیا اور اس کے لیے کافی بنانے لگی۔ ”کمرے میں لے آنا۔۔۔“ وہ برائے نام کھانا کھا کے اٹھتا سے نیا حکم دے گیا۔

پری کی نیند سے بری حالت ہو رہی تھی۔ اس نے ٹرے میں اس کا مگ رکھا اور کمرے میں لائی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ کمرے میں نہیں تھا۔ ٹیرس کی لائیٹ جل رہی تھی۔ وہ مگ لیے اس طرف چلی گئی۔ جہاں وہ ریلنگ پر جھکا کھڑا تھا۔ "کافی۔۔۔" پری نے اسکی طرف کافی بڑھائی۔ ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ چاند کی روشنی سے ماحول فسوں خیز تھا۔ ہلکی سی ہوا چل رہی تھی۔ کتنا پر سکون تھا۔

وہ واپس مڑنے لگی جب میر نے اس کی کلائی پکڑی۔ "کہاں؟" اس نے ایک ہاتھ میں مگ پکڑے لبوں کو لوگایا اور دوسرا ہاتھ میں پری کی کلائی پکڑی۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ اس نے نرمی سے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے نکالی

"چپ چاپ کھڑی رہو۔۔۔" اسے اپنے ساتھ لگاتے وہ بولا۔ پری نے آنکھیں نکالتے اسے دیکھا۔ "تم نے کہا تھا تم میرے سارے لاڈ اٹھاؤ گی۔" لبوں تک مگ لیجاتے وہ دوبارہ بولا۔

پری نے لمبا سنس خارج کیا۔ وہ اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ اور وہ ہو بھی رہی تھی۔ تمہیں پتہ ہے تم سے پہلے کئی لڑکیوں سے ریلیشن شپ میں رہا ہوں" میر سامنے دیکھتا بولا۔ پری نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ "فزیکل؟" پری کے منہ سے پھسلا۔ فوراً سے پیشتر اسے احساس ہوا وہ کچھ غلط بول گئی تھی۔ اس بار میر نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ اس سے نظر چڑا گئی۔

"نہیں۔۔۔ برآ ہوں پر اتنا بھی نہیں ہوں۔۔۔ اپنی حدود جانتا ہوں۔۔۔" میر نے کافی کا ایک اور گھونٹ لیا۔

"صرف ڈیٹ تک۔۔۔ چیٹ تک۔۔۔" وہ اسے بتا رہا تھا۔ پری نے گہر انس لیا۔ کتنا مشکل تھا اس سے اس کا ماضی سننا۔ لیکن وہ جانتی تھی وہ اسے سنانے ہی کھڑا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جتنی لڑکیوں سے میرا تعلق رہا سب ان کی طرف سے ہی زیادہ ہوتا تھا یہ کہہ لو کہ ان کے قدم بڑھانے پر میں بھی بڑھا دیتا۔ وہ ساری ہائی سوسائٹی کی لڑکیاں تھیں جہاں ایک لڑکا اور لڑکی کا بات کرنابر انہیں سمجھا جاتا" وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔ پری کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہمت چاہیے تھی اسے اپنا آپ پری پر عیاں کرنے کی۔ اور کم سے کم وہ پری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے یہ سب مان نہیں سکتا تھا۔ میر نے لمبا سانس خارج کیا۔

"میں گلطی ہوں۔۔۔" اس نے پری کو دیکھا تھا۔ پری مسکراتی تھی اس کی بات پر۔ "کفار ادا کرلو۔" پری نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

میر نے نامسجدی سے اسے دیکھا۔ "ہر کسی سے گناہ ہوتے ہیں۔ کوئی بھی پرفیکٹ نہیں ہوتا۔ اور تو اور لوگ گناہ کر کے بھی خود کو غلط نہیں مانتے۔ ان کے پاس ہزاروں دلائل ہوتے ہیں خود کو صحیح ثابت کرنے کے لیے۔ لیکن ہمت چاہیے اپنے کیے گناہوں کو مان کے شرمندہ ہونے کے لیے۔ اور اللہ کو پسند ہیں پر ہیز گار۔ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کے اس سے معافی مانگ لینے والے۔۔۔" اس کے بازو پر اپنے دونوں ہاتھ جماتے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھو وہ اسے جہالت کے اندر ہیروں سے ایمان کی روشنی میں لا رہی تھی۔

"گناہ کم نہیں ہیں میرے" میر کا ایمان بہت کمزور تھا۔ "اللہ کی رحمت سے کم، ہی ہیں۔" پری نے آنکھیں موند کے مسکراتے کہا۔ "تم چاہتی ہو میں اب مولوی بن جاؤں؟" میر نے اس کی طرف دیکھا۔ پری نے بھی نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتِ عشق از قلم مہرین سعید

پری نے نفی میں سر ہلا�ا۔ "اسلام کو مولویوں تک محدود کرنا سر اسرابے وقوفی ہے۔" پری نے سراٹھا کے اسے جواب دیا۔

"مجھے اللہ سے محبت نہیں ہوئی کبھی۔۔۔ سوری۔۔۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھا کے کہہ رہا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔
"اللہ سے محبت تو ہماری گھٹی میں شامل ہے۔۔۔" پری نے کندھے اچکاتے کہا۔

"مجھے نہیں ہے۔۔۔" وہ بھی کندھے اچکا گیا۔

"ہو جائے گی" پری کے لمحے میں یقین تھا۔ بھلا اللہ کی محبت کے بغیر بھی کوئی سانس لے سکتا ہے؟ وہ اگر سانس لے رہا تھا تو بد قسمت تھا اسے پریش خوش قسمت بنائے گی۔
"شايد ہو جائے۔" وہ بھی بھی بے یقین تھا۔

"عشق حقیقی کا پہلا قدم عشق مجازی ہے۔" پری نے اس کا گہرے اس کے ہاتھ سے پکڑ کر ریلنگ پہ ٹکا دیا۔ "اور عشق حقیقی ہو یا مجازی۔۔۔ واجباتِ عشق میں سب سے پہلے محبوب کی چاہ ضروری ہے۔" وہ بہت مشکل زبان بول رہی تھی۔ "تمہیں مجھ سے عشق ہے۔ اور مجھے اللہ سے۔ تو تمہیں بھی اللہ سے ہو جائے گا۔" پری نے آسان الفاظ استعمال کیے۔ وہ کھل کر ہنسا تھا اس کی بات پر۔

"محبوب کا محبوب رقیب ہوتا ہے۔" میر نے اس کی بات کو غلط ثابت کرنا چاہا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"وہ محبت میں ہوتا ہے۔ عشق میں محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔۔۔" پری نے اس کی بات کا جواب دے کے اسے متاثر کیا۔ وہ سر ہلاتا اس کی طرف دیکھ کے مسکرا کیا۔ "مطلوب تم سے محبت کے لیے اللہ کی محبت ضروری ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔" پری نے اس کی بات کی نفی کی۔

"تمہیں ایک آسان ساحل بتاؤ۔۔۔" وہ اس کے قریب ہوئی۔ " بتاؤ۔۔۔" وہ بھی تجسس لیے بولا۔

"اللہ کی محبت پانے کا آسان طریقہ اس کی مخلوق سے ہو کے گزرتا ہے۔۔۔" میر کو سمجھ نہیں آئی۔ " اس کی مخلوق سے محبت۔۔۔" جیسے ہی میر کو سمجھ آئی اس نے منہ بنایا۔ " سوری میں اچھا ہونے کا ڈرامہ نہیں کر سکتا۔۔۔" اس نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ پری ابھی کے لیے چپ کر گئی۔ جانتی تھی اتنی ڈوز کافی تھی اس کے لیے۔ باتیں کرتے اتنا وقت گزر گیا کہ دور کہیں مسجد میں آذان سنائی دی۔ پری مسکرا کی۔ اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ بیڈ پہ لیٹ گیا جب وہ وضو کر کے آئی۔ "اب جاگ تو رہے ہو نماز ہی پڑھ لو۔۔۔" پری نے مسکرا کے کہا۔ "سوری۔۔۔ میں اپنی جوانی اللہ ہو میں بر باد نہیں کر سکتا۔۔۔" اس نے منہ بنایا۔ "ہائے میں قربان اس جوانی پہ جو اللہ ہو میں بر باد ہو جائے۔۔۔" پری نے اس کی بات کا جواب دیا اور نیت باندھ لی۔ پری نے اسے فورس نہیں کیا۔ جانتی تھی وہ دین میں کوئی جبر نہیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
اس نے مڑ کے اسے دیکھا جو نماز شروع کر چکی تھی۔ وہ خود تو پاگل تھی۔ اسے بھی کر رہی تھی۔ اس نے پھر سے سر سرہانے پر رکھ کے آنکھیں موند لیں۔ وہ بد لنا چاہتا تھا اور قدم بھی نہیں بڑھا رہا تھا۔ اسے سمجھنے کی ضرورت تھی کہ اللہ کی طرف پہلا قدم اسے خود بڑھانا تھا۔

دن اسی کسل مندی سے گزر رہے تھے۔ زندگی میں کچھ خاص نہیں ہو رہا تھا۔ ولی تھا جو اپنے فرائض ادا کر رہا تھا۔ آلیار تھا جو وہ کو پاؤں تک زمین پر رکھنے نہیں دے رہا تھا۔ میر تھا جو کہ پری کو "تم نے کہا تھا تم میرے سارے لاڈاٹھاؤگی۔" "والے جملے سے بلیک میل کر رہا تھا۔ زندگی تھی۔ چل رہی تھی۔ ہانی، عینا اور پری کی یونی کی لاکف چل رہی تھی۔ ہل چل تو زندگی میں تب آئی جب ولی نے مسز چوہدری کے سامنے اپنا مدعا رکھا۔ ہانی ایک طرف حیران تھی تو دوسرا طرف وہ۔ اسے پسند آئی تھی تو عینا درانی؟ ہیں۔؟ یہ حادثہ کب ہوا۔ ولی کچھ گیا تھا اس غریب کا نام لے کے۔ کیونکہ ہر کوئی الگ الگ کال کر کے پوچھ رہا تھا۔

ابھی بھی وہ وہ شے کو مطمئن کر کے ہٹا تھا جب حمزہ اور زین کی انٹری ہوئی۔ وہ دونوں اسے گھور رہے تھے۔ مطلب بات ان دونوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔ "تم دونوں نے میرے پیچھے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں؟ ولی نے کرسی سے ٹیک لگا کے سکون سے پوچھا۔ کیونکہ ناجانے کیسے وہ ولی کی ایک ایک بات پر نظر رکھتے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

زین نے حمزہ کو دیکھا اور حمزہ نے ولی کو انگلی اٹھا کے کچھ کہنا چاہا۔ ولی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کی انگلی کو گھورا۔ وہ فوراً انگلی اپنی کمر پہ کر گیا۔ "آپ شادی کر رہے ہیں؟" ولی سے بے یقینی سے پوچھا گیا تھا۔ "اس سوال کا مقصد؟ حمزہ کو ولی نے گھورا۔" آپ نے مجھے انوائیٹ نہیں کیا۔ "وہ زین کے کندھے پر سر رکھ کے مصنوعی رونے لگا۔" میری دعاوں کا نتیجہ ہے کہ آج آپ گھروالے ہو رہے ہیں اور آپ نے مجھے پوچھا ہی نہیں۔ "وہ زین میں گھستا بول اور رورہا تھا۔ ولی اٹھ کھڑا ہوا۔" آپ کی اجازت ہو تو میں شادی کر لوں اے ایس پی حمزہ؟" ولی نے قریب آکے اس سے اجازت لی۔ سرا سر طنزیہ انداز۔

"جی۔۔ آپ کا حق ہے گھر بسانا۔" حمزہ سینہ چوڑا کرتے بولا۔ "میں بھی یہی کہنے والا تھا اے ایس پی۔۔۔ میرا حق ہے یہ۔" وہ اس کی شرط سے سلوٹ نکالتا بولا۔ "لڑکی کون ہے۔۔۔" حمزہ نے ایک دم اس کے قریب ہو کے ایسے پوچھا جیسے وہ اس کا سینئر نہیں بلکہ چھوٹا بھائی ہو۔

(بھائی کو نسے والی کو پڑایا۔۔۔) ولی نے اسے گھورا۔ ایک تو وہ گھورتا بہت ہے۔ "عینا درانی۔۔۔" ولی جا کے دوبارہ اپنی سیٹ پہ بیٹھتا بولا۔

"کیا۔۔۔" وہ دونوں ایک ساتھ چیخنے۔ "وہ۔۔۔" زین کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ "محبوبہ۔۔۔" حمزہ نے اس کی بات پوری کی۔ "ابھی صرف گھر بتایا ہے۔۔۔ وہ خود بھی لا علم ہے۔ ابھی رشتہ جائے گا۔۔۔ کیا پتہ ہاں ہو کہ۔۔۔" ولی نے ان دونوں کے کھلے منہ دیکھ کے پہلی دفعہ تفصیل سے بتایا۔ یہ سب کو مرگی کا دورہ کیوں پڑ رہا ہے اگر غلطی سے اسے عینا درانی پسند آئی گئی ہے؟

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہاں ہی ہو گی میرے دیر--- ہاں ہی ہو گی---" حمزہ نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھ کے خاصے جذبات سے کہا۔ "نہیں بھی ہوئی تو اٹ ول بی او کے---" ولی نے سر اسری اندر میں اسے جواب دیا اور فائل کھول لی۔ مطلب وہ دونوں اب جاسکتے ہیں۔ زین نے حمزہ کو دیکھا جو کہ ولی کو دیکھ کے سر نفی میں ہلا رہا تھا۔ مطلب اس ایس پی کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"سر جی---" دو منٹ بعد معمول کے مطابق حمزہ نے بھر پور جذبات سے اسے مخاطب کیا۔ ولی نے سانس خارج کیا۔ اور اسے دیکھا جو کی بن کے دروازے سے سرنکال کے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ بدل تو نہیں جائیں گے---" وہ انگلی اٹھا کے اس سے پوچھ رہا تھا۔ "اے ایس پی---" ولی نے دانت پسیتے اس کا نام لیا۔

"جی---" وہ ناخن منہ میں دبائے شرماتے گویا ہوا۔ ولی زیچ ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کے باہر جاتا اے ایس پی سیکنڈ سے بھی پہلے غائب ہوا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
ہانی منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ ولی کا ہاتھ بے ساختہ بالوں تک گیا۔ کتنی عجیب سی فرماںش تھی جو وہ ہانی سے
کر رہا تھا۔ ہانی نے اپنے سامنے کھڑے گبر و جوان بھائی کو دیکھا۔ جو کہ اپنی بات کہہ دینے کے بعد خود بھی پزل
ہو گیا تھا۔

"وہ۔۔۔ میں کہہ رہا تھا کہ بس اس سے یہ پوچھنا ہے کہ ہم رشتہ لے کے جائیں یا۔۔۔" ولی بہت کورا تھا اس
معاملے میں۔ "مطلوب کہ آپ کو ملنا ہے اس سے؟" ہانی نے براہ راست بات کی۔ ولی نے نفی میں سر ہلا کیا۔ پھر
اثبات میں۔

"یار" اس نے ہانی کو بیڈ پہ بٹھا کے خود اس کے سامنے بیٹھتے یار کو خاصہ لمبا کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ اس کی رضا
مندی ہو گی تو رشتہ لے جائیں گے۔۔۔" ولی نے ہانی کا ہاتھ دبا کے اس اپنی بات سمجھانا چاہی۔ تاکہ وہ اسے غلط نا
سمجھے۔

"ہاں تو بھائی مل کے ہی پتہ چلے گانا۔۔۔ اس سے۔۔۔" ہانی نے موبائل اٹھا کے عینا کا نمبر ملا کیا۔
دوسری طرف تیسری بیل پہ اس نے کال پک کی۔

"یار کیا ہم ابھی مل سکتے ہیں؟" عینا کے ہیلو کے جواب میں ہانی نے فوراً مدعے کی بات کی۔ "خیریت؟ تم ٹھیک ہو
۔۔۔" وہ جو سکون سے اپنے بیڈ پہ لیٹی تھی ایک دم اٹھی اس کی بات پہ۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہاں ہاں۔ سب اور کے ہے ایک کام تھا۔ مارکٹ تک چلنا ہے۔" ہانی نے اسے بتایا۔ عینا نے مرٹ کے اس کی بات پہ وال کلاں دیکھا۔ یہی کوئی شام کے چار بج رہے تھے۔

"امموم اور کے۔ تیری طرف آنا ہے؟" عینا نے جگہ پوچھی۔ ہانی نے ولی کو دیکھا۔ ولی نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "نہیں تم ڈائریکٹ مارکٹ پہنچو۔ میں بھی آرہی۔" اس نے کہہ کے کال کاٹ دی۔ عینا نے فون کو حیرانی سے دیکھا۔ اس کو کیا ہوا؟"

"سوری" ولی کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ منہ بنائے وہ ہانی کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس کے منہ کے پیارے زاویے پہ اپنا تھہ قاروک رہی تھی۔

تم ہنس رہی ہو؟ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا۔

"نہیں۔ تو۔" ہانی نے حتی الامکان اپنی ہنسی روکنے کی بھرپور سئی کی۔ لیکن پھر بھی ولی کو دیکھ کے اس کا زور دار تھہا گو نجا۔ ولی نے اسے پکڑ کے گھما کے نیچے پھینکا تھا۔ ہانی کا منہ کھل گیا۔ وہ اٹھی اور اس نے ولی کا حملہ روکا۔ اور جھک کے ایک طرف ہوتے وہ ولی کے دونوں بازو جکڑ گئی۔ ولی مسکرا یا تھا۔

اس نے اپنا پیر اپنی پشت پہ کھڑی ہانی کے پیر میں اٹکا کے ایک دم جھٹکا دیا۔ اور ہانی میڈم کی چیخ نکل گئی۔ "بیٹا استادوں سے استادی۔" اسے کھڑا کرتے وہ مسکراتے طنز کر گیا۔ جبکہ ہانی کو زور سے لگی تھی۔ وہ منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی جواب مسکرا رہا تھا۔

وہ کیفے میں بیٹھی ہانی کا انتظار کر رہی تھی۔ بار بار گھڑی دیکھتی وہ کیفے کے شیشے کے پار دیکھ رہی تھی جب اسے وہ دکھائی دیا۔ حمدان والی شرط جو کہ عینا نے اسے دلائی تھی پہنے، اوپر بلیک کوت بلیک پینٹ اور سن گلاسز لگائے وہ ایک شان سے چلتا کیفے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عینا بے ساختہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ شاید وہ بھی اپنے کسی کام کے لیے یہاں آیا ہو۔ اس نے ولی کو دیکھ کے سوچا۔ اور لا شعوری طور پر وہ ابھی ولی کو ہی دیکھ رہی تھی جو کہ کیفے میں داخل ہو کے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس کی نظر بھی عینا پر پڑی۔ وہ مسکراتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اور عینا حیرت سے اسے اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی۔ جب وہ بالکل اس کے قریب آگیا تو عینا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اسے لگا وہ اس کے پاس سے گزر کے آگے چلا جائے گا لیکن وہ تو اس کے سامنے کر سی پہ بیٹھ گیا۔ سن گلاسز اتار کے ٹیبل پر رکھی اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ اب عینا کو دیکھ رہا تھا۔ جو کہ اس کی جرأت پر حیران تھی۔

"مس عینا۔ منہ بند کر لیں۔۔۔ کمھی ناچلی جائے۔۔۔" دلخیں طرف شیشے کے پار دیکھتا وہ عینا پر چوٹ کر گیا۔ عینا نے فوراً منہ بند کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میں وہ ہانی سے ملنے۔۔۔" وہ کہتی فوراً کھڑی ہوئی۔ "بیٹھ جائیں مس عینا۔۔۔" ہانی سے کہہ کے میں نے ہی آپ کو بلوایا ہے۔۔۔" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ عینا نے اس گھورا۔

"ایکسیوزمی۔۔۔" میں کیوں بیٹھوں اور آپ کی بات کس خوشی میں سنوں۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے" وہ اپنا پاؤچ اٹھانے کو ہاتھ بڑھا کے بولی۔ ولی نے اس کے پاؤچ کو اچک لیا تھا۔

" Sit down ... "

نالزہب

وہی آنکھوں میں سرد تاثرا اور سخت لہجہ۔

"ایس پی آپ اپنے تھانے میں ہیں۔۔۔" مجھ پر رعب مت جمائیں۔۔۔" وہ ناچار بیٹھ گئی لیکن طزر کرنا نا بھولی۔ اور اس کی شرٹ کو گھورا۔ وہ جان بوجھ کے وہ شرٹ پہن کے آیا تھا۔

ولی مسکرایا تھا۔ "آپ انگیجید ہیں؟" ولی کو سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کیا بولتا اسی لیے ٹیبل پر دونوں بازو جما کے اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"انگیجید نہیں ہوں میر ڈھوں۔۔۔" تین چار بچے بھی ہیں۔۔۔" عینا اور ولی کو سیدھا جواب دے دے؟"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ مسکرا یا تھا۔ "مطلوب آپ انگیجید نہیں ہیں۔ گذ۔" وہ سر ہلاتا بولا۔ "رشتہ بھیجننا چاہتا ہوں آپ کے گھر۔۔۔

"وہ سیدھا بات پہ آیا تھا۔ آئے بائے شائے اسے کرنا نہیں آتا تھا۔" کس کے لیے۔۔۔ "وہ صدمے سے پوچھ بیٹھی۔" رضیہ کے لیے۔۔۔ "وہ جل بھن کے بولا تھا۔" کیا۔۔۔ "وہ چیختی کھڑی ہوئی۔

اور ارد گرد کے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

وہ مسکرا تی دوبارہ بیٹھ گئی۔ "سوری۔۔۔" وہ منمنا تی۔ "سوری بہت بر الگ آپ کے لیے لیکن رضیہ تو شادی شدہ ہے۔۔۔" اس کے طنز کو وہ سچ مان گئی تھی۔ "اوڑو یہ بھی آپ ایس پی ہیں۔ آپ کو تو کوئی بھی مل جائے گی۔۔۔" وہ ہلکا سا اس کی طرف جھک کے اسے مشورہ دے رہی تھی۔

"کوئی بھی۔۔۔" ولی نے تصدیق چاہی۔ "ہاں نا۔۔۔" کوئی بھی۔۔۔ "وہ کرسی سے ٹیک لگا گئی۔

"مطلوب عینا درانی بھی؟" ولی نے موقع پہ چوکا مارا تھا۔ "ہاں ہاں۔۔۔ عینا درانی بھی۔۔۔" اس نے بغیر ولی کی بات پہ دھیان دیئے کہہ دیا پھر وہ ایک دم سیدھی ہوئی۔ ولی سے ضبط کرنا مشکل ہوا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔" وہ اسے گھورتے بولی۔

"آپ نے ہی کہا کہ مجھے کوئی بھی مل جائے گی۔۔۔ تو وہ کوئی بھی عینا درانی کیوں نہیں۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "کوئی بھی مل جائے گی۔۔۔" لیکن ان کوئی میں عینا درانی نہیں آتی۔۔۔ "وہ ولی کو جتا گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"لیکن مجھے کوئی بھی نہیں چاہیے۔۔۔ عینا درانی چاہیے۔۔۔" ولی کی بات پے عینا کی گال ایک دم سرخ ہوئی۔" آپ مجھ پے لائے مار رہے ہیں؟" وہ صدمے سے بولی تھی۔ ولی مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔" آپ کو شرم بھی نہیں آرہی۔۔۔ آپ اپنی بہن کی دوست پے لائے مار رہے ہیں؟ اور ڈھٹائی سے ہنس بھی رہے ہیں۔۔۔" وہ اسے باتیں سناتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیونکہ جوبات وہ کر چکا تھا اس کے بعد تو اس کے سامنے بیٹھنا محال تھا۔

"مس عینا۔۔۔" وہ اٹھ کے باہر کی طرف بڑھی تو وہ بھی اس کے پیچھے ہی آیا۔" میں آپ پے لائے نہیں مار رہا۔۔۔ آپ کی رضامندی پوچھ رہا ہوں" وہ کیفی سے باہر آگئی تھی۔

وہ بھی اس کے پیچھے آتے بولا۔

"آپ نے کب پوچھی میری رضامندی۔۔۔ اپنی ہائکی جارہے تھے۔۔۔" وہ اس پے چڑھ دوڑی۔" اب پوچھ رہا ہوں۔۔۔ مس عینا درانی کیا آپ کے گھر رشتہ بھیج دوں؟" وہ عاجزی سے بولا۔" نہیں۔۔۔" وہ ایک لفظ بولتی آگے بڑھ گئی۔" کیوں۔۔۔؟" وہ ایک دم اس کے سامنے آیا۔" کیونکہ میں کسی پولیس والے سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" اس نے ایک ایک لفظ چبایا۔" چلو جی۔۔۔" ولی نے سر پکڑا۔ ہزاروں لڑکیاں تھیں جو اس سے صرف اس لیے شادی کرنا چاہتی تھیں کہ وہ پولیس میں تھا اور ایک عینا درانی تھی انکار، ہی اس جواز پہ کر رہی تھی کہ وہ پولیس میں تھا۔ مطلب اتنا چھوٹا دماغ کیوں ہوتا ہے لڑکیوں کا۔۔۔" وہ صرف سوچ کے رہ گیا۔ کہہ دیتا تو وہ کبھی نامانتی۔ اس سے پہلے کہ وہ کار میں بیٹھتی ولی نے اس کی کار کا دروازہ پکڑ لیا۔" ریزن؟ پولیس والے سے کیوں نہیں کرنی۔۔۔" وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ عینا کو ایک دفعہ ڈر لگا تھا اس سے۔ لیکن پھر وہ ہمت کر کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

بولی۔ "میں حق حلال کی کمائی سے اپنے بچے پالنا چاہتی ہوں۔۔۔" عینا درانی کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ اور وہ ناجانے کیا بول گئی اسے خود بھی اندازہ ناہوا کیونکہ ایس پی صاحب اس کے بہت قریب کھڑے تھے۔ ولی نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کے مسکراہٹ روکی۔

" وعدہ کرتا ہوں مس عینا درانی آپ کو اور اپنے بچوں کو حق حلال کی کمائی کھلاؤں گا" وہ کچھ فاصلے پہ ہوتا وعدہ کر گیا۔ اور عینا نے آنکھیں بند کر کے خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا۔ (لعنت ہے عینا درانی۔۔۔ بولنے سے پہلے سوچ لیا کر۔۔۔) وہ خود کو کوستی کار میں بیٹھ گئی۔ وہ اس کی کار کی کھڑکی پہ جھکا۔

"بھیج دوں رشتہ؟" وہ پھر پوچھ رہا تھا۔ دلکش انداز اور لبوں پہ مسکراہٹ۔ وہ عصیلہ اور نک چڑاوی چوہدری تو نہیں لگ رہا تھا۔ عینا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اور پھر وہ زن سے کار بھگا کے لے گئی۔ ولی کو اس کا جواب مل گیا تھا۔ وہ سن گلا سزر لگاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

عینا نے کار چلاتے ہی ہانی کو کال کی اور اپنی ساری بھڑاس اس پہ نکال دی۔ وہ ارے ارے میری بات تو سنو کہتی رہ گئی لیکن مجال ہے عینا درانی نے اس کا ایک لفظ بھی سنا ہو۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اپنے کمرے میں ڈریسینگ کے سامنے بالوں کا جوڑا بنارہی تھی۔ جب میر کمرے میں داخل ہوا۔ "تیار ہو جاؤ۔۔۔ باہر چلتے ہیں کھانا کھانے۔۔۔" وہ اس کے قریب آتا بولا۔ پری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے دیکھا بھی نہیں۔ میر نے لمبا سانس خارج کیا۔ وہ ناراض تھی اس سے۔ اور وہ یہ بات جانتا بھی تھا۔

" ParishyI'm talking to you "

میر نے اسے بتانا ضروری سمجھا۔ وہ پھر بھی کچھ نابولی۔ "کچھ کہہ رہا ہوں۔" وہ ڈریسینگ کے پاس اسے قریب جا کے کھڑا ہو تا بولا۔ "میر اموڈ نہیں۔۔۔" پری نے بالوں کو برش کرتے کہا۔ "میر اتو ہے موڈ۔۔۔ اور ہم چل رہے ہیں۔۔۔" اسے بازو سے اپنی طرف گھماتے میر نے اسے آنکھیں دکھائی۔ "ہم۔۔۔ نہیں۔۔۔ چل۔۔۔ رہے ہیں۔۔۔" پری نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا تھا۔ "اپنی کسی گرل فرینڈ کے ساتھ چلے جاؤ۔۔۔" پری نے طنز کیا۔ "بیوی کے ہوتے گرل فرینڈ کے ساتھ جاتا اچھا لگوں گا؟" وہ اسے تنگ کرنے لگا۔ پری نے اسے گھورا۔ مطلب کیا چلا جائے گا اگر وہ اسے کہہ دے کہ پریشے تمہارے علاوہ میری زندگی میں کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن میر شاہ۔۔۔

پری نے دانت پسیتے اسے دیکھا۔ خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھتی وہ مڑنے لگی میر نے اسے دیوار سے پن کیا۔ "ہم باہر جا رہے ہیں۔" اس کے چہرے پہ آئی لٹ کو اپنی انگلی سے پسیتے وہ حکمیہ لبھے میں بولا۔ "میں تمہارے حکم

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
کی پابند نہیں ہوں۔۔۔ "وہ بنا کسی خوف کے بولی تھی۔ میر مسکرا یا۔" دیکھتے ہیں۔۔۔ "وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے
کے قریب تر لے آیا۔

“ Stop breathing.... ”

اس نے پری کو حکم دیا۔ پری کا دل زور سے ڈھڑک رہا تھا۔ لیکن اس نے سانس روکنے کی بجائے تیزی سے
سانس لینا شروع کر دیا۔ بغاوت۔

نالزہب

“ Stop breathing... ”

میر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے پھر سے کہا۔ اس بار پری نے اپنا سانس روکا تھا۔ اور وہ مسکرا یا۔
30 سیکنڈ گزرے تو پری کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

“ Take a long breath ”

میر نے نیا حکم دیا۔ لیکن سامنے پریشے تھی۔ اس نے سانس نہیں لیا۔ آنکھوں میں واضح چینچ تھا۔ 40 سینڈز۔ " پری سانس لو۔۔۔" میر نے اسے غصے سے کہا۔ پری نے سانس نہیں لیا۔ " ڈیم اٹ۔۔۔ سانس لو۔۔۔" اس سے فاصلے پہ ہوتا وہ چلا یا تھا۔ 50 سینڈز۔ اور پری نے ابھی بھی سانس نہیں لیا۔

آنکھوں سے پانی اور گردن کی رگیں تن گئیں تھیں اور وہ تھی کہ ابھی بھی سانس روکے کھڑی تھی۔

" سوری۔۔۔ ایم سوری۔۔۔ پلیز پلیز سانس لو۔۔۔" وہ اس سے فاصلے پہ ہوتا منت کر گیا۔ پری نے لمبا سانس خارج کیا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ گرتی میر نے آگے بڑھ کے اسے ساتھ لگایا۔ وہ اس کے سینے پہ سرٹکا کے لمبے سانس لے رہی تھی اور میر کی جان نکل چکی تھی۔ ابھی اگر وہ سانس نالیتی۔۔۔ وہ اس کی کمر سہلار ہا تھا۔ اسے بیڈ پہ بٹھا کے اس نے پانی پلا یا۔

" اتنی ضدی کیوں ہو۔۔۔" میر نے بے بسی سے پوچھا۔ " میر شاہ کی بیوی کا بتا بھی ہے۔۔۔" وہ اس کو جتا گئی اس کی بیوی تھی۔ اتنا تو چلتا ہے۔ وہ مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

وہ تینوں ان کے سامنے سرجھ کائے کھڑے تھے۔ مسز زاہد درانی کا غصہ سوانیزے پہ تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

”ایک سے ایک بڑھ کے ڈرامہ ہوتا ہے اس گھر میں۔۔۔ میں آپ کو بتارہی ہوں زاہد صاحب۔۔۔ اب میری برداشت جواب دے چکی ہے۔۔۔ ”مسن زاہد درانی جاکے صوفے پہ بیٹھ کے سر پکڑ چکی تھیں۔ ”آپ کی برداشت کو جواب ہو گیا؟ اوہ بہت افسوس ہوا موم۔۔۔ ”حمدان نے افسوس کرنا فرض سمجھا تھا۔ مسن زاہد درانی کا ہاتھ جوتے تک گیا تھا۔

عینا نے ڈیڈ کی طرف منہ بنائے دیکھا وہ اسے گھور رہے تھے۔

”ڈیڈ قسم لے لیں۔۔۔ وہ آنٹی غلط بیانی کر کے گئیں ہیں۔ ہم نے صرف اس کے کتنے کو ٹومی کے ساتھ فائٹ کرنے کو کہا تھا۔ اب ٹومی اس کو جان سے ہی مار دے ہمیں کیا پتہ تھا۔۔۔ ”وہ ڈیڈ کے قریب ہوتی ان کو اپنی صفائی دے رہی تھی۔ ”زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے صاب جی۔۔۔ ”رضیہ نے بھی اس بار سراٹھا یا تھا۔ حمدان بس سرجھ کائے کھڑا تھا۔ ”زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور موم کے ہاتھ میں جوتا۔۔۔ بھاگو۔۔۔ ”حمدان نے جیسے ہی سراٹھا کے دیکھا موم جھک کے اپنا جوتا اتار کے اس کی طرف پھینکنے والی تھیں جب اس نے سراٹھا کے دیکھا اور اس سے پہلے کہ وہ اس حملے میں شہید کا مرتبہ پاتا وہ چلاتا صوفے کے پچھے کو د گیا۔ عینا اور رضیہ بھی صوفے کے گرد چکر لگا کے بھاگ رہی تھیں۔ جوتا تو ابھی تک بھی موم کے ہاتھ میں ہی تھا۔ ناجانے وہ کس سے ڈر کے بھاگ رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

مسرز زاہد نے سر دوبارہ پکڑ لیا۔ مطلب دنیا ادھر سے اُدھر ہو سکتی ہے ان کی اولاد نہیں سدھر سکتی۔ وہ غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ مطلب نارا ضمگی۔ وہ بھی سنجیدہ والی۔ حمدان اور عینا کی نوٹنگ کو بریک لگی۔ ڈیڈ بھی جاچکے تھے۔

"تمہارے ٹومی کی وجہ سے سب ہوا ہے۔" "عینا حمدان درانی پہ چڑھ دوڑی۔ اب وہ تینوں سکون سے صوفی پہ بیٹھے تھے۔" موم کو منانا پڑے گا۔ "حمدان نے ان دونوں کو دیکھ کے کہا۔ "تم سوری کرو گے۔" عینا نے فوراً فتویٰ لگایا تھا۔ "میں کیوں۔ میں نہیں کروں گا۔" اس نے اٹھنے سے انکار کیا۔ "کیوں۔" تم حمین شایان آفندی ہو؟ جسے سوری بچے گا نہیں۔ اٹھو۔" وہ اس کو بازو سے اٹھاتی بولی۔ "یہ کون ہے۔" اس کے ساتھ جاتے حمدان نے منہ بنائے پوچھا۔

نالزہب

"صاب جی وہ نا۔" تیرے جیسا یار کھاں کا ہیر وہ ہے۔" رضیہ نے اپنے ڈوپٹے کے کونے کو منہ میں ڈالتے ایسے اسے بتایا جیسے وہ ناول کا نہیں اس کا ہیر وہ ہو۔ حمدان نے سرنگی میں ہلایا۔ وہ جانتا تھا عینا اور وہ دونوں نت نئے نالز پڑھتی تھیں۔

"موم۔" جانو۔ اوپن دی ڈور۔" حمدان اور وہ دونوں ان کے کمرے کے باہر کھڑے دروازہ بجارتے تھے۔ لیکن وہ نہیں کھول رہی تھیں۔" یار موم اگر آپ نے دروازہ ناکھولا تو۔" حمدان نے جملہ ادھورا چھوڑا۔ "تو؟" عینا جو کہ تب سے سکون سے کھڑی تھی اس سے رہانا گیا۔

"موم میں نے پینا ڈول کھائی ہے میں بتا رہا ہوں۔" وہ دھمکی بھی اپنے جیسی دے رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جاوہ کھالو۔۔۔" مومن کی اندر سے غصے سے بھری آواز آئی۔ مطلب بے عزتی؟ حمدان نے عینا کو دیکھا۔ "جی بے عزتی وہ بھی لکے کی۔" عینا نے کہا۔

"صاب جی آپ نادر واڑہ توڑ دو۔۔۔ وہ ہیر و توڑتا ہے نا فلموں میں۔۔۔ اپنے ایک کندھے سے۔۔۔" رضیہ نے مشورہ دیا۔ اور سامنے بھی حمدان درانی جس نے خود کو ہیر و ہی سمجھ لیا تھا۔ اس نے سانس لے کے خود کا سینہ چوڑا کیا۔ دو قدم پیچھے کو جا کے وہ ایک دم دروازے کے ساتھ لگا۔ "ہائے اوئے۔۔۔ ہائے میرا بازو۔۔۔" جوش جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ کیونکہ دروازے نے حمدان کے ہوش اڑا دیئے۔

نالزہب

"صاب جی۔" اس سے پہلے کہ رضیہ کچھ کہتی۔ "چپ۔۔۔" حمدان نے اسے گھورتے چپ کر دایا۔

اور پھر وہ تینوں وہیں بیٹھ گئے۔ "مومن آپ دروازہ نہیں کھولیں گی اور ہم بھی یہاں دھرنادیں گے۔۔۔ پیٹی آئی کے تاریخی دھر نے کاریکار ڈناتوڑا تو۔۔۔" اگلی بات منہ میں ہی رہ گئی کیونکہ ان کے ڈھٹائی پن اور ثابت قدی کا اثر تھا کہ مومن باہر آچکی تھیں۔ تینوں کو سکون کا سانس آیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ مسکرا کے اسے دیکھنے لگی۔ "چلیں اب؟" پری نے پوچھا۔ اچھی بھلی اس کی جان نکال کے وہ کیسے خوش ہو رہی تھی۔ "محترمہ آپ کا دل کرے تو چلیں۔" میر نے کھڑے ہو کے اس پر ٹنز کیا۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"اتنے پیار سے آپ پہلے کہتے تو مر بھی جاتی۔" پری نے میر کو تنگ کرنا چاہا۔ "ٹھرک میں بالکل صفر ہوتا ہے کو شش بھی مت کرو۔" میر نے نفی میں سر ہلاتے اس پر ٹنز کیا۔ پری نے اسے گھورا۔ لیکن وہ کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ پری بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ وہ دونوں آپس میں بات کرتے نیچے اتر رہے تھے جب میر نے زینی کو دیکھا۔ جو کہ میں دروازے پر کھڑی تھی۔ ان دونوں کو دیکھتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔ میر نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر اپنی دائیں جانب کھڑی پری کو۔

نالزہب

مسز شاہ بھی سیڑھیاں اتر کے نیچے آگئیں تھیں۔

مسز شاہ اس کی شادی زینی سے کروانا چاہتی تھیں۔

"تم نے مجھے برباد کر دیا۔" زینی نے میر کو دیکھ کے کہا۔ میر نے نام بھجی سے اسے دیکھا۔ وہ اسے صحیح سے جانتا بھی نہیں تھا۔ پری سینے پر ہاتھ باندھے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنے کچھ فاصلے پر کھڑی مسز شاہ کو دیکھا۔ وہ طنزیہ مسکرائیں۔ پری کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"میر۔" زینی اسے کچھ کہتی اس کے گلے گلنے لگی تو پری میر کے آگے آگئی۔ "مجھ سے بات کرو۔" میر کو اپنی اوٹ میں کرتے اس نے زینی سے کہا۔ میر تو عجیب نظر وہ سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ "میں

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

تمہارے شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔۔۔ "زینی مسز شاہ کو دیکھ کے پری پہ چلائی۔" اچھا؟" پری نے طنزیہ پوچھا۔ میر کی رگیں تن گئیں تھیں اس بکواس پہ۔

"یہ میرے ساتھ ریلیشن شپ میں رہا ہے۔۔۔ اس نے مجھے کہا تھا وہ مجھ سے شادی کرے گا۔۔۔" زینی نے اپنے مصنوعی آنسو صاف کرتے کہا۔ "یہ رہی رپورٹس۔۔۔" زینی نے کچھ پیپرز ہوا میں اچھا لے۔ پری نے جھک کے پیپرز اٹھائے۔ مسز شاہ اور زینی ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرائیں۔ پری نے پیپرز اٹھا کے میر کو دیکھا۔ میر نے پری کو نہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی وہ نہیں دیکھ پائے گا۔

"برا ہوں۔۔۔ اتنا بھی نہیں ہوں۔۔۔ اپنی حدود جانتا ہوں) پیپرز دیکھتے میر کا جملہ پری کے کانوں میں گونجا۔ زینی پری کو دیکھتی طنزیہ مسکرائی۔ جانتی تھی ابھی کچھ دیر بعد شاہ والا میں تھپڑ کی گوئی پیدا ہو گی جو کہ پریشے میر شاہ کے مارے گی۔ آخر کو ایک مشرقی لڑکی تھی کیسے ایک بٹا ہوا شخص قبول کر سکتی تھی؟" پری نے وہ پیپرز لاوئچ میں ایک طرف رکھی ڈسٹ بن میں پھینک دیئے۔ میر نے حیرت سے اسے دیکھا جو پر سکون تھی۔ مسز شاہ اور زینی جو کہ تماشے کا انتظار کر رہی تھیں ان کی مسکراہٹ سمٹی۔

"چلیں؟" پری نے مسکرا کے میر کے قریب آتے اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالا۔ وشه بھی ابھی اوپر سے نیچے آئی تھی۔ "پری وہ جھو۔۔۔" اس سے پہلے کہ میر اپنی صفائی میں کچھ کہتا پری نے اس کے ہونٹوں پہ اپنی انگلی رکھی۔ "ہشہش۔۔۔" اسے چپ کروائے وہ اس کے قریب ہوئی۔

“ I trust you ”

صرف تین لفظ۔ اور وہ میر شاہ کو معتبر کر گئی تھی۔ میر نے اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ مسکرائی۔ وہ میر شاہ کی سمجھ سے باہر تھی۔ کمرے میں اس کا غرور پاش پاش کر دینے والی دوسروں کے سامنے اسے ساتویں آسمان پہ پہنچا دیتی تھی۔ کمرے میں وہ اسے جھکنا سکھا رہی تھی۔ لیکن باہر والوں کے سامنے وہ میر کو جھکنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

اور پھر وہ دونوں زینی کے قریب سے گزر کے آگے جانے لگے تو پری رکی۔ "آپ چلیں۔۔۔ میں آتی ہوں۔۔۔" اپنا بازو میر کے بازو سے نکال کے اس نے پیار سے کہا۔ میر سر ہلا تباہر چلا گیا۔

"آپ تو بلاک بسٹر فلم کا سوچ کے آئیں ہو گئی اور یہاں آپ کی فلم فلاپ۔۔۔" وہ مسکراتی زینی کو سنارہی تھی۔ پری نے مرڑ کے مسز شاہ کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔ اور ان کی طرف قدم بڑھائے۔

"آپ بارہ تالی ہیں۔ اور میں تیرہ تالی۔۔۔ آپ سے کہا تھا پریشے احسن اپنا حق نہیں چھوڑتی۔۔۔" میر میرا ہے۔۔۔" اس نے سینے پہ انگلی رکھ کے انہیں جتنا یا۔

"بھا بھی۔۔۔ آئس کریم کھانے جا رہی ہوں آپ کے دیور کے ساتھ۔ آپ کے لیے پیک کروالاؤ گی۔۔۔" اس نے پچھے کھڑی وشہ کو اوپھی آواز میں بتایا۔ وشہ نے مسکراتے سر ہلا دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ زینی کے قریب سے گزر نے لگی تو مڑی۔ "یار آئندہ اگر ایسا کوئی سین شوٹ کرنا ہو تو پلیز پہلے انفارم کر دینا ۔۔۔ وہ کیا ہے کہ اگر ساتھ چائے ہو تو فلم کامزہ دو بالا ہو جاتا۔" وہ طنز کرتی چلی گئی۔ زینی نے مسز شاہ کو مڑ کے غصے سے دیکھا اور وہ ابھی بھی پری کی پشت دیکھ رہی تھیں۔ زینی بھی تن فن کرتی جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی۔ یہ پریشے تو مسز شاہ کی سوچ سے بھی زیادہ تیز تھی۔

وہ کار کے قریب کار سے ٹیک لگا کے آنکھیں موند کے کھڑا تھا۔

“ I trust you ”

ان تین لفظوں کی گونج میر شاہ کو کلی بار سنائی دی۔ وہ مسکرا یا تھا۔ بھروسہ تو اس پہ آلیار شاہ بھی کرتا تھا لیکن وہ جتا تا نہیں تھا اظہار نہیں کرتا تھا اور پریشے؟ وہ کیا کر رہی تھی؟ وہ اسے اچھا بنارہی تھی اور وہ بن رہا تھا۔ وہ اسے محبت سکھا رہی تھی اور وہ سیکھ رہا تھا۔

اندر سے آتی پری اس کے قریب آئی۔ وہ مڑ کے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھنے لگا جب وہ بولی۔ "میرے لیے کار کا دروازہ کھولا۔۔۔" حکمیہ انداز۔ میر نے مڑ کے سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑی پری کو دیکھا اور ایک آبر واچ کا یا۔ وہ میر شاہ کو دروازہ کھولنے کا کہہ رہی تھی؟ "چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔۔۔" وہ کار کا دروازہ کھولتا از لی لا پروائی سے بولا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میر---" اس نے منہ بنایا۔ میر نے دانت پیستے اسے دیکھا۔ اور اس کی طرف آتے وہ کار کا دروازہ کھولنے لگا۔ "کتنی ڈھیٹ ہو تم---" دانت پیستے میر نے اس پہ کمنٹ کیا۔ "بیوی کس کی ہوں؟" وہ طنزیہ پوچھ رہی تھی۔ میر نے نفی میں سر ہلا�ا۔ اور کچھ دور کھڑی زینی کی آنکھیں ابل پڑی یہ دیکھ کے میر شاہ اپنی بیوی کے لیے کار کا دروازہ کھول رہا تھا۔ وہ میر شاہ تھا؟ وہی جس کے طنطے کی دھوم تھی؟ جو خود پرست تھا۔

میر کار کا دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ تک آیا اور پری کی نظر کچھ دور کھڑی زینی پہ پڑی۔ زینی بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پریشے نے اسے دیکھ کے مسکراتے دور سے ہی آنکھ و نک کی۔ زینی نے ہاتھ کی مٹھیاں بنائیں۔ میر کار لیے آگے بڑھ گیا۔ وہ وہیں رہ گئی تھی۔

وہ انہاک سے کار چلا رہا تھا۔ اور پری باہر دیکھتی کل شام کے بارے میں سوچنے لگی۔ وشه آپی اس کی پاس آئیں تھیں۔ انہوں نے مسز شاہ اور زینی کی ساری بات سن لی تھی اور انہوں نے ہی پری کو میر ہی بھروسہ سکھایا۔ پری نے آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگائی۔ (جانتی ہو پری ایک لڑکی سب بانٹ سکتی۔ سب کچھ۔۔۔ صرف شوہر نہیں بانٹ سکتی۔ لیکن پھر بھی پھر بھی اللہ نے شوہر کو چار شادیوں کی اجازت دی۔۔۔ پتہ ہے کیوں؟" وشه آپی اس کے سامنے لان میں کرسی پہ بیٹھ کے اس کا ہاتھ دباتے پوچھ رہی تھیں۔ پری نے نفی میں سر ہلا�ا۔ "کیونکہ عورت کا صبر۔۔۔ اور اپنے گھر کے لیے سب قربان کر دینے کا جذبہ اور پھر شوہر کی خوشی۔ اور سب سے بڑھ کے بھروسہ۔ کہ وہ اگر تین اور بھی لے آئے گا تو آپ کو آپ کا مقام دے گا۔ میں جانتی ہوں یہ بات کہنا بہت آسان ہے۔ میں نہیں جانتی میر کی ماضی میں کتنی لڑکیوں سے دوستی رہ چکی ہے لیکن اس کا حال تم

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 ہو۔ اور کوشش کرنا اس کا مستقبل بھی صرف تم رہو۔) پری نے آنکھیں کھول کے میر کو دیکھا۔ جو ڈرائیونگ
 کر رہا تھا۔ وہ مسکرا کے رہ گئی۔ سکون تھا کہ وہ اس کا تھا۔ اور وہ اسے اپنا ہی رہنے دے گی۔ وہ پرفیکٹ نہیں تھا تو
 کیا ہوا؟ وہ اسے پرفیکٹ بنالے گی۔ وہ اس کے قابل نہیں تھا تو کیا ہوا۔۔۔ وہ اسے اپنے قابل بنالے گی۔ وہ اس
 کے اللہ کا منتخب کر دہ بندہ تھا۔ اور اسے دل سے قبول بھی۔

نالزہب

وہ آفس سے آیا تھا۔ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہ بیڈ پر رکھے بیگ میں اپنے کپڑے رکھ رہی تھی۔ آلیار کی
 آنکھیں باہر کو آنے لگیں۔ اسے کیا ہوا؟ وہ کیوں پینگ کر رہی تھی۔ "وش۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔" وہ اس
 کے قریب آتے پوچھ بیٹھا۔ "میں جا رہی ہوں۔ آپ کو چھوڑ کے۔" اس نے لفظ آپ پر آلیار کے سینے پر انگلی
 رکھتے اسے پچھے کو کیا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔" اس کے ہاتھ سے اس کا سوت لے کے بیڈ پر پھینک کے اس نے وشه کے دونوں ہاتھ کپڑا
 کے اپنی طرف گھما�ا۔ "کیا ہوا۔۔۔" زم لجھ۔ وہ پکھل گئی تھی فوراً۔ "آپ نے میری کال پک نہیں کی۔۔۔"
 اس نے آنکھوں میں شکوہ لیے آلیار کو اس کی ہی شکایت لگائی۔ آلیار نے موبائل دیکھا ہی نہیں۔ "وہ میں
 میٹنگ میں تھا۔۔۔" اسے بیڈ پر بٹھا کے آلیار خود اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ "چھوڑیں۔۔۔" اس نے خود کو اس کے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
حصار سے نکلا۔ آلیار نے غور کیا تھا جب سے وہ کنسیو کر رہی تھی چڑچڑی ہو رہی تھی۔ اور اسے زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت تھی۔ لیکن پچھلے دو دنوں سے وہ زیادہ ہی مصروف ہو گیا تھا۔ "سوری۔۔۔ یار۔۔۔" اس نے پھر سے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا۔ وشہ نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ "سوری۔۔۔" وہ سامنے کھڑا دو نوں ہاتھ کانوں کو لگائے معصوم سامنہ بنائے کھڑا تھا۔ وشہ کو ہنسی آئی تھی۔ "مجھے امی کی طرف جانا ہے۔۔۔" وشہ نے منہ بنائے فرما لش کی۔

آلیار نے لمبا سانس خارج کرتے اسے دیکھا۔

"نہیں۔ میں اداس ہو جاؤں گا۔" وہ الماری کی طرف بڑھتا پناڈر لیں نکال رہا تھا۔ "ولی کی منگنی کے فنکشن پہ بھی تو جانا ہی ہے۔۔۔ دو دن پہلے جاؤں گی میں۔۔۔" وشہ اٹھ کے بیڈ شیٹ صح کرنے لگی۔ "ہاں ہو گئی؟" آلیار نے واش روم کے دروازے کے پاس جا کے ٹرکے بے یقین سے پوچھا۔

"نہیں آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے؟ اتنا گبر و جوان میرا بھائی ہے۔۔۔ ہاں تو مست تھی۔۔۔" وشہ نے ایک ہاتھ کمر پہ رکھ کے اسے گھورتے دوسری بات پہ آنکھیں بند کر کے سکون سے کہا۔ آلیار نے آبر واچ کاتے اسے دیکھا۔ وہ اپنے بھائی کے خلاف ایک لفظ نہیں سنتی تھی۔ "میں تو صرف پوچھ رہا تھا ویسے۔۔۔" وہ واش روم جاتے بولا۔ "آپ کی کل اپاٹنٹمنٹ ہے نا؟" واش روم سے آکے ڈریسنگ کے سامنے بال بناتے وہ وشہ سے پوچھ رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"جی۔" وشه نے اس کو دیکھتے کہا۔ "میں آفس سے آ جاؤں گا۔ ساتھ چلیں گے۔" وہ اس کی طرف بڑھتا بولا۔ "کیوں؟" "وہ جلدی سے بولی۔ آلیار نے اسے دیکھا۔" میرا مطلب ہے آلیار۔ پریشے کے ساتھ جاؤں گی۔" اس کی شرط کا سب سے اوپر والا بٹن بند کرتے وہ بولی۔

"آپ میری زمہ داری ہیں وشه۔ میں لے جاؤں گا۔" اس کا ہاتھ پکڑ کے آلیار نے کہا۔ "مجھے شرم آتی ہے۔" وشه نے لب چباتے کہا تو آلیار کا قہقاگونجا تھا۔ وہ اب ابھی اس سے اتنا شرماتی تھی۔

"آپ ہنس رہے ہیں۔" اس کے سینے پہ ہلاکاساما کامارتے وشه نے منہ بناتے کہا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ابھی بھی ہنس رہا تھا۔ وشه نے اس سے ہاتھ چھڑوا�ا۔ وہ پھر سے اس کا ہاتھ پکڑ گیا۔ مسکراتے اسے ساتھ لگایا تھا آلیار نے۔ وہ اس کا دھیان بٹاچکی تھی۔

نالزہب

اس نے کارگیر اج میں کھڑی کی۔ پری کار سے اتری۔ وہ نہیں اترتا۔ "کیا ہوا؟" پری نے جھک کے کھڑکی سے پوچھا۔ "چھوٹا سا کام ہے۔ آتا ہوں۔" میر نے دوبارہ گئیر لگایا۔ پری نے آبرو اچکاتے اسے دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"جلدی آجائیں گا۔۔۔" اس نے تسلی دی۔" اوکے۔" وہ اس کی بات مانتے اندر کی طرف بڑھ گئی اور میر شاہ کار شاہ والا سے نکال گیا۔

وہ اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہی تھی جب ملازمہ آئی۔" میم آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔۔" وہ جو اپنا نائٹ ڈریس لیے واش روم جانے لگی تھی حیرت سے مڑی۔ اس وقت کون آگیا۔

"کون ہے؟" اس نے سر سری سا پوچھا۔" میم کوئی میر شاہ ہے۔۔۔" ملازمہ بتا کے جا چکی تھی اور وہ کھڑی کھڑی کانپ گئی۔ میر شاہ؟ وہ یہاں اس وقت کیا کرنے آیا تھا۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے سے نکل کے لاونج تک آئی۔ جہاں وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اس کے ڈیڈ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ زینی کا سانس حلق میں اٹک گیا۔

"ارے آؤنا۔ رک کیوں گئی۔" وہ اسے دیکھ کے کھڑا ہوا۔ مسکراہٹ شیطانی اور آنکھوں میں چمک۔ وہ میر شاہ کو دیکھ کے وہیں رک گئی۔

"میں تمہارے ڈیڈ کو خوش خبری دینے آیا تھا۔ تم نے تو نہیں بتایا ہو گانا۔" وہ مسکرا کے اسے کہہ رہا تھا۔ جبکہ زینی کے ڈیڈنا سمجھی سے کبھی اسے اور کبھی زینی کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے روتے میر کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔" ارے جان۔۔۔" وہ اس کے قریب آیا۔" پلیز۔۔۔ ڈیڈ کو کچھ مت بتانا۔۔۔" وہ دل کے مریض ہیں۔۔۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کہہ رہی تھی۔" اور میں دماغ کا مریض ہوں۔۔۔" اس نے دو قدم کے فاصلے پر رک کے کہا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تمہیں لگ رہا تھا کہ تم شاہ ولا جا کے میر شاہ کی عزت کی دھیاں اڑاؤ گی اور میر شاہ تمہیں بخش دے گا؟" ڈارلنگ اچھا صرف اپنی بیوی کے معاملے میں ہوں۔۔۔ "وہ اس سے کہتا مڑا۔" نہیں پلیز۔۔۔ "وہ اس کے آگے آئی۔ میر نے اسے نظر انداز کیا۔

"ارے سسر صاحب آپ کی بیٹی میرے بچے کی ماں بننے والی ہے۔۔۔ کیوں زینی؟" وہ ان کو کہتا پھر سے زینی کی طرف مڑا۔ زینی نے اسے نہیں دیکھا اپنے باپ کو دیکھا تھا۔ جن کے کندھے ایک دم جھکے تھے اور وہ پھٹی پھٹی نظروں سے زینی کو دیکھ رہے تھے۔ "ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔" وہ روتے اپنی صفائی دے رہی تھی۔ "ارے۔۔۔ تم ہی تو آئی تھی دن میں گھر۔۔۔ مجھے خود تم نے بتایا۔۔۔" میر نے جیر انگلی کا مظاہرہ کیا۔ "ڈیڈ۔۔۔ آئی سورہ۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔" وہ ان کو پکڑنے لگی جو صوف پہ ڈھنگئے تھے۔ انہوں نے زینی کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"پلیز۔۔۔ سوری۔۔۔ ڈیڈ کو بتا دو تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔" وہ مڑ کے اب میر سے کہہ رہی تھی۔ "یقین کرو اگر میری بیوی میرا گھر انتظار ناکر رہی ہوتی تو وہ جھوٹ اور وہ تمہت جو آج تم نے مجھ پہ لگائی ہے وہ سچ کر کے جاتا۔۔۔" وہ اسے انگلی سے دھماکا تامڑ گیا۔ "ڈیڈ۔۔۔" زینی چیخنی تھی۔ کیونکہ اس کے ڈیڈ ایک طرف ڈھلک گئے تھے۔

"ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔ وہ جھوٹ تھا۔ پلیز اٹھیں۔۔۔ پلیز

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ڈیڈ" وہ ان کا چہرہ تھپتھپاتے چلا رہی تھی۔ اور میں دروازہ کر اس کرتے میر کے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ (اللہ سے محبت کا ایک راستہ اس کی مخلوق سے ہو کے گزرتا ہے) پری کا جملہ اس کے کانوں میں گونجا۔ "نو پریشے نو۔" وہ اس کی آواز کو نظر انداز کرتے آگے بڑھ گیا۔ وہ مٹھیاں بھینختے کار کا دروازہ کھولنے لگا۔ اگر وہ پہلے والا میر ہوتا تو اس کی بلاسے کوئی مر بھی جاتا۔ لیکن وہ پریشے کا میر تھا۔ اور پریشے کا میر کسی کو مرتا ہوا نہیں چھوڑ کے جا سکتا۔ وہ اندر کی طرف بھاگا تھا۔ جہاں زینی بھی انہیں ہوش میں لا رہی تھی۔ ساتھ چلا بھی رہی تھی اور رو بھی رہی تھی کیونکہ گھر کے ملازم تو سب جا چکے تھے۔

"ہٹو۔۔۔" اسے پچھے کرتے میر نے انہیں بانہوں میں بھرا۔ "کار کا دروازہ کھولو۔۔۔" وہ چلایا تھا۔ زینی نے رو تے کار کا دروازہ کھولا۔ "بیٹھو۔۔۔" زینی کو ان کے ساتھ پچھے بٹھا کے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا۔ پندرہ منٹ تک وہ ہسپتال پہنچ چکے تھے۔

وہ کمرے میں چکر لگاتے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے کہا تھا جلدی آجائوں گا۔ اور رات کے بارہ نج رہے تھے وہ ابھی بھی نہیں آیا تھا۔ اس نے اکتا کے فون اٹھا کے اسے کال ملائی۔

دوسری طرف زینی آئی سی یو کے دروازے کو دیکھ کے رو رہی تھی اور میر کچھ فاصلے پہ کھڑا تھا۔ اس کا سیل فون بجا۔ میر نے کال پک کی۔

"کدھر ہو۔۔۔" پری نے سیدھا سوال پوچھا۔ میر نے اپنے کچھ فاصلے پہ کھڑی زینی کو دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"زینی کے ساتھ۔۔۔" اس کے بتانے پر دوسری طرف ایک دم خاموشی چھائی تھی۔ "پوچھو گی نہیں کیا کر رہا ہوں اس وقت اس کے ساتھ؟" میر نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ دل نے جانا چاہا وہ کیا سوچ رہی ہو گی اس کے بارے میں۔

“ If I say I trust you ..then I mean it ”

پری نے اسے جتایا تھا وہ اس کے بارے میں کچھ بھی غلط نہیں سوچ رہی۔ "اوکے دین۔۔۔ ٹیک کئیں۔۔۔ کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔۔" اس نے بھی پری کو نہیں بتایا وہ اس وقت زینی کے ساتھ کیا کر رہا تھا۔ پری نے بو جھل دل کے ساتھ فون رکھ دیا۔ کتنا آسان تھا کہنا۔ دل کو سمجھانا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ کروٹ بدلتی۔ پھر سے اٹھ کے بیٹھ گئی۔

دوبارہ اسے کال ملائی۔ میر شاہ مسکرا یا تھا۔ "اس کے ڈیڈ ہیں ہسپتال۔۔۔ کچھ دیر تک اگر ہوش آگیا تو آ جاؤں گا۔ ڈونٹ وری۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔" نرم لمحے میں پری کے بولنے سے پہلے ہی وہ اسے بتا چکا تھا۔ پری نے کال کاٹ دی۔ اور لیٹ گئی۔ وہ بدل رہا تھا۔ اس کے لیے۔ یہ احساس ہی کتنا پیارا تھا۔ وہ مسکراتتے آنکھیں موند گئی۔ دوسری طرف میر نے بھی کرسی سے ٹیک لگا کے آنکھیں موند لیں تھیں۔

وہ عینا کے کمرے میں داخل ہوا۔ جو کہ کل کے فنکشن کی تیاری کے لیے چہرے پہ فیشل لگا کے ہاتھوں پہ مسانج کر رہی تھی۔ "تاروں کا چمکتا گہنا ہو۔۔۔ پھولوں کی مہکتی وادی ہو۔۔۔ اس گھر میں خوشحالی آئے۔۔۔ جس گھر میں تمہاری شادی ہو۔۔۔" وہ کمرے میں داخل ہو تو عینا کے قریب قدم بڑھا کے گنگناہ ہاتھا۔ اور پیچھے کے اس کے بالکل قریب آکے اس کے بال جو کہ پونی میں تھے حمدان نے نیچے کو کھینچ دیئے۔ "حمدان۔۔۔" وہ چیخنی تھی۔

وارث

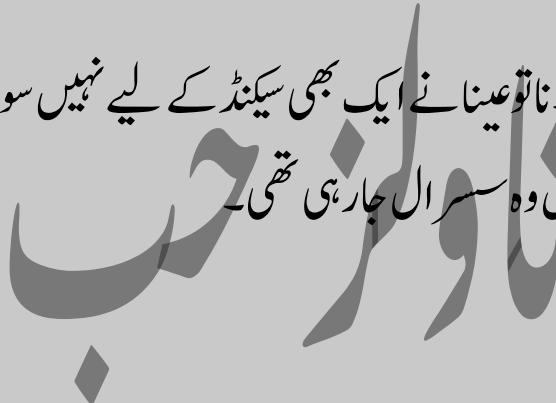
"یار اتنا ایسے شنل گانا گنگنا دیا میں نے اور تم نے ابھی تک وہ ڈائیلاگ نہیں بولا۔۔۔" اس نے منہ بنایا۔ "کونسا ڈائیلاگ؟" وہ مڑ کے اسے خشمگی نظروں سے گھورنے لگی۔ "مجھے آپ سب کو چھوڑ کے کہیں نہیں جانا میں نہیں کروں گی شادی۔۔۔" حمدان نے اس کے کندھے پہ سر رکھ کے لڑکیوں والا جملہ بولا۔ "دیکھو پہلی بات۔۔۔" وہ اسے پرے کرتی بولی۔ "ابھی صرف منگنی ہے۔۔۔" اس نے انگلی اٹھا کے بتایا۔ "برات والے دن رو لو گئی۔۔۔" اس نے ہاتھ جھلایا۔ "ابھی تو کل منگنی ہے۔۔۔" وہ آنکھوں میں چمک لیے حمدان کو دیکھتی مسکرائی۔

حمدان بھی مسکرا ایا۔ اور صرف پانچ منٹ بعد ہی عینا کے کمرے میں وہ دونوں جھوم مر ہے تھے۔

Tere Naal Mein Aavaangi,

Sasooral Mein Jaavaangi

دونوں بہن بھائیوں کا پسندیدہ کام۔ ناتویعنانے ایک بھی سینٹ کے لیے نہیں سوچا کہ اسے لے کے جانے والا پولیس والا تھا۔ سوچنا ہی کیوں۔ بس وہ سوال جارہی تھی۔



Hey Tenu Leke Main Javanga,

Dil Deke Main Javanga

حمدان بھی اس کے ساتھ فل میوزک لگائے جھوم رہا تھا۔

Hey Tenu Leke Main Javanga,

نالزہب

Dil Deke Main Javanga

پچھے کچھن سے وہ گھبرائی ہوئی نکلیں۔

"رضیہ--" انہوں نے رضیہ کو آواز دی۔ وہ جھٹ سے سامنے آئی۔ "دیکھو ان کو جا کے-- آواز آہستہ کریں۔ ان دونوں کو ناجانے کب عقل آئے گی--" وہ دوبارہ کچھن میں چلی گئیں۔ اور رضیہ جو کہ خود جب سے آواز آئی تھی جانے کو پرتوں رہی تھی۔ وہ اڑ کے کمرے میں پہنچی۔ جہاں وہ دونوں دو جہانوں سے بے خبر ناجر رہے تھے۔

Hamari shaadi mein

Hamari shaadi mein abhi baaki hai hafte char



Char sau baras lage, yeh hafte kaise honge paar

Nahi kar sakta main aur ek din bhi intezar

Aaj hi pehna de

Pehna de, pehna de

Teri gori baahon ka haar

رضیہ بھی آکے ان کے ساتھ جھومنے لگ گئی۔ چھوٹی چھوٹی خوشیاں منانے میں درانی ہاؤس کے مکینوں کا بھی کوئی ثانی نہیں تھا۔

نالزہب

وہ سیڑھیاں اتر کے نیچے آ رہا تھا۔ ہانی جو کہ کچھن سے نکلی تھی وہ رک کے دیکھنے لگی۔ اس کے پیچھے ہی وشه نکلی تھی جو کہ ہانی سے کچھ کہتی رک گئی۔ سامنے سے ہی وہ بلیک شلوار قمیض میں مبوس بلیک ہی واسکٹ پہنے اور منہ کے زاویے آج بھی حسب عادت بگڑے ہوئے تھے۔ بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ ان دونوں تک آیا۔ "ایس پی صاحب۔۔۔ مسکرانے پہ بھی ٹیکس لگ گیا کیا؟" وشه نے اس پہ طنز کیا۔ "وشویار۔۔۔" وہ منہ بناتا ان تک آیا۔ ہانی نے وشه کو دیکھا۔ وہ صرف پریشانی میں اسے ایسے پکارتا تھا۔ "کیا ہوا؟" وشه نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "یہ دیکھو

ناولز حب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

-- "اس نے جیب سے انگھوٹھی نکال کے ان دونوں کے آگے کی۔ "واو۔" ہانی نے ستائشی نظر وہ سے دیکھتے تعریف کی۔ "ماشاء اللہ بولتے ہیں۔" وشه نے اسے مکامارتے کہا۔ جبکہ نظریں انگھوٹھی پہ تھیں۔ "نہیں یار۔" ولی نے منہ بنایا۔ "یہ وہ والی نہیں ہے جو میں نے پسند کی تھی۔ انہوں نے ڈیزاں بدل دیا۔" اس نے اپنی پریشانی بتائی۔

"لیکن ڈیزاں تو یہ بھی بیسٹ ہے.." وشه نے وہ ولی کے ہاتھ سے لیتے کہا۔ "میں چلنچ کروانے جا رہا ہوں۔" ڈائریکٹ ہال میں ملتے ہیں۔" وہ ان سے رنگ لیتا باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ "نہیں۔" دونوں ایک ساتھ چھینیں۔ ولی حیرت سے مرڑا۔

"تم نہیں جا رہے۔" دوادھر۔" اس سے وشه نے انگھوٹھی اچھین لی۔ آپ تیار ہو چکے ہیں۔ ماما ناراض ہو گئی اب۔" ہانی نے اسے وجہ بتائی۔

"لیکن میں اسے یہ انگھوٹھی نہیں پہناؤں گا۔" ولی نے بھی ضد سے کہا۔ "اوکے مجھے دیں۔ ہم پالر جا رہے ہیں۔ میں واپسی پہ چلنچ کروالو گئی۔" ہانی نے اس کے آگے ہتھیلی پھیلائی۔ "نو۔" وہ بدک کے پیچھے ہٹا۔ "میرا مطلب ہے کہ یہ ڈائمنڈ ہے۔" اس نے وجہ بتائی۔ "تو؟" ہانی نے سکون سے پوچھا۔ "یار دیکھو۔ تم لڑکی ہو۔" میں خود جا کے کروالا تھوں چینچ ماما کو نابانا۔" ولی نے اسے سمجھایا۔ "ایک منٹ۔" میں لڑکی ہوں؟ یہ آپ کہہ رہے ہیں؟ دیں اب تو میں ہی کروا کے لاوں گی۔ آپ نے ہانیہ چوہدری کو انڈر اسٹیٹ کیا۔" وہ اس

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
سے رنگ چھین چکی تھی۔ "یہ لو۔۔۔" رنگ کے ساتھ اس نے اپنی گن بھی ہانی کو دی۔ "یہ کیوں۔۔۔" وشه ڈر
کے پیچھے ہوئی۔ جبکہ ہانی مسکرائی تھی۔

“ Prevention is better than cure. ”

دونوں بھائی ایک ساتھ بولے۔ اور ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرائے۔ ولی کی پریشانی کم ہو چکی

نالزہب

وہ کار سے نکلا تھا۔ ایک شان سے سن گلا سزا گائے جیسے ہی اس نے ہال کے باہر کار روکی میڈیا اس کے ارد گرد جمع
ہو گیا۔ ولی نے لمبا سانس خارج کیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ہیلو سر۔۔ آپ منگنی کر رہے ہیں۔۔ ہیلو سر آپ کی نئی زندگی شروع ہو رہی ہے آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔۔ سر۔۔" وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا اور میڈیا کے نمائندے اس کے ساتھ بھاگتے اس سے سوال پوچھنے لگے۔۔ "سر بہت مبارک ہو نئی زندگی کی۔۔" ایک نے کہا تو ولی مسکرا کے سر ہلاتے آگے بڑھ گیا۔۔

"یہ میڈیا یہاں کیا کر رہا ہے۔۔" حمزہ کو دیکھ کے اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ "سر علاقے کے ایس پی کی منگنی ہے۔۔ کور تج تو بنتی ہے۔۔" حمزہ نے مسکرا کے اس کے ساتھ چلتے کہا۔۔ اوکے لیکن دھیان رکھنا۔۔ گھر کی یا باہر کی کسی بھی عورت کی کور تج ناہو۔۔" اس نے نیا حکم دیا اور آگے بڑھ گیا۔۔ وہ عورتوں کے لیے ایکسٹر اکٹیر نگ تھا۔۔ "شیور سر۔۔" حمزہ نے اس کے حکم پر سر خم کیا۔۔

جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا ایک دفعہ تو سب نے مڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔ لیکن وہی اس کی شان بے نیازی۔۔ جو اسے ولی بناتی تھی۔۔ وہ چلتا جا کے اسٹیچ کے پاس ٹیبل پر وشه تک گیا۔۔

"آپ کے مجازی خدا نہیں آئے۔۔ مادام۔۔" اس نے وشه کے سامنے کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھتے مذاق کیا۔۔ وشه مسکرائی۔۔" میں پوچھتی ہوں۔۔" وہ ایک طرف ہو کے کال کرنے لگی۔۔

وہ اپنے آفس سے نکل رہا تھا۔۔ جب وشه کی کال آئی۔۔ "کب تک آئیں گے آپ؟" وشه نے سوال پوچھا۔۔

"کمنگ۔۔ آفس سے نکل چکا ہوں۔۔ یار لیٹ ہو گیا ہوں ڈائریکٹ آجائوں۔۔" اس نے کار تک آتے پوچھا۔۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"نہیں آ لیا رہا۔ آپ تھکے ہوئے ہیں۔ گھر جا کے شاور لیں۔ آپ کی ہر چیز تیار ہے۔ تیار ہو کے آئیں۔ لیٹ ہونے کی خیر ہے۔" وشه نے اس کی آواز میں تھکاوٹ بھانپ لی تھی۔ وہ مسکرا یا تھا۔ دور رہ کے بھی اپنی زمہ داریاں وہ اتنے اچھے سے سنبھالتی تھی۔

وہ کار سے نکلی تھی۔ ریڈ کلر کا شرارہ اوپر سکن کرتی بالوں کو کرل کیے کھلے چھوڑ کے میک اپ میں وہ دوکان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایسے لگا جیسے وہ کسی کی نظر وہیں کے حصار میں ہو۔ لیکن ہانی نے اگنور کیا۔ آگے بڑھ کے دوکان میں داخل ہوئی۔ وہ بھی چپ چاپ اس کے پیچھے آیا تھا۔ وہاں فنکشن شروع ہونے والا ہو گا۔ یہ پٹا خہ بیہاں کیا کر رہی تھی۔ وہ سوچتا اس کے پیچھے آیا۔ وہ دوکان دار کو اچھی خاصی سنارہی تھی۔

"ایس پی ولی چوہدری کی منگنی کی انگوٹھی بدل دی آپ نے۔ اوہیلو۔ یہ دونہ بری ناسامنے والے کو دیکھ کے کیا کرو۔ اچھا۔" وہ انگلی اٹھا کے دوکان دار کو سنارہی تھی۔ پیچھے کھڑا وہ مسکرا یا۔ "وہ تو شکر کے میں آئی ہوں بھائی آتے تو دوکان سیل کروا کے جاتے تمہاری۔" چلو وہ انگوٹھی دوجوانہوں نے پسند کی تھی۔ "وہ ایک طرف کرسی پہ بیٹھ گئی۔ اس کے دائیں جانب ایک لڑکا کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اکیلی لڑکی تھی اور تھی بھی چھوٹی سی۔ اور وہ ڈاٹمنڈ کی انگوٹھی لینے آئی تھی۔ بے وقوف تھی کیا؟ اسے نہیں پتہ حالات کا۔ وہ

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

لڑکا طنزیہ مسکرا کیا۔ اور اپنے سے کچھ دور کھڑے ایک لڑکے کو اشارہ کیا۔ وہ لڑکا باہر گیا اور اس نے ہانی کی کار کا ٹائر پنچھر کر دیا۔

وہ انگھوٹھی لے کے جیسے ہی مڑی۔ وہ فوراً دوسرا طرف گھوم گیا۔ وہ اس کی پشت دیکھتی باہر چلی گئی۔ وہ بھی مسکرا تا اس کے پیچھے آیا۔ اور ایک اور لڑکا ہانی کے تعاقب میں ان کے پیچھے آیا تھا۔ وہ کار کے قریب دو قدم کے فاصلے پر رکی۔ ایسا گا جیسے کوئی اس کے پیچھے ہے۔ وہ ایک دم مڑی اور وہ جلدی سے اسی کی کار کی ڈگی کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔ ہانی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آئی لیکن کار میں نہیں بیٹھی۔ کار سے پرس نکالا اور اس میں سے ولی کی گن کو ڈوپٹے کے نیچے چھپایا کیونکہ پبلک پلیس تھی۔ وہ جو کھڑا ہو کے دیکھنے لگا تھا کہ ہانی محترمہ کار میں بیٹھی کہ نہیں۔ ہانی نے اس کو پیچھے سے آ کے اپنی طرف گھما کے اس کے دل کے مقام پر گن رکھی تھی۔ سامنے والا مسکرا یا تھا۔

ہانی نے فوراً گن نیچے کی۔ "میرا پیچھا کر رہے تھے تم۔" ہانی کو اسے دیکھ کے اتنا غصہ آیا۔

"خوش فہمیاں۔" "حمدان ہاتھ جھلا کے مسکرا ایا۔"

"یہاں کیا کر رہے ہو تم۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھے پوچھنے لگی۔ حمدان نے اس کے سامنے شاپر کیا جو کہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ جس میں گجرے تھے۔ "عین وقت پہ عینا کے گجرے گم ہونے تھے اور ان کے بغیر دنیا ادھر سے اُدھر تو ہو سکتی تم لڑکیوں کا فنکشن نہیں ہو سکتا۔" وہ منہ بنائے بتار ہاتھا۔ ہانی مسکرا ائی۔ "وقت دیکھو۔" اس نے اس کو جتایا کہ وہ خاصہ لیٹ ہو چکا ہے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "اچھا بھلا جا رہا تھا کہ تم پر نظر پڑ گئی۔" "حمدان نے سر نفی میں ہلاکے اسے قصور دار ٹھہرایا۔" کار میں آئے ہو
 ؟" ہانی نے پوچھا۔

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "اوکے کم دومی۔" میں بھی ہاں ہی جا رہی ہوں۔" اس نے آفر کی
 تھی۔ حمدان نے آبرداچکاتے اسے دیکھا۔ جیسے پوچھ رہا ہوا تنی مہربانی کی وجہ۔ لیکن وہ نظر انداز کر کے آگے
 بڑھ گئی۔ حمدان نے منہ بنائے اسے دیکھا۔ وہ جو کار میں بیٹھنے لگی تھی اس نے حمدان کو دیکھا اور اس نے کار کے
 ٹارکی طرف اشارہ کیا۔ "شٹ۔" جتنی دونوں کو جلدی تھی وہ اتنا لیٹ ہو رہے تھے۔ تبھی ایک رکشہ ان
 کے قریب آ کے رکا۔ "میڈم جی جانا ہے؟" لڑکے نے سر باہر نکال کے پوچھا۔ ہانی نے حمدان کو دیکھا۔ اس نے
 سرا ثبات میں ہلا دیا۔ وہ بھی کار کو لوک کرتی رکشے میں حمدان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ وہ دونوں رکشے میں بیٹھے تھے
 - جب رکشے والے نے شیشے میں دیکھا۔ دو بائیک والے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ وہ مسکرا دیا۔ اور اس نے
 ویرانے کی طرف رکشہ موڑ لیا۔ "ہیلو بھائی یہ غلط راستہ ہے۔" حمدان نے کہا لیکن ہانی کا ہاتھ پر س میں موجود
 گن پر مضبوط ہوا تھا۔ "صاب جی یہ شارت کٹ ہے۔" اس نے کہا تو حمدان نے سر ہلا دیا۔ لیکن ہانی کو سچویشن
 سمجھنے میں سینڈ بھی نہیں لگا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتی لڑکے نے رکشہ روکا۔ دو لڑکے ان کے طرف
 آئے۔ دونوں کے ہاتھ میں گن تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"شرافت سے باہر نکلو۔۔۔" ایک لڑکا حمدان کی طرف آیا اور دوسرا ہانی کی طرف۔۔۔ وہ دونوں باہر نکلے۔۔۔ ہانی کو غصہ بہت آیا۔۔۔ حمدان کے چہرے کا تورنگ اڑچکا تھا۔۔۔ نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ جو کھڑی تھی۔۔۔ وہ شیرنی تھی۔۔۔ ان جیسے بیس گیدڑوں کو اچھے سے سنبھال سکتی تھی۔۔۔

"چل بے۔۔۔ نکال جو کچھ بھی ہے۔۔۔" لڑکے نے حمدان کی کنپٹی پہ گن کو مارتے کہا۔۔۔ حمدان نے موبائل اور پسیے نکال کے اس کی طرف بڑھائے درمیان میں ہی ہانی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔ "اے زیادہ ہوشیاری ناکر۔۔۔ تو بھی انگھوٹھی نکال۔۔۔" دوسرے لڑکے نے ہانی سے کہا۔۔۔

"ہانی نکال کے دو۔۔۔ وہ شوت کر دے گا۔۔۔" حمدان کی آواز کا پی۔۔۔ "دیکھو۔۔۔ وہ انگھوٹھی میرے بھائی کی منگنی کی ہے۔۔۔ اور میں تو نہیں دے رہی۔۔۔" ہانی نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔ "اے شوت کر دے لڑکے کو۔۔۔" تیسرا رکشے والا بھی ان کی طرف آیا اور نیا حکم دیا۔۔۔ "اے نہیں بھائی۔۔۔ یہ دے رہی ہے۔۔۔ ہانی دو وہ مجھے مار دیں گے۔۔۔" حمدان اس کے قریب ہوا۔۔۔ تمہیں بچانے کے لیے میں انہیں ڈامنڈر نگ دے دوں؟ اتنا ستا سودا۔۔۔" ہانی نے منہ بنایا۔۔۔ حمدان کی توجان ہی نکل گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے قریب ہوا۔۔۔

"اے پکڑ لڑکی کو۔۔۔" دوسرے حکم پہ وہ دو ہانی کی طرف قدم بڑھانے لگے۔۔۔ "اپنی آنکھیں بند کر لو۔۔۔" حمدان ہانی کی آواز میں ایک دم سختی آئی تھی۔۔۔ حمدان نے ان دو لڑکوں کو ہانی کی طرف آتے دیکھا۔۔۔ رگیں تن گنیں تھیں درانی کی۔۔۔ اس نے ہانی کو کھینچ کے اپنے پیچھے کیا۔۔۔ "بچا نہیں سکتا۔۔۔ تو ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گا۔۔۔" اتنا بے غیرت سمجھا ہے تم نے کہ بچانا سکوں تو ان کے سامنے ڈش کی طرح پیش کر دوں۔۔۔ "وہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی نے اس کو غور سے دیکھا۔ جو ضبط کر رہا تھا۔ وہ ہانی کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پایا تھا۔ ہانی نے تو اسے اس لیے آنکھیں بند کرنے کا کہا تھا کہ وہ اگر لڑکوں کی دھلاتی کرے تو وہ ڈرنا جائے۔ ہانی مسکرائی۔ "ہانی فوکس۔۔۔ یہ رومانس کا وقت نہیں ہے۔" ہانی کے دماغ نے سینکنڈ سے پہلے اسے سکنل دیا۔ اس نے حمدان کو جھکایا۔ خود بھی جھکی کیونکہ وہ دو لڑکے ان پہ حملہ کر چکے تھے۔ "آنکھیں کھلی رکھنا اب۔۔۔" ہانی نے مسکرا کے اسے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہاتھ میں گن تھی لیکن اس نے ابھی نہیں دکھائی۔ ہانی نے تیر کی تیزی سے پیچھے کھڑے تیسرے لڑکے کی گردان دبو چی۔ سب سے بڑی غلطی ان کی یہی تھی کہ پیچھے جو کھڑا تھا وہ بوس ضرور تھا لیکن اس کے پاس گن نہیں تھی۔ شاید کبھی ضرورت ناپڑی ہو۔ لیکن آج پڑگئی تھی۔ "اے کھواپنے چھوٹوں سے گن نیچے رکھیں۔۔۔ ورنہ شوت کر دوں گی۔" ہانی نے اس کی کنپٹی پہ گن رکھی۔ "اے اے۔۔۔ نیچے رکھ ان کو۔" وہ لڑکا ڈر گیا۔ غلط وقت پہ غلط جگہ ہاتھ پڑ گیا تھا۔

دونوں نے گن زمین پر رکھی۔ "حمدان اٹھا لو وہ گنز۔۔۔" ہانی نے اگلا حکم حمدان کو دیا۔ اس نے نامسنجھی سے ہانی کو دیکھا۔ "اٹھاؤ۔۔۔" وہ غصے سے بولی۔ حمدان نے بھاگ کے گنز اٹھائیں۔ "رکشے تک جاؤ۔۔۔" اس نے حمدان کو نیا حکم دیا۔ وہ ہانی کا پرس اٹھاتا رکشے تک گیا۔ "اور تم دونوں۔۔۔ پہلے میرا تعارف سن لو۔۔۔ میں ہانیہ چوہدری ایس پی ولی چوہدری کی بہن۔ چلواب دوسری طرف منہ کرو۔۔۔" وہ لڑکے اس کا تعارف سن کے ہی ڈر گئے۔

"اب دو سینکنڈ میں اپنی شکل گم کرو۔۔۔ بھاگو۔۔۔" وہ لڑکے مڑ کے دیکھنے لگے۔ شاید اپنے بوس کو چھوڑ کے نہیں جانا چاہتے تھے۔ ہانی نے ان کی طرف گن کر کے چلائی۔ وہ فوراً بھاگ گئے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"اس سے اچھا تو کتا پال لیتے۔۔ وفاداری تو کرتا۔۔" ہانی نے گن اس لڑکے کے ماری۔ "چلو۔۔" رکشے تک اسے لائی۔ حمدان تو سوچ رہا تھا کہ وہ تینوں اگر بھاگ گئے تو رکشہ کون چلائے گا۔ لیکن ہانی چوہدری کے پاس دماغ تھا۔ جو بہر حال وہ کام میں بھی لاتی تھی۔ "چلاو رکشہ۔۔" اس کی کمرپہ گن رکھتے ہانی نے اسے حکم دیا۔ وہ رکشہ چلانے لگا۔ حمدان مسکرا یا تھا۔

پورے پندرہ منٹ بعد وہ ہال کے باہر رکے۔ "جانامت۔۔" کرایہ لے کے جانا۔۔ "اس نے رکشے والے کو دھمکی دی۔ "نہیں میڈم جی۔۔ آپ سے کیا کرایہ لینا۔۔" اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "بیٹھ۔۔" کرایہ تو تجھے لینا پڑے گا۔۔۔ حمدان اندر سے۔ "اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی باہر اسے حمزہ نظر آیا۔

"بھائی حمزہ۔۔ لسن۔۔" اس نے ہاتھ ہلا کے حمزہ کو بلا یا۔ وہ اس کی طرف آیا۔ "چھٹکی۔۔" یہاں کیا کر رہی ہو ۔۔ "وہ اس کے قریب آیا۔" اے ایس پی صاحب آپ کا نیاشکار۔۔۔ اس نے رکشے سے لڑکا نکال کے حمزہ کے آگے کیا۔ "اس کو زراحوالات تک پہنچائے۔۔۔ باقی بات فنکشن کے بعد۔۔۔" وہ کہتی ہال کی طرف چلی گئی۔ اور رکشے والا اپنی قسمت کو رو نے لگا کہ کونسی منحوس گھٹری میں اس نے ہانی کو پھانسے کا سوچا تھا۔ حمدان تو اس کی عقائدی پہ عش عش کراٹھا۔

جیسے وہ برائیڈل روم میں داخل ہوا۔ عینا نے اسے غصے سے گھورا۔ "یہ لو۔۔" اس نے گجرے عینا کی طرف بڑھائے۔ لیکن یہ کیا اتنا لیٹ آنے کے بعد بھی وہ گجرے جو لا یا تھا راستے میں ہی خراب ہو چکے تھے۔ "دیر آید درست آید" یہ محاورہ لوگوں پہ فٹ آتا ہو گا حمدان درانی پہ نہیں۔ کیونکہ وہ دیر سے آکے بھی کبھی درست

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

نہیں آیا۔ عینا نے روہانی ہو کے پاس کھڑی رضیہ کو دیکھا جس نے شرافت سے اپنے بازو چھپائے تھے کیونکہ وہ عینا کے پہلے والے گجرے پہن چکی تھی۔ عینا کو اب ایسے ہی فنکشن اٹینڈ کرنا تھا۔ ایک تو ایس پی سے منگنی؟ دوسرا منگنی بھی گجروں کے بغیر۔ وہ روہانی ہوئی تھی۔

وہ استج پہ کھڑے تھے۔ "ایس پی صاحب چلنج ہے آپ کے لیے۔" انگھوٹھی پہنادیں لیکن آپ کا ہاتھ عینا کے ہاتھ سے ٹھیک نہ ہو۔ "حمدان ایک طرف کھڑا بولا۔ عینا اور ولی کے درمیان ایک لال چزی تھی اور وہ دونوں ہی استج کے درمیان کھڑے تھے۔ لال چزی سے کچھ جگہ بنائے دنوں کے ہاتھ نکالے گئے تھے۔ عینا کی طرف اس کے گھروالے کھڑے تھے اور ولی کی طرف اس کے۔ حمدان کے چلنج کرنے پر سب مسکرائے۔ عینا نے اسے گھورا۔ وہ مسکراتا ایک آنکھ و نک کر گیا۔

ولی نے پاس کھڑے حمزہ کو دیکھا۔ اس نے وکٹری کا نشان بنایا۔ جو بھی ہو لڑکے والا ہار نہیں سکتے۔

وہ جو عینا کا ہاتھ پکڑنے کے قریب تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ حمدان نے دیکھا وہ عینا کے بالکل ہاتھ کے قریب انگھوٹھی لے آیا تھا۔ اس نے جھک کے عینا کو اٹھا لیا۔ عینا کا ہاتھ انگھوٹھی سے ٹھیک ہوا تھا اور انگھوٹھی گر

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

گئی۔ "چھ۔۔۔ چھ۔۔۔ جی جا جی۔۔۔ اتنے کچھ کھلاڑی ہیں آپ۔۔۔" حمدان نے عینا کو بالکل بچوں کی طرح اوپر اٹھا لیا۔ ولی نے جھک کے انگھوٹھی اٹھائی۔ حمزہ اور زین اس کے دائیں اور بائیں آئے۔ ولی مسکرا یا لیکن اگلے ہی پل وہ دونوں اس کو بھی اٹھا چکے تھے۔ ہال تالیوں اور سیٹیوں سے گونج اٹھا۔ لیکن حمدان کی طرف عینا بھی نیچے کو ہی تھی اور حمزہ اور زین کو ولی کو خاصہ اوپر کر دیا تھا۔ ولی گھر امسکرا یا۔

عینا اب اسے صاف نظر آرہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کے عینا کا ہاتھ تھاما۔ پل کی پل عینا نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ اور وہ بہوت ہو گئی۔ وہ مسکرا یا آنکھوں میں چمک لیے اس کے ہاتھ میں انگھوٹھی پہنا گیا۔ سب نے ہوٹنگ کی۔ تالیاں بجائیں۔ اب عینا کی باری تھی اسے انگھوٹھی پہنانے کی۔ عینا نے کانپتے ہاتھوں سے اس کی طرف انگھوٹھی بڑھائی۔ لیکن وہ جان بو جھ کے انجان ہاتھ آگے ہی نہیں کر رہا تھا۔ وہ مسکرا کے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پہناو۔۔۔ بھی۔۔۔" حمدان نے اسے سراونچا کر کے کہا۔ عینا نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ سب نے کاؤنٹنگ شروع کر دی۔ جتنے لوگ ہال میں موجود تھے وہ ایک ساتھ گنتی گن رہے تھے۔

"وس۔۔۔ نو۔۔۔ آٹھ۔۔۔ سات۔۔۔" سب مل کے گن رہے تھے۔ لیکن ولی چوہدری تھا کہ ہاتھ آگے نہیں کر رہا تھا۔ عینا نے منت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"پلیز۔۔۔ ہاتھ۔۔۔" وہ ہلاکا سا بولی۔ ولی نے مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔ "چھ۔۔۔ پانچ۔۔۔ چار۔۔۔ تین۔۔۔" عینا نے منہ بنایا۔ ولی نے اپنی مسکراہٹ روکنے کو لب دانتوں تلے دبایا۔ "تین۔۔۔ دو۔۔۔" عینا نے آگے ہو

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کے اس کا ہاتھ اپنی طرف کھینچ کے انگوٹھی پہنادی۔ "ایک---" ایک سے پہلے ہی وہ پہناچکی تھی۔ ولی دیکھتا رہ گیا اس کو۔ اب وہ مسکرا رہی تھی۔ حمدان نے اسے بیچے اتار کے اس کے سر کا بوسہ لیا۔

کچھ دیر تک سب ان دونوں کو مبارک دے رہے تھے۔ ولی استیج پر کھڑا تھا۔ ہاتھ میں مائیک تھا۔ اور نظر سامنے پینٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑے آلیار پر تھی۔ آلیار مسکرا کے اسے دیکھ رہا تھا۔ تقریباً پورے ہال میں اندر ہیرا تھا اور کلرفل لائمس نے ولی کو فوکس کر رکھا تھا۔ " وعدہ یاد ہے نا۔۔۔ مسٹر آلیار شاہ۔" وہ مسکرا کے مائیک میں بولا۔ آلیار کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ " جس دن کوئی مجھے لڑکی دینے کو راضی ہو گیا آپ اس دن ڈانس کریں گے۔ اور کریں گے بھی اپنے لاٹپارٹنر کے ساتھ۔ کیونکہ آپ کے مطابق آپ کی شادی پہلے ہی ہو چکی ہو گی۔" ولی نے اس کے الفاظ دہراتے۔ سب کی نظریں مسکراہٹ دباتے آلیار پر تھی۔ جس نے کندھے اچکا کے پاس کھڑی وشہ کو دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو جھوٹ تھوڑی تھا۔

" So Ladies and gentle man ..put your hands together and welcome the most beautiful couple Mr and Mrs Alyar Shah. "

ولی کے کہنے پر سب تالیاں بجاتے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ اب بولا میں نے ان دونوں کو بھی فوکس کیا ہوا تھا۔ " آلیار۔۔۔ نہیں۔۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔ آلیار نے اس کے آگے مسکراتے ہاتھ پھیلا دیا۔ سب کی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

نظروں سے وہ گھبراتی اپنا ہاتھ آلیار کے ہاتھ میں دے گئی۔ جب تک وہ استیج تک آئے ہال میں شور سا اٹھا گیا۔ پری جو کہ ایک طرف میر کے ساتھ کھڑی تھی اس نے جوش سے تالیاں بجائیں۔ "اف۔۔۔ آپ فیکٹ کپل۔۔۔" استیج پر آلیار نے جب وشه کے دونوں ہاتھ اپنے کندھے پر رکھ کے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے قریب کیا پری نے جوش سے ساتھ کھڑے میر کے بازو پر دباو ڈالا۔

میر تو اس کا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھ کے بہوت رہ گیا لیکن وہ استیج پر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

چونکہ جیسے ہی میوزک ٹارٹ ہونا تھا۔ نیچے فلور نے بھی گھومنا تھا۔ تو آلیار نے وشه کو اس نے پیر اپنے پیر پر رکھنے کا اشارہ کیا۔ وشه نے نفی میں سر ہلا کیا۔ آلیار نے آنکھیں نکالیں۔ "آلیار۔۔۔ میں۔۔۔" وشه نے اس کا دھیان خود کی طرف کرواایا۔ "آپ کو لگتا ہے آلیار شاہ اپنی بیوی اور بچے کا وزن نہیں اٹھا سکتا۔۔۔ بہت کمزور سمجھا ہے آپ نے آلیار شاہ کو۔۔۔" اس کے بالکل قریب ہو کے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ وشه نے مسکرا کے اس کے دونوں پیروں پر اپنے پیر رکھ دیئے۔

Hmmmm.... Hmmmm....

Pal Ik Pal Mein Hi Tham Sa Gaya

Tu Hath Mein Hath Jo De Gaya

Chalun Main Jahan Jaye Tu



Sathiya

جیسے ہی اسٹھ تھوڑا سا اوپر ہو کے گھوماونے نے ڈر کے آلیار کی شرط کو دبوچا تھا۔ "میری طرف دیکھیں۔۔۔" آلیار نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
و شہ نے نفی میں سر ہلایا۔ اسے تو ڈر لگ رہا تھا۔

Hansun Main Jab Gaye Tu

Royun Main Murjhaye Tu

نالزہب

Bheegun Main Barsaye Tu

Sathiya

"وش۔۔" جذبوں سے بو جھل ابھے۔ و شہ نے آنکھ اٹھا کے اسے دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور پوری ہال میں شور سا اٹھ گیا۔ آلیار مسکرا یا۔ و شہ ایک پل کو بھول گئی وہ کہاں تھی سب انہیں دیکھ رہے تھے۔ بس یاد تھا کہ وہ آلیار کی بانہوں میں تھی۔

Saya Mera Hai Teri Shakal

Hal Hai Aisa Kuch Aaj Kal

نالزہب
Subah Main Hu Tu Dhoop Hai
Main Aaina Hu Tu Roop Hai

آلیار نے اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکائی تھی۔ و شہ نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

"ہائے۔۔۔ میں مر جاؤں۔۔۔" اسٹج سے دور کھڑی پری کا بس نہیں چل رہا تھا وہ بالکل قریب کھڑی ہو کے ان دونوں کو دیکھتی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میر نے اس کا ہاتھ تھا اور اسٹیچ پر چڑھ گیا۔ دو سینڈ۔ اور وہ بھی اب اسٹیچ پر تھے۔ پری کارنگ اڑ گیا۔ نیچے کھڑے ہو کے ہونگ کرنا ایک الگ بات تھی۔ میر اس کے قریب ہوا۔ وہ بد ک کے پیچے ہو کے نیچے اترنے لگیں تب تک بولا تمس انہیں بھی فوکس کر چکی تھیں۔ میر کی مسکراہٹ گھری ہوئی۔

Ye Tera Sath Khoob Hai Humsafar



Tu Ishq Ke Saare Rang De Gaya

Phir Kheench Ke Apne Sang Le Gaya

Kahin Pe Kho Jaye Jo

Jahan Yeh Ruk Jaye Pal

Kabhi Na Phir Aaye Kal

Sathiya

ایک ہاتھ میں پری کا ہاتھ جکڑ کے دوسرا پری کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا اور اپنا ایک ہاتھ پری کی کمرپہ۔ وہ مسکراتا پری کو بدھواں کر گیا۔

نالزہب

Ek Mange Agar Sau Khawb Doon

Tu Rahe Khush Main Aabad Hoon

Tu Sabse Juda Juda Sa Hai

Tu Apni Tarah Tarah Sa Hai

Mujhe Lagta Nahi Hai Tu Dusra



Chalun Main Jahan Jaye Tu

Dayein Main Tere Bayein Tu

دونوں شاہ برادران اور ان کی بیویاں۔ پورے ہال میں شور سماٹھ گیا تھا۔ لیکن وہ صرف سامنے کھڑی اپنی زندگی کو دیکھ رہے تھے۔

(ہم بھی چلیں---) ولی نے عینا کی طرف جھک کے سر گوشی کی۔ عینا بھاگ کے اس سے دور کھڑی ہو گئی۔ ولی نے اپنا قہقاہ بمشکل روکا۔ (ڈر پوک---) عینا کو نیا خطاب ملا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ ایک طرف کھڑی اپنے لب کاٹ رہی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ شاید ہال میں اندر ہیرے نے
اس کا بھرم رکھا تھا۔ ولی کو عینا کے ساتھ مسکراتے دیکھ دل کر پھی کر پھی ہوا تھا۔
وہ بھی ولی کو ہی دیکھ رہا تھا۔ جب نظر ولی کو تکتی دو آنکھوں پہ پڑی۔

Bheegun Main Barsaye Tu

نالزہب

Sathiya Ho.. Ho...

وہ بھاگتی ہوئی ہال سے باہر نکل گئی۔ حمزہ کے قدم بھی خود بخود اس کے پیچھے بھاگے تھے۔

Hmmmm...

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

گانا ختم ہوا توہاں میں لا تھس آن ہوئیں۔ سب نے ان دوجوڑیوں کو سراہا تھا۔ ایک چاند تھا تو دوسرا سورج۔ دور سے ہی دونوں بھائیوں کی چمک الگ ہی تھی۔

وہ مسکراتے اپنی اپنی والی کولے کے پیچے اتر آئے۔

وہ باہر آکے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ کتنے خواب تھے جو آج ٹوٹے تھے اس کے۔ ایس پی کو تو وہ چاہتی تھی۔ اس نے قرب سے آنکھیں بند کیں۔ تبھی ایک ہاتھ نے اس کی طرف رومال بڑھایا۔ اس نے رومال پکڑ کے آنکھیں صاف کیں۔ "پانی۔" "نرم لہجہ۔" اس نے چونک کے آنے والے کو دیکھا۔ وہ اس کی طرف پانی کی بوتل بڑھا رہا تھا۔ ارفعہ نے اس لئے پانی نہیں لیا۔ وہ اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" حمزہ نے پوچھا۔ ارفعہ کچھ نہیں بولی۔ "اتنا ڈراؤن نا ہوں کیا؟" حمزہ نے سنبھیگی سے پوچھا۔ اس بار ارفعہ نے اس کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ سمجھی نا ہو۔ "نہیں۔ وہ آپ جواب نہیں دے رہی مجھے لگا ڈر گئیں آپ۔" اس نے مسکرا کے اس کامڈا ق اڑایا۔ "آپ۔" ارفعہ غصے سے اسے کچھ کہنے لگی۔ "جانتا ہوں بہت پیارا ہوں۔" حمزہ کا ہاتھ بالوں تک گیا۔ "شکل دیکھی ہے اپنی۔۔۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔" وہ ہاتھ جھلا کے اس کی بے عزتی کر گئی۔ حمزہ کا منہ کھل گیا۔ وہ مسکرا کے اسے دیکھتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ حمزہ اس کی پشت دیکھتا مسکرا یا۔ وہ اس کا دھیان بٹاچ کا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

رات کو وہ سب اپنے اپنے بستر پر لیٹے ایک دوسرے کو سوچ رہے تھے۔ ہانی اپنے کمرے میں لیٹی تھی۔ آنکھیں بند کیں تو حمدان کا سرخ ہونا یاد آیا۔

"ہائے یہ مشرقی مرد۔ غیرت کے نام پر سرخ ہو جانے والے۔۔۔" وہ مسکرا کے سوچتی تکیہ اپنے منہ پر رکھتی سو گئی۔ دوسری طرف ولی نے جیسے ہی سونے کے لیے آنکھیں بند کیں۔ اس کی چالاکی یاد آئی۔ کیسے اس نے کھنچ کے ولی کے ہاتھ میں انگھوٹھی پہنانی تھی۔ ولی مسکرا یا تھا۔ "ناٹ بیڈ۔۔۔" اس نے مسکرا کے کہتے آنکھیں موند لیں۔

حمدان کو دیکھیں تو وہ تو گدھے گھوڑے بھینس بکریاں سب پیچ کے سور ہاتھا۔ لیکن عیناً اپنے ہاتھ کی انگھوٹھی دیکھ رہی تھی۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ انگھوٹی دیکھ رہی تھی جب ولی کی بات یاد آئی۔ (یہ ریتل ڈائمنڈ ہے۔ اور یقین کریں میرے حق حلال کی جمع پونچی ہے۔۔۔) اس کا جملہ کانوں میں گونجا تو وہ مسکرا کے سر تکیہ پر رکھ گئی۔

اور ایک ارفعہ زمان چوہدری تھی جس کی آنکھوں سے کو سوں دور تھی نیند اور وہ بالکل بے خبر تھی کہ اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں نے کسی کے دل کی دنیا تک ہلا دی تھی۔

وہ کمرے میں چکر پہ چکر لگا رہا تھا۔ "کل سے وہ میری جان نہیں چھوڑ رہی۔۔۔" اس نے سر پکڑ لیا۔
 "کہیں۔۔۔ کالا جادو تو نہیں کر دیا مجھ پہ۔۔۔" حمدان نے آنکھیں پھاڑ کے علی اور ہارون کو دیکھا۔
 دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر حمدان کو۔

"ہائے۔۔۔ اینا گبر و جوان میں۔۔۔" اس نے خود کو شیشے میں دیکھ کے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔
 "کہیں مجھے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔۔" وہ مرٹ کے ان دونوں سے پوچھنے لگا۔ "محبت۔۔۔ اور وہ بھی ایس پی کی بہن سے۔۔۔" علی کے کچھ بھی بولنے سے پہلے وہ خود ہی بولا تھا۔ "اور ایس پی بھی وہ۔۔۔ جو میرا ہونے والا بہنوئی ہے۔۔۔" اگلی بات بھی اس نے خود ہی کر لی۔ ہارون کچھ بولتا وہ پھر سے بولا۔ "ہائے۔۔۔ ہائے۔۔۔ میں کیستھے جاواں۔۔۔" وہ کمرے میں تیزی سے چکر لگانے لگا۔ "ہر دفعہ تیر المباہاتھ مارنا ضروری ہے کیا؟" علی کے اس کی کمر پہ مکار سید کیا۔ "اس بارہاتھ زیادہ لمبا نہیں ہو گیا؟" ہارون نے تبصرہ کیا۔ "محبت اور وہ بھی ایس پی کی بہن سے۔۔۔" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جیسے ہی صورت حال کا اندازہ ہوا وہ دونوں کھسکنے کہ تیاری کرنے لگے۔

"تاریخ گواہ رہی ہے محبت کے کارنامے میں دوستوں کے بے ڈھنگ مشوروں کا اہم

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کردار رہا ہے۔۔ "اس سے پہلے کہ وہ دونوں قدم باہر رکھتے حمدان نے انہیں بلیک میل کیا۔ علی نے ہارون کو دیکھا۔ اس کی بات کو نظر انداز کرتے وہ باہر جانے لگے۔ وہ پھر سے بولا۔" راجھے اور مجنوں کی لو اسٹوری اسی لیے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچی کہ ان کے پاس دوست نہیں تھے ایک حمدان درانی بھی سہی۔" بلیک میلنگ میں تو وہ بادشاہوں کا بھی بادشاہ تھا۔ وہ دونوں لمبا سانس خارج کرتے واپس مڑ آئے۔

علی کو اتنا غصہ آیا اس پر۔ "سالے۔۔ تجھے محبت کے لیے کوئی اور نامی؟"۔۔ پوری دنیا کی لڑکیاں چھوڑ کے تجھے ایس پر کی بہن ہی ملی تھی۔ "علی اور ہارون اس کو اچھا خاصہ دھور ہے تھے۔

حمدان درانی کوئی کام سیدھا نہیں کر سکتا۔ اور محبت جیسے ٹیڑھے کام کو وہ کیسے سیدھا کر لیتا۔

نوارون

وہ ان کی طرف منہ بنائے دیکھ رہا تھا۔ "اب کیا ہو گا۔۔" اس نے بیڈ پر لیٹ کے آنکھیں موند لیں۔ سوچ رہا تھا اسے محبت ہوئی کس لمحے؟ تب جب اس نے دل کے مقام پر گن رکھی۔ یاتب جب اس نے ہاتھ پکڑ کے موبائل اور پسیے دینے سے منع کیا۔ یاتب جب اس نے کہا کہ آنکھیں کھلی رکھنا۔

"یار۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "پر پوز کر دے۔۔" علی نے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے حوصلہ دیا۔ "وہ منہ توڑ دے گی میرا۔۔" اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کے حمدان نے یہ مشورہ رد کیا۔

"گو گل کر۔۔ ہارون گو گل۔۔ کر۔۔" اس نے ہارون کی طرف لیپ ٹاپ کیا۔ "کر گو گل۔۔"

How to Impress Sister of SP ... “

ایک ایک لفظ کہتا وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کے ہارون لکھ کے سرج کرتا وہ بولا۔
 ”نہیں۔ نہیں۔ رک جا۔۔۔“ اس نے اسے سرج کرنے نہیں دیا۔ ”یار لڑکے نا یہاں بہت بڑی غلطی کرتے
 ہیں۔ لڑکی پٹاتے۔ جبکہ لڑکی کے گھروالوں کو پڑانا چاہیے۔۔۔“ اس نے چیلکی بجا کے سلوشن بتایا۔
 ”ہاں اب لکھ۔۔۔“

نالزح

“How to Impress ghr wale of a

Larki “

”ابے او۔۔۔ کتنی گندی ہے تیری انگلش۔۔۔“ علی نے اس پہ طنز کیا۔ ”تو مجھے حج نا کر۔۔۔“ اس نے انگلی^{اٹھائی۔} ”بکواس بند کر۔۔۔ پتہ ہے میرے پاس مشورہ ہے ایک۔“ علی نے اس کی انگلی پکڑ کے گھمائی۔ اور ہارون

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کے سامنے پڑا لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ "ہم تینوں مل کے اسے پر پوز کریں گے۔۔۔" وہ تینوں ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے جب علی نے نیاشوشہ چھوڑا۔ حمدان نے اسے گھورا۔ اس سے پہلے کہ وہ علی کا سر پھاڑنے کے لیے کچھ ڈھونڈتا علی نے بات مکمل کی۔ "ابے میرا مطلب ہے کہ ہم وہ گانا گائیں گے۔۔۔" میری بھا بھی بنو گی۔ تو اگلی لائن بولنا۔ مجھ سے شادی کرو گی۔۔۔ کیسا۔۔۔ علی نے بات مکمل کر کے ہارون کے سامنے ہاتھ کیا۔ "اس کا فائدہ بتا؟" ہارون نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

"اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ مانی تو ٹھیک ورنہ کہہ دیں گے ہم پر کیلش کر رہے تھے۔"

"ویسے شکل سے تو عقلمند لگتا نہیں۔ پر ہے تو عقلمند۔" علی کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیے حمدان نے اس کی تعریف کی۔ علی نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ مجھ سے بد دعائیں لے کہیں وہ منہ ناقڑ دے تیرا۔" علی کو غصہ آیا تھا۔

"یار۔۔۔" حمدان کا ہاتھ پھر سے بالوں تک گیا۔

"اکتنا مشکل ہے ناٹر کی کو امپریس کرنا۔۔۔ ٹینشن ہو رہی۔۔۔" وہ چکر لگانے لگا۔ "الحمد للہ۔۔۔ ایسا کبھی کوئی کام کیا ہی نہیں۔" علی نے کالر کھڑا کیا۔ یہ کہہ کہ کبھی کوئی امپریس ہی نہیں ہوئی۔۔۔ ہارون نے طنز کیا۔ "اٹر کیوں کو امپریس کرنے کے گٹش تجھ میں ہے ہی نہیں۔۔۔" ہارون نے علی پہ دوسرا اوار کیا۔ "اٹر کیوں کو پسند آتی عقل یا شکل۔ اور تو دونوں سے ہی فارغ ہے الحمد للہ۔۔۔" اس کا منہ پکڑ کے حمدان بولا۔ "آہو۔ نامنہ نامقہا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

-- کڑی کیتھو آوے۔-- "ہارون نے دوسری طرف آکے اس کو گھیرا۔ علی سوچ میں ہی پڑ گیا۔ کیا واقعی ہی وہ اتنا بر اتھا؟

"دیکھو لڑ کیاں شکل نہیں دیکھتی۔-- "اس نے اپنا دفاع کیا۔ "جود یکھتی ہیں ناتیرے پاس وہ بھی نہیں ہے۔"

حمدان نے کہہ کے ہارون کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔ علی تو دل پہ ہی لے گیا تھا۔

"یار میں کیا کہہ رہا تھا۔ ہارون ارجیت سنگھ کے گانوں کی ایک لسٹ بنائے مجھے دے دے۔-- سناء ہے عقلمند لوگ دو قدم آگے رہتے ہیں۔-- اس لیے اگر دل ٹوٹ ووٹ گیا تو سید سونگ کی کلیکشن تو مست ہے بھائی۔-- "اس نے پھر سے ہارون کو لیپ ٹاپ کے آگے بٹھایا تھا۔

"میں تجھے بتاتا ہوں سید سونگ۔-- "علی اپنا دکھ بھول کے دوست کے دکھ میں شریک ہونے لگا۔

"وہ سرچ کر۔-- پہلی واری دل ٹوٹیا۔-- "علی نے دل پہ ہاتھ رکھ کے باقاعدہ گا کے دکھایا۔ "اور دوسرا وہ۔-- بی باس اڈا دل موڑ دے۔-- "اس نے دوسرا بھی فوراً سے پیشتر تجویز کیا۔ "ابے وہ بھی سید ہے۔-- وہ وہ۔-- میرا یار مطلبی اے۔-- "حمدان بھی اس کا ساتھ دینے لگا۔ "اور وہ والا بھی۔-- پیار دوبارہ ناہو گا۔-- "حمدان نے دوسرا بتایا۔ وہ تینوں بھول بھال کے اب سید سونگ کی کلیکشن پہ بحث کر رہے تھے۔ جیسا درانی۔ ویسے درانی کے دوست۔

وہ اپنی پناہ گاہ پہ بیٹھے تھے۔ وہی ان کا اکلو تاریخ تھا۔ حمدان نے آج ٹیک لگائی تھی۔ "اوچ" وہ بدک کے سیدھا ہوا۔ "میں نے ایس پی کی بہن کو امپریس کرنے کو شاعری یاد کی ہے۔" حمدان کا ہاتھ بالوں تک گیا۔ علی اور ہارون بھی اٹھ بیٹھے۔ تینوں نے آج کلاس بنک کی تھی۔

"ارشاد، ارشاد۔" علی نے محفل کا انعقاد کیا۔

"عرض کیا ہے۔" علی اور ہارون بیٹھے تھے وہ ان کے سامنے کھڑا تھا۔ "تیرے عشق میں کرونا ہو جاؤں۔" وہ وہ۔ "آنکھ بند کر کے جھوم جھوم کے وہ پڑھنے لگا۔ علی نے ہارون کو دیکھا اور ہارون نے علی کو پھر دونوں نے سامنے جھومنتے حمدان کو۔ "تیرے عشق میں کرونا ہو جاؤں۔" اس نے پھر سے لائے دھرائی۔ "تو مجھے چھو لے میں تیرا ہو جاؤں۔" آہا۔ آہا۔ "وہ آنکھیں بند کیے جذبات لٹا رہا تھا۔ جب آنکھیں کھولیں تو وہ دونوں خشنگی نظروں سے اسے گھور رہے تھے۔

"کہاں سے یاد کیا؟" علی نے سنجیدگی کی انتہا کی تھی۔ "انسٹاپہ پوسٹ تھی۔ وہ سیو کر کے رات دس دفعہ پر یکیکٹس کی ہے۔" حمدان ان کے قریب بیٹھ کے ایسے بتانے لگا جیسے وہ ڈیپیٹ کے لیے پر یکیکٹس کرتا رہا ہو۔ علی اس کے قریب ہوا۔ حمدان پھیلا۔ اسے لگا اب تعریف ہو گی۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جا کے اس پوسٹ کو ڈیلیٹ کر کے اس کے ایڈ من کو ان فالو کر سنا تو نے۔۔" اس کے بالکل قریب ہو کے علی نے انگلی اٹھا کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔ "اتنی تھکی شاعری۔۔" ہارون نے نفی میں سر ہلا کے جیسے افسوس کیا۔

"ابے۔۔ بھا بھی۔۔ بھا بھی آرہی۔۔" علی نے پاس پڑا بیگ اٹھا کے کندھے پہ ڈالا۔ اور شور مچایا۔

ہارون اور حمدان بھی بھاگ کے اپنی چیزیں اٹھانے لگے۔ "کوئی بھا بھی؟ ابے۔۔ ہم کنوارے ہیں۔۔" علی کے سامنے کھڑے ہو کے حمدان کو ایک دم یاد آیا اکہ وہ تو کنوارہ ہے ابھی۔

علی نے اس کو پکڑ کے گھما�ا۔ سامنے سے ہی وہ تیزی سے ان کی طرف آرہی تھی۔ ان کے قریب سے گزر کے اس نے کلاس میں جانا تھا۔ "انگلیوں پہ اللہ ہو کی شیخ پڑھ لے۔ اپریشن اچھا پڑے گا۔" ہارون نے حمدان کا ایک ہاتھ اٹھا کے اسے مشورہ دیا۔ "پاس سے گزریں گی نا۔ تو اس کی طرف نادیکھنا۔ نظر انداز کرنا۔

اپریشن اچھا پڑے گا۔" علی نے ایک اور مفید مشورہ دیا۔ ان دونوں کے مشوروں پہ عمل کرتا درانی۔ وہ پاس سے تیزی سے گزر گئی۔ اپریشن تو کیا پڑتا وہ اتنی جلدی میں تھی کہ اس کا ارد گرد دھیان گیا ہی نہیں۔ حمدان نے اس کی پشت دیکھی۔ "اتنی بے قدری۔۔ وہ بھی حمدان درانی کی۔" وہ علی اور ہارون کی طرف دیکھ کے بولا جو کہ اپنا قہقاہ بمشکل روک رہے تھے۔ جیسے ہی اس نے منه بنا کے کھاؤہ دونوں ایک دم ہنسنے لگے۔ حمدان ان دونوں کی طرف بھاگا۔ وہ گراونڈ کی طرف۔ اب یہ عالم تھا کہ حمدان ان دونوں کو پکڑ کے اپنے بیگ سے دھورہا

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

تھا۔ اور ہانیہ چوہدری جو کہ اپنی نیچے گری ہوئی فالزاٹھارہی تھی اس نے شور کی طرف نگاہ کی تو وہ نظر آیا۔ وہ مسکرا کے سر جھٹکتی کلاس کی طرف بڑھ گئی۔ یہ بندہ نہیں سدھ سکتا۔ ہانی کے دل نے بے ساختہ کھا تھا۔

رات کا وقت تھا۔ وہ غنوڈگی میں تھی۔ ایک دم اس کا سانس بند ہونے لگا۔ اس نے آنکھیں کھول کے پاس لیٹے آلیار کو دیکھا۔ جو کہ اس کی طرف منہ کئے سورہا تھا۔ "آلیار۔۔۔" اس نے اٹھ کے آلیار کامنہ پکڑا۔ "آلیار۔۔۔" وہ تکلیف میں تھی۔ آلیار نے مند ہمی مند ہمی سی آنکھیں کھول کے اسے دیکھا۔ وہ اس پہ جھکی اسے اٹھا رہی تھی۔ وہ ایک دم سیدھا ہوا۔ "وشہ۔۔۔" اس نے وشه کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔ "کیا ہوا۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔" وہ اسے کہہ رہا تھا لیکن وہ غنوڈگی میں جارہی تھی۔ "وشہ۔۔۔" اس کا چہرہ تھپتھپاتے وہ گھبر آگیا۔ "آلیار۔۔۔ ہمارا بے بی۔۔۔" وہ اس کے سینے پہ سر رکھ کے بولی۔ "وشہ۔۔۔" اس کو سیدھا کر کے آلیار اسے ہوش میں لارہا تھا۔ لیکن وہ مسلسل ایک ہی بات دھرارہی تھی۔ "آلیار۔۔۔ ہمارا بے بی۔۔۔" آلیار کی سہی معنوں میں جان ہوا ہوئی۔ اس نے اسے فوراً بانہوں میں اٹھایا۔ "وشہ۔۔۔" وشه آنکھیں کھلی رکھیں۔۔۔" کمرے سے ننگے پاؤں نکلتا وہ بھاگا تھا۔ اسے گود میں اٹھائے وہ گیر اج تک آیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

رات کا ایک نج رہا تھا۔ اس نے کار میں اسے لٹایا۔ کوئی ہوش نہیں تھی کہ وہ میر کو ہی ساتھ لے جاتا۔ وشه کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ اور وہ اب ہوش میں نہیں تھی۔ آلیار اسے بٹھا کے کار میں بیٹھنے لگا۔ پھر اچانک یاد آیا۔ اسے چھوڑ کے جانے کو دل بھی نہیں کیا لیکن اسے اس وقت میر کی اشد ضرورت تھی۔ وہ میر کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔

دو منٹ بعد تک میر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور پری بھی۔ وہ وشه کو فوراً ہسپتال لیے روانہ ہوا۔

وہ آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے تھے۔ ڈاکٹر باہر نکلی۔ "مسٹر شاہ۔" میرے ساتھ آئیں۔ "ڈاکٹر نے سنجیدگی سے آلیار کو کہا۔ آلیار نے میر کو دیکھا۔ اس نے سرا ثابت میں ہلا کے اسے تسلی دی۔ وہ ڈاکٹر کے پیچھے گیا۔ پاؤں میں جوتا بھی بھی نہیں تھا۔

والر

"ہمیں ابھی آپریٹ کرنا ہو گا۔" ڈاکٹر نے سامنے کھڑے آلیار کو کہا۔ "بٹ ڈاکٹر۔" ابھی تو ساتواں مہینہ ۔۔۔ "آلیار بد حواس ہوا تھا۔" "مسٹر شاہ۔" ڈاکٹر کی آواز میں سختی آئی۔ "میں آپ کی مسز کو پہلے ہی بتا چکی ہوں۔۔۔ ان کی پریگننسی کمپلیکس ہو سکتی تھی اور 80٪ چانس رہتا تھا کہ ان کا بچہ بچے۔ آج اگر ہم آپریٹ نہیں کرتے تو آپ کی بیوی مر سکتی ہیں مسٹر آلیار شاہ۔" ڈاکٹر کو سامنے کھڑے آلیار پہ غصہ آیا تھا۔ اور آلیار کو لوگ کسی نے اس کے جسم سے روح کھینچ لی تھی۔

"ڈاکٹر۔۔۔" وہ چینخا تھا۔ ہاتھ کی مٹھیاں بنانے کے اس نے خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"مسٹر شاہ--- میں آپ کی بیوی کو پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ ان سے بارہا کہا تھا کہ وہ ابھی بے بی کو دنیا میں نا لائیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ آپ کو ساتھ لا لائیں۔ لیکن وہ ٹالتی رہی۔ اور نوبت یہاں تک آگئی۔ مسٹر شاہ --- یا تو آپ کا بچہ بچے گایا آپ کی بیوی۔ اور ہو سکتا ہے دونوں بچ جائیں اور ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی نا۔ ڈاکٹر بہت سفا کی کامظاہرہ کر رہی تھی یا شاید آلیار کی لاپرواٹی پر غصہ آ رہا تھا۔ اور آلیار--- وہ سپاٹ ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن ذہن تو کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔ (وشه میں جاؤں گا آپ کے ساتھ "آلیار--- نہیں پلیز۔ مجھے آپ سے شرم آتی ہے۔) (یا ر آپ میری زمہ داری ہیں۔ آلیار ہم اپنے بے بی کا نام کیا رکھیں گے۔ وہ بات ٹال گئی تھی۔

وشه میں خود کا چنوں گا۔ آلیار۔ ہمارا بچہ۔ آلیار۔ ہمارا بے بی۔ پوری دنیا گھوم گئی تھی آلیار کے سامنے۔ وہ سات ماہ۔ سات ماہ اس کی زندگی سے کھلیتی رہی تھی اور وہ بے خبر رہا تھا۔ (آپ کو لگتا ہے کہ آلیار شاہ اپنی بیوی اور بچے کا وزن نہیں اٹھا سکتا۔ اتنا کمزور سمجھا ہے آپ نے آلیار شاہ کو۔)

ہاں کمزور ہی تو سمجھتی رہی تھی وہ اسے۔

"مسٹر شاہ---" ڈاکٹر نے اسے حقیقی دنیا میں لا چنگا تھا۔ وہ خالی خالی نظر وہ سامنے کھڑی ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔ "ہم آپریٹ کر رہے ہیں۔ لیکن زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" ڈاکٹر اس کو فیصلہ سنانے کے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

اور وہ۔ پتھر کا ہو گیا تھا۔

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑا تھا۔ نظریں جم گئیں تھیں سامنے نظر آنے والے دروازے پر۔ آنکھیں لال انگارا۔ جبڑے تھے ہوئے۔ (آپ کی بیوی مر سکتی ہیں مسٹر شاہ۔۔) وہ باہر کھڑا اپنا ضبط آزمارتا تھا۔ اندر وہ عشق کے واجبات ادا کر رہی تھی۔ اپنی جان پر کھیل کے اس کی اولاد کو دنیا میں لارہی تھی۔ آریا پار۔ زندگی یا موت۔ میر اور پری ایک طرف کھڑے تھے۔ پری نے نماز کے سائل میں ڈوپٹہ لپیٹا تھا۔ وہ مسلسل زیر لب کچھ پڑھ رہی تھی۔

نرس باہر نکلی تھی۔ تیزی سے ان کے قریب سے گزر سے آگے کو بھاگی۔ ایک اور نرس نکلی۔ اور ان کی پاس سے بھاگی۔ آلیار کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر دیتا۔ وہ مر جاتا اسے بچا لیتا۔ اپنی سانسیں اسے تھفے میں دے دیتا۔ ہسپتال کو آگ لگادیتا۔ ڈاکٹر زکواس کے قریب نا آنے دیتا۔ وہ کیا کرتا۔ وہ کیانا کرتا۔ وہ بے بس تھا۔ وہ کوئی درد اکیلے برداشت کرنا تھا۔

"ڈاکٹر۔۔۔ پیشنت کابی پی۔۔" ایک نرس باہر آکے سامنے سے آتے سپیشلسٹ کو کچھ کہنے لگی تھی۔ ڈاکٹر اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آپریشن تھیٹر میں بھاگا۔ اور صبح کی آذان ہو گئی۔ آلیار نے پلک بھی نہیں جھپکی۔ (زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

آپ کی بیوی مر سکتی ہیں مسٹر آلیار شاہ۔۔

آلیار آپ ہمارا بے بی بچائیں گے سن آپ نے۔۔ (غنو دگی میں جانے سے پہلے وہ اسے باور کرو رہی تھی۔

(آؤ فلاح کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف۔)

آلیار کو یاد آیا۔ وہ کل تہجد پڑھ رہی تھی۔ (وشہ۔۔) سجدے میں رورہی تھی وہ۔ وہ مڑا۔ اور ہسپتال کی مسجد میں آیا۔ اب تک ایک بھی آنسو نہیں نکلا تھا۔ وضو کرتے اس کی کیفیت ہارے جواری کی طرح تھی۔ کتنی غیر زمہ دارانہ حرکت کی تھی اس نے۔ سات ماہ۔ سات ماہ وہ تکلیف میں رہی۔ اب بھی وہ اندر مر رہی تھی اور وہ کتنا بے وفا تھا۔ باہر کھڑا تھا۔ وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہوتے اس کی حالت ایسی تھی کہ اگر وشہ کو آج کچھ ہو جاتا تو وہ بھی اس کے ساتھ دفن ہو جاتا۔

"میں تو ہر بات اللہ سے منواتی ہوں۔۔

آپ دعا کیوں نہیں مانگتے آلیار۔۔

(ایک دن اس نے دیکھا کہ آلیار صرف فرض پڑھ کے اٹھ گیا تو اس نے تب پوچھا تھا۔
 (کبھی کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی۔۔) آلیار نے کندھے اچکائے تھے۔
 (میں اللہ سے شکوہ کر رہی تھی آج۔۔) رکوع میں جاتے وشہ کی بات یاد آئی۔ "شکوہ؟ اللہ کو پسند نہیں شکوہ کرنے والے۔۔) آلیار نے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ سجدے میں گیا۔ (کبھی کبھی اللہ سے شکوئے کر لینے چاہیے۔ مان بھرے شکوئے۔ جیسے ہم اپنوں سے کرتے ہیں۔) دوسرا سجدہ۔ وشه کی باتیں مسلسل گھوم رہی تھیں۔

(آپ نااب دعا منگا کریں آلیار۔۔۔ کچھ نا بھی مانگا کریں لیکن نعمتوں کا شکر توازم ہے نا) وشه نے اس کے کندھے پہ سر رکھ کے کہا تھا۔

(دونوں میں سے کوئی ایک بچے گایا شاید کوئی بھی نا۔۔۔) ڈاکٹر کی بات یاد آئی تو اس کے ہاتھ کا نپے۔

(یا ان دونوں کو بچا لے یا ان کے ساتھ آج مجھے بھی اٹھالینا۔۔۔) آلیار نے ہاتھ پھیلا کے دل سے کہا۔ (جانتا ہوں زندگی اور موت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بھی جانتا ہوں نعمتوں کا شکر نہیں کرتا۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ چاہیں تو دنیا سے ایک پتا بھی نا ہے۔ وشه کو مجھے کس نے دیا؟ آپ نے۔
اس کی محبت میرے دل میں کس نے ڈالی۔۔۔؟ آپ نے۔

اس کوماں کے درجے پر فائز کس نے کیا؟ آپ نے۔۔۔

مجھے اس نجح پر لا کے بے بس کر دیا۔

مجھے یہ جتار ہے ہیں نا آپ کہ دیکھو آلیار شاہ۔

یہ میری دنیا ہے۔ میری بادشاہت ہے یہاں۔ میرے ہاتھ میں ہے زندگی اور موت۔ ہاں میں مانتا ہوں تیری واحد انسیت کو۔ تیری بادشاہت کو۔ تیری حاکمیت کو۔ مجھے قبول ہے میری بندگی۔ میری عاجزی۔ میرا جھکا سر اور

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میرے پھیلے ہوئے ہاتھ دیکھ لے۔ کہاں جاؤں۔ مجھے بتائیں کس درپہ جاؤں۔ آپ کے در کے علاوہ۔ مجھے بتا دیں اگر آپ کے علاوہ کوئی بچا سکے میرا بچہ اور میری بیوی آپ بتادیں۔ نہیں بچا سکتا کوئی آپ کے علاوہ۔ واحد ہے نا آپ۔ بچائیں ان دونوں کو۔ سن لیں میری آج۔ ورنہ ان کے ساتھ مجھے بھی لے کے جائیں آپ کے فرشتے۔

آلیار شاہ کا جھکا سر اور پھیلے ہاتھ۔ اور دوسری طرف وشه کا ایک لمبا سانس۔ آپ ریشن تھیٹر میں بچے کے رونے کی آواز گو نجی تھی۔ وشه نے لمبا سانس لیا۔

میر نے پری کو سنبھالا۔ "میر۔۔۔ بے بی کی آواز۔۔۔"

پری نے اس کے سینے لگے ہی کہا۔ ڈاکٹر مسکرا تی باہر آئیں۔ سامنے سے ہی وہ آرہا تھا۔

"نئی زندگی اور نعمت مبارک ہو مسٹر شاہ۔" ڈاکٹر اس کے پاس آ کے بولی۔ وہ مسکرا ایا۔ ڈاکٹر آگے بڑھ گئی۔ اور بچے کی آواز پورے کو ریڈور میں گونج رہی تھی۔ یہ آواز نعمت تھی۔ اور نعمتوں کا شکر بنتا ہے۔ آلیار نے آنکھیں بند کیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میر اور پری نے اسے دیکھا تھا۔ سب سے پہلے۔ جس کا دنیا میں پہلا قدم ہی اتنا بھاری تھا۔ وہ بالکل وشه کی کاپی تھا۔ معصوم۔ میر نے گلے لگ کے آلیار کو مبارک دی تھی۔ اب وہ دونوں گھر جا رہے تھے۔ کچھ دیر تک وہ وشه اور آلیار کا ناشتہ لے کے واپس آتے۔ آلیار نے وارڈ کی طرف قدم بڑھائے۔ سامنے ہی وہ نڈھاں سی بیڈ پہ سوئی ہوئی تھی۔ آلیار کے دل کی دھڑکن بڑھی۔ اس کے قریب جا کے اسے غور سے دیکھا۔ اس کی سانسیں چل رہی تھی۔ کتنی بڑی نعمت تھی۔ آلیار نے جھک کے اس کے سرہانے کے ارد گرد دونوں ہاتھ رکھے۔ اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی ٹکائی۔ اس کا لمس محسوس کیا۔ وہ زندہ تھی۔ اس کے پاس تھی۔ "آپ نے مجھے جان سے مار دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وش۔" "نم لجھ۔ وہ اس سے شکوہ کر رہا تھا۔ وہ زرا سماں میں۔"

آلیار نے اس کی پیشانی پہ اپنی پیشانی سے وزن بڑھایا۔ "میں نے کہا تھا آپ سے۔ آپ سے ہی میں ہوں۔" "نا چاہتے ہوئے بھی آنسو نکل آیا تھا۔ اور وشه کے چہرے پہ گرا۔ وہ غنوادگی میں بے چین ہوئی۔ وہ فوراً پیچھے ہٹا۔ تبھی کمرے میں اس کے رونے کی آواز گوئی۔ جس نے آلیار کا دھیان اپنی طرف کیا تھا۔ آلیار مسکرا کے اس کی طرف بڑھا۔

اسے گود میں لیا۔ بہت مہنگا پڑا تھا آلیار کو اس کا دنیا میں آنا۔ "ناکل آلیار شاہ" آلیار نے اس کی پیشانی چومی۔ "ابھی صرف آپ دنیا میں آئے ہو۔ بابا اور ماما کی جان نکال دی۔ آگے کیا ارادے ہیں آپ کے۔" اس کی ناک سے اپنی ناک رگڑتے آلیار نم آنکھوں سے مسکرا ایا۔ اور ناکل آلیار شاہ کو اپنے بابا کی یہ حرکت ایک آنکھ نا بھائی۔ اس نے اپنا اسپیکر کھول لیا۔ وشه کی آنکھ کھل گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"آلیار--- ہمارا--- بچہ---" وہ ابھی بھی وہی بولی۔ آلیار نے مڑ کے اسے دیکھا۔ اس کے قریب نائل کو لٹایا۔ وہ جیسے ہی وشه کے ساتھ لیٹا ساتھ، ہی اس کی طرف کروٹ لیتا آنکھیں موند گیا۔ اسے اپنی ما مازیادہ پسند آئیں تھیں۔ آلیار نے منہ بنایا۔ اور ان ماں بیٹے کو دیکھا۔ جو سکون سے آنکھ موندے لیتے تھے۔ کتنا پرفیکٹ تھا سب۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر کے پاس سے آیا تھا۔ ڈاکٹر کے مطابق نائل کی پری بر تھے تھی۔ اسے کمزور ہونا چاہیے تھا۔ لیکن وہ عام بچوں جیسا تھا۔ وشه کی طرح معصومیت جھلک رہی تھی اس کے چہرے پہ۔ لیکن ناک اور ہونٹ اس کے بالکل آلیار جیسے تھے۔ آلیار نے جھک کے دونوں ماں بیٹے کا بوسہ لیا۔ اور ایک دوسری طرف بیٹھ کے اس نے تینوں کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا۔ اور وہی کو تصویر سینڈ کی تھی۔

نالزہب

کچھ دیر تک ہی ولی، ہانی، مسز چوہدری ہسپتال آگئے تھے۔ نائل آلیار شاہ کی اچانک دنیا میں آمد۔ سب کے لیے حیرت کن خبر کے ساتھ ساتھ خوشی کی خبر بھی تھی۔ ہانی اسے گود میں لیے ہسپتال کے صوفے پہ ہی بیٹھی تھی۔ جب ولی نے مسکرا کے اسے گود میں لیا۔ نخا ساپیار اسانا نائل اپنے اکلوتے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ماموں کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔ آلیار پاس کھڑا مسکرا گیا۔ مسز شاہ بھی ایک طرف کھڑی خشمگی نظروں سے ولی کی گود میں شاہ ولاء کے نئے چشم و چراغ کو گھور رہی تھیں۔ خوشی کیا ہونی تھی انہیں تو الگ ہی پریشان تھی کہ اب جائیداد میں ایک اور نئے فرد کا اضافہ ہوا تھا۔

مسز شاہ دولت کی پچارن انہیں کیا یہ خبر خوشی دے گی۔ پھر بھی وہ ہسپتال رسم دنیا کے لیے آگئیں تھیں۔

ولی کی گود میں وہ مسکرا رہا تھا جب وہ مسز زاہد درانی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی ولی پہ نظر پڑی جو کہ ملکن ساناکل کو دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔ منگنی کے بعد اسے دیکھ کے عینا کا دل یہاں سے بھاگنے کو کر رہا تھا۔ وہ آگے بڑھ کے وشه آپی کو مبارک دے رہی تھی جب ولی کی اس پہ نظر پڑی۔

وہ مسکراتی وشه سے الگ ہوئی۔ اور نظر پھر سے بھٹک کے ولی کی طرف گئی۔ جو اسے دیکھ کے گہرا مسکرا گیا۔ سینکڑ سے پہلے عینا نے نظر کا زاویہ بدلتا تھا۔ ہانی اب وشه کو اٹھا کے بٹھا رہی تھی۔ اور عینا کو نائل گود میں لینا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ جناب اسے گود میں لیے صوف پہ پھیل کے بیٹھے تھے۔ عینا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 نے ہانی کا ہاتھ پکڑا۔ "ہانی۔۔۔ بے بی پکڑنا۔۔۔" اس کے بالکل قریب ہو کے عینا نے سر گوشی کی۔ ہانی
 نے ولی کو دیکھا۔

اور ولی نے مسکرا کے ہلاکاسا نفی میں سر ہلاایا۔ اور ہانیہ چوہدری تو تھی ہی ولی چوہدری کی چمچی۔
 "ارے تمہیں بے بی پکڑنا ہے۔۔۔ بھائی عینا کو نائل پکڑا دیں۔۔۔" اس نے سب کے سامنے بہت
 سکون سے کہہ دیا۔ آلیار و شہ مسز زاہد درانی مسز چوہدری سب اسے مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگے۔
 وہ ایک دم سرخ ہو گئی۔

ولی نے مسکرا کے اسے دیکھا اور فوراً نظروں کا زاویہ بدلتے۔ کتنی چھوٹی سی بات پہ وہ شرمائی تھی۔ وہ
 سب کی نظروں سے کنفیوثر ہوتی اس کی طرف بڑھی۔ ولی کھڑرا ہو چکا تھا۔ وہ قریب آ کے کھڑی ہو گئی۔
 - ولی نے اس کی طرف نائل کو نہیں بڑھایا۔ عینا نے ہاتھ آگے کر کے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے
 مسکرا کے نائل عینا کی گود میں نائل دے دیا۔ "آہم۔۔۔ آہم۔۔۔" پاس کھڑے آلیار نے
 ایک ہاتھ کمر پہ رکھے دوسرے سے مصنوعی کھانسی کی۔ عینا فوراً نائل کو لے کے ایک طرف ہو گئی۔
 ولی نے مڑ کے آلیار کو گھورا۔ وہ دانت نکال گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

میر اور پری بھی ناشتہ لے آئے تھے۔ پھر آلیار کمرے سے نکلا اسے ڈاکٹر سے ڈسچارج کا پوچھنا تھا۔ ولی کا بھی ڈیوٹی آور شروع ہونے والا تھا۔ اسی لیے وہ بھی وشه سے متباہر نکل گیا۔ عیناً نے کمرے سے نکلتے ولی کی پشت دیکھی۔ وہ کمرے سے نکلنے سے پہلے ایک دم رکا۔ عیناً فوراً نائل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ولی نے مرٹ کے بس ایک نظر اسے دیکھا اور باہر نکل گیا۔ عیناً کو نائل سے الگ ہی انسیت محسوس ہوئی تھی۔

نالزہب

شام کو ڈاکٹر نے وشه کو ڈسچارج کر دیا تھا۔ سارا دن تو ہسپتال میں سب کا آنا جانا لگا رہا اسی لیے اس نے نوٹ ہی نہیں کیا کہ آلیار اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہسپتال میں بیڈ سے اٹھا کے اسے کارتک لا کے آرام سے بٹھایا۔ گھر گیر اج تک آکے بھی کار سے نکال کے کمرے تک لا یا۔ نائل پری کی گود میں تھا۔ پری نے اسے بیڈ پہ وشه کے پاس لٹا دیا۔ وشه مسکرائی۔ آلیار بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ پری کمرے سے چلی گئی۔ آلیار الماری کی طرف بڑھا۔ نہا کے فریش ہو کے باہر آیا تو وشه اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ نائل کے فیڈ کا وقت ہو رہا تھا۔ آلیار سنجدگی سے اس کی طرف بڑھا۔ کمرے سے پکڑا سے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سہارا دے کے پچھے تکیہ لگایا۔ وشه نے سانس تک روک لیا۔ وہ اسے بٹھا کے مڑنے لگا۔ وشه نے اس کا ہاتھ کپڑا۔ "آلیار۔۔۔" پیار اور نرمی کے ساتھ نبھی بھی تھی لبھ میں۔ آلیار نے مڑ کے اسے دیکھا۔ وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "سوری۔۔۔" اس نے کان کپڑ کے کہا۔

"سیریسلی۔۔۔" آلیار نے ہاتھ چھڑ دایا۔ غصہ کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن وشه کی بے وقوفی پہ بہت غصہ آیا تھا۔ "آلیار۔۔۔" وہ ڈریسنگ کی طرف بڑھتا وہ پھر سے روتے اسے پکار گئی۔ وہ مڑ کے اس کے پاس بیٹھا۔ وہ رورہی تھی۔ آلیار سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "آپ کو آئیڈیا بھی ہے کیا ہو سکتا تھا۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ وہ سوں کروں تھی۔ "آپ مر سکتی تھیں وشه۔۔۔" آلیار نے اس کا منه اپنی طرف کیا۔ آلیار کو اتنا سنجیدہ دیکھ کے وہ ڈر گئی۔ "کچھ کہنا، ہی فضول ہے۔۔۔" وہ اس کے قریب سے اٹھ گیا۔ وشه نے پھر سے اس کا ہاتھ کپڑ کے اسے بٹھایا۔ "سوری۔۔۔" اس کے قریب ہو کے اسے نے آلیار سے کہا۔ "آپ کو میرا خیال ہی نہیں آیا۔۔۔ آپ نے صرف اپنا سوچا۔" وہ آلیار کے سینے سے لگی بیٹھی تھی جب وہ بولا۔ پاس ہی ناکل سکون سے سویا تھا۔

"مجھے صرف آپ یاد تھے آلیار۔۔۔ صرف ہمارا بچہ یاد تھا۔ آپ دونوں کو یاد رکھتے میں اپنا آپ بھول گئی۔" اس نے آلیار کی شرط کا بٹن بند کیا۔ جو وہ ہمیشہ کھول کے رکھتا تھا۔ "ڈاکٹرنے کہا کہ میں ابھی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

اس قابل نہیں ہوں کہ ہمارا بچہ دنیا میں لا سکوں۔ "وہ اس کے سینے میں منہ دیئے اسے بتا رہی تھی۔" آلیار۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا کہ میں۔۔۔ میں خود کو بچانے کو اپنا بے بی مار دوں۔۔۔ "اس نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔" میں نہیں کر پائی۔۔۔ "اس نے نفی میں سر ہلایا۔" ماما کہتی ہیں اولاد خود سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اور مجھے اس دن احساس ہوا وہ صحیح کہتی تھیں۔ "اپنا آنسو صاف کرتے اس نے پاس لیٹے نائل کی پیشانی چومی۔" یہ سرا سربے و قوفی اور جذباتی پن تھا و شہ۔۔۔ "آلیار بھی بھی سنجدگی سے بولا۔" یہ عشق کے واجبات تھے آلیار۔۔۔ جو مجھے ادا کرنے تھے۔ "اس نے ترکی بہ ترکی کہا۔" ان سات مہینوں میں ایک دن ایسا نہیں آیا جب میں نے ہمارے نائل کا صدقہ نادیا ہو۔ ایک دن ایسا نہیں آیا جب میں نے تہجد میں اس کی زندگی نلامگی ہو۔ ڈاکٹر چاہے جو بھی کہتی مجھ میں ظرف نہیں تھا کہ اسے دنیا میں نالاتی۔ آلیار مجڑے بھی تو ہوتے ہیں۔ دعائیں قبول بھی تو ہوتی ہیں۔ اور ویسے بھی بہت سی مائیں ہوتی ہیں جو بچے کو دنیا میں لاتے اپنی جان سے ہاتھ کھو بیٹھتی ہیں ایک میں بھی۔۔۔ "اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آلیار نے اسے چپ کروایا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں۔ ہمارا بچہ ٹھیک ہے۔" آلیار نے جھک کے نائل کا سر چوما۔

“ Everything is alright ... ”

اس نے وشہ کو دیکھ کے کہا۔ "چلیں معاف کیا آپ کو۔" اس کے قریب سے اٹھ کے وہ مسکرا تا
بولا۔

"شکر یہ جناب۔" وہ کھکھلاتی تھی۔

نالزہب

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے ہی وہ بیڈ پہ سوئی ہوئی تھی۔ ایک طرف کروٹ لیے بال کھلے
تھے اور کچھ بال اس کے منہ میں تھے۔ منه ہلاکا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ پورے جہاں سے بے خبر سوئی ہوئی
تھی۔ میر باہر سے آیا تھا۔ اس کو دیکھا اور مسکرا ایا۔ اس کی طرف بڑھا۔ ہلاکا سا جھک کے اس نے
سرہانے پہ ایک ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے بال اس کے منہ سے نکالے۔ دو منٹ تک اس
کے چہرے کو تکتے وہ مسکرا رہا تھا۔ کتنے سکون سے سوئی ہوئی تھی محترمہ۔ پری کچھ نیند میں تھی۔ جیسے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہی حواسوں پر میر کے کلوں کی خوشبو سمائی اس نے مند ہمی سی آنکھیں کھولیں۔ وہ فوراً سیدھا ہوا۔ پری نے تیزی سے اٹھ کے پاس ہوا ڈوپٹہ اٹھایا۔ "کیا کرنے لگے تھے۔۔۔" پری نے بد حواسی سے پوچھا۔ وہ جو مڑ گیا پری کی طرف گھوما۔ "جو تم سمجھ رہی ہو وہ بالکل نہیں کرنے لگا تھا۔" اس نے کندھے اچکاتے کہا۔ سینکڑ سے پہلے اس کے چہرے پہ سرخی گھلی۔ "ایسا کچھ نہیں سوچا میں نے۔" اس نے اپنا ڈوپٹہ سیٹ کرتے صفائی دی۔ وہ اس کے قریب آیا۔ "نہیں سوچا تو کر لوں۔۔۔" اس کے چہرے کے بالکل پاس چہرہ کیے وہ دل کشی سے مسکرا کے بولا تھا۔ پری نے دوسری طرف منہ کر کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا اور میر شاہ کا قہقاپورے کمرے میں گونجا۔ وہ لنگی میں سر ہلاتا چھپے ہو گیا اور پری کا دل کیا ز میں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ کیا سوچ رہی تھی وہ۔ (لعتت ہے پری۔۔۔) دوبارہ لیٹ کے آنکھیں بند کر کے اس نے خود کو کوسا۔ میر مسکرا کے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔ کتنا اپیل کرتا تھا اس کا شتر مانا۔

وہ کینٹین کے باہر کھڑا تھا۔ سامنے سے وہ آتی دکھائی دی۔ حمدان کا ہاتھ بے ساختہ بالوں تک گیا۔ اسے دیکھ کے ہاتھ بالوں تک ناجانے کیوں چلا جاتا تھا۔ وہ پری سے بات کرتی جوش سے کوئی کہانی سنانے

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میں مگن تھی۔ عینا ان کے ساتھ نہیں تھی۔ حمدان نے اسے دیکھ کے اس کی طرف پشت کر لی۔ اس کی طرف نہیں دیکھنا حمدان۔ وہ خود کو باور کرو رہا تھا۔ وہ اس کے پاس سے گزر کے کینٹین چلی گئی۔ پری آگے گزر گئی تھی۔ اور ہانیہ ابھی پیچھے ہی تھی جب ایک دم وہ پلٹا۔

ہانیہ رک گئی۔ نار کتی تو زبردست ٹکر ہوتی اس سے۔ "ہائے۔" دل کمخت نے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ "تمہارے ہاں شکریہ کا رواج نہیں ہے کیا۔" وہ بیگ سے کچھ ڈھونڈتی وہیں کھڑی بغیر اس کی طرف دیکھے کہہ رہی تھی۔ ناجانے بیگ میں کیا گم ہو گیا تھا۔ "ایکسکیو زمی۔" کس چیز کا شکریہ۔ حمدان ان جان بننا۔ ہانی نے اب کی باری نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ دیکھا نہیں گھورا۔ "تمہاری جان بچائی تھی اس دن میں نے۔" چوروں سے۔ "ہانی نے اپنا احسان یاد کروایا۔" او۔ تم نے کہا تھا کہ تمہیں بچانے کو ڈاٹمنڈ کی انگھوٹھی ان کو دے دوں۔ اتنا ستاسودا۔" حمدان نے جھک کے اس کی طرف اسے کہا۔ ہانی کو لگا جیسے وہ شکوہ کر رہا تھا۔

"مطلوب ڈاٹمنڈ حمدان درانی سے ضروری تھا۔" اس نے پھر سے پوچھا۔ "آف کورس۔" ہانی نے بالوں کو جھٹکا دیا۔ "مس ہانیہ چوہدری۔" وہ اس کے ایک قدم قریب ہوا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔ اس کے تیور ہانی کو اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"جس دن تمہیں لگا کہ ڈائمنڈ سے زیادہ حمدان درانی ضروری ہے اس دن شکریہ بولوں گا۔۔۔" سنجید گی سے کہتا وہ مر گیا۔ ہانی نے نام صحیح سے مر کے اسے دیکھا۔ "اسے کیا ہوا؟" ہانی نے سوچا تھا۔ اور حمدان درانی چلتا سونج رہا تھا اب وہ ہانی کے راستے میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ تو انجان تھی اور جانے انجانے میں وہ حمدان درانی کا بہت بڑا نقصان کر چکی تھی۔ اور حمدان درانی گھٹے کا سودا نہیں کرتا۔ یا تو ہانی سود سمیت اس کا نقصان بھرے گی یا پھر وہ اس نقصان کے ساتھ ہی آگے جائے گا۔ یہ تو وقت بتائے گا۔

وہ سر جھٹک کے کینٹین چلی گئی۔ اور حمدان نے مر کے اسے کینٹین میں جاتے دیکھا۔ الٹا ہو کے اس کی پشت کو تکتے ہی درانی پیچھے کو قدم بڑھا رہا تھا۔

"کہاں لے جائے گی یہ محبت ہمیں۔۔۔"

اس کا ہاتھ بے ساختہ بالوں تک گیا۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا

نالزحب

(تو تم اچھی طرح صبر کرو)
القرآن۔

دکشی سے پڑھتا وہ مر گیا۔ علی اور ہارون کو وہ کینٹین، ہی چھوڑ آیا تھا۔ درانی پہلے ہی نکما تھا۔ رہی سہی
کسر محبت نے پوری کر دی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پہ سونگ سن رہی تھی۔ ہینڈ فری کانوں میں لگائے موبائل کوسائیڈ پہ رکھ کے وہ تقریباً لیٹے ہوئے گانے سنتے جھوم رہی تھی۔ جب اسے کسی کی طرف میل رسیو ہوئی۔ اس نے جیسے ہی ای میل کھولی۔

میل سمجھنے والا کا نام دیکھ کے وہ ایک دم سیدھی ہوئی۔ "ایس پی کی طرف سے میل؟" اس نے فوراً میل کھولی۔

نالزہب

"مس عینا درانی۔ اینڈ مسزو ولی چوہدری ٹوبی۔" امید ہے آپ ٹھیک ہو گئیں۔ (ویسے آپ کو کیا ہونا ہے۔) "اونجی آواز سے پڑھتی عینا نے منہ بنایا۔ "ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ایس پی۔۔۔ ہنہ۔۔۔ ہنہ۔۔" ہونٹوں کو ایک طرف کر کے پھر دوسری طرف کرتے اس نے منہ بنایا۔

"سنا ہے آپ محترمہ دن کے نوبجے اٹھتی ہیں۔" عینا نے اگلی لائن پڑھی۔ (نہیں ویسے کبھی دس بھی نج جاتے۔ اور چھٹی والے دن تو ایک کھیں نہیں گیا۔) عینا نے مزہ سے سوچا۔ اور آگے پڑھنے لگی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 "اپنی روٹین بد لیں مس عینا۔ صحیح پانچ بجے اٹھا کریں۔" اگلی لائن میں بے عزتی تھی۔ عینا کامنہ کھل گیا۔ "مطلوب لوگ اپنی منگیتر کو گفٹس بھیجتے ہیں۔ رومانٹک شاعری بھیجتے ہیں۔ ایک ایسی پی تھا جس نے میل بھیجی تھی۔ وہ بھی طعنوں سے بھری ہوئی۔

عینا نے اس لائن کو گھور کے دیکھا۔ پھر آگے پڑھنے لگی۔ "مجھے ڈل اور کمزور لڑکیاں بالکل نہیں پسند

"--

"اس ایسی پی کا بس چلے ساری لڑکیوں کو ہانیہ چوہدری بنادے۔" عینا نے سامنے دیوار کو چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھتے سوچا۔

نالزہب

"خیر آگے پڑھتی ہوں کیا پتہ لکھا ہو آپ کے جیسی پسند ہیں مجھے لڑکیاں۔" عینا نے شرما کے سوچا اور آگے پڑھا۔ "اٹھ کے صح سیر کے لیے جایا کریں۔ وقت کی پابندی سیکھیں۔ تاکہ میرے ساتھ آگے آپ کو مسئلہ ناہو۔" عینا نے اگلی لائن پڑھی۔ (نہیں کیا مطلب ہے اس بات کا؟ نہیں مطلب ایسی پی کو لگ رہا کہ میں وقت کی پابندی نہیں کرتی۔ ٹھیک ہے یونی کلاس آٹھ بجے شروع ہوتی میں نوبجے پہنچتی ہوں۔ اور ٹھیک ہے بھئی ما جو ایک کام کرنے کو دیں اسے دوسرے دن کرتی ہوں لیکن اس کا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

مطلوب بالکل بھی نہیں کہ میں وقت کی پابندی نہیں کرتی۔۔۔) عیناً نے اٹھ کے کمرے میں چکر لگاتے سوچا۔ "اب آگے خود پڑھوں؟" عیناً نے سوچا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے غصہ آگیا ہے۔۔۔ اب آگے نہیں پڑھوں گی۔" عیناً نے سوچا۔ دو منٹ بعد اس نے کمرے کے دروازے پہ کھڑی ہو کے رضیہ کو آواز دی۔

"رضیہ۔۔۔ جلدی آؤ۔۔۔" اس کی ایک آواز پہ کام چور رضیہ بھاگی اوپر آئی۔ کیونکہ نیچے کچھ میں وہ مسز زاہد درانی کے ساتھ پھنسی ہوئی تھی۔

"رضیہ یہ میل یہاں سے پڑھنا سٹارٹ کرو۔۔۔" عیناً نے موبائل اس کی طرف بڑھایا۔ میل اردو میں تھی اور رضیہ آٹھویں کلاس تک پڑھی تھی۔ تو وہ اردو پڑھ سکتی تھی۔

"ارے واہ۔۔۔ ایس پی کی طرف سے میل۔۔۔ باجی اب کچھ ایسا ویسا لکھا ہو اتو مجھے تو شرم ہی آجائے گی۔" رضیہ نے ڈوپٹہ منہ میں ڈالتے شرمانے کہا۔ "ایس پی ولی چوہدری کی میل ہے۔ اور وہ رہا نہایت ہی کوئی ان رومانٹک بندہ۔ کامیڈی اسے آتی نہیں۔ جس طرح کے جناب خود ہیں سڑے ہوئے ویسی ہی ای میل ہے۔۔۔ پڑھو۔۔۔" عیناً کے زخم پہ نمک کی پوری کان ہی چھڑک دی تھی رضیہ نے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 "اور--- مس عینا درانی---" رضیہ نے موبائل کی سکرین کو دیکھتے ایسا پڑھا جیسے وہ تقریر کے لیے کھڑی ہو۔ "کچھ کھانا پکانا بھی سیکھ لیں۔" اگلی لائن پر رضیہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ "ہیں--- یہ ایس پی کیا کہہ رہا۔" رضیہ نے منہ کھول کے عینا کو دیکھا۔ "آگے پڑھو۔" عینا نے ہاتھ جھلانے کے اسے آگے پڑھنے کو کہا۔ "چاہتا تو ہانی کے موبائل سے آپ کا نمبر لے کے کال پر یہ سب بتا دیتا۔ لیکن میں شادی سے پہلے گپیں ہانکنے کا قائل نہیں ہوں۔" رضیہ نے طوطے کی طرح رٹا گاتے لائن پڑھی۔

"ہاں شادی سے پہلے میل کر کے بے عزتی کرنے کا قائل ہوں۔" عینا نے بیڈ پہ بیٹھ کے اس کی بات کا جواب دیا۔

نالزہب

"نہیں جانتا کس لمحے آپ سے محبت ہوئی۔" اگلی لائن پر رضیہ نے عینا کو دیکھا اور عینا درانی پل بھر کے لیے سانس روک گئی۔ ایک لائن تھی بس اور عینا کا دل رک گیا اس لائن پر۔ اگر وہ پوری میل ہی اس طرح کی کرتا تو۔ عینا نے جھر جھری لی۔ اس کے لفظ اس کی طرح تھے۔ مختصر مگر جامع۔

"آپ کو بدلنے کے لیے نہیں کہہ رہا بس چاہتا ہوں آپ ولیسی ہو جائیں جو میرے زہن میں میرے ہمسفر کے لیے خاکہ ہے۔" عینا نے اگلی بات پر سوچا۔ کس قدر چالاک تھا وہ۔ اور ڈپلو میٹک بھی۔" چالاک لو مرٹ۔" ہلاکا سا مسکرا کے اس کے دل نے ایس پی کو نیا خطاب دیا۔ "دل کی بہت کم سنتا ہوں۔ یا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

یہ کہہ لیں کہ صرف آپ کے معاں ملے میں سنتا ہوں۔۔۔ "رضیہ بول رہی تھی اور عینا آنکھیں موند کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔" اب تو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ سامنے بیٹھ کے بول رہا ہے۔

"میرے ساتھ اگلی زندگی تھوڑی سی مشکل ہو سکتی ہے آپ کی۔ لیکن وعدہ رہا کچھ جگہ اگر آپ کو جھکنے کو کہوں گا تو کچھ جگہ پہ آپ مجھے بھی جھلتا دیکھیں گی۔" اگلی لائن پہ عینا کے چہرے پہ مسکراہٹ چھائی تھی۔ "آنیدل پرسن۔" دل نے اسے دوسرا خطاب دیا تھا۔ "آپ کا۔۔۔ اور صرف آپ کا۔۔۔ اس پی۔" آخری لائن اتنی جاندار تھی کہ عینا کا دل کیا رضیہ وہ بولتی جائے اور وہ سنتی رہے۔ اسے ایسا لگ جیسے ولی نے اس کے کان میں یہ بات پھونکی ہو۔ "آپ کا۔۔۔ اور صرف آپ کا ایس پی۔۔۔" عینا نے مسکرا کے دہرا یا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ رضیہ اس کے پاس موبائل رکھ کے کمرے سے جا چکی تھی اور عینا نے وہ میل دوبارہ پڑھی۔ ایک بار۔۔۔ دوبار۔۔۔ تین بار۔۔۔ دس۔۔۔ بار۔۔۔ "اس میل میں سب کچھ تھا۔ سب تو تھا۔ عینا نے موبائل رکھ دیا۔ یہ ایس پی اسے نارمل نہیں رہنے دے گا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے باہر کھڑا تھا۔ آج تیسرا دن تھا اس نے ہانیہ کو مکمل فراموش کر دیا تھا۔ ناجانے کیوں لگ رہا تھا جیسے اس کا دل چاند کی فرمائش کر بیٹھا ہے جسے وہ چاہ کے بھی پورا نہیں کر پائے گا۔ بات اب بہن کے سرال کی بھی تھی۔ ہنسی مذاق ایک طرف لیکن یہ معاملہ حمدان درانی کے لیے جان لیوا ہو رہا تھا۔ "ابے او۔۔۔ مو گلی۔۔۔ یار کر لے شادی کیا پتہ تیری شادی کے چھوارے کھا کے اپنا نمبر بھی آجائے۔" اس نے پاس سے گزرتے سی آر کو چھیڑا۔ آج پورے ہفتے بعد وہ درانی والے موڈیں تھا۔ "درانی۔۔۔" ایک لڑکے نے اوپر سے آواز دی۔ اس نے منہ اوپر کر کے دیکھا۔ "سامنے ڈیپارٹمنٹ میں ایک کوئی کسی کو پرپوز کرنے والا ہے۔۔۔ آجاد یکھیں لڑکے کو تھپڑ پڑتا کہ ہاں ہوتی۔" اس کے کلاس کے ایک لڑکے نے اطلاع دی۔ درانی نے علی اور ہارون کو دیکھا۔ اور پھر وہ ایک دوسرے پہ گرتے پڑتے بھاگے۔ تماشہ دیکھنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔

وہ جیسے ہی آگے آیا۔ سب ایک طرف اکٹھے ہوئے تھے۔ حمدان لڑکوں کو دھکا ملکی کر کے جگہ بناتے آگے ہوا تو سامنے ہانیہ کو دیکھ کے سانس تک رک گیا۔ وہ ایک طرف کھڑی تھی۔ ساتھ ہی عینا اور پری تھیں۔ تو کیا سامنے والا ہانیہ چوہدری کو پرپوز کرنے والا تھا؟ حمدان کی رگیں تن گئیں۔ ہاتھ کی مٹھیاں بنائے وہ ہانی کو دیکھ رہا تھا اور پاس کھڑے علی اور ہارون نے اسے عجیب نظر وں سے دیکھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ کینٹین میں اپنے گروپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ یہ سمسٹر اس کا آخری تھا۔ ببل گم چباتے مسلسل ٹانگ ہلاتے وہ کینٹین کا دروازہ دیکھ رہا تھا۔ پری ابھی تک کینٹین کیوں نہیں آئی۔ یہ وقت تو ان تینوں کے کینٹین آنے کا تھا۔ اور میر جانتا تھا وہ کس قدر پیٹ کی ہلکی تھی۔ بھوک برداشت نہیں کرتی تھی۔" میر۔۔۔" ایک لڑکا بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا۔ "سامنس ڈیپارٹمنٹ کا وہ تمہارا حریف۔۔۔ کسی کو پرپوز کرنے والا ہے۔ اور وہ۔۔۔" سامنے والے نے ہانپتے بات ادھوری چھوڑی۔ "وہ کیا۔۔۔" میر نے ٹانگ سیدھی کی۔ "پریشے احسن کو پرپوز کرنے لگا ہے۔" اس لڑکے کی اگلی بات پہ وہ بدک کے کھڑا ہوا۔ "کیا بکواس ہے۔۔۔" سامنے والے کا گریان میر کے ہاتھ میں تھا۔ "ہاں۔۔۔ وہ سب کہہ رہے۔۔۔" اس نے ڈرتے خود کو چھڑ دیا۔ "اسے معلوم نہیں کہ بیوی ہے وہ میری۔" اسے ایک طرف کرتے وہ سامنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف بھاگا۔ "وہ جانتا ہے تمہاری بیوی ہے وہ۔۔۔ اور شاید وہ تمہیں نیچا دکھانے کو۔" وہ لڑکا بھاگتا اس کے ساتھ مل کے بھی تیلی لگانے سے باز نہیں آیا۔ میر کا پورا گروپ اس کے پیچھے بھاگا۔ اتنے دنوں سے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ میر ایک طرف لڑکوں کو دھکیل کے آگے آیا۔ اسے سامنے ہی وہ لڑکا دکھائی دیا۔

اس کے سامنے پری کھڑی نظر آئی تھی میر کو۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میر دائیں طرف تھا اور اسے وہ لڑکا اور پری نظر آرہے تھے۔ اور بائیں طرف حمدان درانی تھا جسے صرف ہانی اور وہ لڑکا نظر آرہے تھے۔ وہ لڑکا ان دونوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناجانے ان دونوں میں سے کس کو وہ پرپوز کرنے والا تھا۔ حمدان اور میر کا دل قیامت اٹھا گیا۔ حمدان تیزی سے اس طرف بڑھا اور میر بھی۔ میر نے پری کا ہاتھ اور ہانی کے سامنے جا کے حمدان تن کے کھڑا ہو گیا۔ میر پری کو سب کے سامنے ہاتھ پکڑ کے حق سے وہاں سے لے گیا اور حمدان کے پاس ابھی ایسا کوئی حق نہیں تھا۔ اس کا بس چلتا وہ ہانی کو اٹھا کے لے جاتا لیکن بات حق کی تھی۔ اگر سامنے کھڑا لڑکا اسے کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا تھا تو حق تو حمدان درانی کا بھی نہیں تھا ابھی۔

ہانی نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے حمدان کو دیکھا۔ حمدان نے مڑ کے اسے دیکھا۔ "چلو یہاں سے ___" مڑ کے اسے سنجیدگی سے حمدان نے کہا تھا۔ ہانی کو لگا جیسے اس نے اسے کہا ہے لیکن وہ تو عینا سے مخاطب تھا۔ نظر ہانی پہ پڑی تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ عینا فوراً وہاں سے کھسک گئی۔

"تمہیں الگ سے انوائیٹ کروں؟ گو آہیڈ۔" حمدان نے اسے بھی اتنے ہی غصے سے کہا تھا۔ ہانی نے اسے گھورا اور وہاں سے بھاگی۔ اسے لگا حمدان کو عینا کا یہاں کھڑا ہونا بر الگ۔ کیونکہ اس کا بھائی تھا لیکن ہانی کا وہاں کھڑے ہونا بہت کھلا تھا حمدان کو۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میر ایک طرف کھینچتا جا رہا تھا اسے۔ "وہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔" میر نے ایک طرف روک کے اسے غصے سے پوچھا۔ "وہ نا۔۔۔ ہماری فیلو کو پر پوز کرنے لگا تھا توہا نے مجھے دیکھنا تھا کہ وہ اسے تھپڑ مارتی کہ نہیں۔۔۔ تم نے دیکھنے نہیں دیا۔" جوش سے بتاتی وہ آخر میں افسوس سے بولی۔

"شٹ اپ۔۔۔" میر نے ایک دم غصے سے کہا۔ روح تک کانپ گئی تھی سوچ کہ وہ سب کے سامنے اسے پر پوز کر دیتا تو ناجانے میر کا کیا حال ہوتا۔

"پری۔۔۔ کینٹین جا رہے ہم۔ آ جانا۔۔۔" ہانی اور عینا اس کے پاس سے گزر کے اسے آواز دیتی چلی گئیں۔

"جاوں؟" پری نے سکون سے پوچھا۔ میر نے دانت پیستے اسے دیکھا۔ وہ اس کا صبر آزماتی تھی۔ اور پری دیکھ رہی تھی وہ کس خوشی میں اتنا بھڑک رہا ہے۔ مطلب وہ تو صرف دیکھنے کھڑی ہوئی تھی۔" جاوے۔۔۔" دوسری طرف منہ کر کے خود پہ قابو پاتے وہ بے رخی سے بولا۔ پری دم دبا کے بھاگی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 وہ اپنے کیپن میں کرسی پہ بیٹھا سامنے والے کو سکون سے دیکھ رہا تھا۔ نظر اپنے ٹیبل پہ پڑے نوٹوں کی طرف گئی۔ اور عینا کی بات یاد آئی۔ (حق حلال کی کمائی۔)۔ وہ مسکرا یا تھا۔ سامنے والا اس کی مسکرا ہٹ دیکھ کے پھیلا۔

"ایس پی۔۔۔ یہ کم ہیں تو اور بھی مل جائیں گے۔۔۔" اس نے پاس کھڑے اپنے چمچ کو اشارہ کیا اور ایک اور نوٹوں کی کاپی ولی کے سامنے رکھ دی۔ زین اور حمزہ ایک طرف کھڑے تھے۔ ولی گھر امسکرا یا۔
 "یہ تو۔۔۔ بہت کم ہیں۔۔۔" ولی نے نفی میں سر ہلا یا۔

سامنے والا کی پیشانی پہ بل آئے۔ سنا تھا ایس پی تو بہت ایماندار ہے۔ لیکن یہ تو پہلے والوں کی طرح نکلا۔ اس نے زہر خند نظر وں سے سامنے بیٹھے ولی کو دیکھا اور پھر سے اپنے ایک طرف کھڑے ملازم کو خاص اشارہ کیا۔ اس نے پیسوں سے بھرا بیگ ہی چوہدری کے میز پہ رکھ دیا۔ ولی اب کی بار اپنالب دبا گیا۔

اس نے حمزہ کو انگلی کے اشارے سے وہ پسیے اٹھانے کو کہا۔ حمزہ پسیے اٹھا گیا۔ "ملک صاحب کی طرف سے ان کے بیٹے کا صدقہ کر دو حمزہ۔۔۔ کیا پتہ ولی چوہدری جیسی بلاسے ان کی جان چھوٹ جائے۔۔۔" وہ مسکرا کے کہتا ملک صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔ "سر۔۔۔" حمزہ نے ان پیسوں کی طرف اشارہ کیا۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 اے ایں پی۔۔ چیرٹی کر دوان پیسوں کی۔۔ "اب کی بار بھجے میں وارنگ کارنگ بھی شامل تھا۔ سامنے
 بیٹھے ملک صاحب کی جان ہوا ہوئی۔ بیس لاکھ کی چیرٹی۔

"اور آپ۔۔ ملک صاحب۔۔ اپنا پیسہ غلط جگہ لے آئیں ہیں۔ وہ کیا ہے ناملک صاحب منگیتھر کی ڈیمانڈ
 ہے۔ حق حلال کی کمائی۔۔" ولی کا مسکراتا بھجہ اور چمکتی آنکھیں۔ سامنے والے کو آگ لگی تھی۔" اور
 رہی بات آپ کے بیٹے کی تھوڑیں کی ہوا تو کھانے دو ملک صاحب۔۔ جوانی کا جوش نکل جائے گا۔۔
 اور۔۔ آپ سے تواب کوٹ میں ہی ملاقات ہو گی۔۔" بات پوری کر کے اس نے اپنے سامنے پڑی
 فائز کھول لیں۔ جس کا مطلب تھا اب آپ جاسکتے ہیں ملک صاحب۔۔ ملک صاحب اپنی قسمت کو
 کو سننے لگے جب انہوں نے بیٹے کی خاطر ایس پی کو بیس لاکھ دینے کا سوچا۔ وہ بھی گئے اور یہ ایس پی۔
 ابھی وہ ولی کو گھورتے سوچ رہے تھے کہ ولی دوبارہ بولا۔

"زین ملک صاحب کو باہر کا رستہ یاد کروادینا۔۔ لگتا ہے بیٹے کا غم بھاری ہے بہت۔۔" ولی نے زین کی
 طرف اشارہ کیا۔ زین مسکرا کیا۔ اس سے پہلے کہ اور عزت افزائی ہوتی ملک صاحب نے اٹھ جانا
 مناسب سمجھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہ نائل کو سلانے کی کوشش میں ہلاکا ہو رہی تھی۔ "نائل رونا بند کرو
 میری جان۔ آپ کے ڈیڈ آنے والے ہیں۔۔۔ آجائیں گے ناپتہ ہے کیا کہیں گے۔۔۔" وہ نائل کو
 لیے کھڑی رازدارانہ انداز میں بول رہی تھی۔ نہیں جانتی تھی نائل کے ڈیڈ بالکل پچھے کھڑے تھے۔
 اپنے بیٹے کی چکروں میں آپ مجھے بھول گئیں ہیں۔ "اس نے نائل سے آلیار کا اکثر کہا جانے والا
 ڈائیلاگ دھرا یا۔ نائل اپنی ماما کو دیکھ رہا تھا۔ پچھے کھڑا آلیار سینے پہ رہا تھا باندھے اسے مسکرا کے سن رہا
 تھا۔

"اور کہیں گے۔۔۔ وش یار آپ مجھ پہ اب دھیان نہیں دیتی۔ نائل کے سامنے آپ مجھے بھول جاتی ہیں
 ۔۔۔" وہ بالکل آلیار کی طرح بول رہی تھی۔ آلیار لب دبا کے اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا۔ آپ کو ایک
 راز کی بات بتاؤ۔۔۔" اس نے نائل کو اپنے فریب کیا۔ "ڈیڈ کو مت بتانا۔۔۔" اس کے کان کے قریب
 وہ سر گوشی میں بولی۔ جبکہ آواز اتنی تھی کہ پچھے کھڑا آلیار آسانی سے سن رہا تھا۔ آپ کے ڈیڈ کو لگتا
 ہے کہ آپ کوپا کے میں ان کو بھول گئی۔ نہیں یہ نہیں معلوم کہ نائل آلیار شاہ کو دیکھ کے اگر مجھے
 کوئی یاد آتا ہے تو وہ آلیار شاہ ہی ہے۔ آپ باپ بیٹے کے درمیان اگر میں کسی کو بھولتی ہوں تو وہ میری
 اپنی زات ہے۔۔۔" وہ مسکرا کے نائل کے سر کا بو سہ لیتے بولی۔ نائل بھی مسکرا یا۔ "ہشش۔۔۔ اپنے ڈیڈ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
 کو مت بتانا اوکے -- ما ما اور آپ کا سیکرت ہے یہ -- "وہ پوری طرح نائل میں مگن اسے بیڈ تک لے گئی
 - آلیار صحیح کہتا تھا نائل کے سامنے وہ سب فراموش کر دیتی تھی۔

"السلام عليکم!" اس نے گھمبیر آواز میں اسے سلام کیا۔

"اے آلیار -- آپ کب آئے --" نائل کو بیڈ پہ لٹا کے وہ مڑی۔ اور مسکرا کے اسے پوچھا۔ "بس
 ابھی۔" اس نے نہیں بتایا کہ تب جب وہ نائل سے اپنے سیکر ٹس شیئر کر رہی تھی۔ "آپ فریش ہو
 جائیں۔ میں کھانا لگاتی ہوں" نائل پہ کمبل ٹھیک کرتے وہ مسکرا کے بولی۔ آلیار نے بھی نائل کے سر کا
 بوسہ لیا اور پھر وہ فریش ہونے والش روم چلا گیا۔

وہ تینوں کلاس سے نکل رہے تھے۔ حمدان نے رک کے علی اور ہارون کو دیکھا۔ وہ دونوں مسکراتے۔
 ایک پیر آگے کورکھ کے دوسرا اپچھے کو کر کے وہ تینوں ایک ہی لائن میں کھڑے ہو گئے۔ ساری کلاس
 ایک طرف کھڑی ان تینوں کو دیکھ رہی تھی۔ یہ تو تقریباً روز کی کہانی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"ون---لو---تھری---" حمدان نے جیسے ہی تھری کہا وہ تینوں بھاگے۔ ڈیپارٹمنٹ سے نکل کے سامنے والے ڈیپارٹمنٹ میں جانا تھا۔ اور درمیان میں کافی سٹوڈینٹس ان کو دیکھ رہے تھے۔ "ہے --- ہے سائیڈ پہ ہٹو۔ میں ہار جاؤں گا۔" حمدان آگے کو بھاگتا ہوا سامنے آنے والوں کو خبردار کر رہا تھا۔ جبکہ سامنے سے ہی ہانی نظر آئی۔ وہ بالکل اس کے سامنے تھی۔ وہ رک جاتا تو ہار جاتا۔ نارکتا تو بھی مرتا کیونکہ ہانی بھی تن کے سامنے کھڑی تھی۔ "ہٹو۔" حمدان نے دو قدم پہ رک کے اسے کہا۔ ساتھ ہینا اور پری بھی تھیں۔ اس لیے حمدان زرا تمیز سے بولا تھا۔ ارد گرد سٹوڈینٹس تھے اور حمدان ان کو ایک طرف کرنے کی کوشش میں تھا ہانی تن کے کھڑی ہو گئی۔ ہینا اور پری نے اسے کھینچ کے اپنی طرف کیا۔ حمدان آگے کو جانے لگا ہانی نے پیر کر دیا۔ وہ گرتا اس سے پہلے ہی ہانی نے اس کی شرط کو پکڑ کے کھینچ کے اسے پچھے کر کے کھڑا کیا۔ "دھیان سے۔۔۔ اب ہر دفعہ میں نہیں بچاؤں گی۔" اس کے سامنے آتے وہ بولی تھی۔

اس کی بات پہ سامنے والارک کے اسے دیکھنے لگا۔ پری ہینا کو کھینچ کے کلاس تک لے گئی تھی۔ اور ہانی ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔ "تم نے مجھے نہیں بچایا۔ تم اس دن مجھے نابچاتی تو شاید تم سے بچ جاتا۔ ان چوروں سے اور آج یہاں گرنے سے تو بچالیا تم نے مجھے۔ اب تم سے مجھے کون بچائے گا؟" سنجید گی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

سے حمدان درانی نے اس سے سوال کیا۔ ہانی کو شاید اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی یا شاید وہ سمجھنا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔ "مجھ سے کیا خطرہ ہے اب تمہیں۔۔؟ اب کچھ نہیں کہوں گی میں تمہیں پکا۔۔" ہانی نے اسے یقین دلایا۔ "تم سے ہی تو خطرہ ہے اب۔" حمدان نے نفی میں سر ہلا کے جھٹک دیا۔

"مجھے لگتا تھا کہ حمدان درانی سے بڑا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اور جو خود خطرہ ہوا سے کسی سے کیا خطرہ ہو گا۔ لیکن تم نے ہانیہ چوہدری میرا بہت بڑا نقصان کیا ہے۔ اب تو جنگ ہو گی جنگ۔۔" حمدان نے جھک کے اپنا بیگ اٹھایا اور اسے کندھے پہ لٹکایا۔ آج وہ درانی نہیں لگ رہا تھا۔ "اوہ یلو۔۔ ہانیہ چوہدری سے پنگامت لینا بڑا پچھتا و گے۔۔" ہانیہ سمجھی وہ اسے پہلے کی طرح تنگ کر رہا ہے اسی لیے اس نے اسے وارن کرنا فرض سمجھا۔ "پچھتا ہی تو رہا ہوں۔۔" اس کی ایک طرف سے ہو کے درانی نے گزر جانا چاہا۔ لیکن وہ سامنے آگئی۔ "کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔ دیکھو میں تمہیں کچھ۔۔ نہیں کہہ رہی۔۔" ہانی نے انگلی اٹھا کے اسے جیسے باور کر دایا۔ وہ مسکرا یا۔۔ شیطانی مسکرا ہے۔۔ "اتنی معصوم ہو کہ بن رہی ہو۔۔" وہ ہلاکا سا اس کی طرف جھکا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"درانی۔۔۔ قریشی کلاس میں آگیا۔ بھاگ۔۔۔" ایک لڑکے نے اسے پکارا۔ وہ ہانی کو چھوڑ کے بھاگا تھا۔

"یا اللہ۔۔۔ لوگوں کی لواسٹوری میں رقیب ہوتا۔ میری میں قریشی ہے۔ یا اللہ محبت ہوئی بھی تو ایس پی کی بہن سے۔ اللہ پھر وہ اتنی معصوم بن رہی ہے توبہ توبہ جادو گرنی۔ اور اللہ ایس پی کو کیا پڑی تھی بہن کوڈاں، ہی بنادیا بندہ غلطی سے بھی دل کی بات نابتائے۔۔۔" وہ تیزی سے کلاس کی طرف بھاگتا اپنے دل کا حال اللہ کو بتا رہا تھا۔

نالزہب

"موت آجائے غالب۔۔۔"

ایس پی کی بہن پہ دل نا آئے۔۔۔"

وہ کانوں کا ہاتھ لگا کے شعر پڑھتا کلاس میں آیا۔ جہاں قریشی عینک کے پچھے اسے گھورنے لگا۔ کبھی وہ وقت سے کلاس میں آجائے۔ "سوری سر۔۔۔ ایک لڑکا گر گیا تھا بچارہ۔۔۔ اسے پانی پلانے لگ گیا۔۔۔" قریشی کو گھمانا کو نسامشکل کام تھا۔ سر نے سر ہلاکے اسے کلاس میں آنے کی اجازت دی۔

کلاس لے کے جیسے ہی وہ لوگ نکلے۔ پاس سے ایک لڑکا اور لڑکی گزر رہے تھے۔ لڑکے کے موبائل پہ سونگ چل رہا تھا۔ "اے خدا بول دے تیرے بادلوں سے۔۔۔ میرا یار ہنس رہا ہے بارش کی جائے۔۔۔" حمدان نے اس لڑکے کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے روکا۔ لڑکی ایک طرف کھڑی ہو گئی اور وہ لڑکا حمدان کی طرف گھوما۔ "بھائی اپنا رومانس نا اپنے تک رکھ۔ اب تیرے یار کو چو بیس گھنٹے ہنسنے کی بیماری تو چو بیس گھنٹے بارش ہوتی رہے؟" حمدان نے سنجیدگی کی انتہا کرتے اس سے پوچھا۔ لڑکی نے مسکراہٹ دبانے کو منہ دوسرا طرف کر لیا۔ علی اور ہارون بھی مسکرائے۔ "دیکھ میرے یار۔۔۔ سب تیری طرح منگل نہیں ہوتے کچھ میرے جیسے سنگل بھی ہیں۔ اسی لیے دھیان کیا کر۔۔۔ چل نکل اب۔۔۔" اس کو قریب کر کے نصیحت کرتے حمدان نے اسے جانے کو بولا۔ لڑکا مڑ گیا۔ اور پھر آگے جا کے رکا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

اور پھر مڑ کے حمدان کو دیکھا۔ "بھائی جیسی آپ کی حرکتیں ہیں آپ سنگل ہی اچھے ہیں۔" وہ لڑکا کہتا اپنی دوست کا ہاتھ پکڑ کے بھاگ گیا۔ اور ہارون اور علی کی طرف صدمے سے حمدان نے دیکھا۔

"مطلوب اینی بے عزتی؟" علی اور ہارون نے اس کو تسلی دینے کو اس کے کندھے پہنچا رکھ کے اسے حوصلہ دیا۔ "نامیرے ویر۔ آج نئیں۔ کی کی آمیرے چ۔ کی کی آ۔۔۔ میں کیتھے چل جاؤں۔۔۔" حمدان درانی کا ڈرامائی موڈ ان ہو چکا تھا اور اب وہ کوریڈور میں علی اور ہارون کے سہارے چلتا اوپھی آواز میں اپنے دل کی پھپھو لے جلا رہا تھا۔ پورا ڈیپارٹمنٹ اس کی حرکتوں سے واقف تھا اسی لیے کسی نے خاص اس پہ دھیان نہیں دیا۔ لیکن نئے آئے کچھ سٹوڈنٹس کھڑے مسکراتی نظر وہ سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"لوگوں کا بچپن کا پیار بھی ہوتا ہے بھائی۔ ایک ہم غریب ہیں کوئی جوانی میں بھی نہیں پوچھتا۔ کدھر جائیں غموں کا پھاڑ لے کے۔" وہ کوریڈور میں ہی زمین پہالتی مار کے احتجا جا بیٹھ گیا۔

آنکھوں میں بلا کی شوخی۔ لبوں میں مسکراہٹ۔ اور ایسی حرکتیں اس کی شخصیت کو چار چاند لگاتی تھیں۔ ایسا نہیں تھا کہ لڑکیاں اس سے امپریس نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ حمدان درانی تھا۔ کسی لڑکی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کی بھی کبھی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس سے اپنے دل کی بات کر لیتی۔ ناجانے کب وہ اس کے دل میں اپنی دھاک بٹھاتا جو اس کے دل میں سب سے اوپر والے خانے کو زبردستی قبضے میں لے چکی تھی۔

اس نے اپنی جیپ رو کی اور اپنی ٹوپی ہاتھ میں لیے چھلانگ لگا کے اتر۔ اندر کی طرف بڑھتے وہ عینا کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اندر آیا تو ماما اور ہانی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ ہانی کو تیار دیکھ کے اس نے سوالیہ نظر وں سے ماما کو دیکھا۔ "ہانی کھانا لگا وہ بھائی کے لیے۔" "مسنچوہری نے ہانی سے کہا۔ وہ کچھ کی طرف بڑھ گئی۔" اور تم کھانا کھا کے تیار ہو جانا ولی۔ "انہوں نے پاس بیٹھے ولی سے کہا۔" خیریت؟" اس نے سوال پوچھا۔ "جی۔" تمہارے سرال جانا ہے وشه کے بیٹے کی مٹھائی دے آؤ۔" انہوں نے سکون سے کہا۔ "وات؟" "وہ ایک دم سیدھا ہوا۔" مٹھائی دینے میں جاؤ؟ آئی میں سیر یسلی؟ وہ ایک دم حیرانگی سے بولا۔ "سو۔" وات؟" ماما بھی اسی کی ماں تھیں۔ "اوکم آن ماما۔" و۔ آپ اور ہانی چلیں جائیں۔" وہ ایک دم سے کھڑا ہو کے بولا۔ "ولی تم جاؤ گے۔" انہوں نے سختی سے کہا۔ "ماما۔" وہ واپس آگیا۔ "کتنا عجیب لگے گا۔" ایس پی اب اپنے سرال مٹھائی دینے جائے؟ او۔ نو۔ نو پلیز۔" ماما جانتی تھیں وہ اپنی شخصیت کے لیے کتنا کریزی تھا۔ اسی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

لیے آسانی سے نہیں مانے گا۔" اپنے اندر کے ایس پی کو تھانے چھوڑ کے آیا کریں چوہدری صاحب--
یہاں آپ میرا بیٹا بھیجا کریں جو اپنی زمہ داریوں سے کبھی نہیں بھاگتا۔" انہوں نے سنجیدگی سے اس
پہ حملہ کیا۔ اگر وہ ایس پی تھاتو وہ بھی اس کی ماں تھیں۔ جانتی تھیں کب کو نسی رگ دبانی ہے۔

"مٹھائی ڈرائیور کے ہاتھ بھیج"

دیں تو۔" اس نے ماما کو ساتھ لگا کے صوفے پہ بٹھایا۔ خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ "جیسے ہی انہیں پتہ
چلا ناکل کا۔ وہ خود آئیں تھیں عینا کو بھی لا سکیں۔ پھر شام میں بھائی صاحب بھی مبارک دینے آئے۔
اور اب ہماری باری ہے۔ نئی رشتے داری ہے ولی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی
رشتے داری مضبوط ہو گی۔" انہوں نے ولی کا ہاتھ دباتے اسے سمجھایا۔ "تمہارے پاپا ہوتے اور میری
طبعت بھی ٹھیک ہوتی تو میں خود جاتی۔" انہوں نے آخری وار کیا۔ "اوکے۔۔ اوکے۔۔ جارہا
ہوں۔۔ آپ ایسا کریں ہانی سے بولیں کہ کھانا مت لگائے صرف جوس بنادے۔۔ چائے اب آپ کی
بہو کے ہاتھ کی پیسیں گے۔۔" وہ مسکرا تا ان کا مود ٹھیک کرنے کو بولا۔ "پتہ نہیں آپ کی بہو کو چائے
بھی بنانی آتی ہے کہ نہیں۔۔" نفی میں سر ہلاتا وہ اٹھاتا انہوں نے اسے گھورا۔ "اوکے اوکے سوری۔۔
جانتا ہوں اگر لڑ کیاں مائیکے میں کام نا بھی کریں تو سرال میں زمہ داری پڑنے پہ وہ سیکھ جاتی ہیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 اور جہاں ہماری ہانی کو کام نہیں آتا وہاں عینا کو بھی نا آتا ہو گا تو کوئی بات نہیں۔ آپ ہیں نا سے
 سکھانے کو۔ "ولی نے ان کے کچھ بھی بولنے سے پہلے ہی ان کی بات کو دھرا یا۔ جب پہلی دفعہ اس نے
 ایسا کچھ کہا تھا تو انہوں نے اسے سمجھایا تھا۔

وہ مسکراتے سر اشبات میں ہلا گئیں۔ وہ بھی سیر ھیاں چڑھنے لگا۔ "اچھے سے تیار ہونا۔ میری بھوکے
 گھر جانا ہے۔" انہوں نے پچھے سے اسے تنگ کیا۔ "ایسے ہی چلا جاؤ؟ وردی کا تھوڑا رعب ہی ڈال
 آؤ گا آپ کی بھوپہ.." اس نے مسکراتے آنکھ دبا کے ان کو چھیڑا۔ "نہیں پیارا ساتیار ہو کے جاؤ۔
 امپریشن اچھا پڑے گا۔" انہوں نے مسکراہٹ دبائی۔ "پیارا تو ایسے بھی لگ رہا ہوں" وہ جو
 سیر ھیوں کے وسط میں کھڑا تھا اس نے ہاتھ پھیلا کے انہیں جیسے پیش دلایا۔ "اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا
 چوہدری صاحب۔" وہ بول کے مسکراتی بیٹھ گئیں۔ "اسے غرور نہیں خود شناسی کہتے ہیں چوہدرانی
 صاحبہ۔" وہ بھی کہتا مڑ گیا۔ ماما نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ ان کا کل اثاثہ تھا وہ۔

وہ اپنے کمرے میں ابھی ڈنر کے بعد آئی ہی تھی کہ حمدان اس کے پچھے آیا۔ "شکر و انڈاں رے۔۔
 مورا پیامو سے ملن آیو۔ شکر و انڈاں رے۔۔" اس نے گنگنا کے ولی کے آنے کی اطلاع دی تھی عینا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کو۔ "کونسا پیا ملنے آگیا تم سے۔۔۔" وہ جو ڈریسینگ کی طرف بڑھ رہی تھی مڑ کے بولی۔ "ہائے ہمارا کونسا پیا ہے۔ آپ کے ہونے والے آئیں ہیں۔" وہ بیڈ پر سیدھا ہوتا بولا۔ اس سے پہلے کہ وہ پوچھتی کہ وہ کیا کرنے آئیں ہیں۔ رضیہ نے دھانسو انٹری ماری۔ "شکر و انڈن دی لوڑ نئیں۔ کیونکہ پیاسا صاب دین، ہی شکر آئے نے۔۔۔" وہ فل پنجابی لبھ میں بولی تھی۔ "کیا مطلب بتاؤ گے تم دونوں کچھ.." ان دونوں کی ڈرامے بازی کو ایک طرف کرتے عینا نے سنجیدگی سے پوچھا۔ اسے لگا حمد ان مذاق کر رہا ہے لیکن اب رضیہ بھی وہی کہہ رہی تھی۔

نالزہب

"ایس پی صاحب آئیں ہیں۔" رضیہ نے پراندہ گھما کے اطلاع دی۔ عینا کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔ آپ کی نند صاحبہ بھی ساتھ آئیں ہیں۔ "رضیہ کی اگلی بات پہ حمد ان کے کان کھڑے ہوئے۔ اسے لگا صرف ولی آیا ہے۔ پچھے آتی ہانیہ اس نے نہیں دیکھی کیونکہ وہ عینا کو بتانے بھاگ آیا تھا۔ ابھی تو جا کے ولی سے بھی ملنا تھا اور رضیہ کے مطابق ایس پی بہن بھی لا یا تھا۔ حمد ان کا ہاتھ دل پر گیا تھا۔

"اور مبیڈم جی کا حکم آیا ہے کہ عینا سے کہیں چائے بنائیں۔" رضیہ نے اگلا حکم سنایا اور بھاگ گئی۔ "اوہ --" عینا نے ہونٹ سیکڑے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

کچھ دیر بعد، ہی وہ کچھ میں کھڑی رضیہ کے ساتھ چائے بنوار ہی تھی۔ چائے رضیہ ہی بنار ہی تھی وہ کپ دھو کے رکھ رہی تھی۔ "ایس پی سے ملنا نہیں کیا؟" رضیہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "نہیں۔" عینا نے فوراً جواب دیا۔ "وانیٹ شرٹ پہ بلیک پینٹ پہنی ہوئی ہے۔ اوپر بلیک واسکٹ۔ بازو تھوڑے سے اوپر کوئی ہوئے۔ واج لگا کے صوفے پہ تن کے بیٹھے ہیں۔" رضیہ نے ولی کی ایک ایک بات اسے بتائی۔ عینا کے دل کی دھڑکن ایک دم بڑھی۔

"دیکھ کے آؤ؟ رضیہ سے اس نے پوچھا۔ اس نے مسکرا کے سر ہلا دیا۔ وہ بھاگ کے نکلی۔" ڈرائیگ روم میں سب بیٹھے تھے۔ اس نے ڈرائیگ روم سے ہلاکا سا جھونکا۔ ولی کی پشت تھی اس کی طرف۔ اس نے منہ بنایا۔ جبکہ کمرے میں بیٹھے ولی کی مسکراہٹ گھری ہوئی کیونکہ جہاں سے وہ جھانک رہی تھی۔ اس کے بالکل سامنے شیشہ تھا۔ ولی اسے نظر آئے یانا آئے وہ ایسی حرکتیں کرتی ولی کو نظر آگئی تھی۔ ولی نے بمشکل مسکراہٹ روکی۔ "پاگل۔" صرف لب ہلے تھے ولی کے۔ اور ایک نیا خطاب اس کے حصے میں آگیا تھا۔

ابھی وہ دیکھ رہی تھی جب پیچھے سے آکے حمدان نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ وہ ڈر گئی تھی۔ "آہ۔ حمدان۔۔۔ جان نکال دی۔" اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے خود کو پر سکون کیا۔ عینا نے اوپر

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

سے نیچے تک اسے دیکھا۔ وہ کچھ دیر پہلے والے حلیے سے اچھاگ رہا تھا۔ عینا نے آبر واچ کاتے اسے دیکھا۔ "میرا خیال ہے اندر میرے سرال والے آئیں ہیں۔" اس کی تیاری پہ چوٹ کی تھی عینا نے۔ "ہاں تو اکلو تاسالہ ہوں۔ ایسے ہی تھوڑی نا مل لیتا۔ آخر کو اپنی بھی عزت ہے۔" وہ کالر کھڑا کرتا اس کا دھیان دوسری طرف کرنے لگا ورنہ وہ فٹ سے اس کی چوری پکڑ لیتی۔ "چلو ہٹو یار۔" اسے پرے کرتے وہ شان سے اندر داخل ہوا۔ عینا کامنہ کھل گیا۔ وہ کچن کی طرف بڑھی۔ اسے چائے لے کے جانا تھا۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ ولی مسکرا تا کھڑا ہوا۔ دونوں بغل گیر ہوئے۔ "کیسے ہیں آپ؟" حمدان درانی کو اتنا تمیز سے بولتے پہلی دفعہ ہانی دیکھ رہی تھی۔ "فٹ۔۔۔ تم سناو۔۔۔" ولی مسکرا تا بیٹھ گیا۔ حمدان بھی ان کے سامنے صوف پہ بالکل ولی کے استائل میں بیٹھا۔ ہانی نے غور کیا حمدان نے اسے نہیں دیکھا اور نہیں بلا یا۔ (ایس پی کا ڈر۔۔۔)۔ اب وہ مسکرا کے ولی سے باتوں میں مگن تھا جب عینا اندر داخل ہوئی۔ ساتھ رضیہ بھی تھی۔ عینا نے ایک نظر ولی کو دیکھا۔ وہ بھی اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ نرم سی مسکرا ہٹ ولی نے اس کی طرف اچھا می۔ اس نے فوراً نظر وں کا زاویہ بد لہ۔ ہاتھ لرز گئے تھے۔ ٹرے میں کیپکا ہٹ ولی کو صاف محسوس ہوئی۔ وہ ان کے سامنے چائے رکھ کے ہانی کے ساتھ

نالزحب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

بیٹھ گئی۔ "بیٹے چائے سرو بھی کرو۔" مومن نے اسے ٹوکا۔ ہانی نے سر نیچے کیے ہی مسکراہٹ روکی۔
 حمدان کی نظر وہ نے یہ منظر قید کیا تھا۔ عینا نے آگے ہو کے کپوں میں چائے ڈالی اور سب کو دے دی۔ ولی کی طرف وہ چائے کا کپ لیے بڑھی تو ولی نے ایسے ہی کپ اٹھانا چاہا۔ اس کی طرف دیکھے بغیر
 لیکن وہ بھی عینا درانی تھی۔ اس نے ٹرے آگے کی ہی نہیں۔

"اتنی بے قدری۔" اس نے سوچا۔ اگلے ہی پل ولی کی نظر اٹھی تو وہ مسکرا کے کپ اٹھا گیا۔ (اس سے
 تو اچھا وہ ایسے ہی بغیر دیکھے ہی اٹھا لیتا۔۔۔) عینا نے دل میں سوچا اور جلدی سے ہانی کی طرف آکے
 بیٹھ گئی۔

نالزحب

وہ سامنے کھڑی پری کو عجیب نظر وہ سے دیکھ رہا تھا۔ "نو۔۔۔" اس نے صاف انکار کیا۔ "میرا کوئی
 موڈ نہیں۔۔۔" اس نے دوبارہ سے فون کی طرف توجہ دی۔ "کیا مطلب؟ تم ہر سال حصہ لیتے ہو۔ اور
 ہر سال جنتے بھی تم ہی ہو۔۔۔" پری نے اس کے ساتھ صوفے پہ بیٹھ کے جیرانی سے کہا۔ "تو؟" میرا
 موڈ ہو تو ہی میں حصہ لیتا ہوں۔۔۔" اس نے کندھے اچکا کے پری کی معلومات میں اضافہ کیا۔ "دیکھو
 میر۔۔۔ ہر دفعہ حصہ لیتے ہو اس بار بھی لونا۔۔۔ پلیز۔۔۔ پتہ ہے کلاس میں۔۔۔ وہ میں نے۔۔۔" میر کی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

نظریں خود پہ جمے دیکھ کے وہ اگلی بات پہ اٹک گئی۔ "وات؟" میر نے آبر و اچکاتے سوال کیا۔ "وہنا۔۔۔ ایک فیلو ہے میری وہ بہت شو خی ہے۔۔۔" پری اس کے قریب ہوئی۔ "آگے۔۔۔" میر اس سے اگلوانے لگا۔ کیونکہ اس کے تیور اچھے نہیں لگ رہے تھے۔ "ایسے مت دیکھو۔۔۔" اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے پری نے روکا۔ "بات مکمل کرو۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ ہٹا کے سنجیدگی سے بولا۔ "وہ نالڑ کی بہت بد تمیز ہے۔ وہ بہت شو خی مار رہی تھی کہ اس کا بوائے فرینڈ جیتے گا کیونکہ میر شاہ کا مقابلہ کوئی کر سکتا ہے تو اسی کا بوائے فرینڈ ہے۔ اور میں نے بھی جوش میں آکے اسے چیلنج کر دیا کہ میرے شوہر کو مات دینے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔۔۔" اس نے آنکھیں بند کر کے ایک ہی سانس میں میر کو ساری بات بتائی۔ تھوڑی دیر بعد ایک آنکھ کھول کے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں اس بار حصہ نہیں لے رہا۔۔۔" اس نے سکون سے جواب دیا۔ پری کو صدمہ لگ گیا۔ "ایسے مت کہو۔ پلیز۔۔۔ میری عزت کا سوال ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔ میرے شوہر ہونا۔۔۔" وہ اس کے قریب ہو کے اسے مکھن لگانے لگی۔ ایسے جیسے وہ بچہ ہو۔ جیسے وہ اس کے مکھن لگانے پہ پھسل جائے گا۔ اور وہ فوراً پھسلا تھا۔ "تمہیں کب عقل آئے گی۔۔۔" وہ منہ بنائے بولا۔ "مطلوب تم میری بات مان رہے ہو۔" جوش سے اس کو ہگ کرتے وہ بولی۔ میر اس کے بچپنے پہ مسکراایا۔ " حصہ لے سکتا ہوں۔ لیکن شاید اس بار

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

میں ہار جاؤں۔۔۔"میر نے اسے تنگ کیا۔"ایسے تو مت کہو۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ تورو نے والی ہو گئی۔"اوکے۔۔۔اگر تم جیتنے ناتو تم جو کہو گے میں وہ کروں گی۔۔۔"پری نے جوش میں کچھ زیادہ ہی بڑی بات کر دی تھی۔۔۔نہیں جانتی تھی کس سے پنگا لے رہی تھی۔

"پکا؟"میر نے پوچھا۔"پکا۔۔۔پکا۔"پری نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے یقین دلا�ا۔میر ایک ہونٹ نکال کے مسکرا کے اس کا چیلنج قبول کیا۔

ہادی نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔ابھی کل تک وہ کہہ رہا تھا کہ وہ حصہ نہیں لے گا۔لیکن آج اس کا موڈبد لہ ہوا تھا۔"ابھی کچھ دیر تک ہے مقابلہ۔۔۔"ہادی نے اسے بتانا فرض سمجھا۔"جانتا ہوں۔"بل گم چباتے وہ لا پرواٹی سے بولا۔"وہ اب تو شاید نام ایڈ نا کریں تیرا۔"ہادی نے خدشہ ظاہر کیا۔"ایک منٹ۔۔۔کون نہیں کرے گا۔۔۔"میر نے ٹانگ ہلاتے اس سے سوال کیا۔"اوکے۔۔۔چلیں کرو آئیں نام ایڈ۔۔۔"ہادی نے اسے کہا۔"چلو۔۔۔جاو۔۔۔تم کرو آؤ۔۔۔"میر نے اسے حکم دیا۔"نو کر نہیں ہوں تیرا۔۔۔اٹھ۔۔۔"اس کو ایک طرف سے پکڑ کے ہادی نے اٹھایا۔"تو بد تیز ہوتا جا رہا۔۔۔"میر نے اس سے شرط چھڑ روانی۔"آپ کی صحبت کا اثر ہے صاحب۔۔۔"ہادی مسکرا کے اسے تنگ کرنے لگا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اس کے پاس کھڑی تھی۔ وہ بائیک پہ، سیلمنٹ لینے لگا تھا۔ "جیت تو جاؤ گے نا۔" پری نے کچھ دور ایک اور بائیک کی طرف دیکھتے پوچھا۔ میر نے اس کی نگاہ کے مرکز کو دیکھا۔ جہاں ایک لڑکی اپنے بوائے فرینڈ کو خود سیلمنٹ پہنانے لگی تھی۔ ان دونوں کے دیکھتے ہی اس لڑکی نے جھک کے لڑکے کی گال پہ بوسہ دیا۔ پری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے فوراً زاویہ نگاہ بدلتے۔ میر نے مسکراہٹ دبائی۔" جیسے وہ اسے تیار کر رہی تھی کہ تو شاید میں بھی جیت جاؤ۔" میر نے سیلمنٹ ہاتھ میں پکڑ کے ایک ہاتھ سے بالوں کو ٹھیک کر کے اسے چھپڑا۔ گراؤنڈ میں اور بھی بہت سے بائیک والے تھے۔ پری بدک کے اس سے دو قدم دور ہوئی۔ "وہ بے شرم ہے۔ میں نہیں۔" اس نے میر کو گھورا۔ "وہ اس کا بوائے فرینڈ ہے میں تو شوہر ہوں نا۔" میر نے منہ بنائے کہا۔ "تو کیا؟" شوہر کمرے تک ہو۔ اب باہر ایسی فضول حرکتیں شروع کر دوں؟" وہ تپ گئی۔" میں ہار بھی سکتا ہوں۔" میر نے اس کو ڈرایا۔" ہار جانا۔" اس نے دوسری طرف منہ کیا۔ میر مسکرا کے سیلمنٹ پہن گیا۔

سب نے ایک ہی لائن میں اپنی بائیکس کھڑی کیں۔ میر دائیں طرف سب سے پہلے نمبر پہ تھا۔ اور جس لڑکی نے چیلنج کیا تھا وہ لڑکا بھی میر کے بالکل ساتھ تھا۔ وہ میر کو دیکھ رہا تھا۔ میر نے ایک بار بھی اسے نہیں دیکھا۔ میر کی نظر خود سے کچھ فاصلے پہ عیناً اور ہانی کے ساتھ کھڑی پریشے پہ تھی۔

نالزح اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
وہ جوش سے اسے دیکھ رہی تھی۔ میر مسکرا یا۔

آج سے پہلے اسے ہمیشہ یقین ہوتا تھا وہ، ہی جیتے گا۔ اور کبھی اسے اپنی جیت عزیز نہیں رہی۔ لیکن آج وہ دل سے چاہتا تھا کہ وہ، ہی جیتے کیونکہ اس کی جیت سامنے کھڑی لڑکی کی خوشی کی وجہ بنی تھی۔ وہ لڑکی جو اس کی خوشی کی وجہ تھی۔ جو میر شاہ کے ہونے کی وجہ تھی۔ میر نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی ریس کے شروع ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھی۔ آج دل کر رہا تھا وہ جیتے۔

ریس شروع ہوئی۔ آج بھی کراوڈ کو یقین تھا کہ وہ، ہی جیتے گا۔ پری نے ہاتھ باندھ کے گردن کے قریب سینے پہ باندھ لیے۔ "یا اللہ پلیز۔ پلیز۔۔۔ میر جیتے۔۔۔ پلیز۔۔۔ دو نفل پڑھوں گی اور سورت یاسین بھی۔۔۔ پکا۔۔۔ آنکھیں بند کر کے وہ اللہ سے مزاكرات کر رہی تھی۔ اور دوسری طرف وہ ہمیشہ کی طرح سب کو روند کے آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن اس بار ایک اور لڑکا تھا جو بالکل اسی کہ اسپیڈ سے اسے مات دے رہا تھا۔

"اللہ جی۔۔۔ پلیز میر۔۔۔ جیتے۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ آنکھیں بند کر کے دعا میں مصروف تھی۔ "پری۔۔۔" عیناً نے اس کو ہلا کیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور دیکھا۔ وہ فائنس لائن کے بہت قریب تھے۔
لیکن وہ لڑکا میر سے آگے تھا۔ پری نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"یا ہو۔۔۔ یا ہو۔۔۔" عینا اور ہانی کی جوش سے بھری آواز پر پری نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ وہ فائل لائن کراس کیے، ہیلمنٹ اتار رہا تھا۔ اور سب جوش سے میر شاہ کا نعرہ لگا رہے تھے۔ مطلب۔
مطلب وہ جیت گیا تھا۔

"یا ہو۔۔۔" پری نے جوش سے عینا کو گلے لگایا۔ دور سے اسے دیکھتے وہ مسکرا یا۔

وہ بھاگ کے اس کی طرف بڑھی۔ وہ وہیں کھڑا تھا۔ "ہم جیت گئے۔ میں۔۔۔ اب نامیں بہت شوخی ماروں گی اس لڑکی کے سامنے۔ بڑی آئی تھی میر شاہ کو ہرانے والی۔۔۔" وہ شوخی سے اس کے سامنے جوش سے بتا رہی تھی۔ اور وہ بس مسکرا رہا تھا۔ "تمہاری شرط؟" میر نے یاد کروایا۔ کیا؟ پری نے ایک دم پوچھا۔ "ان سب کے سامنے۔۔۔" میر نے گراونڈ میں موجود لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔ پری سانس روک گئی۔ "مجھے پر پوز کرو۔۔۔" اس کی آنکھوں میں جھانکتے میر نے کہا۔ "کبھی بھی نہیں۔۔۔" وہ اس سے بھاگ کے دور کھڑی ہو گئی۔ "تم نے کہا تھا تم وہی کرو گی جو میں کہوں گا۔۔۔" میر نے ادھر ادھر دیکھتے اسے یاد کروایا۔ ہادی دور سے کھڑا اسے ہاتھ ہلاکے مبارک دے رہا تھا۔ کیونکہ وہ پری کے ساتھ تھا تو کوئی بھی اس کی طرف نہیں آیا۔ "تم جانتے ہو میں یہ ہرگز نہیں کروں گی۔۔۔" میر بھی ہاتھ ہلاکے ہادی کو جواب دے رہا تھا جب وہ بولی۔ اور میر کو سو فیصد یقین تھا وہ یہ نہیں کرے گی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"کمرے میں کرو گی؟" اس نے ایک دم اس کی طرف گھوم کے کہا۔ پری نے آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"یہاں یا کمرے میں؟" میر نے دوبارہ پوچھا۔ "کمرے میں۔۔۔" وہ فوراً بولی۔ "اوکے گذ۔۔۔" وہ بہت تیز تھا۔ اسے موت اور بخار کا آپشن دے رہا تھا جانتا تھا وہ بخار کو ہی چلے گی۔ اور ویسی ہی پاگل پریشے اس کی باتوں میں آجائے والی۔

"یاد رکھنا۔۔۔ آج کمرے میں تم مجھے پر پوز کرو گی۔" اس کو کہتا وہ اپنی کلاس کی طرف بڑھ گیا۔ اور پریشے کا ہاتھ اپنے دل پہ پڑا۔ کتنا بڑا سودا کیا تھا اس نے۔ ناجانے کیوں وہ ہمیشہ اس سے آگے ہی رہتا تھا۔ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ابھی تو اس لڑکی کی شکل دیکھنے والی ہو گی۔ وہ جوش سے عینا اور ہانی کی طرف بڑھی۔ اب شوہر جیتا ہے۔ شوخی تو بتتی تھی۔

وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔ جب مسز زاہد درانی نے زاہد صاحب کو اشارہ کیا۔ انہوں نے گلہ کھنکار کے عینا اور حمان کی طرف دیکھا۔ حمان اور عینا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ مطلب بات کوئی بہت اہم تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"ہم نے کچھ سوچا ہے۔۔۔ انہوں نے حمدان کو دیکھتے بات شروع کی۔ حمدان کا نوالہ منه تک جاتا ساکن ہوا۔ عینا کے سرال والے شادی کرنا چاہتے ہیں" اب کی بار موم بولی تھیں۔ اور عینا نے پلیٹ میں چیج واپس رکھ دیا۔ اور ہم سوچ رہے تھے کہ اگر ایک بیٹی گھر سے جائے تو دوسرا کو لے آئیں۔۔۔ "مسٹر زاہد درانی لگاتار حمدان کو دیکھ کے بات کر رہے تھے۔ یہ تو وہ دونوں جانتے تھے کہ موم ہمیشہ کہتی تھیں کہ وہ عینا کو رخصت کرنے کے ساتھ ہی بہو بھی لے آئیں گی کیونکہ عینا کے جانے کے بعد تو گھر ویران ہی ہو جائے گا۔

"آپ کے بیٹے کو بیٹی کون دے گا۔۔۔" عینا نے بات کو مذاق کارخ دینا چاہا۔ حمدان کا ہاتھ گلاس اٹھا کے پانی پینے لگا۔ "ہم ہانیہ کے لیے سوچ رہے تھے۔۔۔" موم کی اگلی بات پہ حمدان درانی کے منه سے پانی گرا۔ اور اسے بری طرح کھانی لگی۔ عینا نے فوراً اٹھ کے اس کی کمر سہلائی۔ کافی دیر تو اس کا سانس واپس ہی نہیں آ رہا تھا۔

"ہانیہ؟" عینا کے خیال میں نہیں آیا کہ موم اور ڈیڈ ہانی کی بات کر رہے ہیں۔

"ہا۔۔۔ تمہاری نند۔۔۔" موم کے کنفرم کر دینے پہ عینا نے مڑ کے حمدان کو دیکھا۔ جو سرخ چہرہ لیے موم کو دیکھ رہا تھا۔ ناجانے لڑ کے ایسے موقع پہ کیساری ایکشن دیتے ہوں گے لیکن حمدان کے لیے یہ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

خواب تھا۔ مطلب اگر رحمت ہوتی ہے تو یہی تھی۔ اگر معجزے نہیں ہوتے ہیں تو یہ کیا تھا؟" یو میں وٹا سٹا؟" عیناً نے ڈیڈ کی طرف دیکھ کے پوچھا۔ "بات وٹے سٹے کی نہیں ہے۔ ہمیں وہ بچی پسند آئی ہے تو بس ہم بات کرنا چاہ رہے تھے۔" مومن کی بات سے صاف لگ رہا تھا کہ یہ کارستانی انہیں کی ہے۔ حمدان کا بس نہیں چلا وہ جلدی سے ہاں کر دے۔ "حمدان۔" مومن نے پلیٹ پہ جھکے حمدان کو مخاطب کیا۔ "جی۔" بالکل آہستہ آواز۔ جیسے کچھ پھنس گیا ہے۔ "کریں بات؟" انہوں نے اس کی رضامندی جانا چاہی۔ حمدان نے عیناً کو دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر ڈیڈ کو دیکھا وہ بھی۔ تھوک نگلا تھا اس نے۔ "وہ۔" اسے سمجھ ہی نہیں آیا وہ کیا کہے۔ "کیا وہ؟" ڈیڈ کی پیشانی پہ بل آئے تھے۔

"ڈیڈ۔" یار ڈراو تو مت۔" اس نے منہ بنائے مومن کی طرف دیکھا۔ بیٹا جی جیسی آپ کی حرکتیں ہیں نا لکھوا لوں اسی ہو گی۔ پھر بھی ہم ابھی بات ہی کریں گے۔ اور یہاں تمہارے مزاج ہی نہیں مل رہے۔" وہ حسب عادت اس پہ چڑھ دوڑے۔" میں کب کچھ کہہ رہا ہوں۔" وہ مومن کی طرف دیکھ کے منمایا۔ "زاہد۔" مومن تو فوراً اپنے لاڈلے کے حق میں بول پڑی۔ "حمدان ٹھیک سے بتاؤ۔" بات کریں؟ ورنہ کوئی اور سہی۔" مومن کی کوئی سہی بات پہ حمدان نے عیناً کو دیکھا۔ یار کیا مشکل کام ہے۔ ایک یہی تو کہنا تھا کہ ہاں مجھے بھی وہ پسند ہے۔ اور یہ ایک بات اس کے منہ سے نکل رہی تھی۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

ٹھیک ہے آپ کریں بات۔۔ "ڈیڈ نے فیصلہ سنایا۔ موم ابھی بھی حمدان کو ہی دیکھ رہی تھیں۔ اس کی زندگی کا فیصلہ تھا۔ اس کی رضامندی ضروری تھی۔ اس نے موم کو دیکھ کے مسکرا کے سرا ثبات میں ہلا دیا۔ موم بھی مسکرائیں۔

عیناً مسکرا کے حمدان کو دیکھ رہی تھی جو کہ اپنی پلیٹ پہ جھک کے ایسے رغبت سے کھانا کھانے میں مصروف تھا کہ اس سے اہم کام دنیا میں کوئی ہو، ہی نا۔

وہ اسے منہ بناتے دیکھ رہا تھا۔ آلیار نے مسکرا کے اس کی پیشانی چوی۔ نائل صاحب کو ہمیشہ کی طرح اپنے ڈیڈ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ "یار۔ آپ کو پتہ ہے آپ کی ماما کو بھی شروع شروع میں، میں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔" آلیار نے ڈریسنگ کے پاس کھڑی جوڑا بناتی و شہ کی طرف دیکھ کے اوپھی آواز میں نائل کو بتایا۔ "وہ بھی مجھے دیکھ کے ایسے ہی آپ کی طرح کڑوے کڑوے منہ بناتی تھیں۔" آلیار کی بات پہ و شہ نے مسکرا اہٹ دبائی۔ "اور ایک اب آپ ہو۔۔ آپ کو بھی میں پسند ہی نہیں ہوں۔" نائل کی بے رخی پہ آلیار نے اس کی ناک سے اپنی ناک رگڑ کے اس کا دھیان اپنی طرف کرنا

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

چاہا۔ وہ رونے لگ گیا۔ "آلیار۔ آپ ہمیشہ رولادیتے ہیں اسے۔" وشه خفگی سے اس کی طرف بڑھی۔

"اسے مجھے پکڑائیں۔" "آلیار کے پاس سے وشه نے اسے اٹھانا چاہا آلیار نے نائل کو اٹھایا۔" اسے میں چپ کرواتا ہوں۔" اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کے آلیار نے چپ کروانے کی کوشش کی لیکن وہ تھا کہ پورا شاہ والا سرپرہ اٹھا چکا تھا۔ آلیار جانتا تھا چپ وہ صرف وشه کے پاس کرتا تھا۔ "یا اللہ۔ آلیار۔ پلیز اسے مجھے دیں۔" وشه کی آواز میں نبی کھل گئی۔ اب تو یہ عالم تھا کہ نائل کے ساتھ اس کی ماما بھی رونے والی ہو چکی تھی اور درمیان میں آلیار۔ بالکل ہی بد حواس ہو گیا۔ "اچھا اچھا۔ یہ لیں۔" رونابند کریں۔" وشه کی گود میں اس نے جلدی سے نائل کو لٹایا۔ وشه کو سانس آیا تھا کیونکہ وشه کی گود میں آتے ہی وہ چپ کر گیا تھا۔ اور وشه بھی نم آنکھوں سے مسکرائی۔ آلیار نے منہ بنایا تھا۔ "ماں کا لاڈلہ۔ ڈیڈ تو جیسے کاٹتے ہیں نا۔" وہ نائل کو خفگی سے دیکھ کے کہہ رہا تھا۔ جبکہ وشه مسکرائی۔ ناجانے کیوں اس کا سانس ہی اٹک جاتا تھا جب وہ روتا تھا۔ "یار۔" وشه پلیز اسے کہیں مجھے بھی لفت کروادیا کرے۔" اس کی گود میں ہستے نائل کو دیکھ کے آلیار بیچارے لہجے میں بولا۔ وشه نے مسکراتے نائل کو اسے دیا۔ آلیار کی گود میں آتے ہی وہ پھر سے منہ بنانے لگا۔ وشه کا تھہقا بلند ہوا۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

بیٹے کوئی نا۔ کبھی تو ہم بھی بدله لیں گے آپ سے۔ "نائل کو دوبارہ اس کی گود میں دیتے وہ جھک کے وشه کی گود میں موجود نائل کا بوسہ لے گیا۔ وشه نے مسکرا کے آلیار کے کندھے پہ ابھی سر رکھا ہی تھا کہ نائل صاحب پھر سے ہلاکا سا ہے۔" یہ پیدا ہی مجھ سے دشمنی نکالنے کو ہوا ہے۔ "آلیار خفگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے فریش ہونا تھا۔ جبکہ وشه نے اس کی بات پہ نائل کو دیکھ کے آنکھ دبائی۔ اتنا چھوٹا سا تھا ابھی وہ۔ اور آلیار شاہ کو آگے لگائے رکھتا تھا۔ وشه ہمیشہ سوچتی تھی وہ بڑا ہو کے پتہ نہیں کیا کرے گا۔

نالزہب

وہ کمرے میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ کہاں وہ 8 بجے ہی کمرے میں ہوتی تھی اور آج 11 نج رہے تھے۔ اور وہ آج کمرے میں ہی نہیں آئی۔ میر مسکرا یا۔ اسی وقت وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی بیڈ پہ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ (آج کمرے میں تم مجھے پر پوز کرو گی۔) میر کا جملہ اس کے کانوں میں گونجا۔ وہ اسے نظر انداز کرتے الماری کی طرف بڑھنے لگی جب وہ ایک دم اس کے سامنے آیا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ تم آج کمرے میں تیار ہو کے میرا انتظار کرو گی۔ چج یہاں مجھے تمہارا انتظار کرنا پڑا۔" وہ نفی میں سر ہلاتا جیسے افسوس کر رہا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"تیار کیوں۔۔" پری نے حیرانی سے پوچھا۔ "یار۔۔ بیویاں اپنے شوہروں کو بچانے کو کرتی ہیں نادہ سولہ سنگھار۔۔" اس کی وضاحت پر پری مسکرائی۔

"جو پہلے ہی پورا کا پورا بڑی طرح میرے چنگل میں پھنسا ہوا ہے اسے اور کیا زیر کرنا؟" میر کو لا جواب کیا تھا اس نے۔ وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"چلو کرو۔" اس نے سینے پہ بازو باندھے۔ "کیا؟" پری انجان بنی۔ میر نے گھورا۔ "اوکے لیکن ایک شرط پہ۔۔" پری نے فوراً اسے کہا۔ "پہلے پر پوز کرو۔ پھر سوچوں گا شرط بھی سننی ہے کہ نہیں۔" اس کے کہنے پہ پری نے لمبا سانس خارج کیا۔ "میں نے کبھی کسی کو پر پوز نہیں کیا تو کوئی آئیڈیا ہی نہیں۔۔" پری نے ہوشیاری کرنے کی کوشش کی۔ "دیکھو۔۔ تمیز سے شرط پوری کرو۔ ورنہ میں کچھ کہوں گا تو ہوا یاں اڑ جانی تمہاری۔۔" میر نے سنجیدگی سے دھمکی دی۔

"اوکے۔۔ کر رہی ہوں لیکن۔۔" پری نے سنجیدگی سے جملہ ادھورا چھوڑا۔ "لیکن؟" میر نے پوچھا۔ "کل کی فجر کی نماز تم مسجد میں پڑھو گے۔۔" آنکھیں بند کر کے اس نے ایک دفعہ میں ہی پورا جملہ بولا تھا۔ دو منٹ بعد آنکھیں کھولیں تو وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "رہنے دو۔۔" وہ مڑ گیا۔ وہ اس کے سامنے آئی۔ "میں کر رہی ہوں نا۔۔ کرنے لگی ہوں بس۔۔" وہ جلدی سے بولی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"تم نے جان بوجھ کے کہانا یہ -- "میر انہا کا سنجیدہ تھا۔

"یہ مشکل ہے میرے لیے -- "میر نے بیڈ پہ لیٹ کے کہا۔ "تمہیں لگتا ہے کہ تمہیں پر پوز کرنا آسان ہے؟ میں کر رہی ہوں نا تو تم میرے لیے یہ کیوں نہیں کر سکتے -- "پری اس کے پاس بیٹھی۔ وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا تھا۔

"میر ----" پری نے اسے پکارا۔ "پری پلیز --" میر کے لمحے میں عاجزی تھی۔ "بہت مشکل ہے یہ --" میر نے لیٹ کے آنکھیں بند کیں۔ "عِش اور ق سے بنایہ لفظ۔ واجباتِ توادا کرنے پڑے گے نا --" میر کے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ اس کے پاس بیٹھ گئی تھی۔
وہ پاس بیٹھی تھی۔ نیند آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی وہ آنکھیں بند کیے لیٹے تھا۔

"اگر تم میرے لیے نامحرم ہوتے تو عار محسوس ہوتی کہنے میں۔ لیکن اب مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہوگی یہ کہنے میں کہ ہاں مجھے محبت ہے تم سے۔" اس کے اظہار پہ میر کا دل ڈھڑکا۔ لیکن وہ ایسے ہی لیٹا رہا۔ وہ بھی اس کے بازو پہ سر رکھ گئی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

صحح آنکھ کھلی تو وہ اس کے بازو پہ سر رکھے سور ہی تھی۔ صحح صحح کا وقت تھا۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ اس کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہا تھا۔ اب وہ خالی خالی نظروں سے چھٹ دیکھ رہا تھا۔ اٹھ کے وضو کر کے مسجد تک ہی جانا تھا۔ لیکن کتنا مشکل تھا اس کے لیے یہ۔ وہ سکون سے سوتی ہوتی تھی۔ اس کا سکون بر باد کر کے۔

وہ اٹھا وضو کیا اور کمرے سے نکل گیا۔ قدم اللہ کی طرف بڑھ رہے تھے اور دل اتنا بوجھل تھا کہ اس کا بس نہیں چلا وہ واپس ہو جاتا۔

مسجد کے قریب پہنچ کے ایک نظر اسے دیکھا۔ (اپنا ب تک کا ہر گناہ فلم کی طرح یاد آیا تھا اسے۔) میر نے قدم واپس لے لیا۔ "ہیلوینگ مین۔۔" ایک قدم ہی ابھی واپس لیا تھا جب اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی۔ اس نے مڑ کے دیکھا۔ "یہاں تک آ کے واپس جا رہے ہو؟" شفیق سی مسکراہٹ لیے ایک شخص اسے پوچھ رہا تھا۔ میر نے اس شخص کو دیکھا۔ پینٹ شرٹ میں مبوس کوئی چالیس سال کی عمر کے لگ بھگ وہ شخص مسکرا کے اسے دیکھ رہا تھا۔ "کمپنی کی ضرورت ہے مجھے۔ ملے گی؟" انہوں نے مسکرا کے ایسے پوچھا جیسے وہ میر کو جانتے ہو۔ میر نے نامسحی سے انہیں دیکھا۔ "چلیں۔۔ نماز پڑھنی ہے مجھے۔۔" وہ آگے بڑھ کے اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر مسجد میں داخل ہو گئے۔ میر بھی ان

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

کے پچھے چلا گیا۔ ان کی رہنمائی میں نماز پڑھتے کوئی میر شاہ سے پوچھتا۔ غرور کا خاک ہونا کسے کہتے ہیں۔

وہ نماز کے بعد اسے فوراً باہر لے آئے۔ "اللہ کی طرف قدم بڑھا کے واپس نہیں لیتے۔" وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے ایک طرف دیکھتے میر سے کہہ رہے تھے۔ میر ان کے ساتھ چلتاز میں کو گھور رہا تھا۔

"عشق مجازی کے ڈسے ہوئے لگتے ہو۔" ان کے کہنے پر میر یک دم رکا۔ اور انہیں حیرت سے دیکھا۔ وہ مسکرائے۔ "اس کے کہنے پر آئے ہونا نماز پڑھنے؟" وہ میر کے اندر تک جھانک رہے تھے۔ میر ان کے سامنے ایسے کھڑا تھا جیسے اپنے سامنے کھڑا ہو۔

"کسی کی ایک ناماننے والا اس کی مانتا ہے۔ یہ تو عشق مجازی ہی ہوا۔" وہ پھر سے چل پڑے۔ میر

ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔ انہوں نے رک کے پچھے مرکے اسے دیکھا۔ وہ ان کی طرف بڑھا۔

"یہی سوچ کہ حیران ہوتا ہوں میں۔ کسی کی ایک ناماننے والا اس کی کیوں مان لیتا ہے۔" میر نے ان سے پوچھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتِ عشق از قلم مہرین سعید
"یہی تو ہیں واجباتِ عشق۔" وہ مسکرا کے بولے تو میر پھر رک گیا۔

"محبوب انگلی کا اشارہ کرے اور سورج مڑ جائے، چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ چاہے پھر دنیا کا نظام درہم برہم ہی کیوں نا ہو جائے۔ صرف محبوب کی انگلی کا اشارہ معنی رکھتا ہے۔" ان کی بات پہ میر کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔ اسی لیے چپ رہا۔ "عشق حقیقی کی لذت چکھنا کبھی۔۔۔" انہوں نے میر کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے کہا۔ "کل ملتے ہیں۔" وہ مسکرا کے ایک طرف مڑ گئے۔ "کل میں نہیں آؤں گا۔۔۔" میر نے بے ساختہ کہا۔ "یہاں نہیں آنا تو کہاں جاؤ گے؟" وہ مڑ کے پوچھ بیٹھے۔ "اس کی طرف آنا ہی پڑتا ہے۔ کچھ خوشی سے آتے ہیں اور کچھ کو پھر وہ زبردستی اپنی طرف لے آتا ہے۔" وہ مسکرا کے اسے کہتے پیچھے کو ایک قدم لے رہے تھے۔ "جو چن لیے جاتے ہیں۔ وہ اس کی طرف آتے ہیں۔ پہلا قدم زبردستی کیوں نالیا جائے پھر اگلے قدم محبت کے ہوتے ہیں۔ چلتا ہوں۔ کل ملتے ہیں۔" وہ بولتے چلے گئے۔ اور میر وہیں کھڑا تھا۔ وہ نہیں آئے گا۔ اس نے سوچا اور مڑ گیا۔ نہیں جانتا تھا کہ اسے اسی درپہ آنا تھا۔ کیونکہ جو چن لیے جاتے ہیں وہ اس کی طرف لوٹ کے رہتے ہیں۔ خوشی سے یا زبردستی سے۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
 ولی نے وشه کی طرف دیکھا۔ اسے یہ بات بالکل پسند نہیں آئی۔ "ہانی پانی پلانازرا۔" اس نے ہانی کو بہانے سے وہاں سے اٹھا دیا۔ "اسے کیوں اٹھایا۔" اس کے سامنے بات کرتے۔ "وشه کو ولی کی یہ بات پسند نہیں آئی۔" میں ہرگز وٹا سٹا نہیں چاہتا۔ "ولی نے سنجیدگی سے کہا۔" وہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں ولی۔ کہ انہیں ہانی بعد میں پسند آئی ہے۔ وہ سڑے والی توکوئی بات ہی نہیں۔ "وشه نے ولی کو سمجھایا۔" ناچاہتے ہوئے بھی بن جائے گا۔ "ولی ابھی بھی انکار ہی کر رہا تھا۔ باہر کھڑی ہانی کے ہاتھ میں گلاس لرزاتھا۔

"اورو یہ بھی حمدان ابھی میچور نہیں ہے۔" "ولی نے دوسرا جواز اٹھایا۔" میچور تو عیناً بھی نہیں ہے۔ "وشه نے ترکی بہ ترکی کہا۔" عینا کا گزارا ہو جائے گا۔ لیکن حمدان لڑکا ہے اسے کم سے کم میچور ہونا چاہیے۔ پھوٹ والی حرکتیں ہیں ابھی اس کی۔ اور تو اور ابھی ہانی کی شادی کا ارادہ نہیں ہمارا۔ "ولی نے بات سمیٹی۔" انکار کرنا اچھا لگے گا کیا؟ "وشه کو ولی کی بات پسند نہیں آئی۔" تو ہم تھوڑی نا انکار کر رہے۔ ابھی نہیں کرنا چاہتے شادی ہانی کی۔ "ولی جھنجھلاتے بولا۔

ایک تو وہ ہمیشہ دماغ سے سوچتا تھا۔ "عینا اور تمہارے رشتے پہ فرق پڑ سکتا ہے۔" "وشه کو اس کی فکر لگی۔ جبکہ باہر کھڑی ہانی نے ملاز مہ کو ہانی کا گلاس سے دے دیا اور وہ خود اپنے کمرے میں چل گئی۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ابھی آپ کہہ رہی تھیں کہ وٹا سٹا نہیں۔ تو فرق کا کیا جواز۔ "ولی کو وہ بات پسند نہیں آئی۔" دیکھو ولی
-- "مسنر چوہدری تو خاموش تھیں و شہ، ہی بول رہی تھی۔" و شہ پلیز۔ یار۔ بحث کا مقصد؟" و شہ
جانتی تھی وہ غلط نہیں تھا لیکن وہ چاہتی تھی وہ نظر ثانی کرے۔

وہ چپ ہو گئی۔ اور ولی بھی۔ اپنے کمرے میں آکے بیٹھی پہ بیٹھتی ہانی کا دل ایک دم ادا س ہوا تھا۔

وہ ڈرائیور روم کے باہر کھڑا تھا۔ اندر کی باتیں آسانی سے سن بھی رہا تھا۔ ریگیں تن گنیں تھیں اس کی۔ اس نے خود سے نہیں کہا تھا موم کو اس رشتے کی بات کرنے کے لیے۔ اور رشتے سے انکار کا جواز یہ تھا کہ وہ ابھی میچور نہیں؟ عیناً اندر موم ڈیڈ سے کہہ رہی تھی کہ حمدان کو یہ بات نابتائی جائے۔ اس بات سے بے خبر کہ وہ باہر رہی کھڑا تھا۔ عیناً ڈرائیور روم سے باہر نکلی تو باہر وہ دھواں دھار چہرہ لیے کھڑا تھا۔ "حمدان۔" وہ آگے بڑھی۔ وہ وہیں سے پچھے مرٹ کے تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گیا۔ عیناً فوراً اس کے پچھے بھاگی۔ "حمدان۔" وہ کمرے میں داخل ہوا تو عیناً اس تک پہنچ گئی تھی۔ "ایک منٹ میری بات سنو۔" "عیناً اس کے سامنے گئی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔" کیا ہے چوہیا۔ "اس کے بال پکڑ کے گھماتے اس نے پوچھا۔ "وہ۔" عیناً کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے۔ "اب بس یہ مت کہنا کہ تمہیں

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

صد مہ لگ گیا ہے ان کے انکار سے۔۔ "حمدان نے بیڈ پہ ڈھیر ہوتے اسے کہا۔" انہوں نے انکار کیوں کیا۔ کتنی کوئی فضول ریزن دی ہے ایس پی نے۔۔ ہم بھی انکار کریں گے۔۔ میں موم سے کہتی ہوں -- "عینا باہر کی طرف بڑھتی وہ اس کو ایک بازو سے پکڑ گیا۔" تمہیں لگتا ہے کہ اگر میرا اوہاں ناہو تو مجھے کوئی اور نہیں ملے گی؟" حمدان نے سنجیدگی سے پوچھا۔" ایسی بات نہیں ہے۔ تمہیں کمی تھوڑی ہے لڑکیوں کی۔" عینا نے فوراً بات سن جائی۔" کمی تو بہت ہے۔" وہ مذاق اڑانے لگا۔ وہ ٹھیک تھا عینا کو سکون ہوا۔" ایس پی کی بہن نا سمجھی۔۔ کسی اور پہ ٹرائے کریں گے اب۔۔" حمدان نے آنکھ و نک کی۔ عینا نے اس کے سینے ہی مکامار کے اسے پیچھے کیا اور پھر وہ باہر چلی گئی۔ پیچھے حمدان درانی کے چہرے سے ہنسی ایک دم غائب ہوئی تھی۔

وہ یونی کے لیے جانے لگی تو ولی نے پیچھے سے روکا۔" میرے ساتھ جانا۔۔" اسے کہہ کے وہ ما ماسے ملنے لگا۔ ہانی رک گئی۔ جانتی تھی جس دن اسے بہت اہم بات کرنی ہوتی اس دن وہ اسے ڈراپ کرتا تھا۔ ہانی نے جھک کے وشه کی گود میں سوئے نائل کا بو سہ لیا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔ ولی بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔ ہانی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی اور وہ انہماک سے جیپ چلا رہا تھا۔" ہانی۔۔" اس نے موڑ

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

مڑتے اسے سنجیدگی سے پکارا۔ "جی بھائی۔" وہ اس کی طرف گھومی۔ "حمدان کا رشتہ آیا تھا تمہارے لیے۔" ولی ہمیشہ کی طرح سیدھا بات پہ آیا۔ وہ نظر جھکا کے گود میں رکھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ "ہم نے انکار کر دیا۔" ولی نے اس کی طرف دیکھ کے اگلی بات بتائی۔ ہانی اس کی طرف دیکھ کے مسکر انچا ہتی تھی لیکن نہیں مسکرا پائی۔ "پتہ نہیں کیوں ایسا لگ رہا کہ پہلے تم سے پوچھنا چاہیے تھا۔"

ولی نے اپنے دل کی بات بتائی۔ "اُس او کے۔ بھائی۔ آپ کا فیصلہ بہترین ہی ہو گا۔" ہانی نے اس کے فیصلے کامان رکھا تھا۔ "ایسی بات بالکل بھی نہیں ہے کہ میں نے خود اپنی پسند سے منگنی کر دیتی ہے اور تم پہ پابندی لگاؤ۔ ان بھائیوں میں سے نہیں ہوں کہ بات بہن کی پسند پہ آئے تو غیرت جاگ آٹھے۔" ولی مضبوطی سے سٹرینگ کو تھامے اسے بتا رہا تھا۔ "کیا مجھے دوبارہ سوچنا چاہیے؟" ولی نے جیسے محسوس کیا تھا اس کا چپ ہو جانا۔ وہ تو ہانی کے اشارے بھی سمجھ جاتا تھا۔ ہانی کچھ نہیں بولی۔ "ہانی۔" اس نے اس کا پورا نام کیا۔

"شايد۔ آپ کو سوچنا چاہیے۔" ہانی نے باہر کی طرف دیکھ کے اسے کہا۔ "اگر مجھے لگا کہ وہ تمہیں خوش نہیں رکھ پائے گا تو میں منع کروں گا۔" ولی نے اگلی بات بھی بتائی۔ ہانی نے اسے دیکھا۔ یونی کے باہر جیسے ہی اس نے جیپ روکی دوسری طرف حمدان کی کار رکی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

چیپ سے وہ دونوں بہن بھائی اترے اور درانی اور اس کی بہن کار سے نکلے۔ عینا نے ایک نظر اسے دیکھ کے حمدان کو دیکھا جو کہ ناتوولی کو دیکھ رہا تھا اور ناہی ہانی کو۔ تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بلا تے۔ لیکن ایک تناو سا محسوس ہوا تھا ماحول میں ان چاروں کو۔ عینا اور ہانی نے سلام لیا اور ہانی کی نظر حمدان پہ پڑی۔ حمدان کار لاک کر رہا تھا۔ ولی ایک طرف جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ عینا نے ایک دفعہ بھی اسے نہیں دیکھا۔

وہ دونوں اندر کی طرف چلی گئیں۔ حمدان ولی کی طرف بڑھا۔ "السلام عليکم۔" "اس نے ہاتھ آگے کیا۔ ناجانے کیوں ولی کو لگا تھا کہ وہ اسے نہیں بلائے گا۔ لیکن وہ اسے غلط ثابت کر گیا تھا۔" کیسے ہیں آپ؟" حمدان نے مسکرا کے پوچھا۔ ولی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ حمدان کو مسکرانا نہیں چاہیے تھا۔ اور تو اور ولی سے اتنی تمیز سے بات بھی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ آخر کو وہ اس کے رشتے کے لیے منع کر چکا تھا۔

"وشه آپی اور بے بی کیسا ہے۔" وہ ولی کے سامنے جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا کے پوچھتا ولی چوہدری کو دوبارہ سوچنے پہ مجبور کر گیا۔ "سب ٹھیک ہے۔" ولی سنجیدگی سے بولا۔ ایسی سنجیدگی کا مظاہرہ تو حمدان کی طرف سے ہونا چاہیے تھا لیکن وہ خندہ پیشانی سے ولی کے سامنے کھڑا تھا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"چلیں۔۔۔ میں چلتا ہوں۔ میری کلاس ہے۔۔۔" وہ سلام کے لیے ہاتھ بڑھا کے بولا۔ ولی نے اس کا ہاتھ تھاما۔ حمدان مسکرا کے آگے بڑھا۔

وہ حمدان درانی تھا۔ جسے لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کبھی پاپڑ بیلنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ لوگ اس سے خود بہ خود ہی متاثر ہو جاتے تھے۔

جیسے ابھی ولی چوہدری۔

"حمدان۔۔۔" ولی نے اسے آواز دی۔ "جی؟" وہ مڑا۔
"آج کا لنج میرے ساتھ کرنا۔۔۔" پوری بات کے درمیان ولی پہلی دفعہ مسکرا ایا۔ "شیور۔۔۔" حمدان کے دل نے لعنت بھیجی تھی اس پر۔ دماغ کی تزوہ سنتا ہی نہیں تھا۔ لیکن سامنے کھڑا دماغ والا ناجانے کیوں حمدان کے معاملے میں دل کی سن رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ عیناً درانی کا بھائی تھا۔ یا شاید اس لیے کہ معاملہ ہانیہ چوہدری کا تھا۔ "ملتے ہیں پھر۔۔۔" ولی مسکرا کے کہتا جیپ میں بیٹھ گیا۔ حمدان درانی نے خود کو کپوز کیا تھا۔ لمبا سانس خارج کرتا وہ اپنی کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

ہانی نے نوٹ کیا تھا کہ آج عینا کا موڈ بہت خراب تھا۔ کلاس کے بعد وہ خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہی تھی۔ روز کے بر عکس۔ ورنہ تو وہ چھکتی ہی پائی جاتی تھی۔ پری اور ہانی ایک دوسرے سے کوئی بات کر رہے تھے۔ ہانی کے کان تو پری کی بات کی طرف متوجہ تھے لیکن نظریں بھٹک بھٹک کے خاموش چلتی عینا پہ تھیں۔ ہانی نے آگے بڑھ کے اس کا بازو پکڑا۔ اور ایک طرف لے جاتے اس نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا۔ "رشتے کی بات کا مجھے نہیں پہتہ تھا۔" ہانی سیدھا بات پہ آئی۔ پری بھی ساتھ ہی کھڑی تھی۔ "مجھے بات نہیں کرنی اس بارے میں" عینا نے ہانی سے اپنا ہاتھ چھڑ رکھا۔ "بھائی دوبارہ سوچیں گے۔" ہانی نے اس جانے سے روکا۔ "یار۔۔۔ میرا کیا قصور ہے۔" ہانی بھاگ کے اس کے ساتھ ملی۔ "پہتہ ہے تمہارے بھائی کا دماغ ناساقویں آسمان پہ ہے۔ اچھا ہوتا اگر موم ڈیڈ میری دفعہ بھی انکار کرتے۔" عینا مڑ کے سنجیدگی سے بولی۔

ہانی خاموش رہی۔ جانتی تھی اسے غصہ ہے اور وہ ایسے ہی نکلے گا۔ "عینا۔۔۔" اس سے پہلے کہ ہانی کچھ کہتی اس کی آواز پہ دونوں نے مڑ کے اسے دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے عینا کو دیکھ رہا تھا۔ "گھر آج انکل ساتھ چلی جانا۔۔۔ میں کال کر چکا ہوں۔ وہ آجائے گے تمہیں لینے۔۔۔" دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا وہ صرف عینا کو دیکھ رہا تھا۔ ہانی کو دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی گئی تھی۔ ہانی اسے دیکھ کے اب زمین کو

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید
دیکھ رہی تھی۔ وہ جیسے آیا ویسے ہی واپس چلا گیا۔ ہانی نے عینا کو دیکھا۔ "آپ کے بھائی کے مطابق میرا بھائی ابھی زمہ داری سننگا لئے کے لاکن نہیں؟" ایک بات بتا دیں ما اپنے بھائی کو۔ حمدان درانی زمہ داریاں سننگا لئے پہ آئے تو ولی چوہدری کو پچھے چھوڑ دے۔ "وہ سنجیدگی سے کہتی اس سے بازو چھڑرا کے آگے بڑھ گئی۔ پری نے ہانی کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے حوصلہ دیا۔

وہ دونوں ریسٹورنٹ میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ ولی وردی میں ہی تھا۔ یہ لمحہ بریک کا وقت تھا تو اس نے حمدان کو اس کی یونی کے قریب، ہی ایک ریسٹورنٹ میں آنے کو کہا تھا۔ کھانے کا آرڈر وہ دونوں دے پکے تھے اب انتظار کر رہے تھے کھانا آنے کا۔ "اس رشتے میں تمہاری رضامندی تھی؟" ولی نے حمدان سے براہ راست پوچھا۔ اس نے تھوک نگلا۔ "موم کی رضامندی تھی۔" "اس نے احتیاطاً الفاظ کا استعمال کیا۔ "موم کی چھوڑو۔ اپنی بتاؤ۔" ولی کرسی سے ٹیک لگا اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ "اگر میری رضامندی ناہوتی موم کبھی بات ناکرتی۔" "وہ اب بھی الفاظ کا استعمال بہت سوچ سمجھ کے کر رہا تھا۔ سامنے اس کا ہونے والا بہنوئی بھی تھا اور شاید سالہ بھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

"میرے انکار کی وجہ جانتے ہو؟" ولی نے اب کی بار آگے کو ہو کے بازو ٹیبل پر رکھے۔ حمدان کرسی سے ٹیک لگا کے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ "شايد آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی بہن کی زمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں ہوں میں۔" وہ کندھے اچکا کے ولی کو ایسے بتا رہا تھا جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ "اتنی لاپرواٹی؟" ولی کی بات وہ سمجھ گیا تھا۔ ٹیک چھوڑ کے سیدھا ہو کے بیٹھتے وہ ولی کی طرف پورا طرح متوجہ ہوا۔ ابھی وہ آپ کی بہن ہے۔ پرواہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "اس نے بھی بازو میز پہ ٹکا دیتے۔" فرض کرو تمہاری بیوی بن جائے؟" ولی کے ایک دم کہنے پہ وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔ دو منٹ تک سننجھل کے پھر سے وہ سیدھا ہوا۔

"حمدان درانی اپنی زمہ داریوں سے کبھی نہیں بھاگتا۔" اس نے ایک جملے کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ "اگر اس کے معاملے میں زراسی بھی تم نے لاپرواٹی کی تو یاد رکھنا حمدان درانی۔ تمہارا سالہ ایس پی ہے۔" آگے کو ہو کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ولی نے دھمکی دی۔ اور حمدان درانی کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔ وہی جو اس کی ذات کا ہم حصہ تھی۔

اس کے بعد دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا۔ حمدان اٹھ کے گیاتو ولی نے موبائل کھولا۔ کل رات جو عینا کی طرف سے اسے میل رسیو ہوئی تھی اس نے اسے دوبارہ سوچنے پہ مجبور کر دیا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
صرف ایک لائے تھی اس کی میل میں۔

"ایس پی صاحب۔ بات اگر زمہ داریاں سنن جانے کی ہے تو حمد ان درانی ولی چوہدری کو پیچھے چھوڑ دے

"

ناجانے کیوں۔ وہ گلٹی محسوس کر رہا تھا۔ ہانیہ سے بات کر کے اسے محسوس ہوا کہ اسے ضرور اس بارے میں سوچنا چاہیے۔

میل اس نے بند کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ہوتے ہیں ناکچھ لوگ جن کے معاملے میں دماغ کی چلتی ہی نہیں۔ صرف دل کی ماننی پڑتی ہے۔ عیناً درانی کے معاملے میں بھی وہ صرف دل کی سنتا تھا۔

ہانیہ کو بھی کل سے وہ اس دیکھ رہا تھا۔ اور صبح اس سے بات کرتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ کہیں نا کہیں وہ بھی ایسا ہی چاہتی ہے۔ سب راضی تھے تو وہ کیوں دیو داس بنتا۔ اس نے بھی معاملہ اللہ کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا اور ریسٹورنٹ سے باہر نکلا۔

کچھ ماہ بعد

وہ تیزی سے سیر ھیاں اتر رہا تھا۔ سب بدل سکتا ہے سوائے اس کی سپیڈ کے۔ ناجانے کیوں وہ ہمیشہ ہوا کے گھوڑے پہ سوار رہتا تھا۔

درانی ہاؤس مہمانوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ تھا کہ سب سے بے نیاز عیناً کو ڈھونڈ رہا تھا۔ پاس سے رضیہ پراندہ گھماتے گزری تو اس نے اسے روکا۔ "رضیہ۔۔۔ عینا۔۔۔ وہ کدھر ہے۔" اس نے ایک دن دم رک کے اسے پوچھا۔ "باجی۔۔۔ وہ تو جی اپنے کمرے میں۔۔۔" اس کی بات سنے بغیر وہ اوپر کو بھاگا۔ ہائے ہائے پوری بات تو سن لیتے۔۔۔ اپنا پراندہ گھما کے پیچھے پھینکتی وہ براہی مان گئی۔ وہ بھاگ کے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ "عینا۔۔۔" اس نے حواس باختہ اسے پکارا۔ وہ جو فیشل کرنے میں مکمل مگن تھی ایک دم ڈرگئی۔ "حمدان۔۔۔ ڈرادیا۔۔۔" اس کی آواز پہ حمدان کو پتہ چلا وہ عینا، ہی تھی ورنہ منہ پہ فیشل لگائے وہ ناجانے کس جہاں کی مخلوق لگ رہی تھی۔ "وہ۔۔۔" وہ اس کی طرف بڑھا۔ عینا نے آبرو اچکاتے اسے دیکھا۔ مطلب وہ کچھ بھول گیا تھا۔ "میری شیر وانی۔۔۔ میں بھول گیا۔۔۔" اس نے منہ بنا کے اپنا کارنامہ بتایا۔ "وات۔۔۔" عینا تقریباً چیخنی تھی۔ "حمدان نو پلیز۔۔۔" تمہیں صرف اپنی شاپنگ کرنی تھی اور تم سب سے اہم چیز بھول گئے؟ مطلب شیر وانی؟۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ۔۔۔" عینا کو

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

بہت غصہ آیا اس پر۔ "مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ دولہا شیر وانی بھی پہنتا ہے۔ وہ میری پہلی شادی ہے نا اس لیے۔" اس نے آخری بات پر دانت نکال کے اسے دکھادیئے۔ "سب کی پہلی ہی شادی ہوتی ہے حمدان۔" عینا کا بس چلتا وہ اس کا سر پھاڑ دیتی۔

"ابھی میرے ساتھ چلو کچھ دیر تک آ جائیں گے۔" پیز تھارا اکلو تباہی ہوں۔ اگر میری شادی نا ہوئی تو میرا کیا ہو گا۔ چلو پیز۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے منتوں پر اتر آیا۔ "اما کے مطابق میں گھر سے باہر نہیں جاسکتی۔ اس لیے تمہاری سزا ہے اکیلے جاؤ۔" عینا نے فیشنل کامساج کرتے اسے آرام سے کہا۔ وہ منہ بناتا مڑ گیا۔ عینا نے نفی میں سر ہلا کیا۔ ایسی حرکتیں شادی کے بعد کرے گا توہانی سے مار ہی کھائے گا۔" اس نے سوچ کے نفی میں سر جھٹکا۔ "اللہ حامی و ناصر ہو حمدان درانی تمہارا۔" عینا کے اندر کی بہن نے اسے فوراً دعا بھی دے ڈالی تھی۔ آج ان دونوں کی مايوں تھی۔

وہ کمرے میں اپنا سامان پیک کر رہی تھی اور وہ صوفے پر غصے سے بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔ "ہفتہ پورا؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔ "جی صرف ایک ہفتہ۔ آج عینا کی مايوں۔" کل پھر بھائی ولی کی طرف فنکشن ہو گا۔ پھر مہندی۔ بارات۔ ولیمہ۔ اور ایک دو دن میں آپی و شہ کے ساتھ رہ کے ہی واپس آؤں گی۔"

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

وہ اسے دیکھئے بغیر اپنی ہانگی جا رہی تھی۔ چونکی تو تب جب ایک اور بیگ اس کے ساتھ میرنے لائے کے بیڈ پر رکھا۔ اور وہ اس میں اپنے کپڑے ڈالنے لگا۔ پری نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ "جہاں تم۔۔۔ وہاں میں۔۔۔" اس نے سکون سے اس پہ بمب پھوڑا۔ پری کی آنکھیں کھل گئیں۔ "کیا مطلب؟ آپ ساتھ جائیں گے میرے؟" اسے جیسے یقین نہیں آیا۔ "جی۔۔۔" اس نے سینے پہ ہاتھ باندھ کے اتنے سکون سے کہا۔ "واٹ؟ کتنا برا لگے گا۔۔۔ سب کیا سوچیں گے؟" پری جھنجھلاتے بولی۔ "یہی کہ کتنا پیار کرنے والا شوہر ہے۔۔۔" میر نے اسے مزید تنگ کیا۔ آپ کو پلوں سے ناباندھ لوں۔۔۔ پری نے غصے سے ظفر کیا۔ "ناٹ آبیڈ آئیڈیا۔۔۔" میر اتنی ہی ڈھنڈائی سے بولا۔ "میر پلیز۔۔۔ آپ ہمیشہ ایسا کرتے ہیں۔" اس نے منہ بنائے عاجز آتے کہا۔ میر نے کندھے اچھادیئے۔ "پلیز۔" وہ اس کے قریب ہوتے اسے مکھن لگانے لگی۔ اور بس یہاں آکے وہ بے بس ہو جاتا تھا۔ "صرف ایک ہفتہ۔۔۔" اس کے سینے پہ سر ٹکا کے وہ اسے مناچکی تھی۔ "صرف ایک ہفتہ۔۔۔" اس کے گرد حصار قائم کر کے میر نے اسے جیسے وارنگ دی۔

"ایک ہفتے سے ایک گھنٹہ اوپر ہو اتو اٹھالاؤں گا وہاں سے۔۔۔" اسے کپڑے پیک کرتے دیکھو وہ دھمکی دیتا باہر چلا گیا۔ پری مسکراتی تھی۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

وہ باہر نکلا تو ہادی کی کال آئی تھی اسے۔ "تو بھول گیانا۔ آج میر انکا ح تھا۔" ہادی نے دوسری طرف سے حتی الامکان اپنا لہجہ نارمل رکھا۔ "نہیں تو یاد تھا مجھے۔" میر نے سکون سے کہا۔ "ابے۔" اس سے پہلے کہ وہ گالی نکالتا اسے یاد آگیا کہ سامنے میر شاہ تھا۔ "آئے کیوں نہیں۔" اس نے پھر سے سکون سے پوچھا۔ "دل نہیں تھا۔" میر کار میں بیٹھتا اسے چڑھانے لگا۔ "اگر تم نہیں آئے تو۔" اس نے دھمکی دینا چاہی۔ "تو؟" میر نے اسے اور تپایا۔ "سمجنما مر گیا ہادی۔" اس نے بے بسی سے کہا۔ "انا اللہ وانا الیہ راجعون۔" اسمنے میر شاہ تھا جس کا ڈھنائی میں کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ ہادی نے غصے سے کال کاٹ دی۔ میر نے موبائل دیکھ کے مسکراہٹ روکی۔ اور کار چلاتے شاہ ولاء نکلا۔ جو بھی تھا اسے ہادی کے نکاح میں جانا ہی تھا۔ چاہے وہ ایک گھنٹے کے لیے ہی کیوں ناجاتا۔

وشہ واش روم میں تھی۔ نائل آلیار شاہ بیڈ پہ بیٹھا دور کھڑے آلیار شاہ کو دیکھ کے مسکرا کے اس کی طرف بازو دوا کر رہا تھا۔ کہ وہ جھٹ سے اسے بس گود میں اٹھا لے۔ ان باپ بیٹے کی اب بننے لگ گئی تھی۔ آلیار نے اسے اٹھا کے ایک دفعہ واش روم کا دروازہ دیکھا جو کہ ابھی بند ہی تھا۔ اور پھر اپنے لاد لے کو دیکھا۔ اور اسے مسکراتے دیکھ اور کی طرف پھینکا۔ وہ کھکھلا کے ہنسا۔ نیچے اتنے نائل کو آلیار

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قتل مہرین سعید

کچ کر چکا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے آلیار کو خوش ہوتا بتا رہا تھا کہ اسے اپنے ڈیڈ کی یہ حرکت بہت پسند آئی ہے۔ آلیار نے پھر سے وہی عمل دہرا�ا۔ اسے اوپر کی طرف پھینک کے وہ نیچے آنے تک اسے کچ کر لیتا۔ اور نائل آلیار شاہ کی قلقاریاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ وشه جیسے ہی کمرے سے نکلی اس کا ہاتھ دل پہ پڑا۔

"آلیار---" وہ چھختی اس کی طرف آئی۔ اور نائل کو کچ کرتے آلیار کا دھیان وشه کی طرف چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتا وشه اسے بچا کے سینے سے لگا چکی تھی۔ آلیار نے اسے دیکھا جو کہ زمین پہ بیٹھ کے نائل کو سینے سے لگائے خود کو رومنے سے روک رہی تھی۔ ناجانے کیوں وہ نائل کے معاملے میں اتنی کمزور تھی۔ آلیار شاہ سے اس نے محبت کی تھی لیکن نائل آلیار شاہ تو عشق تھا اس کا۔

نائل بھی قالین پہ بیٹھا پاس بیٹھی اپنی ماما کو آنسو صاف کرتے دیکھ رہا تھا۔ آلیار نے نائل کو دیکھا اور نائل نے آلیار کو۔ الیار نے اسے اٹھا کے دونوں طرف کنڈھوں پہ بٹھایا۔ اور بیڈ پہ کپڑے رکھتی وشه کے پیچھے وہ باپ بیٹا کھڑے ہو گئے۔ وشه مڑی تو آلیار نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ وشه نے خفگی سے ان باپ بیٹے کو گھورا۔ نائل تو اس کی گھوری پہ مسکرا رہا تھا۔ وشه نے غصے سے ناک اوپر کو چڑھاتے اسے بیڈ پہ چڑھ کے آلیار کے کنڈھوں سے اتارا۔

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

"کیوں تنگ کرتے ہیں آپ ماما کو۔" اسے سینے سے لگا کے وہ بولی۔ "یہ جناب تو دنیا میں آئے ہی آپ کو تنگ کرنے کو ہیں۔" آلیار نے اس کے سینے سے لگے نائل کو اپنی طرف کرتے کہا۔ "آپ بھی کم نہیں ہیں۔ آپ باپ بیٹا مجھے تنگ کرنے کے لیے ہی ہیں بس۔" وشه کی بات پہ آلیار نے نائل کو منہ بنانے کے دیکھا۔ وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔ آلیار نے اسے گھورا۔ اور وشه نے آلیار کو گھور کے نائل کو خود میں چھپایا تھا۔

نالزہب

ہانی اور وہ بازار گھوم رہے تھے۔ مجال ہے کہ یہ لڑکی کبھی صحیح وقت پہ اپنی چیزیں پوری کر لیتی۔ اور ساتھ ضد کر کے وہ لائی بھی کسے؟ ولی کو۔ جو لڑکیوں کی شاپنگ ہے پہلے سے ہی بیزار رہتا تھا۔

"عادت ڈالیں چوہدری صاحب۔" بیوی کو گھمانے بھی لانا ہی پڑے گا۔ ہانی نے اسے ایک بیگ پکڑاتے اس کے منہ کے زاویے دیکھ کے کہا۔ اس نے آنکھیں گھمائیں۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔" "اس کی آنکھیں یہ کہہ رہی تھیں۔" دیکھیں گے۔" ہانی نے بھی آنکھیں گھمائیں۔

وہ جیولری کی شاپ پہ آئے تھے۔ انہیں ہانی کی جیولری کلیکٹ کرنی تھی۔ وہ دوکان سے ابھی لے ہی رہے تھے کہ دو تین چور دوکان میں داخل ہوئے۔ انہوں نے سب سے پہلے کہرے بند کروائے اور

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید

فیں ماسک پہنے وہ لوگوں کو ایک طرف کرنے لگے۔ "چلو۔۔۔ چلو۔۔۔ ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔۔۔

"ہانی کی کمرپہ ایک نے آکے بندوق کی نوک رکھتے کہا۔ ہانی نے ولی کو دیکھا جو کہ خود کامنہ رومال سے چھپا چکا تھا۔ ورنہ وہ فوراً پہچانا جاتا۔

ولی کے اشارے پہ وہ دونوں ایک طرف ہو گئے۔ اب سب لوگوں میں خود و حراس پھیل گیا تھا۔ دو چور لوگوں کو گھیرے کھڑے تھے اور ایک سب سے پسے نکوار ہاتھا۔ ایک تھا جو کہ جیولری کی دکان کے مالک کو گھیر کے کھڑا تھا۔

ہانی نے ولی کی طرف اشارہ کیا اور ولی کی آنکھی اشارے پہ وہ دونوں ایک دن حرکت میں آئے۔ ہانی بھی فیں ماسک لگا چکی تھی۔ وہ جو چور لوگوں کو گھیرے کھڑے تھے ان کی بندوق ولی اور ہانی کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ ولی نے ایک دم گھوم کے تیسرے کو پکڑا اور چو تھا جو کہ جیولری کے مالک کے پاس تھا اس کی پیشانی پہ ہانی بندوق رکھا چکی تھی۔ لوگ جیرانی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے اور وہ دونوں کا ایک طرف چاروں چوروں کو گھیر چکے تھے۔ ولی نے فیں ماسک اتارا۔ ایس پی کو دیکھ کے چوروں کا پسینہ چھوٹا تھا۔ ولی نے اپنا موبائل ہانی کی طرف پھینکا اس نے فوراً حمزہ کو کال کی۔ کچھ دیر تک ہی حمزہ اور زین اس دکان میں آچکے تھے۔ ولی شادی کی وجہ سے لیوپہ تھا۔ "اے ایس پی۔۔۔ یہ میرا شکار ہے

نالزح اسپیشل واجباتِ عشق از قلم مہرین سعید

-- "ایک چور جس نے ہانی کی کمر پہ بندوق رکھی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ولی کا لہجہ ایک دم سرد ہوا۔ حمزہ نے سر ہلا دیا۔" سرجی۔۔۔ "باہر کی طرف جاتے وہ ایک دم رک کے بولا۔" اے ایس پی۔۔۔ "ولی جیپ کے قریب آیا۔" کچھ سوچتا ہوں تمہارا بھی۔۔۔ بہت چکر لگ رہے ہیں زمان صاحب کے گھر -- "ولی کی بات پہ حمزہ کی سیٹی گم ہوئی۔ اس نے زین کو گھورا۔ جو ایسے بن گیا جیسے اسے جانتا بھی نا ہو۔" میں نے انسان تجھ سے برا دشت نا ہوا۔۔۔ "ولی کی پشت کو دیکھ کے وہ زین کی طرف بڑھ کے بولا۔ جبکہ زین بھاگ کے جیپ میں بیٹھ گیا۔

ولی اور ہانی کا رلیے نکل گئے اور ایک بار پھر لی اوی کی سکرین پہ ایس پی ولی چوہدری کا ایک کار نامہ سنایا جا رہا تھا۔ وہ مسکرا کے ہانی کو دیکھنے لگا۔

واجباتِ عشق کے کرداروں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ پھر چاہے وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کو دتا حمد ان درانی ہو یا پھر اپنے کمرے میں ناچتی عینا درانی۔۔۔ (تیرے گھر آیا۔۔۔ میں آیا تجھ کو لینے پہ ہو جھوم رہی تھی۔) یا پھر کمرے میں نائل کے لیے بحث کرتے آلیار اور وشه جن کی کم ہی کسی بات پہ بنتی تھی۔ ہا پھر میر؟ جو خود تو ڈھیٹ تھا پری کو بھی کر رہا تھا۔ یا پھر مسز شاہ؟ جن کو ہمیشہ کی طرح آج بھی صرف اپنی پڑی ہوئی تھی۔ (کمرے میں پارٹی کے لیے تیار ہوتے بھی وہ نفرت سے پری کے بارے میں سوچ رہی

نالزہب اسپیشل واجباتے عشق از قلم مہرین سعید
تھیں۔) یا پھر اپنے گھر کے گارڈن میں چوہدری اور اس کی بہن جو کہ ایک دوسرے کو دیکھ کے
آنکھوں، ہی آنکھوں میں اشارے کر رہے تھے۔

ان سب کا واقعی ہی کچھ نہیں ہو سکتا۔

نہیں
نالزہب

نالزہب